مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب

... تو کئی صدی پہلے سے نادر الوجود تھا اور صرف مسلمانوں کی ہی
... نے کا دستور چلا آتا تھا اب وہ بھی ندارد ہے صرف نقال ہی بننا
... آتا ہے۔ ہان نکبت کی بدولت یہ زیادہ سننے مین آتا ہی کہ
... ہو" لیکن تاریخی واقعات کی ناواقفیت سے یہ پارٹ بھی پورے
... نہین ہوتا اسلیے زمانہ حال کے مذاق مین

علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ العباسی
وکیل عدالت — گورکھپور

مؤلف و مصنف

زاہدہ۔ المجاہد۔ فسانہ دلپذیر۔ تاریخ حکمائے یونان۔
ترجمہ قرآن مجید بزبان اردو مسمیٰ ... الارلی۔ ...
اور انڈیا اینڈ برٹش گورنمنٹ

نے

تاریخ الاسلام

قوم کے سامنے پیش کی

... کی ابتدائی کیفیت کے بعد آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
... بن عبدالملک کی خلافت تک بالتفصیل اور پھر ... بالاجمال زمانۂ موجودہ
تک ... اسلام اور اسلامی سلطنتوں کے حالات ہیں

رائےصاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز پریس لکھنؤ مین چھاپی گئی
اور م ... بخش مہتمم الوقت پریس نے گورکھپور سے شائع کی
سنہ ۱۸۹۹ء

طبع ثانی ۱۲۰۰ جلد ... قیمت فی جلد ...

تاریخ الاسلام

یہ کتاب ۱۸۹۵ء مین ایک ہزار جلد چھپی اور باوجود گرانی قیمت کے سال کے اندر فروخت ہوگئی۔ دوبارہ چھاپنے کا ارادہ نہ تھا لیکن قدردانون کے خطوط اس کثرت سے آئے کہ چھاپنا ناگزیر ہوا۔ مولف پر بھی مین نے زور ڈالا اور میرے کہنے سے اُنھون نے نہایت مستعدی سے کتاب کی نظرثانی کی۔ بہت سی باتین بڑھائین۔ مشاہیر اسلام کا ایک باب ہی جدا قایم کیا جسمین عالم۔ شاعر۔ صوفی۔ فقیہ۔ محدث بڑے بڑے اکابر اسلام کے تذکرے نہایت خوبی سے درج کیے گئے ہین۔ چند مشہور خواتین اسلام کے بھی تذکرے ہین لکھائی چھپائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کا ایکبے مین نے بہت خیال رکھا ہے۔ باعتبار سابق کے اب کتاب کا حجم دوچند کے قریب ہوگیا ہے۔ اس کتاب کی نسبت جو رائین اکابر قوم نے ظاہر کی ہین وہ بھی مین نے شروع کتاب مین درج کردی ہین۔ پہلے ناظرین وہ رائین پڑھ لین اسکے بعد کتاب کا مطالعہ شروع کرین تو اچھا تاکہ اُنکو پہلے سے معلوم ہوجائے کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہے۔ اور مولف نے یہ کتاب لکھکر قوم کی کیا خدمت کی ہے۔

خادم قوم
م۔ س بخش منیجر الوقت پریس گورکھپور۔ یکم اگست ۱۸۹۹ء

ہوسکتا ہے۔ فی الحقیقت یہ کتاب ایسی جامع اسلام کی تاریخ ہے کہ ایسی مختصر لو جامع تاریخ آجتک زبان اردو مین تالیف نہین ہوئی۔ تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزرا ہوگا جب ایک کتاب مسمی بہ تاریخ الخلفا اسلام بمبئی مین چھپی تھی لیکن اسقدر مفصل اور جامع نہین تھی جسقدر تاریخ الاسلام ہے۔ باوجودیکہ حجم مین تاریخ الخلفا سے بہ نصف ہے۔ مولف نے جس بے تعصبی سے اسکو لکھا ہے اسکا اندازہ نہایت مشکل ہے حاصکر خلفاے اربعہ رضی اللہ عنہم کے حالات دیکھنے سے کوئی شخص اندازہ نہین کر سکتا کہ مولف موجودہ فرقہ ہاے اسلام مین کون سے فرقہ کا پیرو ہے۔ جہان جو واقعات ملیشن آ سکے ہین بلا کم وکاست درج کردیے گئے ہین اور مولف نے تمام وہ وعدے پورے کر دیے ہین جو دیباچہ مین کیے تھے۔ یہ وہ کتاب ہے جسکی تعریف آنریبل بدرالدین طیب جی جیسے لایق اہل الراے نے کی ہے۔ صرف بقول آنریبل موصوف کے کاغذ اور چھپائی کا نقص باقی رہگیا ہے جو امید ہے کہ طبع آیندہ مین رفع ہوجائیگا۔ فقط ۱۱۔ نومبر ۱۸۹۵ء

خادم قوم۔ ابو الہارون محمد موسی خان۔ از دتاولی ضلع علی گڈھ

چیٹھی مولوی سید محمد قاسم صاحب گورکھپوری

مجمع عنایت اتم ببلیشر اخبار الوقت زاد لطفہ۔ تسلیم۔ تاریخ الاسلام تصنیف مولوی محمد احسان اللہ صاحب وکیل گورکھپور کو مین نے اکثر مقامون مین دیکھا۔ میری دانست مین یہ کتاب عوام کے لیے بہت مفید ہے۔ ایک یہ کہ زبان دانی اردو کی اس کتاب کے محاورات پر نظر کرنے سے بہت جلد حاصل ہوسکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اوسط درجہ کا حال اہل اسلام کا اسکے معائنہ سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے جسکے سبب سے ایک قسم کی منزوری واقفیت پیدا کرنے مین آدمی مجبور نہین ہوسکتا۔ البتہ مصنف نے ایک مورخ آزاد کے طور پر اس کتاب کو لکھا ہے اور اسوجہ سے بعض ناظرین اسپر کسی قدر کلام کرتے ہین۔ مگر کلام اُن لوگون کا مصنف کے حق مین مضر نہین ہے اسلیے کہ ازواج مطہرات کے حالات مین مصنف نے صاف بیان کردیا ہے کہ اگرچہ اُن اکابر کے بعض امور بظاہر منافی شان کے معلوم ہوتے ہین۔ لیکن غور کرنے سے صاف

سے بھی حاصل کی گئی ہین۔ ایسی حالت مین باوجود ایک فروغ یافتہ اور کامیاب اخبار کی
ہونے کے مولّف نے برکت ضبط اوقات سے استفاضہ کامل کیا ہے۔ انکی محنت و
تلاش قابل ستایش ہے اور جہان تک ماخذ کی صحت قابل تسلیم ہے ان تاریخی کتابون
کی صحت کا اعتراف بھی قرین انصاف ہے۔ قدیم کتابون کی کمیابی یا نایابی
یا مولّف کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ان ماخذون کی طرف رجوع کرے جس طرف مولّف
نے رجوع کیا ہے۔ مجھے صداقت کے ساتھ اعتراف ہے کہ ناظرین کتاب کو تاریخ الاسلام
مین نہایت مسلسل اور منتظم واقعات شیوع اسلام کے ملین گے اور اگر مخالفین اسلام
اعتساف و سبق زن سے قطع کر کے انصاف اور حق پسندی سے اس کتاب کو
دیکھین گے تو اُنکی اکثر غلط فہمیان جو اسلام اور اسکی اشاعت کے بارے مین
متوارث چلی آرہی ہین دور ہو جائینگی۔ میرا یہ خیال اگر صحیح ہو تو میری دانست
مین مولف تاریخ الاسلام کے لیے باعث فوز عظیم ہے۔

اس کتاب کی ترتیب بیان ولادت جناب پیغمبر صلعم سے جناب مرتضی کی خلافت
تک بہت عمدہ اور پسندیدہ ہے اور اُسی زمانہ کو زمانہ اشاعت اسلام کہنا بھی زیبا ہے۔
بعض علمائے سلف نے مشاجرات صحابہ پر نظر کرنے کو منع کیا ہے۔ لیکن واقعات پر
مطلع ہونے سے جو اثر انسان کی طبیعت پر ہوتا ہے اُسکی روک کسی کے اختیار مین نہین
ہے۔ مولف نے نہایت آزادی سے ان واقعات پر بحث کی ہے۔ اور اخذ نتیجہ صحیح
ایک جدا امر ہے۔ مگر مولّف کی رایون مین متانت رزانت پائی جاتی ہے۔ اور رائین کوئی
امر منافی اسلام نہین ہے۔ مجھے امید ہے کہ قوم ایسی کتاب کی قدر کرے گی۔

نور الحق۔ از دیوریا گورکھپور۔ محررہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۵ء۔

چٹھی سید مرتضی صاحب قادری مالک اخبار جریدہ روزگار مدراس

جناب من۔ مین ایک مدت سے حیدرآباد مین مقیم ہون۔ اور اخبار جریدہ روزگار
مدراس مین شایع ہوتا ہے۔ مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے جو ریویو میرے اخبار مین
شایع فرمایا ہے اُس سے مجھے پورا اتفاق نہین ہے۔ اخباری حیثیت سے اُسکے طبع
کرنے پر مجبور رہا۔ تاریخ الاسلام کو مین نے مولوی محمد اعظم صاحب عباسی سے منگا کر

دیکھا۔ مجھے نہایت پسند آئی علی الخصوص اُسکا دیباچہ مجھے ایسا دلچسپ معلوم ہوا کہ جسکا بیان اس مختصر نیاز نامہ مین ہو نہین سکتا۔ میرا قصد تھا کہ اُس دیباچہ کو اخبار مین طبع کرون مگر اُس دیباچہ کی عبارت زیادہ تھی اسکی نقل کرنے اور مدراس کو روانہ کرنیکا فکر تھا لیکن اسی اثنا مین مولوی وکیل احمد کا مضمون شایع ہوگیا جس سے مجھے پورا اتفاق نہین۔ اگر کوئی مختصر سا مضمون مولوی وکیل احمد صاحب کی راے کی تردید مین مدلل ہو اور راستی سے اخبار جدید روزگار مین شایع کرنے کے قابل ہو اور خاص مولوی احسان اللہ صاحب کے قلم سے نکلا ہو تو ضرور ارسال فرمایئے مین ضرور شایع کرنے کو مستعد و آمادہ ہون۔ ۷۔ رمضان۔ ۱۳۱۳ھ

منتخب ریویو از جناب محمد مظہر الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سابق منصف اودھ

تاریخ الاسلام اردو زبان مین اپنے قسم کی پہلی کتاب ہی۔ آج تک ہماری مادری زبان مین کوئی ایسی تصنیف نہین ہوئی ہو کہ جسمین ابتداے اشاعت اسلام سے زمانہ حال تک کی تاریخ صحت کے ساتھ درج ہو۔ ایسی کتاب مین اگر کچھ نقص رہ بھی جائے تو مصنف قابل الزام نہین ہو سکتا۔ بنی بنائی پختہ سڑک پر چلنا نہایت آسان ہے۔ بہ نسبت اسکے راستہ بھی ہمین اپنے ہی ہاتھون سے بنانا پڑے۔ اگر اس کتاب مین خوبیان اسقدر زائد ہین کہ اُنکے مقابلہ مین عیوب قریب قریب عدم کا حکم رکھتے ہین تب مصنف صرف قابل مدح کے نہین ہی بلکہ اپنی قوم کا محسن ہی اور اُسکو مصنفین کے دائرہ مین ایک اعلی جگہ ملنی چاہیے۔

ہم ہر مسلمان کو یہ صلاح دیتے ہین کہ تاریخ الاسلام کی ایک جلد خرید کرکے اپنے بچّون کے ہاتھون مین دیدین تاکہ اُنکو معلوم ہو جائے کہ اُنکے باپ دادا کیسے لوگ تھے اور جنکے ذریعہ سے دنیا مین کسقدر ترقی ہوئی۔ اگر دوسری قومون کے لوگ بھی اس نادر کتاب کو پڑھین گے تو بہت سی غلط فہمیان جو اسلام اور مسلمانون کی طرف سے اُنکے ذہن نشین ہو رہی ہین رفع ہو جائینگی۔

چیٹھی مولوی عبد اللہ احمد صاحب اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ اسکول پونہ

مخدوم و مکرم بندہ مہتمم صاحب اخبار الوقت زاد فیضہٗ۔

تسلیم۔ تجربہ دکھا رہا ہو کہ آپ کی قابل قدر تصنیف یعنی تاریخ الاسلام اپنی صداقت اور بہت سی خوبیون کی وجہ سے دلون مین گھر کرتی جاتی ہو۔ گو کوتاہ نظر حاسدون نے اسکی اشاعت کے روکنے مین جان توڑ کر محنت کی۔ مگر حق پسند لوگون کی عدم توجہی نے انھین ذلیل کر دیا۔

لیطفیئوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الحاسدون

تفصیل ذیل اشخاص کے نام تاریخ الاسلام کی ایک ایک جلد بذریعہ ویلو پی ایبل ارسال فرمائیے

المکلف عبد اللہ احمد اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ اسکول پونہ

منتخب ریویو تاریخ الاسلام از اخبار شیر ہند لاہور۔ ۲۶ دسمبر ۹۵ء

مولوی احسان اللہ صاحب عباسی وکیل عدالت دیوانی گورکھپور اس نادر کتاب کے مولف ہین آنکی تحریر کی سادگی اور بیساختگی اور برجستگی ایک زمانہ کی مانی ہوئی ہو۔ شستہ ہوئے الفاظ اور بے تکلفانہ بول چال مین یہ کتاب بھی لکھی گئی ہو واقعات بالکل صحیح لکھے گئے ہین اور مختصر پیرایہ مین ابتدائے اسلام سے اب تک کا حال لکھدیا گیا ہو کہ اسلام کیسے اٹھا اور کہان پہونچا اور کب کب پہونچا اور اب کہان کہان ہو اور کس حالت مین ہو۔ جا بجا حسب موقع اطلس نقشے بھی دیے گئے ہین اور مجمل طور پر اسلام کی ابتدائی اور موجودہ سلطنتون سے آگاہ ہونے کے لیے یہ کتاب بیشک کافی ہو۔ مولف کتاب نے دیباچہ مین لکھا ہو کہ ترجمہ قرآن لکھتے لکھتے آنکو رسول خدا صلعم کی سوانح عمری لکھنے کی ضرورت ہوئی اور سوانح عمری لکھنے بیٹھے تو تسہیل تفہیم کے لیے خلفائے اربعہ کے حالات لکھنے بھی ضروری معلوم ہوئے۔ یہان تک پہونچے تو پھر ذرا طبیعت نے اور بھی بلند پروازی کی اور اس طرح ڈیڑھ برس کی محنت مین یہ کتاب طیار ہوگئی گو اتفاقیہ طور پر لیکن فی الواقع دیکھا جائے تو ایسی کتاب کی

پبلک کو عموماً اور مسلمان کمیونٹی کو خصوصاً بہت ہی بڑی ضرورت تھی۔ اگرچہ اس زمانہ میں
تعلیم اور تعلیم نے تو بڑی ترقی کی ہے مگر اصل یون ہے کہ علم تاریخ جو مسلمانوں کی گھٹی مین
پڑ چکا تھا اُسکا بہت ہی کم چرچا ہے۔ ہندوستان مین چند عرصہ سے ناولوں کے مرض نے
ایسا قابو پایا ہے کہ شاید سنجار نے بھی اسقدر جلد کہین فروغ نہ پایا ہوگا۔ اور ناولون مین
وہ ناول ذرا زیادہ خریدار ہوتا ہے جو کچھ نہ کچھ تاریخی اثر بھی رکھتا ہو۔ اب مصنف ہین کہ ذراسا
قصہ لیا اور ناول دھر گھسیٹا اور دیکھیے کہ بکتے بکتے سارا ہی بک گیا۔ لیکن اُسکے اثر اور
مآل کو دیکھا جائے تو اول تو ایک بادہوائی تیر اور سا اثر کرے ہی کرے تو یہ کہ منچلے بھلون کو
مجنون اور فرہاد کی شاگردی کا شوق چرائے۔ عورتین دیکھ پائین تو وہ نتیجہ ہو کہ تعلیم نسوان
کے حامی اُنھہ دکھانے کے لایق ہی نہ رہین۔ غرضکہ ہماری ہمتین بھی مصروف ہوتی ہین
تو ایسی باتون کی طرف۔ مگر شکر ہے کہ ہمارے ایک واجب التعظیم عالم علوم قدیم مولینا محمد
احسان اللہ صاحب عباسی نے اس اہم کام کو اپنے زور بازو سے نباہ دیا۔ اور اچھا نباہا
خود راقم کا ایک عرصہ سے خیال تھا کہ ایک مکمل تاریخ اسلام کی ابتدا سے اسوقت
تک کی ضرور ہی لکھی جائے۔ چنانچہ کئی مرتبہ اسپر دماغی محنت بھی صرف کی گئی اور کچھ کچھ ابتدائی
حصہ بھی شاید کہین پڑا ال جائیگا۔ مگر طبیعت ہے کاہل اور دنیاوی دھندے بھی لاحق ہی رہتے
ہین اسلیے یہ ارادہ بھی یون کا یون ہی رہا اور ہمیشہ ٹلتا ہی گیا تاوقتیکہ یہ چھپا ہوا حصہ
نذر سے گذرا مولف نے اسکو جس ڈھنگ سے لکھا ہے۔ اور جس بے تعصبی کے ساتھ جا بجا
ریویو کیا ہے وہ دیکھ کر موجودہ شور انگیز زمانہ مین بیشک تعجب ہوتا ہے۔ کیونکہ ساری کتاب دیکھنے
میں بھی آپ کوئی یقینی فتوی نہ دے سکین گے۔ کہ مولف شیعہ ہے کہ سُنی یا وہابی ہے کہ نیچری۔ کتاب
ہذا کی نسبت یہ کہنا کہ دریا کو کوزہ مین بند کیا گیا ہے اگر کم نہین تو کچھ زیادہ تعریف بھی نہین۔
حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے لیکر آج تک کی اسلامی سلطنتون کے حالات اور پھر کلھم
چار سو صفحے تعجب نہ ہو تو کیسے۔ اور ہمارے خیال ناقص مین اگر ہمارے کرمفرما مولف صاحب
موصوف اگر ہمین کہنے کی اجازت دین اور بُرا نہ مانین تو اتنا عیب بھی اس کتاب مین نکلتا ہے
کہ وہ بہت ہی مختصر ہے۔ شرح و تفصیل کی تو کوئی حد و غایت مقرر نہین کی جا سکتی مگر کم
از کم ہزار بارہ سو صفحے تو ضرور ہی چاہیے تھا۔ گو یہ بھی اپنی جگہ لاجواب ہے اور بالکل نئی چیز
ہے مگر تکمیل کے ساتھ ہوتی تو اور بھی لطف آجاتا۔ دوسری بات یہ بھی مُنھہ پہ آ ہی گئی تو کہہ دینے

چاہیے کہ قیمت بھی زیادہ ہے۔ ہندوستان کا ملک اور پھر اُس میں بھی مسلمان کی مفلوک قوم اور پھر کوئی مولف یا مصنف اپنا حق تصنیف لینا چاہے تو اُسی کی قیمت کہنی چاہیے کیا خوب ہوتا کہ کوئی علمی کمیٹی ہوتی اور وہ معقول رقم پر مولف کا حق التالیف لیکر اِس کتاب کو چھپواتی اور روپیہ سوا روپیہ قیمت پر فروخت کرتی جسکا یہ نتیجہ ہوتا کہ کتاب بالعموم ہر تعلیم یافتہ مسلمان کی نظر سے گزر جاتی اور مولف کو بھی حق المحنت مل جاتا۔ مگر افسوس کہ ایسی باتیں ہندوستان کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئیں اور نہیں تو مولفین و مصنفین اپنا حق المحنت لینے کو مجبور ہیں۔

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب   دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک

بہرحال جو اخیری رائے اس کتاب پر ہی وہ یہ ہے کہ کتاب لاجواب ہے۔ عمدہ ہے۔ ضرورت کے موافق ہے اور مقبولیت کے ساتھ دیکھی گئی ہے اور جسقدر اسکی مانگ ہوا اسکے لائق ہے۔

تمہید طبع اوّل

مین کسی قانون کی شرح لکھتا۔ کوئی ڈائجسٹ بناتا یا قانونی مسائل پر کوئی مضمون لکھتا تو ایک بات تھی۔ وکالت کا پیشہ اور لکھنا مذہبی کتابین۔ ڈو ایک نہین متعدد۔ چھوٹے چھوٹے رسالے نہین بلکہ ضخیم کتابین۔ ہفتون یا مہینون کا کام نہین بلکہ برسون کی محنت۔ ناظرین کو اس سلسلۂ تالیفات پر ممکن ہو کہ حیرت ہو۔ وجہ تحریک دلچسپ واقعات پر مبنی تھی اسلیے بیان کرنا مناسب معلوم ہوا تاکہ قوم میرے کام کی قدر کرے۔ خود کو مستفید اور مولف کو ماجور بنائے۔

ہند کے مسلمان اپنے بچون کی تعلیم کا سلسلہ قرآن سے شروع کرتے ہین غالباً اور بلاد اسلام مین بھی ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہندوستان مین تو اسکی پابندی ایسی سختی سے ہو کہ شاید کوئی گھر اس سے مستثنی نہوگا جس طرح قرآن پڑھانے کا التزام ہو ویسا ہی یہبھی معمول ہو کہ شروع مین مطلب سمجھ کر نہ پڑھا جائے۔ طوطے کی طرح بچے قرآن پڑھ جاتے ہین اور پھر کہین ہزار مین ایک ایسا لڑکا ہوتا ہو جو صرف۔ نحو۔ منطق۔ معنی بیان اور فلسفہ پڑھ کر قرآن کو بامعنی پڑھتا ہو۔ دینیات کی تعلیم مین اسقدر بےپروائی تھی

مسلمانون کے لیے بہت ہی شرمناک ہی۔

شروع شروع بچّون کی تعلیم کا شوق بھلے مانسون کے دل مین ضرور پیدا ہوتا ہی۔ ہر سمجھ دار کی یہ خواہش ہوتی ہی کہ مہینون اور برسون کی تعلیم دنون اور ہفتون مین پوری ہو جائے۔ والدین کا بس نہین چلتا ورنہ وہ علم کو پانی مین گھول کر ایک ہی مرتبہ اپنے بچّون کو پلا دین اور ہمیشہ کے لیے چھٹکارا ہو جائے۔

شروع مین اسی خیال نے مجھے بھی گھیرا۔ مین نے چاہا کہ لڑکے انگریزی شروع کرنے کے پہلے پانچ ہی چھ مہینے مین معاملات اور عبادات کے متعلق شرعی مسائل سے پورے طور سے واقف ہو جائین۔ اور اسلیے ایک ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا جو حرف شناسی کے بعد ہی پڑھائی جا سکے۔ بچّون کی طبعیت کا سیلان قصّے کہانی کی طرف زیادہ ہوتا ہی اسلیے مین نے غلط یا صحیح طور پر یہ راے قایم کی کہ اسی پیرایہ مین مذہب تعلیم کیا جائے تو اچھا۔ اس خیال نے بی زاہدہ کی ایک فرضی زندگی لکھنے پر مجھے مائل کیا۔ طبعیت انگریزی ناولون کے دیکھنے سے حاضر ہو رہی تھی اور سواد جمع تھا ہی۔ دو ڈھائی مہینے مین اتنا لکھ لیا کہ اب کچھ بھی نہ لکھون تو ایک خاصہ ناول طیّار رہی۔ بے تکلّف لکھتا چلا گیا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ کتاب بچّون کے کام کی نہ رہی کتاب ختم ہونے پر معلوم ہوا کہ مذہبی تعلیم کے لیے وہ ضرور اچھی ہی۔ نوجوانان قوم جو مذہبی کتابین پڑھنے سے گھبراتے ہین اُنکی مذہبی تعلیم کا یہ ایک نیا طریقہ ضرور ہی لیکن بچّون کی حالت کے بالکل نامناسب ہی۔ انگریزی تعلیم جنکے دماغ کو خراب کر چکی ہو۔ فلسفہ کی تعلیم نے جنکے مذہبی خیالات دل سے محو کر دیے ہون اُن گمراہون کے لیے یہ کتاب بیشک ایک مشفق مُعلّم ہی۔ لیکن بچّون کے لیے اتنا اہتمام بیکار تھا

بلکہ شروع ہی سے قصہ اور کہانی کی ترغیب لڑکون کے اخلاق پر بُرا اثر ڈالنے کا احتمال رکھتی ہے۔

اب اِس خیال نے مجھے ایک دوسری کتاب کی طرف متوجہ کیا۔ میرے ذہن مین آیا کہ سیدھے سیدھے طور پر قرآن کا اُردو ترجمہ پڑھا دینا میرے مطلب کو پورا کرسکتا ہے۔ قرآن کے ترجمے متعدد ہین۔ مجھے راے قایم کرتے وقت یہ خیال نہ تھا کہ یہ تبدیل راے مجھے مفسر اور مورّخ بنانے پر منجر ہوگی۔ اُردو ترجمے جو ہاتھ مین لیتا ہون تو ہر ایک بجاے خود چیستان۔ عربی عبارت بخوبی سمجھ مین آگئی۔ لیکن ترجمہ اپنی زبان مین ہے اور پھر سمجھ مین نہین آتا۔ مین نے خیال کیا کہ اِن ترجمون کا پڑھانا پھر بھی بچون کو طوطا مینا بنانا ہے۔ اب مین نے نہایت استقلال سے یہ راے قایم کی کہ ایک ترجمہ قرآن کا مین خود لکھون اور اُسکی ترتیب اس طور پر ہو کہ ایک جُدا کتاب معلوم ہو۔ جس طرح اُردو کی تمام مذہبی کتابین ہین اسی طرح یہ قرآن بھی ایک جُدا کتاب ہو اور عام فہم ہو۔ شروع سے آخر تک طالب علم سلسلہ وار بے تکلّف پڑھتا اور سمجھتا چلا جائے۔ میرا ارادہ تو یہ ہوا کہ اصل قرآن کا ترجمہ ایک کتاب کی صورت مین لکھا جائے لیکن ضعف خیال سے اس بدعت حسنہ پر جُراَت نہ کرسکا۔ اب ترجمہ یون شروع ہوا کہ ایک کالم مین اصل قرآن عربی کا اور دوسرے کالم مین اُردو زبان مین اُسکا ترجمہ۔ قرآن جسوقت نازل ہوا تھا اُسوقت اُسپر شرح یا حاشیہ کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن وقت کے گذر جانے اور حالات کے متغیر ہوجانے سے اب یہ حالت ہے کہ ترجمہ کتنا ہی صاف ہو بغیر شرح کے اکثر مقامات سمجھ مین نہین آتے اسلیے نیچے حاشیہ بھی لکھنا پڑا اور جس کتاب کو مین ترجمہ سمجھتا تھا وہ تفسیر ہوگئی۔

ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ میری محنت اور ذمہ داری کی نوعیت اب کیا ہی - کام شروع کرچکا تھا اسلیے منھ موڑنا مناسب نہ معلوم ہوا - سورہ بقر ختم ہونے نہ پائی تھی کہ میرے احباب سے نے میرے خیالات کی تائید کی اور اس تائید نے میرا حوصلہ بڑھایا - لوگون نے ترجمہ کو چھپوا کر شایع کرنے کی مجھے صلاح دی اور مجھے ماننا ہی پڑا - پہلے اپنے بچون کی تعلیم مقصود تھی اور اب تمام قوم کے بچون اور بڑے بڑے بوڑھون کو فائدہ پہونچانا مدنظر ہوا - بعض دوستون نے مجھے راے دی کہ ایک مطبع جاری کیا جائے اور اخبار نکلے تو کتاب گھاتے مین چھپ جائے گی - مین یہ بار عظیم اپنے سر کب لیتا لیکن میرے عنایت فرما منشی محمد سعید نے کمرہمت باندھی اور کہا تم روپیہ دو اور یہ سمجھو کہ قرض دیا - اہتمام مین کرتا ہون - میری مستعدی اور میری مالی مدد سے منشی صاحب نے اخبار اور مطبع جاری کیا - آلوقت (اخبار) نکلنے لگا - الوقت کے اہتمام سے ہمارے عنایت فرما کو کہان چھٹی کہ اس تفسیر کی طرف اُنکو توجہ ہوتی - اخبار کی کثرت اشاعت اور نا دہندون کی بھرمار سے اُس بیچارے کی عافیت تنگ تھی - اگر مین اپنے قرض کا خدانخواستہ مطالبہ کرتا یا اب کرون تو اُس بیچارے کا کہین ٹھکانا نہ لگے - ایک غلطی یہ بھی ہوئی کہ باوجود کثرت کار کے قرآن کی اشاعت بھی شروع ہوگئی - جنکے پاس پہلا پارہ پہنچا اُنکو دوسرے کا انتظار ہی - تقاضے کے خطوط میرے پاس بھی چلے آتے ہین - صلاح نشد بلا شد - نیک نامی تو کیا ہوتی تمام ہندوستان مین میری سہل انگاری ثابت ہوگئی - کسی قدر زیادہ توضیح کے ساتھ اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت اسلیے ہوئی کہ اس سے اچھا موقع مجھے اپنی صفائی بیان کرنے کا نہ ملتا - تین برس ہوئے سورہ بقر شایع ہوئی تھی اور آج تک

صرف دس ہی بارے شایع ہوئے ہین۔

تطبیع پر بالکل الزام نہین ہی۔کچھ میرے تبدیل خیال کو بھی اسمین دخل ہی
قرآن کا پورے طور پر سمجھنا پیغمبر خدا کے وقت کے حالات جاننے پر بہت کچھ منحصر
ہی اسلیے قرآن کا ترجمہ ختم نہین ہوا تھا کہ مین نے پیغمبر خدا کے حالات لکھنے شروع
کر دیے اور ارادہ یہ ہوا کہ ایک مختصر سا رسالا قرآن کے ترجمہ کے ساتھ شایع کیا جائے
آنحضرتؐ کے حالات لکھنے کے بعد کچھ ایسی دلچسپی بڑھی اور جی چاہا کہ خلفاے
اربعہ کے حالات بھی منضبط کیے جائین تو اچھا۔ پھر اسکے بعد تاریخی مذاق پیدا ہوا
اور یہ راے قایم ہوئی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے زمانہ حال کے مسلمانون تک
سلسلہ وار تاریخی حالات منضبط کیے جائین اور ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو آپ
اپنی نظیر ہو۔ اس خیال نے مجھپر اتنا بار ڈالا کہ نوک قلم سے بیان نہین ہوسکتا۔
کتاب دیکھ کر ناظرین خود ہی اندازہ کرلین گے۔

اس خیال نے مجھے ترجمہ قرآن کی اشاعت سے بالکل روک دیا اور مین تاریخ
لکھنے کو ہمہ تن مصروف ہوگیا۔کئی تصنیفین میری ناتمام تھین اسلیے مین نے یہ قصد
کیا کہ اس کتاب کے چھپ جانے تک مین کسی سے کوئی تذکرہ نہ کرون۔ ہلال بدر
بننے تک چھپا رہے اور پھر نکل آئے تو اچھا جس کوشش اور مستعدی سے مین نے
اس کام کو شروع کیا تھا مین سمجھتا تھا کہ یہ کتاب فی الواقع ایسی ہی ہوگی جیسی مین نے
ابھی تمثیل دی۔لیکن افسوس کہ مین اپنے ارادون مین پورے طور پر کامیاب ہوسکا
بے زری یا عدیم الفرصتی کا تو چندان گلہ نہین ہی۔گلا اپنی طبیعت سے ہی کہ وہ اتنا بار
نہ اُٹھا سکی جتنا مین نے پہلے اندازہ کیا تھا۔اور کچھ یہ بھی خیال ہوا کہ بھلا ایک کتاب

توکسی طرح شایع ہوجائے منصوبہ ہی منصوبہ ٹھیک نہین اسی اثنا مین لکھنو کے
ایک صاحب مجھ سے ملنے آئے اور دو سو صفحے پروف شیٹ کے دیکھنے کو اُٹھا لیگئے
پھر یہ سنا گیا کہ وہ پرچے لکھنو پہونچ گئے۔ دبیر اور انیس اپنے شاگردون سے تمام عمر
خایف رہے یہین ڈر اکہ لکھنو کے کسی عیار کے قبضہ مین وہ پرچے آگئے اور مجھ سے
پہلے اُسنے استنے ہی شایع کردیے تو میری تمام کوششین بیکار ثابت ہونگی۔ اس
خیال نے مجھے اور بھی نامناسب عجلت پر مائل کیا۔

تاریخ نویسی کے لیے پچھلی کتابون کا ذخیرہ اور موجودہ حالات سے واقفیت
یہ دو باتین بہت ضروری ہین۔ پہلے توبغیر توسل شاہی کے تاریخ لکھنا ممکن ہی نہ تھا
لیکن اب مطابع کی کثرت نے اہل علم کو شاہی کتب خانون سے کسی قدر بے نیاز
کر رکھا ہی لیکن پھر بھی کہان تک۔ سوقت الشیوع پرچون کی کثرت نے تمام دنیا کی
خبرون کی اشاعت کا ٹھیکہ لے رکھا ہی گو انکی صحت مین کبھی کبھی کچھ تامل ہوتا ہی۔ انھین
آسانیون نے مجھے استنے بڑے کام کی جرأت دلائی۔ مگر پھر بھی مجھے چند وجوہ سے
آخر آخر اس امر کا تجربہ ہوا کہ شخص واحد اتنا بڑا کام بہ مشکل انجام دے سکتا ہی۔ اٹھارہ
صدی تک مستند کتابون سے حالات کا منتخب کرنا میرا کام تھا جسمین مین نے
حتی الوسع کوشش کی اور کامیابی حاصل کی۔ واقعات نہایت صحت کے ساتھ درج
کیے گئے۔ نہایت بے تعصبی سے واقعات لکھے گئے اور اُن پر رائین ظاہر کی گئین
ناظرین کو غور کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ مولف اپنے کو صرف محمدی سمجھا ہی۔ نہ کسی فرقہ کا
وہ پیرو ہی اور نہ مذہبی تعصب کے جوش مین نامنصفانہ امر لکھنا پسند کرتا ہی۔

انیسوین صدی کے حالات بھی نہایت اہتمام سے منضبط کیے گئے ہین۔

لیکن جن ذریعون کو مین قابل وثوق سمجھا ممکن ہو کہ آئندہ چل کر وہ غیر معتبر ثابت ہون - اسلیے یہ محض احتیاط کا درجہ ہو کہ انیسوین صدی کے حالات کی نسبت مین اتنا وثوق ظاہر نہین کرتا جتنا کہ اُسکے پہلے کے حالات بالکل یقینی اور احتمال صدق وکذب سے میرے نزدیک بہت زیادہ مبرا ہین -

مین نے یہ چاہا تھا کہ تمام دنیا کی اسلامی ریاستون سے بذریعہ مراسلت صحیح حالات دریافت کیے جائین - زمانہ موجودہ کی آسانیون پر نظر ڈال کر اس ارادہ مین کامیاب ہونا کوئی امر مشکل نہ تھا لیکن عجلت نے اجازت ندی اور یہ بھی ایک خیال پیدا ہوا کہ جب اس کتاب کی طبع ثانی کی نوبت آئے گی تو اس قسم کے سواد نہایت آسانی سے بہم پہونچ سکین گے جب تک مین اور میری تالیف گمنامی کی حالت مین ہو ممکن ہو کہ میری عرضداشت کیسے ہی پر اثر الفاظ مین کیون نہ ہو حصول مدعا کے لیے ناکافی ثابت ہو-

محمود غزنوی کے وقت سے عربی اور فارسی کے الفاظ سنسکرت کے ساتھ ملنے لگے اور اس طرح جو بھاکھا طیار ہوئی اسمین شاہجہان کے وقت مین ایک تغیر عظیم لاحق ہوا اور اب وہ بھاکھا اردوے معلی کی صورت مین آگئی - مغلون کی سلطنت زائل ہونے پر ممکن تھا کہ یہ زبان بھی مٹ جاتی لیکن اس نئی زبان کی مقبولیت بھی حیرت انگیز ہو کہ روز بروز اسکو نمو ہی - اور اب تمام ہندوستان کی ملکی زبان اگر ہو سکتی ہو تو یہی اُردو ہی - شاہجہانی فوج کی زبان اُردو تھی - شاہجہان اور عالمگیر کے وقت مین شاہی فوج تمام ہندوستان مین پھری اور ہر جگہ اپنا رنگ جماتی آئی - یون تو تمام ملک کی یہ زبان ہی لیکن صحت اور لطافت کے اعتبار سے دلی اور لکھنؤ

بس انھین دو مقامات کو اہل زبان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ پہلے دلی کا نمبر اول تھا لیکن اب شعر و شاعری کی کثرت سے لکھنو کی زبان دانی بڑھا چاہتی ہے۔ مین نے اس امر کا اہتمام کیا کہ میری تاریخ لکھنو کے روزمرّہ مین لکھی جائے اور آیندہ چل کر یہ معلوم ہو کہ مولف کے وقت مین اُردو زبان کہان تک ترقی کر چکی تھی۔ اس خیال نے مجھے اور بھی دقت مین ڈالا۔ محض لکھنے پڑھنے سے اہل زبان ہونا مشکل ہے۔ مین خیر سے نہ دہلوی ہون اور نہ لکھنوی ہون۔ اُردو زبان کے مواد بھی ایسے درست نہین ہین کہ اُنکے ذریعہ سے کچھ کام چل سکے۔ حضرت جلال لکھنوی نے دو چار رسالے خاص اس بیان مین لکھے ہین رفع ضرورت کے لیے تو وہ کافی نہین ہین لیکن پھر بھی مجھے ممنون بنانے کے لیے بہت ہین۔ اپنے نزدیک تو مین نے بہت کوشش کی ہے لیکن مین نہین کہہ سکتا کہ اہل زبان میرے چھوٹے مُنھ اور بڑی بات کو کہان تک سکوت کے ساتھ سُن سکتے ہین۔

اب مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ تاریخی معلومات مین نے کیونکر بہم پہنچائی۔ ظاہر ہے کہ کوئی خاص کتاب میرے تمام اغراض کو کافی نہ تھی اسلیے عربون کے حالات عربی کتابون سے لیے گئے۔ شاہان عجم کے حالات لکھنے مین مین نے فارسی کتابون کو ترجیح دی۔ شہرون کے نام اور ملکون کے نقشے اور جغرافیہ کے متعلق انگریزی کتابون کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور پچھلے حالات کے لکھنے مین بھی انگریزی کتابون سے بے نیازی نہین ہوسکی۔ پُرانے نامون کو نئے نامون سے مطابق کرنے کی غرض سے بھی انگریزی کتابون کی ضرورت ہوئی۔ غیر قومون کے خیالات دریافت کرنے کو بھی انگریزی کتابین دیکھی گئین تاکہ جابجا مخالف رایون

کی تردید بھی کی جائے - لیکن انگریزی کتابون سے پُرانے زمانے کے حالات کا انتخاب نہین کیا گیا - اور جن مورخون نے ایسا کیا ہو غلطی کی ہو - انگریزی کتابون کا ماخذ یہی عربی کتابین ہین - عربی اور فارسی تاریخون سے اپنی علمی استعداد کے مطابق اور قومی تعصب کے انضمام کے ساتھ جو واقعات یوروپین مورخون نے نقل کیے ہین اُنپر ایک مسلمان مورخ کو اپنی تالیف کا مبنی کرنا بہت ہی شرمناک بات ہو -

اردو اور انگریزی کی چھوٹی چھوٹی کتابون اور موقت الشیوع رسالون سے قطع نظر کرکے مین اُن بڑی بڑی کتابون کے نام لکھتا ہون جنسے مین نے تاریخی معلومات حاصل کیے ہین -

نمبر شمار	کتابون کے نام	زبان
۱	تاریخ ابن اثیر	عربی
۲	تاریخ ابن خلدون	عربی
۳	الشجرۃ المحمدیۃ	عربی
۴	ترجمہ تاریخ طبری	فارسی
۵	روضۃ الاحباب	فارسی
۶	روضۃ الصفا	فارسی
۷	تاریخ فرشتہ	فارسی
۸	ترجمہ قرآن سیل صاحب	انگریزی
۹	گبن صاحب کی تاریخ اسلام	انگریزی

نمبر شمار	کتابوں کے نام	زبان
۱۰	سلسلۂ تاریخ رومن امپائر	انگریزی
۱۱	تاریخ اسپین	انگریزی
۱۲	تاریخ ٹرکی	انگریزی
۱۳	تاریخ ہند	انگریزی

محمد احسان اللہ

۳۰۔ جولائی ۱۹۵۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

حقیقت اسلام

کوئی سمجھے تو دنیا کی ہر ایک چیز نمونہ قدرت ہی اور سوچے تو ہر ذرّے سے صنعت کردگار ہویدا ہی۔ کن کن چیزون کا نام لیا جائے۔ آفتاب - ماہتاب ستارے - زمین - ابر - دریا - پہاڑ - آگ - پانی - ہوا - مٹی - حیوانات نباتات - جمادات وغیرہ وغیرہ ہر ایک بجال خود تماشہ - اور بجائے خود ذریعہ معرفت ہی انکے آنکھون سے دیکھنے والے تو سب ہی ہین - لیکن غور کرنے والے کم ہین۔

مثلاً تغیر موسم کہ وہ خود ایک تماشہ ہی - ابھی گرمی تھی سارا جسم ٹپکا جاتا تھا - کہ دفعتاً ہوا چلی - ابر گھرا - مینہ برسنے لگا - زمین سے آسمان تک کرہ نار تھا اور دم ایک منٹ مین طبقہ زمہریر ہوگیا - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چلے آتے ہین - زمین سطح آب کی طرح سپید ہو رہی تھی کہ نباتات نے زمین سے اپنا سر نکالا - بوئے ہوئے بیج دو ہی چار روز مین جم گئے - سبزہ زمردین سے تمام زمین بھر گئی - درختون مین بھی نئی نئی کوپلین نکلین - جامہ سبز پہن کر تمام درخت اکڑے ہوئے کھڑے ہین۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفترے است معرفت کردگار

برسات کے موسم جانے پر جاڑے کا موسم شروع ہوا اور جاڑے کے بعد گرمیاں آئین - جاڑون مین جو چیزین انسان کو پیاری تھین وہ گرمیون مین خود بخود بیکار ہوکر نظرون سے گر گئین - برسات مین یہ سمجھا گیا تھا کہ پانی نباتات کی جان ہی - جاڑے کی شب شبنم کی وجہ سے نصف برسات ہی لیکن پھر بھی سبزہ زار زندگی سے ناخوش ہی اور اپنی صورت سے بیزار ہی - درختون کے پتے گر گئے ہین سوکھی ٹہنیان کھڑی موسم بہار پر ماتم کر رہی ہین یا آیندہ بہار کے خیر مقدم کے لیے برہنہ تن خوابگاہ سے دوڑی چلی آتی ہین -

جاڑون مین تو کچھ شبنم کا آسرا تھا اب چیت کی ہوا نے اُسسے بھی الگ کیا - زمین جیسی دن کو خشک ویسی ہی رات کو خشک - پچھوا ہوا نے سطح زمین کو سوکھی راکھ سے مشابہ بنا دیا ہی - قیاس چاہتا ہی کہ سبزہ برسون دیکھنے مین نہ آئیگا کہ دفعتاً تغیر موسم نے اپنا زور دکھایا - موسم برسات سے بھی کہین زیادہ خوشنما حالت مین سرون پر پھولون کے تاج رکھے ہوئے نئی پتیان نمودار ہوئین دنیا کے انقلابات کا بظاہر ایک سبب ہی لیکن وہ سبب محض تسکین قلب کے لیے ہی - نہ کوئی کلیہ ہی اور نہ کوئی معین قاعدہ ہی - جو حالت پیدا ہوتی ہی انسان اُسکے لیے راے قایم ہی کر لیتا ہی اور اس جھوٹھ سونٹھ کی راے زنی کو وہ انتہاے علم یا کمال دانش سمجھتا ہی لیکن جو جتنا ہی سمجھدار ہی وہ اُتنا ہی معاملات دنیا مین اپنی راے کو ناقص اور عقل کو ناکافی محض سمجھتا ہی -

علم طب کے پڑھنے والے اور علم تشریح کے واقف کار دنیاوی انہماک سے فرصت نہین پاتے ورنہ صنعت کردگار کے معائنہ سے دیوانے بنجائین انسان پیدا ہوا۔ بڑھا۔ جوان ہوا۔ بوڑھا ہوا۔ کمزور ہوا اور مرگیا۔ اور کبھی چلتے چلتے گرا او ما قبل از وقت مرگیا اس دوران مین اُسکی حالت مین بے انتہا تغیرات ہوتے ہین جنہین سے اکثر اُسے خود محسوس نہین ہوتے۔ خود اُسکی ترکیب جسم کے متعلق ایسے ایسے راز اور ایسی ایسی حکمتین ہین کہ تمام دنیا کا علم حاصل ہونے پر بھی انسان اپنے کو پہچان نہین سکتا۔ اور نہ اپنے جسم کی ماہیتون کا مدرک کامل بن سکتا۔ اللہ اللہ کچھ ٹھکانا ہی جس طرح آنکھ کے تل مین تمام عالم سمایا ہوا ہی۔ اسی طرح انسان جزو ضعیف تمام قدرت کا ایک خلاصہ ہی۔ یا دوسرے معنون مین کہیے تو قادر مطلق کی بے انتہا صنعتون کا ایک ادنی نمونہ یا باغ عالم کا ایک ادنی شگوفہ ہی

بہرحال انتظام عالم پر غور کیا جائے۔ خود اپنے وجود اور ترکیب جسم پر لحاظ کیا جائے۔ دنیا کے انقلابات اور عالم کے موجودات پر بغور نظر ڈالی جائے تو ان تمام چیزون مین کم سے کم ایک قوت کا ادراک تو ہر فرد بشر کو ہوگا اور یہ معلوم ہوگا کہ اُسی قوت سے چیزون کا وجود قایم ہی۔ پھر اس وجود کے اسباب پر غور کیا جائے تو ہر ایک اپنے پندار کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور سمجھ لیگا سو چنے والے ذرا بھی سوچین تو ان قوتون کو جدا جدا خالق ماننے کی جرات نہ کرین گے اور نہ یہ کہہ سکین گے کہ یہ اسباب باہم ایک دوسرے سے بے تعلق ہین۔ اب یہ قوتین بہ حیثیت مجموعی یا یہ اسباب بہ شکل واحد کسی قوت یا سبب پر خواہ مخواہ منتہی ہونگے بس اسی علۃ العلل کو اسلام مین الہ یا خالق سے تعبیر کرتے ہین اور اُسی ذات واحد کو مختلف اعتبارات سے

قادر مطلق۔ رب رحیم۔ رزاق وغیرہ وغیرہ پیارے ناموں سے پکارتے ہین

وحدانیت

اسلام پہلے یہ سکھاتا ہی کہ مختلف قوتون کو تم اللہ نہ کہو اور نہ مختلف اسباب کو خالق سمجھو۔ یہ ضرور مانتا ہی کہ اللہ نے ہر چیز کے عدم یا وجود کے لیے اسباب بنا رکھے ہین عملی طور پر ان اسباب کے خلاف نہین ہوتا۔ ان اسباب پر غور کرنا انسان پر فرض ہی بلکہ ایک قسم کی عبادت یہ بھی ہی۔ لیکن اسلام یہ تسلیم نہین کرسکتا کہ خالق مطلق نے عالم کو پیدا کرکے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ دنیا کا گورکھ دھندھا بنا کر وہ خود در حجرہ معطل بن بیٹھا۔ بیشک اللہ اس بات کو پسند نہین کرتا کہ وہ اسباب سے قطع نظر کرکے ہر وقت اپنے اختیار تمیزی کو نافذ کرتا رہے۔ علم اور تجربہ کہتا ہی کہ خدا ایسا نہین کرتا۔ لیکن یہ کہنا کہ وہ چاہے جب بھی نہین کرسکتا۔ چھوٹا منھ بڑی بات ہی۔

توضیح وحدانیت

خدا کو واحد اور قادر مطلق ماننے مین جو مصلحت ہی اُسے یون سمجھ سکتے ہین دنیا مین جتنی باتین وقوع پذیر ہوتی ہین اُنکے لیے ایک نہ ایک سبب ضرور ہوتا ہی۔ سبب یا تو ایسا ہی کہ انسان اُسکو بادی النظر مین یا ذرا غور کے بعد سمجھ سکتا ہی یا ایسا ہی کہ انسانی عقل اُسکے ادراک سے عاجز ہی۔ آخر الذکر صورت مین لبسا اوقات انسانی کمزوری گمرہی کی طرف منجر ہوتی ہی۔ مثلاً بیماری کی حالت مین طبیب کے پاس جانا۔ عطار سے دوا مانگنا۔ حجام کی خوشامد کرنا بیجا نہین ہی کیونکہ دنیا عالم اسباب ہی اسباب کا محتاج بنا گویا قانون قدرت کے بالکل موافق ہونا ہی۔ لیکن بیماری کو خطرناک سمجھ کر اسباب ظاہر سے چشم پوشی کی جائے اور کسی جاہل کے کہنے سے بیمار اپنے جسم کے برابر دھاگا ناپ کر پیپل کے درخت مین لپیٹ آئے اور یہ امید

رکھے کہ پیپل شفا بخشنے مین اپنا اثر دکھائے گا تو یہ عقلاً بہت معیوب ہی اور اسلام
اسکو شرک بتاتا ہی اور صاف صاف کہتا ہی کہ" انھین کم فہمیون کے مٹانے کے
لیے مین زیادہ تر ضروری سمجھا گیا ہون"۔ یعنے اسباب ظاہر ہوتے ہوئے کسی شی کو
بے وجہ قادر مان لینا قادر مطلق کی قوت سے انکار کرنا ہی اور اسی کو اصطلاح شرع
مین کفر کہتے ہین یا ایسی ہی حالت مین کسی کو اللہ کا ساتھی سمجھ لینا شرعی اصطلاح
مین شرک کہلاتا ہی۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ کفر و شرک نوع انسانی کے لیے کیون
مضر ہین۔ جس طرح عالم اسباب ظاہر مین بسا اوقات حاکم وقت کی اطاعت لازم
ٹھہرتی ہی بغیر اسکے انسان کو آرام میسر نہین آسکتا ویسے ہی اسباب مخفیہ مین ایک
قوت (اللہ) کو قادر مطلق ماننا۔ صبر۔ قناعت۔ دلجمعی اطمینان کا سبب ہوتا ہی اور
لوگ سمجھ سکتے ہین کہ بغیر ان باتون کے سچی خوشی جسکی احتیاج سے کوئی بے نیاز
نہین ہوسکتا کسی طرح حاصل نہین ہوتی۔ اس کتاب مین مذہب کو لامذہبی
پر ترجیح دینا نہین ہی بلکہ صرف یہ دکھانا ہی کہ مذہب اسلام کیا شی ہے اور
اس لیے اس بحث پر صرف اسی قدر لکھنا ہی جسقدر اسلام کی ماہیت دریافت
کرنے مین نفس مذہب کا مفہوم جاننا ضروری ہی کیونکہ " اللہ ایک ہی " (لا الہ الا اللہ)
اسکا مطلب یہ نہین ہی کہ دو تین اللہ نہ سمجھو بلکہ پہلے یہ سمجھو کہ دنیا مین جتنی
باتین ہوئین۔ ہورہی ہین یا ہونگی ان سب کا سبب صرف وہ قوت ہی جسکو مسلمان
اللہ کہتے ہین اور چونکہ وہ ایسی قوت یا ایسا سبب ہی جہان تمام قوتین یا اسباب
منتہی ہوتے ہین اسلیے اس قوت یا سبب کا قادر مطلق ہونا لازم ہی اور کسی کو
قادر مطلق نہین کہہ سکتے جب تک اُسکے شریک یا ہمسر کا وجود ممتنع نہ ہو۔

لاالہ الااللہ

تحتہ سے لاالہ الا اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام امور دنیاوی میں اللہ ہی سبب سمجھا جائے۔ خدا کی عظمت اور جلالت کسی حالت میں کم نہ ہو۔ عملی طور پر یہ دکھا دیا جائے کہ کلمہ گو کے دل سے کسی انسان یا حیوان کا خوف یا دنیاوی طمع اللہ کے قادر مطلق ہونے کے علم اور یقین کو ذرا بھی کم ہونے نہیں دیتی۔ مسلمان کسی سے ڈرتا ہے تو صرف اسی حالت میں کہ وہ ڈرنے کو اپنے اوپر شرعاً فرض جانتا ہے۔ بیجا خوشامد۔ بےموقع چاپلوسی۔ نارواتمامی یہ سب اہل اسلام کا شعار نہیں ہے۔ باینہمہ اہل اسلام جائز امور میں فرمانروائے وقت کے مطیع اور زیر حکم رہنے کو بھی طیار رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس خصوص میں نص قرآنی "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" تاویل کی گنجایش نہیں رکھتی۔ اسلام جو شجاعت تعلیم کرتا ہے اسکا اقتضا یہ ہے کہ اگر لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ قرآن میں نہ آتا تو اہل اسلام بوقت ضرورت سانپ ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ شیر کے منہ میں کلائی ڈال دینے یا دریا میں کود پڑنے میں بھی دریغ نہ کرتے۔ غرض کہ موحدین کی شان سے ہے کہ وہ اللہ کو ہر دم حاضر اور ناظر سمجھیں اور یہی ان تمام ترقیون اور کمالات کی جڑ ہے جو پچھلے مسلمانون کی طرف منسوب کیے جاتے ہین۔ زمینداروں کے نزدیک تحصیلدار مالگزاری خدائے حلقہ سمجھا جاتا ہے لیکن معائنہ تحصیل کے لیے کوئی چھوٹا سا مجسٹریٹ ضلع یا کمشنر قسمت آجائے تب دیکھیے کہ تحصیلدار ہے کہ ادنی چپراسی کی وقعت بھی عوام کی نظرون مین نہین رکھتا تھوڑی دیر کے لیے اُسکی حالت بدل جاتی ہے۔ مشعل کے آگے چراغ کی روشنی زائل ہوئے بغیر نہین رہتی۔ دن مین سورج کے سامنے مشعل کی کیا مجال کہ اپنی روشنی پھیلا سکے۔ اور یہ تو ضرب المثل ہو رہا ہے کہ نقارخانہ مین طوطی

کی آواز کون سُنتا ہی- بس یون ہی سمجھنا چاہیے کہ اللہ کو پورے یقین کے ساتھ
حاضر- ناظر اور قادرِ مطلق جاننے والون کو پھر کوئی دوسری شی قابل لحاظ معلوم نہین
ہوتی- ایسے لوگ نہ خوف بیجا کو قریب آنے دیتے نہ ناحق کی طمع دل مین رکھتے-
جھوٹ- چوری- زنا- غیبت- کبر- لالچ- بغض- حسد- وغیرہ وغیرہ اخلاق
مذموم ایسے اس طرح فرار کرتے ہین جس طرح تاریکی شب سے نور اور حرارت
آفتاب سے شبنم منھ سے موحد بنجانا تو آسان ہو لیکن دل سے اور یقین سے
موحد ہونا ذرا مشکل ہی اور اس زمانہ مین تو بہت ہی مشکل ہی- اسلام نے یہ سمجھایا ہی
کہ کافر کلمہ پڑھنے سے ایسا ہو جاتا ہی گویا وہ آج مان کے پیٹ سے نکلا- توحید
زبانی کوئی چیز نہین ہی ہان سچے دل سے اگر مانی جائے تو آدمی کی ماہیت
اُس سے بدل جاتی ہی- سانپ جس طرح کینچل سے نکل کر نئی حالت پیدا کرتا ہی
اُسی طرح انسان بھی موحد بننے سے ایک نئی دنیا مین آجاتا ہی- اس توحید سے
کچھ ایسے خیالات حمیدہ اور عقاید حسنہ پیدا ہوتے ہین کہ انسان اپنی پہلی حالت
سے کوئی نسبت ہی نہین رکھتا- سچے اسلام نے اپنا جلوہ دکھایا نہین کہ جبن جاتا رہا
ہمت بڑھ گئی دل و دماغ مین قوت آگئی خیالات مین تازگی اور شادابی پیدا ہوئی
حق اور باطل مین تمیز ہونے لگی- تاریکی خیالات زائل ہوئی- مختصر یہ کہ اسلام سے
دفعتاً نوعیت ہی بدل گئی- کسی گاؤن کے دو بھائیون سے ایک کاشتکاری کے
کام مین گھر پر چھوڑ دیا جائے اور چھوٹا کیمبرج یونیورسٹی مین تعلیم پانے کے لیے
انگلینڈ بھیجدیا جائے- اب آٹھ دس برس کے بعد چھوٹا بھائی اپنے گھر واپس آئے
تو ظاہر ہی کہ اُسکے بھائی کو اس سے کوئی نسبت نہ ہوگی- انگلینڈ کی تعلیم اور صحبت

پچھلے لڑکے پر کچھ ایسا اثر ڈال دے گی کہ اُسکی فطرت ہی بدلی ہوئی نظر آئیگی اس سے کہین زیادہ حیرت افزا وہ ترقی تھی جو ابتداءً اسلام کی بدولت آناً فاناً عرب اور اُسکے گرد و نواح کے باشندون کو حاصل ہوئی۔ مسلمانون کی صحبت نصیب ہوتے ہی تمام باتون مین زمین و آسمان کا فرق ہوجاتا تھا۔ سبب صرف یہ تھا کہ پیغمبر خدا کے اثر صحبت سے لوگ توحید کے معنی سمجھتے تھے اور اُسپر دل سے یقین کرتے تھے اور بے تکلف اس قابل تھے کہ اپنے یقین کو فیض صحبت سے دوسرون کی طرف منتقل کرسکین۔

"تصدیق رسالت کے ساتھ مُنہ سے کلمہ توحید کہنا اور دل سے اُسپر یقین کرنا اسلام کے لیے کافی ہے" یہ تو ایک مسلم بات ہوئی۔ اب گفتگو یہ ہے کہ یقین یا تصدیق بالقلب کیا شی ہے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ جو شخص بغیر انفعال بڑے بڑے معاصی کا مرتکب ہے وہ ہرگز مومن نہین ہے اور حجت یہ کی ہے کہ خدا کو سچّے دل سے حاضر اور ناظر جاننے والا یا دل کی آنکھ سے اُسکا دیکھنے والا ارتکاب جرایم کرہی نہین سکتا۔ اگر کسی فوری اثر یا دیوانہ وار جوش کی وجہ سے وہ جادۂ اعتدال سے کبھی پھر بھی گیا تو خدا کا خیال اُسے پھر اپنی اصلی حالت پر ضرور کھینچ لائیگا اسی بازگشت کو اصطلاح شرع مین توبہ کہتے ہین ایک شخص مُنہ سے تو کلمہ پڑھتا ہے لیکن اُس کے افعال بالکل مسلمانون کے سے نہین ہین اگر یہ مسلمان ہے تو پیغمبر کے زمانہ مین منافق کسکو کہتے تھے۔ منافق وہ تھے جو خوف طمع یا مصلحت سے کلمہ تو پڑھ لیتے تھے لیکن اُنکے دل مین کچھ بھی اسلام کا خیال نہ تھا۔ اب زمانہ حال کے مسلمان اپنی طبیعتون پر غور کرین کہ وہ کلمہ گو محض اسلیے ہین کہ اُنکے باپ دادا یا کنبے ناتے

والے کلمہ گو تھے یہ بھی انکی تقلید کرنے لگے یا کہ وہ خود اس طرح توحید کے دلدادہ ہین کہ اگر مسلمان گھرانے مین وہ پیدا نہ ہوتے جب بھی توحید کی محبت انھین اسلام کی طرف ضرور کھینچ لاتی۔ اب ہر شخص بطور خود فیصلہ کرے کہ اُسکے اسلام کی نوعیت کیا ہی۔ یہان اس زمانہ کے اسلام پر کوئی لکچر دینا نہین ہی۔ لیکن اسقدر لکھنا بھی بیموقع نہین ہی کہ زمانہ گزشتہ کی حالت کچھ ہی ہو اس زمانہ مین مُنھ سے کلمہ پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے ہرگز کافی نہین ہی۔ وہ زمانہ انھین زمانہ والون کے ساتھ گیا کہ ادھر کلمہ پڑھا اُدھر فیض صحبت سے کلمہ کا مفہوم دل پر کالنقش فی الحجر کندہ کردیا اور تصدیق خود بخود حاصل ہو گئی۔ اب تو یہ حالت ہی کہ ہم خود ہی مسلمان نہین ہین دوسرون کو کیا مسلمان کرین گے۔ ہم خود راہ بھولے ہین دوسرونکو کیا راہ بتائین گے۔ کئی صدی پہلے سے "مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب" کہا جاتا تھا۔ اب تو اس مقولہ کے سمجھنے والے بھی مفقود ہوتے جاتے ہین۔ یہان موجودہ اسلام کی تضحیک مقصود نہین ہی لیکن بمصلحتاً لکھنا ناگزیر ہوا۔ کیا معنی کہ اس کتاب مین حالت اسلام اس طرح لکھی جاتی ہی کہ اسکے پڑھنے کے بعد مسلمان تمام بنی نوع انسانی مین اشرف اور افضل دکھائی دین اور اُنکے طریقے سب طریقون سے اعلیٰ اور اکمل معلوم ہون — اور گویا اسلام نعمت خدا معلوم ہو۔ اس کتاب کی لمبی چوڑی داستانین پڑھنے والے جب خارج مین مسلمانون کے اطوار دیکھتے تو کہتے کہ "اگر یہی نعمت خدا ہو تو ہم اس نعمت سے درگزرے۔ یہ مسلمانون ہی کو مبارک رہے" اسلیے مختصر طور پر دکھا دینا ناگزیر ہوا کہ زمانہ حال کے مسلمان اور خصوصاً ہند کے مسلمان بہ مشکل اپنے کو مسلمان کہہ سکتے ہین۔ کچھ دنون پہلے یہان کے

مسلمان اہل اسلام کی صورت اور شکل بناکر غیر اسلام کے نقال سمجھے جاتے تھے اب زمانہ کے ایر پھیر سے وہ بات بھی جاتی رہی ۔ اب مسلمانون کو مسلمانی صورت بنانے سے بھی نفرت ہی اہل اسلام ہونا اور اسلام پر فریفتہ ہونا کیسا ۔ جس اسلام کی عظمت اور حکمت اس کتاب مین دکھائی جاتی ہی وہ اسلام معدوم نہین ہی اور نہ معدوم ہوسکتا ہی ۔ لیکن بہت ہی خاص خاص لوگون مین ہی ۔ اور وہ بھی اس طرح کہ بے سروسامانی کی حالت مین پڑا اپنے پرانے چاہنے والون کے سوگ مین ماتم کررہا ہی ۔ اگر اسلام کا نعمت خدا ہونا عملی طور پر دیکھنا ہی تو ناظرین پچھلے مسلمانون کے کارنامے اس کتاب کے صفحے اولٹ کر پڑھین اور سمجھین کہ جب تک اسلام اسلام کی طرح سمجھا گیا اُسنے کیسے کیسے سلوک اپنے معتقدین کے ساتھ کیے اور اپنے چاہنے والون کو کیا سے کیا کردیا یا اُنھین کہان سے کہان پہونچا دیا ۔ اب بھی جو لوگ اُسکے چاہنے والے ہین اپنی نعمت سے وہ اُنکے ساتھ دریغ نہین کرتا لیکن دو ایک کا منعم یا دو چار کی حالت کسی شمار مین نہین ہی ع اکیلا چنا بھاڑ پھوڑے گا کیا ؟ ۔ لوگ ایک دل اور ایک خیال ہوکر سچے دل سے اسکی پیروی کرین تو معلوم ہو کہ اسلام کا چشمۂ فیض کبھی خشک نہین ہوسکتا اور نہ اسکے سچے اور مستحکم اصول کسی حالت اور کسی زمانہ مین نامناسب کہے جاسکتے ہین ۔ یہ ہر وقت ہمارے اخلاق درست کرنیکو طیار ہی بشرطیکہ اس سے مناسب طور پر مدد چاہی جاوے ۔ نوع انسان کی اصلاح کے لیے اسلام سے اچھا قانون بن نہین سکتا ۔ لیکن تعجب یہ ہی کہ خود اہل اسلام جب چاہتے ہین کہ اپنی حالتین درست کرین تو غیر قوم کے بُرے قواعد کی پیروی کرتے ہین ۔ اسلام جس نے تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اُٹھایا تھا

آج وہ پرانی مسجدون کے کھنڈر دن مین ارکان وضو کی صحت - درستی صف نماز جنازہ وغیرہ وغیرہ چند محدود امور پر منحصر ہو رہا ہی اور اس زمانہ کے بڑے بڑے علما کی تنگ خیالی یہ کہہ رہی ہی کہ انھین چند ارکان مین اسلام کی تمام خوبیون کا ظہور ہی - اور یہ نہین سمجھتے کہ آج اسلام کے عمدہ اصول پر کاربند ہونے سے یورپ کی قوم کس درجہ نمایان حالت رکھتی ہے غضب ہی کہ اہل اسلام اور وہ بھی کیسے کہ بڑے بڑے متقی جو آمین بالجہر سنکر یا نماز کی صف ٹیڑھی دیکھ کر مرنے کو طیار ہو جائین یہ بھی نہین جانتے کہ ایفاء وعدہ کیا شی ہی - معاملات بیع و شری مین دیانت کا کیا مقتضا ہی - بدعہدیون کا مفہوم کیا ہی - اور رزق حلال کسکو کہتے ہین -

محمد رسول اللہ

"محمد رسول اللہ" محمد خدا کا پیغامبر ہی - منھ سے تو یہ تین لفظ کا جملہ بہت ہی آسانی سے بولا جا سکتا ہی - لیکن اسپر عمل کرنا اور اسکو سچا سمجھنا اتنا آسان نہین ہی جتنا منھ سے کہہ ڈالنا - ایمان کی تکمیل کے لیے وحدانیت کے ساتھ یہ بھی ماننا ضرور ہی کہ آنحضرت محمد خدا کے پیغمبر ہین - یعنی جتنی باتین آنحضرت نے سکھائی ہین وہ سب اللہ کی طرف سے ہین - اور اسلیے وہ سب حکمت سے بھری ہوئی ہین - "اللہ کی طرف سے ہین" یہ سمجھنا تو اعتقاد اور یقین پر مبنی ہی لیکن انکا حکمت سے پر ہونا سوچنے اور سمجھنے کی بات ہی - اور غور و فکر سے اس اعتقاد اور یقین کی استواری مین بہت کچھ مدد ملتی ہی - یعنی جب بعد غور و فکر کے یہ معلوم ہوا کہ جو قانون آنحضرت محمد رسول اللہ نے جاری کیا وہ تمام گزشتہ موجودہ اور آیندہ قوانین سے عقلاً افضل ہی تو خود بخود عقل سلیم یہ مان لیگی کہ ایسا مستحکم اور لازوال قانون حکمت اور نعمت سے بھرا ہوا سواے خالق عالم کے دوسرے کا بنایا ہوا ہو ہی نہین سکتا خدا کا گھر -

خدا کی کتاب - خدا کا قانون - خدا کا حکم ان سب مین خدا محض اظہار تخصیص کی غرض سے ہی - ورنہ کوئی گھر کوئی کتاب کوئی قانون کوئی حکم ایسا نہین ہی جو خدا کے علۃ العلل ہونے کے لحاظ سے خدا کا نہ سمجھا جائے " شریعت خدا کا قانون ہی" اسکا مطلب یہ ہی کہ جس قانون قدرت نے انتظام عالم قایم کیا ہی اُسی کا مقتضا یہ ہی کہ انسان پر لطف زندگی بسر کرنے مین شریعت محمدی یعنی اُس قانون کا پابند رہے جو قانون ربانی کہا جاتا ہی - قرآن " کلام اللہ" ہی اسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے جو قانون بندون کے لیے بنایا اُسکا اسمین ذکر ہی اور اللہ نے بندون کی تعلیم کے لیے اپنے رسول پر اُتارا ہی - یون تو ہر چیز اللہ کی بنائی ہوئی ہی اور تمام چیزین اُسی کی اُتاری ہوئی ہین لیکن شریعت محمدی یعنے قرآن کی نسبت یہ تخصیص انھین معنون مین ہی جنکی توضیح اوپر کی گئی ہی -

پیغمبر کو ریفارمر سے تعبیر کرین تو نئے خیال والے بخوبی سمجھ سکین گے - تاریخ جاننے والے اسپر متفق ہین کہ پیغمبرون سے ہمیشہ اصلاح حالت ہوتی رہی ہی کسی زمانہ مین کوئی قوم مذہبی خیال سے خالی نہین رہی - خلقت آدم سے مذہبی خیالات کا وجود پایا جاتا ہی - گویا بنی نوع انسانی کے ساتھ ہی مذہب بھی پیدا ہوا - عقل سے کام نہ لینا بڑا ظلم ہی - خلقت انسانی کے ساتھ مذہب کا لزوم روز ازل سے ہی تو آخر کچھ اسکی وجہ سوچنا چاہیے - بظاہر یہی معلوم ہوتا ہی کہ جس فطرت نے انسان پیدا کیے اُسی نے انسان کی با امن زندگی بسر کرنے کے لیے قانون بھی بنا دیے ہین - اس قانون کے بتانے والے اصطلاح مذہب مین رسول اور نبی کے نام سے پکارے گئے - اصول مین یہ قوانین یکسان ہین - جہان

کچھ اختلاف ہی وہ بہت ہی خفیف اور ناقابل لحاظ ہی۔ ایک جدید پیغمبر کا آنا اس غرض سے نہ تھا کہ کسی نئے دین یا نئے خدا کا وجود اسکو قایم کرنا تھا بلکہ ایک پیغمبر کے احکام کو جب اُسکی اُمّت بھولنے لگی تو اصلاح حالت اور یاد دہانی کیلیے دوسرا پیغمبر بار بار آیا۔ اسوقت دنیا کے مختلف مذاہب مین جو اختلاف ہی وہ محض امّت کی غلط فہمیون یا قصور کا نتیجہ ہی اور یہی ایک بڑا ثبوت اس امر کا ہی کہ کیون پے درپے پیغمبرون کے آنے کی ضرورت ہوئی۔ پیغمبر آخر الزمان کا درجہ عام پیغمبرون سے فائق سمجھا جاتا اُسکی وجہ یہ ہی کہ اُنکی بعثت ایسے زمانہ مین ہوئی کہ دنیا بہت کچھ ترقی کرچکی تھی۔ جو کام پہلے انبیا کے تعلق تھا وہ پیغمبر آخر الزمان کے علماے امّت کے تعلق کیا گیا۔ علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ دیکھو ہر قرن اور ہر فرقہ مین سواے قرآن کے کتنی مذہبی کتابین قرآن کی موافقت یا اُسکی تفسیر مین تصنیف ہوئین۔ اصلاح امّت کے لیے کیسے کیسے لوگ پے درپے پیدا ہوتے رہے اور انھین روحانی اشخاص کی کوشش کا نتیجہ ہی کہ ہم اسلام کو مانین یا نہ مانین اسے سمجھین یا نہ سمجھین لیکن اسلام کی تصویر کہین سے خراب یا میلی ہونے نہین پائی۔ اب جس پیغمبر کی امت مین انبیاء بنی اسرائیل کی طرح علما پیدا ہون اُسکے خاتم النبین افضل البشر ہونے مین کیا شبہ ہوسکتا ہی؟ محمد صلعم رسول اللہ کے ساتھ ایک صفت اور بھی مخصوص ہی جو دوسرے پیغمبرون مین کم ملے گی وہ یہ کہ آنحضرتؐ نے ترک دنیا کی ترغیب دیکر خدا شناسی کی تعلیم نہین کی بلکہ یہ بتایا کہ دنیا اور دین دونون کو ساتھ ساتھ رکھکر کیونکر ایک انسان اعلیٰ درجہ کی خوشی حاصل کرسکتا ہی۔ آنحضرتؐ جو قانون اپنی امّت کے لیے لائے اُنپر غور کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے زیادہ مکمل دوسرا کوئی

دین نہین ہوسکتا اور نہ بجز شرع محمدی کے کوئی دوسری شرع ایسی ہی جسپر عمل کرنے والا ایسی خوشی سے فیضیاب ہو۔ قرآن مین اسی طرف اشارہ ہی "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" آنحضرت کی فضیلت بیان کرنے کا یہ کوئی محل نہین ہی ایسی ایسی سیکڑون دلیلین ہین۔ اس کتاب مین لکھنا کچھ اور ہی گو اسلام کی خوبیان بیان کرنے کا یہ موقع نہین ہر مگر ناظرین اگر پیغمبر خدا کے حالات غور سے پڑھین گے تو خودبخود انکے منھ سے نکل جائیگا کہ "محمد تو رسول برحق ہی اور دنیا مین کوئی بشر تجھسا مجمع کمالات پیدا نہین ہوا"

بعضون کا خیال یہ ہی کہ امور دنیا ایک معین قانون قدرت پر چلتے رہتے ہین۔ خدا کو پیغمبر پیدا کرنا۔ اسکے پاس جبرئیل کی معرفت کتاب بھیجنا معجزات سے اپنے پیغمبر کو سچا ثابت کرنا اس دخل در معقولات سے کیا واسطہ؟ اسکا جواب وہی ہی جو پہلے لکھا گیا کہ اہل اسلام کیا دنیا کا کوئی سمجھدار یہ نہین کہہ سکتا کہ اللہ نے دنیا کا گورکھ دھندا بناکر اپنے کو دجود معطل کردیا۔ انسان جو یہ بھی نہین سمجھ سکتا کہ خالق مطلق نے پہلے انڈے سے مرغی پیدا کی یا مرغی سے انڈا اُسکی مجال نہین ہر کہ تحقیق عالم اور اُسکے انتظام پر کوئی ایسی قطعی رائے قایم کرے کہ اُس سے عدول کرنے کو معقلی سمجھے ع حیف برین دانش و فرزانگی + لیکن جو لوگ ایسے ہی ضدی ہین کہ جو بات ذہن مین سمائی اُسکے خلاف سمجھ ہی نہین سکتے۔ اُنسے پوچھا جائے کہ کبھی کبھی دُم دار ستارے کا ظاہر ہونا۔ خودبخود پہاڑ سے آگ کا شعلہ نکلنا۔ آسمان سے شہاب ثاقب گرنا اسی قسم کی ہزارون لاکھون باتین ہین کہ سائنس کوئی نہ کوئی وجہ یا تاویل اسکی نسبت پیدا کرہی لیتی ہی جیسے یہ سمجھتے ہین کہ اتنے دن کے بعد دُم دار ستارے کا نکلنا انتظام عالم کے لیے

ضروری ہی گردش فلک مقتضی ہی کہ سورج گرہن اور چاند گرہن ضرور ہوا کرے ویسے ہی
اگر یہ بھی سمجھ لین کہ انتظام عالم کا مقتضا ہی کہ معین وقفہ کے بعد مخلوقات کی اصلاح حال
کے لیے ایک مقنن یا رفارمر رسول اللہ کے لقب سے ملقب وقتاً فوقتاً پیدا ہوتا
رہے تو کیا استحالہ ہی۔ اگر یہ کہا جائے کہ دُم دار ستارے آنکھ سے دکھائی دیتے ہین
اور اسلیے کوئی نہ کوئی وجہ دل سے پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہی کسی کو کیا غرض
ہی کہ پیغمبرون کے وجود سے بحث کرتا پھرے۔ اسکے جواب مین کہا جائیگا کہ بیشک
"غرض ہی" حالات دنیا پر راے قایم کرنا یہ بھی ایک کام انسان کے تعلق کیا گیا ہی
جن ملکون مین سیکڑون واضعان قانون اور رعایا کی عام راے شامل کرنے کے بعد
قوانین بنتے ہین وہ ہر روز معرض ترمیم رہتے ہین اور پھر بھی نقص وعیب سے پاک
کبھی نہین ہوتے۔ محمدؐ اُمّی محض تھا اور ایک نا تربیت یافتہ قوم سے تھا لیکن اسکا
قانون آج تیرہ سو برس گذرنے پر بھی ویسا ہی عمدہ اور کار آمد ہی جیسا شروع مین تھا
کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ بغیر خاص تائید ربانی کے یہ کام محمدؐ نے کیا اور خاص تائید ربانی
ہی کا دوسرا نام رسالت یا نبوت ہی۔ جو لوگ اسکو پورے طور پر سمجھتے ہین وہ رسالت
کے وجود کو دل کی آنکھ سے اُسی طرح دیکھتے ہین جس طرح دُمدار ستارے یا کسوف
وخسوف کو چشم ظاہر سے ہم سب دیکھتے ہین۔ آنکھ تو خطا بھی کرتی ہی وجدان خطا نہین
کرتا۔ اگر اسپر بھی کوئی امر حق کی تلاش کا متمنی نہ ہو تو پھر کیا ضرور ہی کہ وہ اس
کتاب کے ناظرین مین ہو۔ اسکی شان مین ہی "خسر الدنیا والاخرة" اور ایسے
ہی لوگ "ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوة" کے مصداق ہین

باب دوم

از ابتداے عالم تا ولادت محمدؐ رسول عربی

فصل اوّل

مُلک عرب کا جغرافیہ اور اُسکے حالات

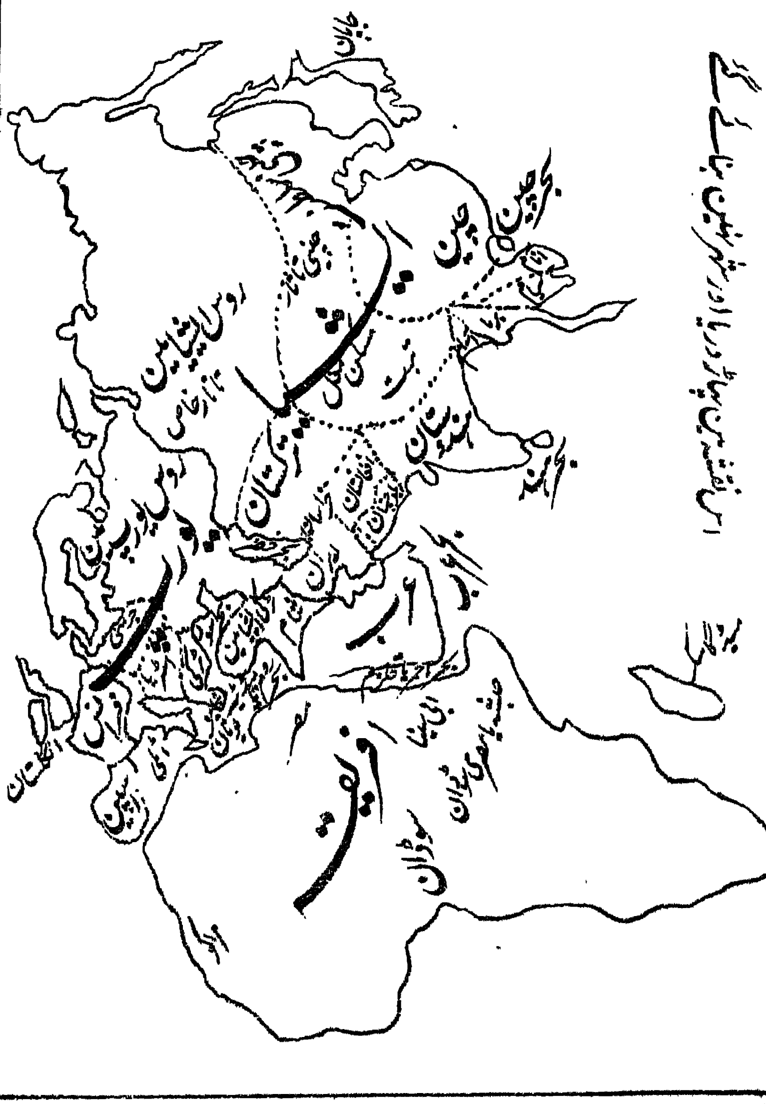
اسلام کی ابتدا تو عرب سے ہوئی لیکن آگے چل کر اسنے تمام دنیا پر اثر ڈالا اور اسلیے اسلام کی تاریخ لکھنا گویا بالاجمال تمام دنیا کی تاریخ لکھنا ہے۔ مُلک کی تاریخ لکھنے سے پہلے اُسکا جغرافیہ بیان کرنا ضرور ہے اور اسلیے اس کتاب مین جب کسی ملک کا ذکر آئیگا تو موقع موقع سے اُسکا نقشہ اور جغرافیہ بھی ضرور بیان کیا جائیگا۔ ممکن ہے کہ اس کتاب کے دیکھنے والے زیادہ تر ایسے معلومات کے لوگ ہون جو دُنیا کا نقشہ نہین جانتے یا اچھی طرح اُنکے ذہن مین ملکون کے مواقع مستحضر نہین ہین اسلیے پہلے یہان تمام دنیا کا نقشہ کھینچ کر دکھایا جاتا ہے کہ عرب دنیا مین کہان واقع ہے اور دیگر ممالک سے اُسکو کیا تعلقات ہین۔

ایک اعتبار سے دُنیا کے دو حصے کیے جاتے ہین نئی دنیا اور پرانی دنیا۔ نئی دنیا مین امریکہ شمالی۔ امریکہ جنوبی اور اسٹریلیا تین بڑے ٹکڑے شامل ہین اسلام کی ابتدا یا اُسکی رونق کے زمانہ مین اِن ممالک کا کہین پتا نہ تھا اور نہ اب تک معلوم ہوا کہ اُس زمانہ مین یہان کون انسان اور کیسے لوگ آباد تھے۔ یا آباد تھے بھی یا نہین۔ یہ ممالک حال مین یورپ والون کی تحقیقات سے دریافت ہوئے ہین۔ کچھ تو یہان کے قدیم وحشی باشندے مہذب بنائے گئے ہین اور کچھ ویسے ہی اب بھی پہاڑون پر چھپے پھرتے ہونگے۔ لیکن زیادہ تر ان ممالک مین یورپ کے لوگ

پُرانی دنیا

جاکر آباد ہوگئے تاریخ اسلام کو اس نئی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے اسلیے صرف پرانی دنیا کا نقشہ دکھایا جاتا ہی جسمین ایشیا - یورپ اور افریقہ یہ تین براعظم ہین اور پھر انکی ضمنی تقسیمین ہین -

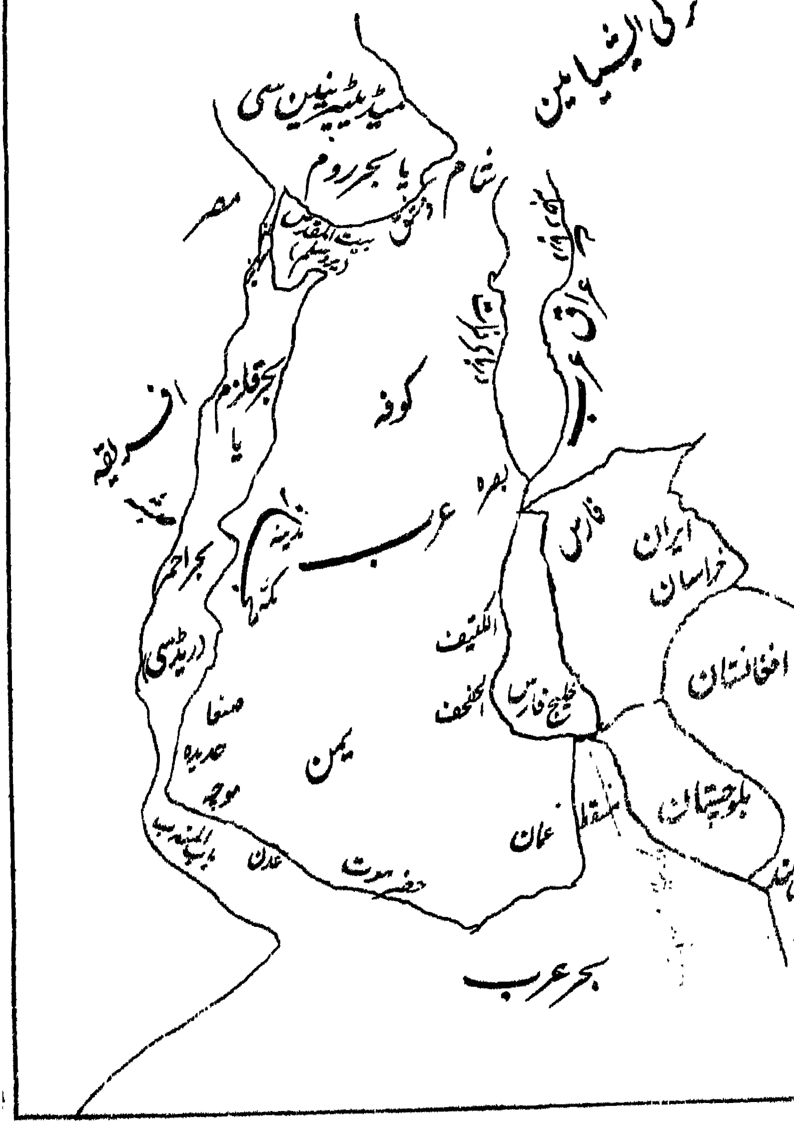
پُرانی دنیا



اسلام کی تاریخ عرب سے شروع ہوتی ہے اسلیے عرب کا نقشہ اور جغرافیہ کسیقدر مختصر تاریخی حالت کے ساتھ لکھنا ناگزیر ہوا گو عرب کا ملک پرانی دنیا مین بخوبی دکھائی پڑتا ہے اور اسکے حدود بھی اچھی طرح واضح ہین لیکن مناسب معلوم ہوا کہ ایک بڑے پیمانہ کا نقشہ بھی علیحدہ بنا دیا جائے۔

نقشہ عرب

نقشہ ملک عرب



اس نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب ایک جزیرہ نما ہے اور یہی وجہ ہے کہ مورخین اسکو جزیرہ عرب یا جزیرہ نماے عرب کہتے ہین۔ اسکے اوتر شام کا ملک ہے۔ دکھن بحر عرب ہے پورب خلیج فارس اور پھر ایران۔ پچھم باب المندب بحر قلزم اور پھر افریقہ واقع ہے۔ گوشہ مغرب و شمال مین یہ ملک افریقہ سے جُدا نہ تھا۔ نہر سوئز حال مین بنی ہے جس نے اسے (افریقہ) سے اس ٹکڑہ کو علیحدہ کر دیا ہے۔ طول اس ملک کا ڈیڑھ ہزار میل اور عرض قریب ہزار بارہ سو میل کے ہے۔ حدود اربعہ

اس ملک کی دو تقسیمین ہین یا دو صوبون مین یہ شروع سے منقسم ہے یمن۔ حجاز تہامہ۔ نجد۔ یمامہ۔ یہ بھی جدا جدا صوبہ ہین لیکن ان سب کو حجاز ہی مین شامل سمجھتے ہین۔

عرب کا جنوبی حصہ یعنی مکہ سے دکھن عدن تک اور پورب خلیج فارس تک یہ سب یمن مین داخل ہے۔ اس صوبہ مین اور بھی چھوٹی چھوٹی ضمنی تقسیمین ہین۔ حضرموت عمان اور نجران وغیرہ وغیرہ۔ صنعا اس صوبہ کا دارالحکومت ہے۔ یہ شہر بہت پرانا ہے۔ آب وہوا اس صوبہ کی نہایت ہی عمدہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سکندر اعظم نے ہندوستان سے واپس آکر یمن کو صرف اس غرض سے فتح کرنا چاہا تھا کہ اس ملک مین اپنا دارالسلطنت قایم کرے لیکن موت نے اُسکے ارادے کو پورا ہونے نہ دیا۔ یمن

یمن کے اوتر جتنا ملک رہ جاتا ہے وہ سب حجاز کہلاتا ہے۔ حجاز مین دو شہر بہت مشہور ہین مکہ جو محمد رسول اللہ کا مولد ہے۔ اور مدینہ جہان آپ کا مدفن ہے۔ حجاز

مکہ مین ایک گھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بیٹے حضرت اسمعیل کے ساتھ ملکر بنایا تھا جو اب تک موجود ہے۔ اتنے روز کی عمارت کس طرح قایم رہ سکتی ہے۔ وقتاً

کعبہ — فوقتاً اسکی مرمت ہوتی رہی لیکن اسکی جگہ نہین بدلی - اس گھر کا نام کعبہ ہے - خدا
کی پرستش کے لیے یہ بنایا گیا تھا - پہلا گھر دنیا مین عبادت الٰہی کے لیے یہی
بنا اور حضرت ابراہیم کی یادگار کا بھی کچھ لحاظ ہوا اسلیے اسلام کے قبل اور اسلام کے
بعد بھی لوگ اسکا احترام کرتے تھے اور کرتے ہین اور مذہب اسلام مین تو حج کعبہ
دین کا ایک رکن ہی قرار پایا ہے -

مکہ معظمہ — مکہ ایک درہ کوہ مین آباد ہے - اسکے چارون طرف بہت ہی چھوٹی چھوٹی پہاڑیان
ہین - دنیا کے پرانے شہرون مین اسکا شمار ہوتا ہے - اسکی آبادی شمالاً جنوباً دو میل
اور شرقاً غرباً کوہ اجیاد سے کوہ کوئکاعان تک ایک میل ہے - مکہ اور اُسکے گرد کوسون
تک تمام کوہسار سبزی نہین ہے مکہ سے ستر میل پر ایک مقام طائف ہے جہان سبزہ زار

طائف — بہت زیادہ ہے - مکہ کے خرچ کو بقولات وہین سے آتے ہین اور دوسری ضروری
چیزین یمن اور شام اور مصر سے آتی ہین - مکہ سے تین میل پر ایک ٹکڑہ قابل زراعت کے
جو شریف مکہ کے مکان اور خانہ باغ مین صرف ہوگیا ہے مکہ کی پہاڑیون مین صفا اور مروہ
یہ دو پہاڑیان ارکان حج کے اعتبار سے زیادہ معروف ہین - مکہ مین صرف ایک کنوان
زمزم ہے - پہلے لوگ کنوئین یا بارش کا پانی پیتے تھے - پانی کی ضرورت تھی محمد رسول
اللہ کے وقت مین زبیر قریشی نے ایک نہر جبل عرفات سے لانا چاہی - وہ ناکام رہا
اور سلیمان (سلطان ٹرکی) کی بی بی نے اُسکے بعد کو پورا کیا - لیکن اسکی تکمیل کے
پہلے ایک دوسری نہر المقتدر (خلیفہ عباسیہ) نکال چکا تھا اور اسیلیے اب وہان
پانی کی کچھ قلت نہین ہے - یہ کیفیت مکہ کے ساتھ مختص ہے ورنہ عام طور پر مکہ سے باہر
نکل کر سواحل کے تمام پہاڑ سرسبز نظر آتے ہین - سیدہ حیات کے درخت بکثرت ہین

سواشی گھاس چرتے ہین۔ درختون مین پھل آتے ہین۔ گوشت۔ دودھ اور سیوہ جات بس یہی زیادہ تر خوراک وہان کے لوگون کی ہی۔

مدینہ منورہ

مکہ سے اوتر قریباً ۲۷۰ میل کے فاصلہ پر مدینہ واقع ہی۔ مکہ سے اسکا رقبہ نصف ہی۔ اس شہر کے چارون طرف شہر پناہ قدیم زمانہ سے بنی ہی۔ یہان بھی جابجا پتھریلی زمین اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین اور ایسی تو کم وبیش سارے عرب کی زمین ہی۔ لیکن یہان کی زمین مکہ کی طرح جلی بھُنی نہین ہی۔ یہان میوہ دار درخت بہت ہین۔ اسکے اوتر دکھن اُحد اور آیر کی پہاڑیان نخلستان کے لیے زیادہ مشہور ہین۔ مکہ مین موسم سرما تو گویا ہوتا ہی نہین ہی لیکن یہان جاڑون مین خاصی سردی پڑتی ہی۔ عرب کا ملک بہ نسبت ہندوستان کے خط استوا سے زیادہ بعید ہی اور ہندوستان کی طرح وہ بھی تین طرف سمندر سے گھرا ہی۔ عرب کے بعض مقام پر ہندوستان سے کم سردی یا بالکل سردی نہین پڑتی تو اسکے اسباب کچھ اور ہین۔

عرب مین غلہ بہت کم پیدا ہوتا ہی اور بعض مقام کے باشندے تو جانتے ہی نہین کہ غلہ کا درخت کیسا ہوتا ہی۔ سواحل بحر کے قریب ضرور ہر طرح کے میوہ جات پیدا ہوتے ہین اور بعض بعض جگہ غلہ بھی پیدا ہوتا ہی مین صرف اپنی آب و ہوا کی وجہ سے مشہور نہین ہی بلکہ ملکی پیداوارون کے اعتبار سے بھی معروف ہی۔

تجارت عرب

عرب تجارت پیشہ ہمیشہ سے ہین اور وجہ صرف یہ ہی کہ اُنکے ملک کی پیداوارون سے تمام انسانی ضرورتین رفع نہین ہوسکتین۔ جنگلی درختون کے میوے۔ مویشیون کے بال اور چمڑے وغیرہ یہان سے مصر اور شام کو لیجاتے تھے اور وہان سے

بدلے مین تمام ضروری چیزین کھانے پینے کی لاتے تھے۔ عرب کے لوگ اپنی بود و باش کے اعتبار سے دو طرح کے تھے اور یہ تقسیم حضرت موسیٰ کے وقت سے آج تک ایک حالت پر پائی جاتی ہی۔ یعنے شہرتی اور جنگلی۔ جنگلی کو بدوی کہتے ہین۔ ملک مین بدویون کی تعداد شہریون سے زیادہ ہی۔ بدوی گھر نہین بناتے صرف سرکیان ڈال کر یا خیمہ نصب کرکے بارھون مہینے باہر ہی رہتے ہین۔ خانہ بدوش تاتار یا ہندوستانی کنجڑون سے وہ اِس خصوص مین زیادہ مشابہ ہین۔ عموماً حجاز کا قافلہ تجارت موسم سرما مین یمن اور گرما مین شام و مصر کو جاتا تھا اور اسی تجارت پر ملک کی مرفہ الحالی کیا ملک کی انسانی حالت موقوف تھی۔ مکہ سے چالیس میل پر جدہ کا بندر ہی جہان سے حجاز اور خصوصاً مکہ والے سامنے کے افریقہ کے مشرقی ساحل پر کشتی کے ذریعہ سے پہنچتے تھے۔ اس حصہ ملک کو مسلمان مورخون نے حبشہ اور انگریزون نے ابی سینیا لکھا ہی حال کے جغرافیہ مین اسے مصری سوڈان کہتے ہین (کیونکہ اصل سوڈان وہ ہی جو اسکے مقابلہ مین مغربی ساحل افریقہ پر واقع ہی) غرضکہ صورت یہ تھی اور اب بھی ایسا ہی ہی کہ تجارت کی چیزین شہریون کے پاس بدوی لاکر اکٹھا کرتے تھے اور شہری ایک کاروان یا قافلہ ہوکر دور دور کا سفر کرتے تھے۔ اس سفر مین جو چیزین باہر سے وہ لاتے تھے اُنسے اپنی اور بدویون کی ضرورت رفع کرتے تھے۔ بدویون پر شہریون کی کوئی حکومت تھی تو اُسکی نوعیت یہی تھی اور یہی اُنکی باہمی طرز معاشرت کا سچا نقشہ بھی ہی۔ دوسرے ملکون کی سیر کرنے سے شہری عربون مین تہذیب زیادہ تھی۔ بدویون کی اصلاح جو کچھ ہو سکتی تھی اِن شہری عربون کے توسل سے۔

قومی تفرق

عربون مین قومی تفرق بھی تھی اور کم و بیش اب بھی ہو لیکن نہ ہندؤن کی طرح ایک سے دوسرا بالکل الگ اور نہ انگریزون کی طرح کہ انگلستان مین یون آنے کو سیکڑون قومین باہر سے آئین لیکن باہم اس طرح مِل جُل کر کان نمک مین گرتی گئین کہ آج ایک دوسرے سے ایک لمحہ کے لیے بھی ممیز نہین ہوسکتین۔ عربون مین علم انساب کا کچھ ایسا چرچا تھا اور انساب کے متعلق ہرایک کو بجاے خود ایسا فخر تھا کہ اسپر اسلامی اخوت بھی متصرف نہ ہوسکی۔ یہان نسب مین مایون کا بالکل خیال نہ تھا۔ اسلیے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے شادی بیاہ کرتا۔ ہرطرح کا میل جول رکھتا پھر بھی ایک خاندان دوسرے خاندان مین مل کر تباہ نہین ہوسکتا تھا۔ ہر متنفس اپنا نسب نامہ آدم تک یاد رکھتا جس طرح ایک کھیت مین کئی قسم کا دانا بو یا جائے یا کئی قسم کا دانا ایک جا ملا کر رکھدیا جائے اور پھر بوقت ضرورت دانہ دانہ الگ کرلیا جاسکتا ہو۔ اسی طرح عرب کے لوگ اپنی قومیت کو ہمیشہ علیحدہ دکھلا دینے کو مستعد رہتے تھے اور زمانہ کو ایسا موقع نہین دیتے تھے کہ مختلف دانون کو اپنی چکّی مین پیس کر آٹا کر دے اور پھر قومی تفرق نہ ہو سکے۔ غرضکہ عرب نسب کے معاملہ مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے۔ حتی الوسع ایک مورث کی اولاد ایک جگہ رہنا چاہتی تھی۔ قبیلون مین ہمیشہ ضمنی تقسیمین ہوتی رہتی تھین۔ اور ہر قبیلہ جد مشترک کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ نسب کے اعتبار سے پوچھیے تو عربون کی تین قسمین ہین۔ عربِ قدیم۔ اصلِ عرب۔ متعرّب۔ اور پھر اسکے بعد سیکڑون ہزارون ضمنی تقسیمین ہین۔

قدیم عرب اب پائے نہین جاتے۔ پائے نہ جانے کا مطلب یہ ہو کہ وہ تباہ ہو گئے۔ مر گئے۔ مارے گئے۔ عرب سے نکل کر دوسرے مقامات پر بے سروسامانی

کی حالت مین پہونچے۔ اپنے قبیلہ یا اپنے بزرگون کے نام کو زندہ نہ رکھ سکے دوسری قومون مین مِل جل کر اپنے نام ونشان کو گنوا بیٹھے۔

قدیم عربون مین سے جن قبیلون کا پتہ مورخین نے ڈھونڈھ نکالا ہی اُنکے نام یہ ہین۔ عاد۔ ثمود۔ تسم۔ جادس۔ جرہم سابق۔ عمالقہ۔ اِن قومون کا مختصر حال لکھنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔

عاد — نوح کے پوتے کا پوتہ عاد حضرموت مین حکمران ہوا اسکی اولاد سے جو قوم پیدا ہوئی وہ اسی کے نام سے پکاری گئی۔ شدّاد بادشاہ جس سے مسلمانون کے چھوٹے چھوٹے بچے واقف ہونگے اسی عاد کا بیٹا تھا اِس قوم کو راہ راست پر لانے کے لیے ہود نبی مبعوث ہوئے تھے۔ کچھ تو ہود کے سامنے ہی یہ قوم غارت ہوگئی اور جو رہ گئے تھے وہ بعد کو مٹ مٹا گئے۔

ثمود — ثمود بھی نوح کے پوتے کا پوتہ تھا اسکی قوم بھی اسی کے نام سے موسوم ہوئی۔ صالح پیغمبر جنکی اونٹنی کا قصہ مشہور ہی اسی قوم کی ہدایت کو مبعوث ہوئے تھے صالح اپنی قوم سے تھک کر جروسلم کو گئے اور پھر وہان سے مکہ چلے آئے۔ قوم ثمود بھی انکے بعد غارت ہوگئی۔ جب کوئی قوم گری پھر سنبھلتی نہین۔

تسم اور جادس یہ دو قومین ترقی کے زینہ پر آکر آپس مین لڑجانے کی وجہ سے برباد ہوگئین۔ اب انکا کہین نشان نہین ملتا۔

جرہم سابق (سابق کی قید اسلیے کہ ایک جرہم عرب خاص کے بیان مین آگے آئیگا) کو مورخین اُن اسّی آدمیون مین سے ایک کی اولاد لکھتے ہین جو نوح کے ساتھ طوفان سے بچنے کو کشتی مین سوار ہوئے تھے۔ نوح کو آدم ثانی اسلیے نہین کہتے

آکر طوفان کے بعد وہی ایک زندہ رہے بلکہ اسلیے کہ اُنکے اور ساتھیون مین سے کسی کا سلسلہ نسب آگے چلتا پایا نہین جاتا۔ انکی نسلون کا یا تو خاتمہ ہوگیا یا وہ ایسی گمنام حالت مین جاپڑین کہ اس غرض خاص کے لیے وہ اب مُردون ہی کے حکم مین داخل ہین۔ جرہم قوم عاد کے ہمعصر تھے۔ اور اُسی طرح یہ بھی بالکل نیست و نابود ہوگئے۔ جرہم

عمالقہ وہ لوگ کہلاتے ہین جو عمالقہ بن یلفز بن لیسو کی نسل مین ہین۔ بعضون نے عمالقہ کو ہام ابن نوح کی اولاد مین بتایا ہی۔ یہ لوگ بہت طاقت پکڑ گئے تھے حضرت یوسف کے پہلے مصر جنوبی انھون نے فتح کر لیا تھا۔ انکی فتح کے وقت مصر کا بادشاہ ولید تھا اور یہ پہلا شخص ہی جس نے فرعون کا لقب اپنے لیے پسند کیا تھا۔ مصر مین کچھ روز حکومت کرنے کے بعد یہ لوگ مصر سے نکال دیے گئے۔ اور آخر کار بنی اسرائیل کے ہاتھ سے بالکل تباہ ہوگئے۔ عمالقہ

قدیم عرب کا تذکرہ تو ختم ہوا اب اصل عرب اور متعرب رہ گئے۔ قدیم عرب کے بعد بعض مورخین نے ایک ہی قسم متعرب کی رکھی ہی لیکن یہ مناسب سمجھا گیا کہ اصل عرب اور متعرب کا جُدا جُدا بیان کیا جائے۔ یون سمجھیے کہ قدیم عرب تو نام سے سمجھ مین آگیا اصل عرب وہ جو قدیم عرب کے بعد عرب مین بسے اور متعرب وہ جو سب کے پیچھے آکر بسے۔ قوم

اصل عرب کے سلسلہ کا پتہ قحطان تک بخوبی چلتا ہی۔ قحطان کے دو بیٹے جرہم ۲ اور یعرب۔ بعضون کے نزدیک اسی یعرب کے نام پر یہ ملک عرب کہلایا۔ جرہم کو حجاز کی حکومت ملی اور یعرب کو یمن کی۔ قحطان

بنو یعرب

بنی یعرب کی حکومت کوئی تین ہزار برس تک یمن مین تھی - اور یعرب کے دو پوتے حمیر اور خلان تھے - انھین دونون کی اولاد مین ہر پھر کر مختلف طریقہ سے (کبھی بطور سلطنت اور کبھی از قسم طائف الملوکی) برابر یمن کی حکومت پیغمبر خدا کی ولادت سے ستر برس قبل تک قایم تھی - لیکن بادشاہی خاندان بڑے بیٹے حمیر کے نام سے موسوم رہا - اخیر مین یہان ساحل مغربی پر عیسائی مذہب پھیل گیا تھا اسلیے وہ قبیلے یا وہ خود مختار ریاستین جو عیسائی ہوگئی تھین اپنے کو نجاشی (شاہ حبشہ) کی حمایت مین اس طرح سمجھتی تھین جس طرح شام کے خود مختار روسا اپنے کو انطاکیہ کے بادشاہ ہرقل کا ماتحت سمجھنے کی وجہ رکھتے تھے عیسائیون کی مدد کے لیے شاہ حبشہ نے کچھ فوج بھیجی جو آکر ملک پر قابض ہوگئی - اسی زمانہ مین صنعا مین ایک بڑا کنیسہ کعبہ کے جواب مین بنا - پھر

ابرہہ

عیسائیون نے اپنے بادشاہ ابرہہ بن صباح کی سعیت مین ہاتھی نشین فوج لیکر مکہ گرانے کی غرض سے چڑھائی کی - اصحاب فیل سے یہی لوگ قرآن مین

اصحاب فیل

تعبیر کیے گئے ہین - آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب اُسوقت سردار قریش تھے - اللہ کی غیبی مدد سے دشمن زبون ہوکر پسپا ہوئے - پھر حمیر کا آخری شاہ سیف بن ذوالیزن خسرو نوشیروان سے مدد لیکر عیسائیون سے لڑا - لڑائی مین تو وہ غالب رہا مگر پھر وہ کسی طرح سے مارا گیا - ایرانی جو آئے تھے وہ رہ گئے اور یمن مین ایک گورنر ایران کا رہنے لگا - آخری گورنر بعہد آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین مسلمان ہوا اور یمن مسلمانون کے قبضہ مین آیا -

یمن مین کسی زمانہ مین طوفان آیا تھا اُسوقت خلان کی نسل سے دو قبیلے

شام اور عراق مین چلے گئے تھے پہلے نے غسان کی عیسائی سلطنت شام مین اور دوسرے نے عراق مین حیرا نام ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ چھ سو برس کے قریب یہ دونون سلطنتین قایم رہکر خلفاے اول اور دوم کے وقت مین تباہ ہوئین۔

فصل دوم

(حضرت اسمعیلؑ اور اُنکے اسلاف واخلاف)

جرہم کی اولاد مین نوین درجہ پر مداد کی بیٹی سے حضرت اسمعیلؑ ابن حضرت ابراہیمؑ کا عقد ہوا اس سے جو نسل پھیلی جسمین شاید حضرت اسمعیلؑ کی دوسری بیبیون کے بطن کی اولاد بھی شامل ہو اسکا نام متعرب ہوا جسکے معنی ہین عرب مین آکر بس جانے والا۔ حضرت اسمعیلؑ کے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بابل (ملک شام کے قریب) کے رہنے والے تھے زبان اُنکی عبرانی تھی عرب مین آکر انکا بسنا آیندہ بیان کیا جائیگا۔ حضرت اسمعیلؑ سے عدنان دوم تک سلسلہ انساب مین کچھ اختلاف ہی۔ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض نام مکرر آگئے ہین ناواقفیت سے لوگ اول اور ثانی کو ایک سمجھ کر درمیانی نام نکال ڈالتے ہین عدنان ثانی کی دسوین نسل مین فہر نام ایک شخص پیدا ہوا جسکا لقب قریش تھا۔ فہر کی اولاد مین جتنے ٹرھے وہ سب قریش کہلائے۔ اور بعضون کے نزدیک النضر کا لقب قریش تھا۔ ایک ضعیف قول یہ بھی ہی کہ کنانہ کو قریش کہتے تھے تاریخ اسلام مین زیادہ تر اسی خاندان قریش سے کام ہی۔ اسی قریش مین اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ پیدا ہوئے رسولؐ کا شجرہ خاندانی ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔ گو عرب اپنے حافظہ کی بدولت

متعرب

علم انساب مین تو بڑے مشاق تھے لیکن مختلف وجوہ سے معدا بن عدنان کے پہلے نامون مین اختلاف ہوگیا ہی۔ مؤلف کے نزدیک جو اقوال زیادہ تر صحت کے قریب تھے اُنکے مطابق خاندان نبوت ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔

اجداد نبی

آدم[۱] شیث[۲] انوش[۳] قینان[۴] مہلائیل[۵] یرد[۶] اخنوخ[۷] (بزبان تازی ادریس)
متوشلخ[۸] لمک[۹] نوح[۱۰] سام[۱۱] ارفخشد[۱۲] شالخ[۱۳] (صالح) عابر[۱۴] (ہود) فالغ[۱۵]
ارعو[۱۶] (راعو) ساروغ[۱۷] ناحور[۱۸] تارخ[۱۹] (آذر) ابراہیم خلیل اللہ[۲۰] (سنہ ۱۹۹۶ قبل مسیح)
اسمعیل ذبیح اللہ[۲۱] قیدار[۲۲] عوام[۲۳] عوص اول[۲۴] مُر[۲۵] سماے[۲۶] رزاح[۲۷] ناجب[۲۸] معصر[۲۹]
ایہام[۳۰] افناد[۳۱] عیسی[۳۲] حسان[۳۳] عنفا[۳۴] ارعوا[۳۵] لجی[۳۶] بحری[۳۷] ہری[۳۸] یسن[۳۹]
حمران[۴۰] الرعا[۴۱] عبید[۴۲] عنف[۴۳] عسقی[۴۴] ماحی[۴۵] ناحور[۴۶] فاجم[۴۷] کالح[۴۸] بدلان[۴۹] یلدارم[۵۰]
حرا[۵۱] ناشل[۵۲] ابی العوام[۵۳] متساویل[۵۴] برد[۵۵] عوص دوم[۵۶] سلامان اول[۵۷] الہمیسع اول[۵۸]
ادد اول[۵۹] عدنان اول[۶۰] سعد اول[۶۱] حمل[۶۲] نابت[۶۳] سلامان دوم[۶۴] الہمیسع دوم[۶۵]
الیسع[۶۶] ادد دوم[۶۷] اد[۶۸] عدنان دوم[۶۹] معد ثانی[۷۰] نزار[۷۱] مضر[۷۲] الیاس[۷۳] مدرکہ[۷۴]
خزیمہ[۷۵] کنانہ[۷۶] النضر[۷۷] مالک[۷۸] فہر[۷۹] غالب[۸۰] لوی[۸۱] کعب[۸۲] مرہ[۸۳] کلاب[۸۴] قصی[۸۵] عبد مناف[۸۶]
ہاشم[۸۷] عبد المطلب[۸۸] عبد اللہ[۸۹] محمد صلی اللہ علیہ وسلم[۹۰]۔

اختلاف زبان یا اختلاف مورخین کی وجہ سے جنکے دو نام کتابون مین دیکھے گئے وہ دونون نقل کردیے گئے۔ ایک نام پر شمار کا نمبر دیا گیا اور دوسرا خطوط منحنی مین لکھدیا گیا مثلاً اخنوخ (ادریس)۔

یہین یہ لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم کی پہلی بی بی سارہ سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے اور دوسری بی بی ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے

بنی اسرائیل

حضرت اسحق کے بیٹے حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل تھا انکی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہو۔ بنی اسرائیل مین حضرت یوسف اور حضرت عیسی کی مان مریم حضرت موسی حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم الصلوۃ والسلام مشہور پیغمبر ہین۔ آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بنی اسرائیل عموماً یہود کہلاتے تھے اور دین موسوی پر کسی قدر رد وبدل کے ساتھ چلتے تھے اسلیے قرآن مین یہود عموماً بنی اسرائیل سے مخاطب کیے گئے ہین۔

پہلے لکھا گیا ہو کہ عربون مین اپنے خاندانی شجرہ کی حفاظت نہایت ضروری سمجھی جاتی تھی۔ اس کتاب کا مولف عباس ابن عبد المطلب عم رسولؐ کی نسل مین ہو اور اسکے پاس بھی ایک شجرہ خاندانی ہو جو آدم تک پہونچتا ہو۔ عبد المطلب تک تو شجرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کافی ہین اوسکے نام اور لکھ دیے جاتے ہین۔ جو لوگ عرب کے علم انساب سے واقف نہین ہین اُنکو جاننا چاہیے کہ دنیا کے پچھلے حالات کی تاریخ اگر صحیح سمجھی جائے تو پہلے عرب کی قوۃ حافظہ پر اعتبار کیا جائیگا اور وجہ اسکی صرف یہ ہو کہ وہ لوگ اس علم کو اپنا قومی فخر سمجھتے تھے۔ یہان صرف یہ دکھانا ہو کہ سیکڑون برس سے جو خاندان عرب سے الگ ہو اسکے خیالات بھی اس خصوص مین کس درجہ کو مضبوط ہین۔ ورنہ نسب نامہ لکھنے سے کوئی ذاتی فخر اس زمانہ مین حاصل نہین ہوتا بلکہ گمنام ہوکر بری حالت مین رہنا اس سے اچھا ہے کہ بڑے بڑے لوگون سے اپنی نسبت ظاہر کرکے خود کو بے وجہ ناخلف ثابت کیا جائے۔

شجرۂ خاندان مولف

(۱) عبدالمطلب	(۲) عبّاس	(۳) عبداللہ
(۴) علی	(۵) محمد	(۶) ابوالعبّاس عبداللہ سفاح بانی خلافت عباسیہ
(۷) ابوسفیان عبدالملک	(۸) منصور	(۹) ابوالعبّاس اسمٰعیل
(۱۰) ابوالخیر عبدالصمد	(۱۱) ابوتراب جعفر	(۱۲) ابوظفر
(۱۳) ابوالخیر ہاشم	(۱۴) ابوتراب زین العابدین	(۱۵) ابونظام الدین
(۱۶) ابوالعباس قاسم	(۱۷) ابوالحسن	(۱۸) ابوالفیض محمد ابد
(۱۹) ابوالبرکات محمد شریف	(۲۰) ابوالعبّاس محمد صالح	(۲۱) ابوالعلا احمد ملیح
(۲۲) ابوالقاسم فصیح	(۲۳) ابوالجلال فخرالدین	(۲۴) ابوالعلا اعزالدین
(۲۵) مولانا اسمٰعیل یوسف حسن	(۲۶) قاضی نور	(۲۷) قاضی افضل
(۲۸) قاضی حسن	(۲۹) قاضی بدن (معروف بڈھن)	(۳۰) قاضی جلال
(۳۱) قاضی منصور	(۳۲) قاضی محمد ماہ	(۳۳) قاضی ابوالحسن
(۳۴) قاضی محمد اسمٰعیل	(۳۵) قاضی محمد پناہ	(۳۶) قاضی امید علی
(۳۷) منشی گوہر علی	(۳۸) منشی عزیزالدین	(۳۹) ابوالفضل محمد احسان اللہ (مولف)

اجداد مولف

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بسم اللہ	وحید اللہ	عبید اللہ	اسد اللہ	رابعہ	عالیہ	شافیہ	اناالتّٰہ	والیہ	فضل اللہ	کافیہ	اکرم اللہ

یہ امر مسلم ہے کہ پیغمبر آخرالزماں کے اجداد میں چھ پیغمبر حضرت اسمٰعیل۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت نوح۔ حضرت ادریس (اخنوخ) حضرت شیث۔ حضرت آدم علیہم السلام گذرے ہیں۔ اسلامی تاریخ کی اغراض کے لیے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے

وقت سے ابتداے اسلام تک مختصر حال بیان کردینا ضروری ہے۔ دین محمدیؐ گویا ملۃ ابراہیمی کا پورا خاکہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ ملک بابل مین کوفہ کے قریب ایک مقام مین پیدا ہوئے۔ کوفہ تو اب آباد نہین ہے لیکن اسکے قریب نجف اب تک ایک بڑا شہر واقع ہے اور یہین حضرت علی کی قبر ہے۔ نمرود شاہ بابل کے ساتھ قبل ولادت سے جو جو واقعات پیش آتے گئے وہ فرعون اور حضرت موسی علیہ السلام کے واقعات سے ملتے جلتے ہین۔ حضرت ابراہیمؑ بتون سے بےادبی کرتے تھے یا یہ کہ اپنی قوم کی جہالت پر ہنستے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر بت تراش۔ بت پرست۔ نمرود پرست اور مقرب بارگاہ شاہی تھا۔ نمرود کو دعوی خدائی تھا۔ حضرت ابراہیمؑ بھلا اُسکی خدائی کب ماننے والے تھے۔ اسلیے نمرود اور آذر یہ دونون حضرت ابراہیمؑ کے دشمن ہوگئے۔ حضرت ابراہیمؑ اور نمرود کے درمیان جو معاملات پڑے اُنکی تصریح بیان ضروری نہین ہے۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو وطن چھوڑنا پڑا۔ پہلے یہ شام اور پھر شام سے مصر گئے۔ آخر کو مصر سے واپس آکر انھون نے شام کو اپنا وطن قرار دیا۔

حضرت ابراہیمؑ

حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بی بی حضرت سارہ خود اُنکے کنبہ کی لڑکی تھین جو ابتدا مین حضرت ابراہیمؑ کے خدا پر ایمان لائی تھین۔ دوسری بی بی حضرت ہاجر مصر کے قبطی خاندان کی تھین۔ یہود ہاجر کو لونڈی بتا کر اُنکی اولاد کو قابل عزت نہین ٹھہراتے تھے اور مسلمان اس اعتراض کے رفع کرنے مین تاویلین کرتے ہین۔ مصر کے شاہی خاندان کی لڑکی اُنکو قرار دیتے ہین۔ کچھ ہی ہو لیکن اسمین کلام نہین کہ اس زمانہ کے محاورہ کے مطابق حضرت سارہ خاتون کہی جاتی تھین اور حضرت ہاجر

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد

کنیز۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ عربون اور شامیون مین درستی نسل کے لیے ماؤن کا کچھ بھی خیال نہین کرتے تھے اور یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہی کہ کنیز کا لفظ اکوئی ذلت ظاہر نہین کرتا جس طرح غیر ملک والون کو عجمی کہتے تھے اُسی طرح غیر قوم کی لڑکی کسی کے پاس ہوتی تو اُسکو جاریہ کہتے جسکا ترجمہ فارسی زبان مین کنیز کیا گیا بگڑی ہوئی حالت اور کبھی کبھی غربت (مسافرت) بھی یہ لقب پیدا کردیتی تھی۔ ایک وقت یزدجرد شہنشاہ ایران کی بیٹی شہر بانو پر گزرا ہی کہ وہ مدینہ مین آکر کنیز ٹھہرین۔ اور مسلمانون کے بڑے بڑے ائمہ اکثر کنیز یا جاریہ کے بطن سے ہین۔

حضرت ہاجر کے بطن سے حضرت اسمعیلؑ پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ کو سوتن کا رشک تھا ہی اسپر اپنی لاولدی اور سوتن (سوت) کا صاحب اولاد ہونا اور زیادہ شاق گذرا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ہاجر کو اپنے لڑکے حضرت اسمعیلؑ کے ساتھ ملک شام چھوڑنا پڑا۔ یہ بحث یہان فضول ہی کہ حضرت ہاجر خود چلی آئین یا چلے آنے پر مجبور کی گئین اور جبر کیا تو حضرت ابراہیمؑ نے کیا یا اُنکی پہلی بی بی حضرت سارہ نے۔ خلاصہ یہ ہی کہ مشیت ایزدی نے مان بیٹے کو اُس وادی غیر ذی زرع مین پہنچایا جہان اسوقت مکہ یا خانہ کعبہ دکھائی دیتا ہی۔ اسوقت یہ مقام بالکل آباد نہ تھا۔ آباد ہی نہ ہونے کی وجہ صرف یہ ہی کہ یہان پانی نہ تھا۔ عرب مین پانی کی بڑی قلت ہی اسیلیے جہان کوئی چشمہ نہر یا کنوان دکھائی دیا وہ آباد ہوئے بغیر نہین رہتا۔ حضرت ہاجر اپنے بچے کے ساتھ کچھ پانی اور خرمے لیکر یہان آٹھہرین۔ مشکیزہ خالی ہونے پر اُنکو تردد ہوا۔ قریب کی دو پہاڑیان صفا و مروہ اس امر کی یادگار ہین کہ اُنپر چڑھ کر وہ دیکھتی تھین کہ کوئی کاروان دور سے جاتا نظر آئے تو اُس سے مدد ملے۔ اتفاق وقت۔ خدا کی قدرت کہ

حضرت اسمعیلؑ کی پیدائش اور اُنکا سفر

اسی اثنا مین ایک چشمہ اس وادی مین خود بخود نکل آیا جو کچھ دنون کے بعد کنوئین کی صورت پکڑ کر اب تک چاہ زمزم کے نام سے قایم ہے۔ پانی دیکھ کر کچھ عرب دکھن سے آگئے۔ یہ عرب قبیلہ جرہم کے تھے یا پہلے کوئی دوسرا قبیلہ آیا اور یہ کچھ دنون کے بعد آئے۔ غرضکہ عرب پانی کے سہارے یہان آکر بسے۔ حضرت ہاجر کو ان لوگون سے مدد ملی اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اُنکے لڑکون مین مل کر عبرانی کی جگہ عربی زبان کو اپنی اور اپنی نسل کی مادری زبان قرار دی۔ قبیلہ جرہم کے ایک مرد شریف مداؔ نام کی لڑکی سے حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی ہوئی اور وہین آپ کی نسل پھیلی اور بہت زیادہ پھیلی۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل سے جتنی قومین یا قبیلے پیدا ہوئے اُنکو عرب مستعربہ کہکر تیسری قسم مین داخل کرتے ہین۔ حضرت ابراہیمؑ برابر مکہ مین اپنی بی بی اور بیٹے کو دیکھنے آتے تھے۔ زمزم

خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے خدا کی پرستش کے لیے بنایا۔ حضرت ہاجر کے چلے آنے کے بعد حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔ حضرت اسحٰقؑ کی نسل شام مین پھیلی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل حجاز مین بڑھی۔ یہ دونون نبی تھے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کے پیدا ہونے کے بعد سوتنون کا باہمی رنج مٹ گیا۔ حضرت سارہ حضرت اسحٰقؑ کو لیکر حج کعبہ کو آئی تھین۔ کعبہ

حضرت اسحٰقؑ کی نسل مین کئی ایک انبیا پیدا ہوئے۔ حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے حضرت یعقوب کا دوسرا نام حضرت اسرائیل تھا انھین کی اولاد بنی اسرائیل کھلاتی ہے جو لوگ حضرت موسیٰ کے دین پر اپنے کو قایم سمجھتے ہین (یہود) وہ اپنا سلسلہ حضرت اسحٰقؑ تک پہنچاتے ہین۔

حضرت اسمعیلؑ کی نسل مین اور خصوصاً اُس شاخ مین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے کوئی دوسرا پیغمبر پیدا نہین ہوا۔ لیکن پھر بھی کچھ تھوڑا سا ذکر بنو اسمعیلؑ کا بھی لکھنا چاہیے۔ بنو اسمعیلؑ نے جب زور پکڑا تو قوم جرہم کو مکہ سے نکال دیا۔ اور اس طرح مکہ اور اُسکے ساتھ حجاز کی حکومت بنو اسمعیلؑ کے ہاتھ آئی۔ بنو اسمعیلؑ کی نسل بہت زیادہ پھیلی اور یہ لوگ بمنزلہ اہل عرب کے ہوگئے اور حکومت کی وجہ سے بہت بڑے زبردست سمجھے گئے۔ ایک زمانہ وہ آیا کہ بنو اسمعیلؑ مین سے صرف فہر کی اولاد مکہ پر قابض ہوئی۔ فہر کا دوسرا نام قریش تھا اسلیے یہ لوگ قریش یا قریشی کہلائے۔ حکومت مکہ کی وجہ سے جس طرح بنو اسمعیلؑ کو جرہم اور بنو یعرب پر فضیلت تھی اسی طرح اب قریش کو دوسرے بنو اسمعیلؑ پر فوق ہوا اور یہ حالت پیغمبر خدا کی بعثت تک قایم رہی۔ آخر زمانہ مین مکہ کی حکومت اور کعبہ کی نگرانی ہاشم کے ہاتھ آئی اسلیے بنو ہاشم دوسرے قریش سے اپنے کو ممتاز سمجھنے کی ایک وجہ رکھتے تھے۔

بنو اسمعیل

قریش

ہاشم کے بیٹے عبد المطلب۔ عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ۔ عبد اللہ کے بیٹے آنحضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ عبد المطلب کا نانہال مدینہ مین تھا آیندہ بیان کیا جائیگا کہ کفار قریش سے تنگ آکر آنحضرت محمد رسول اللہ اپنے اصحاب سمیت مدینہ چلے گئے۔ مدینہ کی تخصیص صرف مدینہ والون کے سچے اسلام کی وجہ سے کی گئی لیکن ممکن ہے کہ عبد المطلب کی سابق قرابت بھی ایک محرک سمجھا جائے۔

عبد المطلب کا نانہال

مذاہب عرب قبل اسلام

عرب مین اسلام کے پہلے بہت سے مذہب رائج تھے کچھ توبت پرست تھے

اور کچھ یہود تھے صابیون کا بھی ایک مذہب مکہ سے دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ صابی
ہندؤن کی طرح خدا کی وحدانیت کے ساتھ بہت سے درمیانی (دیوتا یا
(قوتون) کے قائل تھے۔ چاند سورج ستارون کی پرستش کرنا کا صفا تھا
صابی کا ترجمہ اسی رعایت سے ستارہ پرست کیا ہے۔ یمن سے کیا اک خدا تھا
ایرانیون نے گھسنا شروع کیا۔ انکے ساتھ آتش پرستون اگر
عرب مین پھیلا۔ پیغمبر خدا کی بعثت کے وقت یمن مین شا ا
بھی تھا جسکو شاہ ایران نے پیغمبر خدا کی گرفتاری کا حکم بھیجا تھا رین تھا کہ نہ
ساحل کی طرف سے کچھ عیسائی بھی گھس آئے تھے اور بہت کا تازیانہ
کے نصاری ہو گئے تھے جنکو عرب تنصرہ کہتے تھے۔ شمالی عر
طرف سے عیسائی مذہب پھیل چلا تھا۔ عیسائی قبیلون کے
غسان۔ ربیعہ۔ تغلب۔ بھرا۔ تنوخ۔ طے۔ کوداع جھگڑ بیٹھتے تھے
عرب ہیرا لکھے ہین۔ بیٹھتے تھے

عرب کی حالت جسکی اصلاح کے لیے پیغمبر کی ضرورت
کرنا اس کتاب کی اغراض کے لیے ضرور ہوا اسلیے چند اشع
شاعر حالی کے بجنسہ ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔ ادھی اُنھونے گنوائی

ازمسدس حالی

ہو عرب مین لگائی

عرب کچھ نہ تھا اک جزیرہ نما تھا | کہ پیوند ملکون
نہ وہ غیر قومون پہ چڑھ کر گیا تھا | نہ اسپر کوئی

تمدن کا اُسپر پڑا تھا نہ سایا   حرب و احسن ہی جسکا

ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

علیہ وسلم آپ وہوا ایسی تھی روح پرور | کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
ہوا اسمعیلؑ کا بھی لکھہ سامان تھے وان میسّر | کنول جس سے کھلجائین دل کے سراسر

بنو اسمعیل

دیا۔ اور اس طرح کا | نہ سبزہ تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
اسمعیلؑ کی نسل بہد | فقط آب باران پہ تھی زندگانی

کی وجہ سے بہت بڑے اور ہوا آتش افشان | لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
صرف فہر کی اولاد کہ یہ سراب اور بیابان | کھجورون کے جھنڈ اور خار مغیلان

قریش

یا قریشی کہلائے۔ حکو | نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل مین کھیتی
فضیلت تھی اسی طرح | عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

پیغمبر خدا کی بعثت تک قدوشنی جلوہ گر تھی | نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
کے ہاتھہ آئی اسیلیے بنو ہاشم پہ طبع بشر تھی | خدا کی زمین بن جتی سر بسر تھی

رکھتے تھے۔ | پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا
ہاشم کے بیٹے عبد المط | تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

عبد المطلب کا ننہال

آنحضرت محمد رسول اللہ کی وان بے محابا | کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
آیندہ بیان کیا جائیگا کہ کفالت پر دل سے شیدا | بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا

اصحاب سمیت مدینہ چلے۔ | کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی
کی وجہ سے کی گئی لیکن مکہ | طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

مذاہب عرب قبل اسلام

جائے۔ …ا سے پہلا خدا کا | خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
عرب مین اسلام سے کسنے تھا جسکو تاکا | کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدی کا

وہ اک بت پرستون کا تیرتھ بنا تھا
جہان تین سو ساٹھ بُت سج رہا تھا

قبیلے قبیلے کا اک بُت جُدا تھا | کسی کا ہُبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّےٰ پہ وہ نائلے پر فدا تھا | اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

چلن اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ | ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ | نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے | سلجھتے نہ تھے جو جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے | تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا
تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی | صدی جسمین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی | تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک اُنکی جہالت کا تھا وہ

اسی طرح اک اور خون ریز بیدا | عرب مین لقب حرب داحس ہے جسکا

رہا ایک مدت تک آپس میں بگاڑ | بہا خون کا ہر طرف جس میں دریا

سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعی نے

کہ گھوڑ دوڑ میں جیند کی تھی کسی نے

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا

لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا | کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہین روز ہوتی تھی تکرار انمین

یونہین چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر | تو خوف شماتت سے بے رحم مادر

پھرے دیکھتی تھی جو شوہر کے تیور | کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جو اُنکی دن رات کی دل لگی تھی | شراب اُنکی گھٹی مین گویا پڑی تھی

تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی | غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی

بس اس طرح دنیا اُنکو گزری تھیں صدیان

کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھیں بدیان

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت | بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت

ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئی پہلوِ آمنہ سے ہویدا

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

بنو اسمعیل کا پھیلنا

جیتے جی تو اپنے ذاتی وقار (پیغمبری) کی وجہ سے حضرت اسمعیلؑ مکہ کے حاکم اور سردار بنے رہے اور ممکن ہی کہ دو ایک پشت تک انکی اولاد کی بھی عظمت تسلیم کی گئی ہو۔ لیکن اسکے بعد بنو اسمعیل کو کہ وہ تعداد مین کم تھے بنی جرہم نے شہر سے باہر نکال دیا اور پھر عرصہ تک بنو اسمعیل مکہ سے بیدخل رہے ایک عرصہ کے بعد جب بنو اسمعیل تعداد مین زیادہ ہوئے تو اُنھون نے دل کڑا کر کے بنو جرہم کا مقابلہ کیا بنو جرہم خانہ کعبہ کی حرمت کم کرتے تھے۔ ملک مین انکے سبب سے فتنہ اور فساد پھیل رہا تھا اس مقابلہ کی یہی وجہ ہوئی۔ مکہ سے مغلوب ہوکر جب بنو جرہم بھاگے

چاہ زمزم کا چھپنا

تو سنگ اسود۔ ہرن کی دو طلائی مورتین اور کچھ اسلحہ چاہ زمزم مین اس طرح چھپاتے گئے کہ ان چیزون کے ساتھ کنوئین کا بھی کچھ نشان باقی نرہا زمزم کا بیان تو اوپر کیا گیا۔ طلائی مورتون کی نسبت یہ سمجھنا کافی ہی کہ اسفندیار ایرانی نے کعبہ مین نذر بھیجی تھی۔ رہا سنگ اسود اسکی نسبت مورخین کا

حضرت سنگ اسود

بیان ہی کہ اسی پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوکر کعبہ کی تعمیر کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی یادگار مین اس نے بھی کعبہ کے پاس ایک کنارے جگہ پائی۔ اب طواف کعبہ مین یہ وہ کام دیتا ہی جو دانہاے تسبیح مین امام سے لیا جاتا ہی۔

سیکڑون برس تک زمزم کا پتہ نہ تھا۔ عبد المطلب نے خواب مین زمزم کی جگہ کا نشان پایا۔ ابتدا مین قریش عبد المطلب کے مزاحم ہوئے۔ بتان کعبہ کے پاس اُنھون نے گڑھا کھودنا پسند نہ کیا۔ لیکن عبد المطلب اپنے

چاہ زمزم کا پھر نکلنا

خواب کی بشارت پر مصر رہے اور آخر کار کنوئین کو کھود نکالنے اور اس طرح سنگ اسود اور دوسری چیزون کے پانے مین کامیاب ہوئے۔ یہ سردار مکہ ہاشم

کے بیٹے تھے۔ ذاتی شجاعت اور دانشمندی کے علاوہ اس خصوصیت نے اور بھی انکی عزت بڑھائی۔ اس مین کلام نہین کہ ایک مدت تک چاہ زمزم چھپا رہا اور عبدالمطلب نے اُسے کھود کر نکالا۔ لیکن یہ پتہ نہین چلتا کہ زمزم کے چھپے رہنے کے زمانہ مین آب رسانی کا دوسرا ذریعہ قوم نے کیا پیدا کیا تھا۔

عبدالمطلب کو زمزم کھودتے وقت یہ خیال گذرا کہ میری زیادہ اولاد ہوتی تو آج کھودنے اور قریش کی مزاحمت رد کرنے مین کتنی سہولت ہوتی۔ اور اس خیال نے عبدالمطلب سے یہ کہلوایا کہ میرے دس لڑکے پیدا ہون تو ایک کو خدا کی راہ مین قربان کرون۔ اس کے بعد عبدالمطلب کے بہت سے لڑکے پیدا ہوئے جنکی تفصیل آگے آئے گی۔ لڑکون کے جوان ہونے پر عبدالمطلب کو اپنی نذر کا خیال ہوا۔ خدا پر قربان ہونے مین کسی لڑکے کو دریغ نہ تھا۔ قرعہ ڈالنے پر عبداللہ کا نام نکلا عبداللہ سب سے زیادہ پیارے تھے اسلیے کچھ عبدالمطلب کو پس وپیش ہوا اور زیادہ تر قریش اس نئے دستور کے نکلنے پر معترض ہوئے۔ نذر کا پورا نہ کرنا یا بات کا پاس نہ کرنا عرب کی شان کے خلاف تھا۔ بہرحال کچھ تاویلین کرکرا کر متعدد قرعہ ڈالنے کے بعد عبداللہ کے بدلے سَو اونٹون کا ذبح کرنا ٹھہرا یعنی یہ سمجھا گیا کہ خدا نے انکے بدلے سو اونٹون کی قربانی منظور کی۔ اور ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرتؐ کہا کرتے تھے کہ "انا ابن الذبیحین" مین دو ذبیحون کا بیٹا ہون ایک حضرت اسمٰعیلؑ (یا حضرت اسحٰقؑ علی اختلاف الروایۃ) کہ دادا کا بھائی بھی دادا کہلاتا ہے

عبداللہ کی قربانی

دوسرا عبداللہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی خدا کے حکم سے اپنا بیٹا ذبح کرنا چاہا تھا جب تصمیم ارادہ معلوم ہوگئی تو مینڈھا سامنے آیا اور حکم غیبی ہوا کہ اسی کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کرو۔ اسی کی تقلید ہے کہ عیدالضحیٰ مین فارغ البال مسلمان اپنے اور اپنے تمام گھر والون کی طرف سے فی کس ایک ایک جانور یا ایک بڑا جانور سات آدمی مل کر ذبح کرتے ہین۔

اسمعیلؑ کی قربانی

اصحاب فیل

اصحاب فیل کا قصہ بہت مشہور ہے۔ بعضون کے نزدیک آنحضرتؐ کی ولادت سے تینتس چالیس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ اور بعض مورخ اُسی سال کا واقعہ بتاتے ہین جس مین آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ قرآن کے سورۂ فیل (الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل الم یجعل کیدہم فی تضلیل و ارسل علیہم طیراً ابابیل ترمیہم بحجارۃ من سجیل فجعلہم کعصف ماکول) مین یہ قصہ مذکور ہے۔ مورخون نے لکھا ہے کہ نجاشی شاہ حبشہ کے عیسائی گورنر ابرہا نے یمن سے خانہ کعبہ کے انہدام کے لیے چڑھائی کی تھی۔ راستہ مین جن قبیلون نے مقابلہ کیا وہ مغلوب رہے۔ مکہ مین پہونچ کر عبدالمطلب کے دو سو اونٹ ابرہا کے لشکر والے چھین لے گئے۔ عبدالمطلب ابرہا سے ملنے گئے تو انکی وجاہت اور گفتگو سے وہ بہت خوش ہوا۔ گورنر کو خوش دیکھ کر انھون نے اپنے اونٹون کی واپسی کی درخواست کی۔ اسنے تعجب سے پوچھا کہ تم اونٹون کی فکر کرتے ہو اور خانہ خدا کے بچانے کی آرزو ظاہر نہین کرتے۔ عبدالمطلب نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ جسکا گھر ہے وہ خود بچا لیگا عبدالمطلب گھر آئے تو تمام قریش کو پہاڑ پر روانہ کر دیا اور خود خانہ کعبہ کی دیوار

سے چمٹ کر یہ اشعار پڑھنے لگے۔

اللّٰھم لا ارجو الھم لوا کا … یارب فامنع عنھم حما کا

ان عدو البیت من عادا کا … فامنعھم ان یخربو قرا کا

اسکے بعد اتفاقات سے چڑیوں کا غول بحر ہند کی طرف سے آکر آسمان مین پھیل گیا اور ابرہہ کی فوج کو ان چڑیوں نے تباہ کر دیا۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ مخالف کی فوج مین چیچک کی بیماری پھیلی اور وہ آیۂ قرآنی کا ترجمہ بھی اپنے مطلب کے موافق درست کر لیتے ہین۔ بہر حال اصحاب فیل کے واقعہ سے عبد المطلب جد رسولؐ تمام قریش مین بہت ممتاز سمجھے جانے لگے اور اسکے پہلے بھی وہی اہل مکہ کے سردار سمجھے جاتے تھے۔

باب سوم

از ولادت رسولؐ عربی تا وفات

فصل اول

زمانہ تربیت رسولؐ عربی

عبداللہ کا بیاہ

عبداللہ کے ذاتی صفات کے علاوہ یہ واقعہ کہ وہ خدا کی راہ مین ذبح ہونے والے تھے مگر قرعہ انکے نام نہ نکلا خاص طور پر انکی شہرت کا باعث ہوا۔ نسبت کے پیغام اشراف عرب کی طرف سے آنے لگے۔ آمنہ بنت وہب ابن مناف پسند کی گئین۔ عبداللہ انکے ساتھ بیاہے گئے۔ نو ماہ مدت حمل گذرنے کے بعد ۱۲۔ ربیع الاول کو (اکثرون کے قول کے مطابق) محمد رسول اللہ رحمۃ للعالمین پیدا ہوئے۔ حساب لگانے سے سنہ ۵۷۰ء مین آپ کی

ولادت نبیؐ

پیدایش معلوم ہوتی ہو۔

حمل اور وضع حمل

زمانہ حمل اور وضع حمل کے لیے جو عجیب و غریب باتین دیکھنے مین آئین۔ یا پیدایش کے قبل اور بعد جو کچھ خرق عادات یا فال نیک کے طور پر ظہور مین آیا اس کتاب کے اغراض کے لیے اُنکا بیان کرنا چندان ضروری نہین ہو۔

وفات عبد اللہ

آنحضرت کی پیدایش کے پہلے عبد اللہ مر چکے تھے۔ انکی وفات مدینہ منورہ مین بحالت سفر ہوئی۔ اسلیے پیدا ہوتے ہی آنحضرتؐ کی کفالت اُنکے دادا عبد المطلب نے اپنے ذمہ لی۔ جسکا بیان آگے آئیگا۔ بعض مورخین یہ بھی لکھتے ہین کہ محمدؐ کی پیدایش کے دو برس بعد اُنکے باپ عبد اللہ نے وفات پائی۔

بچون کی پرورش

عرب مین دستور تھا کہ شہر کے باشندے اپنے بچون کو پرورش کے لیے باہر بھیجدیتے تھے آب ہوا باہر کی اچھی ہوتی ہو کچھ تو اس لحاظ سے اور کچھ علیش و تنعم کے خیال سے جیسا کہ آج کل ہندوستان کے انگریزون مین دیکھا جاتا ہو کہ انکے بچے عموماً دائی کھلائی کے سپرد رہتے ہین گھر سے باہر تو نہین جاتے مگر بے تعلق ایسے ہی رہتے ہین کہ گویا بچے انکے پاس نہین ہین غرضکہ اسی لحاظ سے یہ دستور جاری تھا کہ بدوی عورتین فصل ربیع اور خریف مین یعنی سال مین دو مرتبہ مکہ مین آتی تھین اور بچون کو پرورش کے لیے لیجاتی تھین جو لوگ اپنے بچون کو باہر نہ بھیج سکتے تھے وہ برادری مین ہیٹے سمجھے جاتے تھے۔

بنو عبد المطلب

عبد المطلب کے لڑکے اور لڑکیون کے نام لکھنے مناسب ہین کیونکہ انکے تذکرے اکثر اس کتاب مین آئینگے یہ لوگ اہل بیت یعنی پیغمبرؐ کے گھر والے سمجھے جاتے ہین اور زمانہ حال کی اصطلاح مین انکو شاہی خاندان سے تعبیر کیا جائے تو بیجا نہین ہے

نقشہ

اولاد عبد المطلب

عبد المطلب

- ابولہب (۱)
  - ۱ عتبہ ۱
  - ۲ عتیبہ ۲
  - ۳ خالد ۳
  - ۴ سبیعہ ۴
- العباس (۲)
  - ۵ عبداللہ ۱
  - ۶ فضل ۲
  - ۷ کثیر ۳
  - ۸ امینہ ۴
  - ۹ صفیہ ۵
  - ۱۰ ام حبیب ۶
  - ۱۱ صبیح ۷
  - ۱۲ مسہر ۸
  - ۱۳ عبیداللہ ۹
  - ۱۴ تمام ۱۰
  - ۱۵ الحرث ۱۱
  - ۱۶ قثم ۱۲
  - ۱۷ معبد ۱۳
  - ۱۸ عبدالرحمٰن ۱۴
- قثم (۳)
- الغیداق (۴)
- عبدالکعبہ (۵)
- ابوطالب (۶)
  - ۱۹ علی ۱
  - ۲۰ طالب ۲
  - ۲۱ عقیل ۳
  - ۲۲ جعفر ۴
  - ۲۳ ام ہانی ۵
  - ۲۴ طلیبون ۶
  - ۲۵ جمانہ ۷
- ضرار (۷)
- عبداللہ (۸)
  - ۲۶ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
    - الطیب ۱
    - ابراہیم ۲
    - الطاہر ۳
    - القاسم ۴
    - زینب ۵
      - ۱ علی ۱
      - ۲ امامہ ۲
    - رقیہ ۶
      - ۳ عبداللہ ۱
    - ام کلثوم ۷
    - فاطمہ ۸
      - ۴ حسن ۱
      - ۵ حسین ۲
      - ۶ زینب ۳
      - ۷ محسن ۴
      - ۸ ام کلثوم ۵
- المقوم (۹)
  - ۲۷ ہند ۱
- الحرث (۱۰)
  - ۲۸ عبید ۱
  - ۲۹ ابوسفیان ۲
  - ۳۰ امیہ ۳
  - ۳۱ نوفل ۴

آنحضرتؐ کے بارہ چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں جنمیں سے زبیر، ابوطالب، عبداللہ تین بھائی اُمیمہ، برہ، ام حکیم اور اروی چار بہنیں۔ یہ ساتون ایک ماں فاطمہ کے بطن سے۔ ممکن ہی کہ کچھ نام چھوٹ گئے ہون لیکن جہان تک دریافت ہوا عبدالمطلب کے ۱۹ لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور پھران سب کی اولاد کی تعداد ۹۵ تک پہنچتی تھی۔ آنحضرتؐ کی دادی کا نام فاطمہ تھا اور یہی نام آپ کی لڑکی اور داماد دونون کا تھا۔ اسی طرح آپ کے باپ کا نام عبداللہ تھا اور پانچ بھائیون کا بھی یہی نام تھا اسلیے بلاکنیت کے ان نامون کا کہین ذکر نہ آئے گا۔

خاندا

اولاد عبدالمطلب

عبدالمطلب

اولاد عبدالمطلب	ان کی اولاد
حجل (۱۱)	مرۃ ۱ (۳۲)
الزبیر (۱۲)	عبداللہ ۱ (۳۳) - ام حکیم ۲ (۳۴) - ضباعہ ۳ (۳۵) - طاہر ۴ (۳۶)
حمزہ (۱۳)	عمارہ ۱ (۳۷) - فاطمہ ۲ (۳۸)
عاتکہ (۱۴)	عبداللہ ۱ (۳۹) - زہیر ۲ (۴۰) - قریبہ ۳ (۴۱)
صفیہ (۱۵)	زبیر ۱ (۴۲) - سائب ۲ (۴۳) - عبدالکعبہ ۳ (۴۴) - صفیہ ۴ (۴۵) - ام حبیبہ ۵ (۴۶)
بیضاء ام حکیم (۱۶)	عامر ۱ (۴۷) - اروی ۲ (۴۸) - ام طلحہ ۳ (۴۹)
امیمہ (۱۷)	عبداللہ ۱ (۵۰) - ابواحمد ۲ (۵۱) - عبیداللہ ۳ (۵۲) - زینب ۴ (۵۳) - ام حبیبہ ۵ (۵۴) - حمنہ ۶ (۵۵)
برہ (۱۸)	ابوسلمہ ۱ (۵۶) - ابوسبرہ ۲ (۵۷)
اروی (۱۹)	طلیب ۱ (۵۸) - فاطمہ ۲ (۵۹)

الطیب اور الطاہر کو طاہر - طیب و مطیب اور مطہر بھی کہتے ہیں یہ صاف نہیں ہے کہ یہ دونوں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھے یا حضرت عائشہؓ کے - غالباً تمام پیدا ہوئے اور بہت کم زندہ رہے - ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور سات برس کے ہو کر مرے - باقی کل اولاد قاسم زینب - رقیہ - ام کلثوم - فاطمہ یہ پانچوں علی اکثر الاقوال خدیجہؓ کے بطن سے تھے - قاسم قبل نبوت کے مکہ میں پیدا ہوئے اور دو برس کے ہو کر وفات پائی - زینب ابوالعاص کو بیاہی گئیں - رقیہ پہلے عتبہ ابن ابی لہب کو بیاہی گئیں پھر عثمان بن عفان کو رقیہ کے مرنے پر ام کلثوم بھی عثمانؓ بن عفان کو بیاہی گئیں - فاطمہؓ کا بیاہ علیؓ ابن ابی طالب سے ہوا -

آنحضرت نے سات روز تک اپنی ماں آمنہ کا دودھ پیا اسکے بعد چند روز

ثوبیہ

تک ابولہب کی کنیزک ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ اسی ثوبیہ کے ذریعہ سے حمزہ بن

برادران رضاعی

عبدالمطلب۔ ابوسلمہ مخزومی اور عبداللہ ابن حجش اسدی آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی ہوئے۔ ان تینون نے بھی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔

اسکے بعد جب قبیلہ بنو سعد کی عورتین سو سم پر لڑکون کے لینے کو مکہ مین آئین

حلیمہ سعدیہ

تو انھین ایک غریب عورت حلیمہ سعدیہ بھی تھی۔ مالدار بچون کو جب عورتین لے چکین اسوقت عبدالمطلب نے چاہا کہ کوئی غریب عورت باقی رگئی ہو تو وہ محمدؐ کی رضاعی ماں بنے۔ حلیمہ نے کوئی بچہ پایا نہ تھا وہ کچھ سوچ سمجھ کر نیم راضی ہوئی بچے کی صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئی۔ اور خوشی خوشی اپنے گھر لے گئی۔

محمدؐ کے ظاہری اور معنوی

محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بہت حسین تھے۔ اعضا سب خندہ پیشانی گفتگو نہایت فصیح وبلیغ اور سیرت تو ظاہر ہی ہے کہ آج کتنے لوگ اللہ کے بعد انکے نام کے لینے والے دنیا مین نہایت فخر سے اپنے کو محمدی کہنے پر ناز کرتے ہین۔ بچپن ہی سے آپ کے چہرہ پر غایت درجہ کا حسن برستا تھا۔ حلیمہ نے آپ کو پانچ برس تک اپنے پاس رکھا دو برس کے بعد وہ آمنہ کے پاس لائی تھی لیکن پھر واپس لے گئی اور کہہ سنکر آمنہ کو راضی کر لیا۔ وہ کسی طرح محمدؐ کو جدا کرنا پسند نہین کرتی تھی وہ اور اسکے تمام گھر والے عاشق شیدا تھے۔ لیکن کب تک وہ دوسرے کا بچہ اپنے پاس رکھتے آخر کو وہ مکہ مین پہنچا گئی اور یہان آپ کی حفاظت

ام ایمن

عبداللہ کی لونڈی ام ایمن کے تعلق ہوئی جو آپ کو ترکہ پدری مین ملی تھی جسوقت آپ مکہ مین آئے آپ کی ماں آمنہ زندہ تھین لیکن تھوڑے ہی دنون کے

بعد انھون نے مدینہ کا سفر کیا۔ سفر مین آپ بھی ساتھ تھے۔ مدینہ مین ایک
حضرت آمنہ کی موت
مہینہ قیام ہوا۔ پھرتے ہوئے راہ مین آمنہ نے آپ کو بے ماں کا چھوڑا۔ یہ حالت
معلوم نہین ہو کہ نعش آمنہ کی راہ مین دفن ہوئی یا مکہ مین لائی گئی۔ غرضکہ پیدائش کے
پہلے آپ بے باپ کے ہو چکے تھے اور چھٹے سال کے ختم ہونے کے پہلے
بے ماں کے بھی ہو گئے۔

ام ایمن اور حضانت
آمنہ کے مرنے پر حضانت بدستور ام ایمن کے تعلق رہی لیکن نگرانی عبدالمطلب
کی رہی اور تھوڑے دنون مین عبدالمطلب اپنی تمام اولاد سے محمدؐ کو زیادہ پیار کرنے
لگے۔ عبدالمطلب کو مورخون نے بڑا شخص لکھا ہے آنحضرتؐ کے قیافہ سے
عبدالمطلب بہت متاثر ہوتے تھے اور بڑی امید کے ساتھ پرورش کرتے تھے

عبدالمطلب کی وفات
جب آٹھوان سال آپ کا شروع ہوا تو عبدالمطلب نے بھی ساتھ چھوڑا
انکے مرنے پر ابوطالب آپ کے اعیانی چچا ولی ہوئے اور پھر انھین کے ساتھ
آپ برابر رہے۔

سفر شام
آنحضرت محمدؐ کا جب تیرہوان برس شروع ہوا تو ابوطالب نے شام کا ارادہ کیا۔ مال تجارت
لیکر جب وہ چلنے لگے تو آنحضرت محمدؐ نے منہ بنا کر کہا کہ آپ مجھے تنہا کس پر چھوڑے جاتے
ہین۔ ابوطالب یہ تقریر سنکر آبدیدہ ہوگئے۔ عمر تو آپکی سفر کے لائق نہ تھی لیکن انھون
بحیرا راہب
نے نظر بہ شفقت اپنے ساتھ آپ کو بھی لیا۔ اس سفر مین بصرے کے قریب بحیرا
راہب کا صومعہ تھا قافلہ وہان ٹھہرا۔ راہب نے پرانی آسمانی کتابون کی پیشینگوئیان
مطابق کرکے بیان کیا کہ محمدؐ پیغمبر آخرالزمان ہین۔ اگر شام کی طرف جائینگے تو
وہان کے علماء یہود انسے عداوت ظاہر کرینگے۔ اُسی راہب کے مشورہ سے

تمام اسباب نفع کے ساتھ ابوطالب نے بصرے مین فروخت کیا اور مکہ واپس چلے آئے۔

سفر یمن

آپنی پیدائش کے سترھوین سال محمدؐ نے یمن کا سفر کیا۔ یہ ٹھیک نہین معلوم کہ زبیر ابن عبدالمطلب یا عباسؓ ابن عبدالمطلب لیکن ان دونون مین سے ایک صاحب کی معیت مین یہ سفر ہوا اور بخیر وعافیت انجام پایا۔

فصل دوم

سن شعور سے نبوت تک

محمدؐ ملقب "امین"

آنحضرتؐ کی عمر جب بیس برس سے اوپر ہوئی تو لوگون کی نگاہین اور طور پر پڑنے لگین۔ بچپنے کا بھولا پن، عنفوان شباب کی متانت یہ درجے طے ہوئے اب لوگون مین انکا وقار بڑھنے لگا بڑے بوڑھے انکا لحاظ کرتے تھے۔ یہ خبر عام طور پر مشہور ہوئی کہ محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہین کہا امانت مین خیانت نہین کی۔ کسی عورت کی طرف نظر بد سے نہین دیکھا۔ نہ کسی کی غیبت کی اور نہ کسی سے ترش رو ہوکر گفتگو کی۔ ان اوصاف پر تمام مکہ آپ کا مداح تھا۔ ہر شخص آپ کے ساتھ ایک خاص عقیدت رکھنے لگا۔ تمام قریش نے آپ کے اوصاف کے لحاظ سے آپ کو "امین" خطاب دیا۔

عبدالمطلب کی مالی حالت

عبدالمطلب کا خاندان شریف مکہ سمجھا جاتا تھا اور اُسکے ساتھ ہی گھر مین تمول بھی تھا۔ لیکن سرداری کے ساتھ خرچ لازم ہوتا ہی۔ کچھ سخاوت اور کچھ کثرت اولاد سب سے بڑی بات خدا کی مشیت۔ غرضکہ آنحضرتؐ کی پیدائش کے پہلے ہی سے اس خاندان کی مالی حالت خراب ہوچلی تھی۔ اب آپ کی عمر کا پچیسوان

سال شروع ہوا آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو صلاح دی کہ آپ خدیجہؓ کا مال تجارت باہر لیجائیں۔

حضرت خدیجہؓ مکہ کی ایک مالدار بیوہ عورت نہایت حسینہ اور عاقلہ تھیں۔ لوگوں کو نفع میں شریک ٹھہرا کر اپنا تجارتی مال باہر لیجانے کو سپرد کرتی تھیں آنحضرتؐ کی شان سے بالکل مستبعد تھا کہ وہ اپنی غرض دوسرون کے سامنے پیش کرتے ع ہمت نہ خورد نیشتر لا و نعم را + آپ نے تو خدیجہ سے کچھ تذکرہ نہین کیا۔ مگر حضرت خدیجہؓ کے پاس چچا بھتیجے کی گفتگو کسی ذریعے سے پہونچ گئی اور انھون نے خود اپنی طرف سے درخواست پیش کی۔ آنحضرت کو کوئی تامل نہ ہوا۔ خدیجہؓ کے اسباب تجارت کے مہتمم ہو کر آپ شام کی طرف روانہ ہوئے یہ سفر اپنی عمر کے پچیسویں سال میں آنحضرتؐ نے اختیار کیا۔ اس سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ اور خدیجہ کا ایک عزیز خزیمہ ابن حکیم یہ دو شخص بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے

حضرت خدیجہ کی تجارت

اس سفر میں بحیرا راہب کے صومعہ کے پاس نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی۔ نسطورا راہب نے بھی بحیرا راہب کی طرح محمدؐ کو رسول آخرالزمان بتایا اور ایکی بھی بصرے ہی سے قافلہ واپس آیا۔ اور نفع کے ساتھ مال بکا۔ نسطورا راہب کے ملنے کا واقعہ مورخون نے یون لکھا ہی کہ نسطورا راہب نے اپنے صومعے سے نکل کر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اور چہرہ کی دیکھ بھال شروع کی کبھی وہ آپ کی طرف نظر کرتا اور کبھی کتاب آسمانی کو پڑھتا اور مقابلہ کرتا تھا۔ اس عجیب حرکت سے خزیمہ کے دل میں شک پیدا ہوا۔ اُس نے "یا آل غالب" کہہ کر آواز دی۔ تمام قریش دوڑ پڑے۔ نسطورا ڈر کر بھاگا اور بام صومعہ پر چڑھ کر

نسطورا راہب

اسنے اپنے عمل کی توضیح بیان کی اسوقت سب کو اطمینان ہوا اور آنحضرت محمدؐ کی عظمت سب کے دلون مین زیادہ ہوئی۔

اس سفر سے پھر کر میسرہ اور خزیمہ نے خدیجہ سے محمدؐ کی بڑی تعریف کی۔ خدیجہ کی دولت حسن۔ عقل اور سلیقہ پر لحاظ کر کے تمام مکّہ کے لوگ اُنسے نکاح کا ارادہ رکھتے تھے لیکن حضرت خدیجہ کسی کو پسند نہ کرتی تھین۔ اسوقت دفعتاً اُنکے ذہن مین یہ بات آئی کہ آنحضرت محمدؐ سے نکاح کرنا چاہیے۔ ایک عورت نفیسہ نام کی معرفت اُنھون نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ عورت نے پہلے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ آپ نکاح کیون نہین کرتے۔ آپ نے جواب دیا کہ بے زری مانع ہے۔ اُسنے پھر پوچھا اگر کوئی شریف عورت حسن اور جمال کے ساتھ آپ کی خواہش کرے تو آپ کو کیا تامّل ہوگا۔ آپ نے کہا ایسی عورت کون ہے۔ نفیسہ نے کہا خدیجہ۔ آنحضرتؐ نے کہا خدیجہ کس طرح راضی ہونگی؟ نفیسہ اسقدر تقریر کر کے واپس آئی اور حضرت خدیجہ کو خوشخبری سُنائی۔ طرفین راضی ہوئے اور فوراً عقد نکاح ہوا۔

آنحضرتؐ کا رشتہ

نکاح کے وقت خدیجہ کا چچا عمر ابن اسد اور محمدؐ کے چچا ابوطالب اور حمزہؓ موجود تھے۔ نکاح کے وقت آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی لیکن خدیجہؓ اپنے حسن اور درستی قویٰ کی وجہ سے کم سن معلوم ہوتی تھین۔ آنحضرتؐ اس نکاح سے بہت محظوظ ہوئے۔ گو خدیجہؓ نے بہت عرصہ تک آنحضرتؐ کا ساتھ نہ دیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اخیر عمر تک حضرت خدیجہؓ کی یاد دل مین رکھی اور عائشہؓ ایسی پیاری بی بی کے سامنے بھی خدیجہؓ کا تذکرہ تاسف سے کرتے تھے اہل

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

اسلام معترف ہین کہ دنیا مین چار عورتین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوگئی ہین (۱) حضرت عیسیٰؑ کی ماں حضرت مریمؓ (۲) فرعون کی بی بی حضرت آسیہؓ (۳) آنحضرتؐ کی بی بی حضرت خدیجہؓ (۴) آنحضرت کی لڑکی (حضرت خدیجہؓ کے بطن سے) حضرت فاطمہؓ -

ترمیم خانہ کعبہ بعہد قریش

جب آنحضرتؐ کی عمر ۳۵ برس کے قریب پہونچی تو خانہ کعبہ کی مرمت شروع ہوئی - یہ مکان بوسیدہ ہوگیا تھا اسلیے منہدم کرکے پھر سے بنایا گیا - اس کے بنانے مین کل قریش شریک تھے - اورون کی طرح آنحضرتؐ بھی پتھر کندھے پر لالاکر پہنچاتے تھے - پہلے خانہ کعبہ کی دیوارین قدآدم سے زیادہ بلند نہ تھین مکان اوپر سے کھلا ہوا تھا - کعبہ کے متعلق جو اسباب اور نقد ہوتا تھا وہ اُسی خانہ کے اندر ایک گڑھے مین جو کنوئین کی طرح کھودا ہوا تھا مدفون رہتا تھا ایک مرتبہ مال چوری گیا اسلیے اس جدید تعمیر مین دیوارین بلند کی گئین - اور اوپر چھت بنائی گئی -

حجر اسود کا رکھنا

خانہ کعبہ جب بن چکا تو یہ بحث پیدا ہوئی کہ حجر اسود کو اصل مقام پر کون رکھے لوگ متفق نہ ہوئے - نوبت جنگ و جدل کی پہونچا چاہتی تھی کہ ایک سمجھدار شخص نے یہ تجویز کی کہ جو کوئی پہلے آئے حکم مقرر کیا جائے - اتفاق سے آنحضرتؐ سب کے پہلے وہان پہونچے اور وہی حکم ٹھہرائے گئے - حضرتؐ نے چادر بچھاکر حجر اسود کو اُسپر رکھا اور کہا کہ ہر قبیلے کا ایک سردار چادر کا کنارہ پکڑلے اس طرح سب نے مل کر حجر اسود کو اُٹھایا اور موقع پر آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے وہ پتھر چادر سے اُٹھا کر اصل جگہ پر رکھدیا - تمام لوگ اس دانشمندانہ حکمت عملی سے خوش ہوئے -

خانہ کعبہ کا مختصر حال لکھنا اس موقع پر لطف سے خالی نہ ہوگا - بیان کیا جاتا ہے

خانہ کعبہ کی مختلف تعمیر

کہ اول آدم نے خانہ کعبہ کی بنا ڈالی۔ اور پھر غالباً شیثؑ نے پتھر اور گارے سے اسکی تعمیر کی۔ طوفان نوح مین یہ مکان گر گیا اور پھر یون ہی تودۂ سنگ حضرت ابراہیمؑ کے وقت تک تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ اسکی تعمیر کی۔ پھر چوتھی مرتبہ اسکی تعمیر عمالقہ کے عہد مین ہوئی۔ اسکے بعد قبیلہ جرہم نے تعمیر کی۔ بعض مورخ قبیلہ جرہم کو عمالقہ پر مقدم بتاتے ہین۔ چھٹی مرتبہ قریش نے اسکی تعمیر کسی قدر تبدیل ہیئت کے ساتھ کی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ حضرت عائشہ سے ایک حدیث منقول ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر صلعم خدا نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ قریش نے کعبہ کا وہ طرز بدل دیا جو ابراہیمؑ کے وقت مین تھا۔ بہتر ہوتا کہ وہ پھر اصلی حالت پر کر دیا جاتا اور پورب پچھم اسمین دروازے بنائے جاتے۔ عبد اللہ ابن زبیر نے اپنے عہد حکومت مین اس حدیث کے موافق کعبہ کو پرانے زمانے کے طور پر کر دیا۔ عبد الملک ابن مروان کے زمانہ مین جب اسکے سپہ سالار حجاج نے ابن زبیر پر فتح پائی تو خانہ کعبہ کی تعمیر جدید کو بدعت سمجھ کر از سر نو ویسا ہی کر دیا جیسا کہ پیغمبر صلعم خدا اور خلفاے اربعہ کے وقت مین تھا اور بعض یہ کہتے ہین کہ حجاج کے لکھنے پر عبد الملک نے محمد بن مروان کو اس کام کے لیے تعینات کیا۔ بہرحال اب جو کچھ موجود ہے وہ اسی طرز پر ہے جیسا کہ حجاج یا محمد بن مروان نے بنوایا۔ گو اسکے بعد بھی مرمت ہوتی رہی ہے۔ ہارون الرشید نے چاہا تھا کہ اپنے وقت مین دونون کے نشان کو مٹا کر خانہ کعبہ کو ویسا ہی بنا دے جیسا کہ عبد اللہ ابن زبیر کے وقت مین تھا لیکن امام مالک نے منع کیا اور کہا کہ "خانہ کعبہ کو ملعبہ ملوک یعنی بادشاہون کا کھیل نہ ٹھہرائیے۔"

فصل سوم

رسالت سے ہجرت مدینہ تک

جب آپ کی عمر چالیس برس کے قریب ہوئی تو طبعیت گوشہ نشینی کی طرف مائل ہوئی۔ مکّہ کے قریب ایک پہاڑ کا درہ غار حرا کے نام سے مشہور ہو وہان جاکر اکثر آپ بیٹھتے تھے اور کئی کئی روز تک وہان رہتے تھے۔ مضمون کو عام فہم کرنے کے لیے یون کہہ سکتے ہین کہ تزکیہ نفس کے لیے آپ وہان جاتے تھے اور اسی حالت مین ایک خاص فیضان الٰہی کو آپ سے تعلق ہوا جو باعتبار نتیجہ کے رسالت کہا جاتا ہو اور تزکیہ نفس کے بعد جس قوت روح یا کیفیت کے ذریعہ سے فیضان الٰہی آپ تک پہونچتا تھا اُسکو اصطلاح شرع مین جبرئیل فرشتہ کہتے ہین۔ عالم ناسوت سے عالم غیر مادی کو جو تعلق ہو اسکا پورا انکشاف تو مرنے کے بعد ہوگا۔ جیتے جی سمجھنے کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ علیٰ قدر عقول اختیار کرنا چاہیے۔ مسلمانون کا عقیدہ یہ ہو کہ جس نے کچھ "نہین" سے سب کچھ کیا عالم کی درستی کے لیے جہان وہ سب کچھ سامان کرتا ہو وہان یہ بھی اُسنے ٹھہرایا کہ معین وقفہ کے بعد اصلاح عالم کے لیے ایسے پیغمبر دنیا مین ہوتے رہین جو قانون ربانی یعنے نہایت مستحکم قانون سے تمام عالم کا بندوبست کرین اور اُنکی راے پر چلنے والے دنیا مین سچی اور آخرت مین لازوال راحت سے فیضیاب ہون۔ بعثت ۶۱۰ء نبوت

اُسی حالت تنہائی مین ایک مرتبہ کچھ عالم غیر مادی کی طرف سے جو فیضان ہونے لگا۔ یا دوسرے لفظون مین جب آنحضرتؐ نے جبرئیل (پیغمبرون کے پاس خدا کے پیغام لانے والے) کو دیکھا تو کچھ متخوف ہوئے اور گھر آکر یہ حال وحی

خدیجہؓ سے کہا۔ حضرت خدیجہ نے اپنے ایک ذی علم چچیرے بھائی ورقہ سے تمام
حال بیان کیا۔ ورقہ کتب آسمانی سے خبردار تھا اُسنے کہا کہ یہ خدا کا فرشتہ ہے اس سے
ڈرنا نہ چاہیے۔ ابتداے وحی کے لیے متعدد روایتیں ہیں اُنمیں سے ایک
یہاں بیان کی گئی۔ پہلے کون آیت اُتری۔ علما نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے
کسی نے سورۂ فاتحہ الحمد للہ رب العالمین الخ کو پہلی وحی بتایا ہے۔ کسی نے اقرا باسم ربک
الذی خلق الخ کا ذکر کیا ہے۔ وحی تین سال کے لیے رُک گئی تھی۔ زمانہ فتور وحی
میں آنحضرت بہت پریشان رہتے تھے۔ جبرئیل کبھی تسکین کے کلمے کہہ جاتے
تھے مفسرین نے لکھا ہے کہ تین برس کے بعد وہی روحانی صورت جو غار حرا
میں دکھلائی دی تھی اور خدا کی صفات کی تعلیم کر گئی تھی عالم مراقبہ میں خدا کا
یہ پیغام پہنچا گئی۔ "یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطہر والرجز فاہجر و
لا تمنن تستکثر ولربک فاصبر فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین
غیر یسیر یعنی" اے خلعت رسالت والے ہمارے احکام کی تعمیل کو مستعد
اور ملتیار ہو جا اور ہمکو چھوڑکر جو مخلوق پرستی اور افعال قبیحہ میں پھنسے ہیں اُنکو
ہمارے عذاب سے ڈرا۔ اپنے پروردگار کی بڑائی کر۔ پاکدامنی اختیار کر شرک
اور مخلوق پرستی کی نجاست سے بالکل الگ ہو جا اور شکر کی طمع سے احسان
نہ جتا۔ لوگوں کی زیادتیوں پر اللہ کے لیے صبر کر۔ اور لوگوں کو بتا دے کہ جب
قیامت میں بگل پھونکا جائیگا وہ دن ہماری آیتوں کے منکروں کے لیے بہت
سخت ہوگا۔" اس آیت کے اُترتے ہی آپ فرمان الہی کے بجا لانے کو اُٹھ
کھڑے ہوئے اور اسلام کی وعظ شروع کر دی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ یہی آیت

سب کے پہلے اُتری تھی۔

اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ وحی کی ابتدا خواب سے ہوئی یا بیداری سے

وحی کا اترنا

لیکن اسمین اختلاف نہیں ہے کہ پھر لوہ کو خواب میں حالت بیداری مین چلتے پھرتے جب موقع اور محل ہوتا تھا وحی اُترتی تھی۔ وحیوں کا مجموعہ قرآن ہے۔ ایک مرتبہ بہیت مجموعی یہ کتاب نہین اُتری۔ وقتاً فوقتاً احکام الٰہی اُترتے تھے۔ آنحضرت اور اُنکے اصحاب یاد کر لیتے تھے۔ آنحضرتؐ کے عہد مین یہ احکام کتاب کی صورت مین نہین لائے گئے تھے۔ آگے چل کر بیان ہوگا کہ خلفا کے وقت مین کیونکر تمام سورتین اکٹھا کی گئین۔

آنحضرتؐ کو ابتدا سے عقل سلیم عطا ہوئی تھی۔ آپ شروع سے موحد تھے صادق المقال تھے۔ مسکرات۔ زنا۔ نمامی۔ بداعمالی۔ دروغگوئی وغیرہ اخلاق ذمیمہ سے کنارہ کش تھے۔ اب جب آنحضرتؐ کو یقین ہوا کہ ابراہیم عیسیٰ وغیرہ وغیرہ پیغمبرون کی طرح اُنکو بھی خدا نے اصلاح قوم اور درستی بنی نوع انسان کے لیے نبی بنایا ہے اور لوگون کو توحید سکھانے کو اپنا مرسل قرار دیا ہے۔ تو آپ نے ہدایت شروع کی۔ سب کے پہلے حضرت خدیجہ کو دعوت اسلام کی اور فوراً ہی وہ اللہ کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان لائین معتبر خبر ہے کہ اُسی روز علی ابن ابی طالب بھی ایمان لائے۔ پھر زید ابن حارثہ حضرت خدیجہ کے آزاد کیے ہوئے غلام ایمان لائے۔ ان تینون کے بعد حضرت عبداللہ ابن قحافہ ایمان لائے جو تاریخ اسلام مین ابوبکرؓ صدیق کے لقب سے مشہور ہین۔

خدیجہ اور ابوبکر کا اسلام

اور بعض کہتے ہین کہ حضرت خدیجہ کے بعد ہی حضرت ابوبکر ایمان لائے تھے۔

اسلام کا چرچہ

حضرت ابوبکر نے اپنے تمام دوستون کو اسلام کی ترغیب دی۔ انہین سے پانچ اشخاص عشرہ مبشرہ کے بھی ایمان لائے جنکے نام یہ ہین۔ عثمانؓ بن عفان۔ زبیرؓ ابن عوام۔ طلحہؓ بن عبید اللہ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ عشرہ مبشرہ وہ دس آدمی ہین جنکے اعمال حسنہ پر نظر کرکے آنحضرتؐ نے انکو جنت کی بشارت سنادی تھی لیکن ہر فرقہ کے مسلمان اس قول سے متفق نہین ہین اسکے دوسرے دن عثمانؓ بن مظعون۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ ابوسلمہؓ بن عبد الاسد مخزومی۔ وارقمؓ بن ابی الارقم کو ابوبکر صدیق نے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کرکے مشرف باسلام کروایا اور پھر اسی سلسلہ مین جعفر بن ابی طالب۔ ابوذر۔ عمار بن یاسر اور سعید بن زید بھی ایمان لائے۔

علانیہ دعوت اسلام

آنحضرتؐ پہلے علانیہ دعوت اسلام نہ کرتے تھے خاص خاص احباب اور اُنکے متوسلین مین دعوت محدود تھی کچھ لوگ باہر کے بھی آکر ایمان لائے تھے مگر بہت کم۔ تین برس یون ہی گذرے۔ اسکے بعد آیہ کریمہ "فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین" یعنی "حکم کی تعمیل کرو اور مشرکون سے اعراض کرو" نازل ہوئی۔ اور پھر آنحضرتؐ نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی۔ یہ پہلے لکھا گیا ہو کہ آنحضرت ابتدائے عمر مین بہت زیادہ ہر دلعزیز تھے۔ لوگ عام طور پر آپ کی عزت کرتے تھے اور دل سے محبت رکھتے تھے۔ لیکن یہ سب باتین بعثت سے قبل تھین۔ جب کفار کے مذہب اور بتون کو آنحضرتؐ نے بُرا ٹھہرایا تو پھر کفار عرب کے نزدیک آپ سے بُرا کوئی دوسرا نہ تھا۔ کفار کے ہاتھون سے جو جو اذیتین آنحضرتؐ کو پہونچین اُنکے تذکرے آگے آتے ہین۔ اسوقت مختصر طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ ابتدا مین جسطرح

تمام نبیون یا قومی مصلحون کو ذلتیں اٹھانی پڑی تھیں اسی طرح آنحضرتؐ کو بھی زحمتون کا سامنا ہوا۔ لوگون نے بے ادبیون کا کوئی درجہ اٹھا نہین رکھا۔ جب آنحضرتؐ نے قوم کی حالت درست کرنے کی طرف توجہ کی تو پھر انکی نظرون مین آنحضرتؐ کا سا بدترین خلایق کوئی دوسرا نہ تھا۔

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر آواز دی "یا معشر قریش۔ یا بنی فہر۔ یا بنی غالب۔ یا بنی لوی۔ یا بنی عدی" مکہ کے باشندے چھوٹے بڑے آکر جمع ہو گئے دستور تھا کہ کوئی اہم کام پیش ہوتا تھا تو پہاڑ پر چڑھکر آواز دی جاتی تھی اور لوگ آواز سُنکر جمع ہو جاتے تھے۔ دوڑتے وقت لوگون نے سمجھا تھا کہ کوئی قومی مرحلہ پیش آیا ہوگا۔ وہان پہونچکر آنحضرتؐ کی زبان سے جو تقریر سُنی گئی وہ یہ تھی "لوگو اگر مین تم سے کہون کہ پہاڑ کے دوسری طرف ایک بڑا لشکر اسلیے چھپا ہوا ہے کہ دفعتاً تم پر حملہ کرے اور تمکو تباہ کر دے۔ تو کیا تم اسے باور کرو گے؟" لوگون نے جواب دیا "بیشک اے محمدؐ تم سچے ہو اور ہم لوگون نے تم سے کبھی جھوٹ نہین سُنا۔ تمھاری بات ہم کیون جھوٹ سمجھنے لگے؟" آنحضرتؐ نے کہا تمھارے پیچھے عذاب سخت آنے والا ہے جو بغیر توحید کے رفع نہین ہو سکتا۔ یہ تقریر سنکر وہ سب اپنے دل مین آنحضرتؐ کو خفیف الحرکت سمجھے۔ ابولہب سے نہ رہا گیا اُسنے کہا "تبا لک سائر الیوم لھذا جمعتنا" "تمھارے اوقات خراب ہون بس اسی لیے بلایا تھا۔ اور یہین سے سمجھیے کہ کفار اور آنحضرتؐ کے درمیان مین کھُلی کھُلی عداوت کا آغاز ہوا۔

کفار قریش کی عداوت

آنحضرتؐ کے ساتھ جو برتاؤ اہل مکہ کا تھا اسکی نوعیت برابر بدلتی رہی۔ وہی محمدؐ جو پہلے تمام اہل مکہ کی آنکھون کی ٹھنڈھک تھے قوم نے اُنھین "امین" خطاب

دے رکھا تھا۔ اب اس نئے مذہب پھیلانے کی وجہ سے وہ کانٹے کی طرح دلون مین چُبھنے لگے اور "امین" کی جگہ اُنھین "مجنون" خطاب دیا گیا۔ جب آپ راہ سے گذرتے تھے تو قریش مذاق کرتے تھے۔ آپس مین کہتے تھے کہ "یہ شخص بھلا چنگا تھا دفعتاً دماغ پھر گیا کہتا پھرتا ہے کہ مجھ سے اہل آسمان باتین کرتے ہین اور آسمان کی خبر لاکر ہم لوگون کو سُناتا ہے"۔ خیر مجنون خطاب پانے سے تو چندان نقصان آنحضرتؐ کا نہ تھا۔ لیکن جب آنحضرتؐ نے بتون کو باطل کہنا اور قریش کے آبا اور اجداد کو جو کفر پر مرے تھے دوزخی بتانا شروع کیا اُسوقت قریش کو صدمہ پہونچا اور وہ آنحضرتؐ کی دشمنی پر تُل گئے۔ اور پھر آپنے اُنکی دشمنی سے جو جو اذیتین اُٹھائین اُنکی کوئی حد نہین رہی۔

محمد مجنون مشہور ہوئے

اصلاح قوم کی کوشش کوئی آسان امر نہین ہے جس طرح یہ بہترین اعمال انسانی ہے اُسی طرح سخت ترین تکالیف کی موجب بھی ہے۔ ایک نقل ہے کہ انگلستان مین ایک نوجوان مرد قومی خیالات مین ہر وقت محو رہتا تھا۔ اُسکا باپ ایک روز اُسکے پاس آیا جب کہ وہ اپنے ارادون مین مزاحمتین دیکھکر سست بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا تھا۔ باپ نے کہا "بیٹے تم کس خبط مین مبتلا ہو گئے ہو۔ گھر کی فکر نہین کرتے۔ ماں باپ بھائی بہن سب کو چھوڑکر قوم کے شیدا بن رہے ہو۔ کام تو بُرا نہین ہے لیکن اسکی زحمتین اُٹھانے کی قابلیت بھی تم مین ہے؟ اسکو پہلے سے سوچ لو دیکھو (حضرت عیسیٰؑ کی تصویر کہ جب وہ صلیب پر چڑھائے گئے تھے دیوار مین آویزان تھی اُدھر اُنگلی اُٹھاکر) اس دن کا خیال کرلو جب قوم کے بہی خواہ بنو۔ حضرت عیسیٰؑ کی سی حالت تمام مصلحان قوم کی نہ سہی لیکن زیادہ تر تو ایسے ہی لوگ ہین کہ مرنے کے بعد

قوم نے اُنکے خیالات کی قدر کی اور بہت کم ایسے گذرے ہین کہ جیتے جی اُنکو اپنی کوششون کا اچھا نتیجہ دیکھنا نصیب ہوا۔ غرضکہ اسمین کوئی شک نہین ہی کہ روز ازل سے آج تک جس کسی نے اپنی قوم کی بہی خواہی کا خیال کیا شروع شروع قوم اسکو ضرور دشمن قوم سمجھی۔ اور بڑی بڑی زحمتون مین اُسکو ڈالنا چاہا۔ آنحضرتؐ کے حالات سے معلوم ہوگا کہ اہل عرب نے شروع شروع آپ سے سخت دشمنی کی۔ آپ کو طرح طرح کی اذیتین پہونچائین۔ لیکن اخیر مین سب نے آپ کی بڑی قدر کی۔ اور وفات کے پہلے آپ نے اپنی قوم کو ادنی حالت سے اعلی حالت مین پہونچاکر اپنی خواہشون اور ارادون کی کامیابیان دیکھ لین۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے خاندان کے چالیس[۱] مردون کو دعوت کی تقریب سے جمع کیا۔ انمین ابوطالب۔ حمزہ۔ عباس اور ابولہب بھی تھے۔ موقع پاکر آپ نے اپنی رسالت کا ذکر چھیڑا اور یہ چاہا کہ گھر والون مین سے کوئی ایک بھی آپ کا ساتھ دینے کو آمادہ ہوتا تو بڑی تقویت ہوتی۔ مورخون نے لکھا ہی کہ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن علی ابن ابی طالب سے اس حیرت بخش شک اور حقارت آمیز سکوت کی برداشت نہ ہوسکی اور کھڑے ہوکر اُنھون نے بڑی ہمت اور جُرأت سے کہا کہ رسول اللہ گو اس مجمع مین سب سے کم سن مین ہون مگر اس مشکل خدمت کے بجالانے کو طیار ہون۔ مسٹر کارلائل اس موقع کو یون لکھتے ہین "اس مجمع مین علی کا باپ ابوطالب جو محمد کا دشمن نہ تھا موجود تھا۔ تاہم سب کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ (محمدؐ) اور ایک سولہ برس کے لڑکے (علیؓ) کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونون ملکر تمام دنیا کے خیالات کے خلاف کوشش کرین گے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور سب لوگ قہقہہ

لگا کر منتشر ہو گئے۔ مگر آیندہ چل کر ثابت ہوا کہ یہ بات ہنسی کے لایق نہ تھی بلکہ سب ٹھیک اور درست تھی"۔

گذر پڑھنے پر ابولہب اور عقبہ بن معیط آنحضرتؐ کے گھر کے قریب عین گذرگاہ پر گندی چیزین جمع کر دیتے تھے۔ اور غرض اس سے صرف آنحضرتؐ کو دق کرنا ہوتی تھی۔ آنحضرتؐ تحمل سے کام لیتے تھے اور بس اتنا ہی فرماتے تھے "یہ کیا حق ہمسایگی یہی ہی" اور کچھ نہ بولتے تھے۔ یون ہی آہستہ آہستہ قریش کی طبعتین فساد کی طرف بڑھتی گئین اور آنحضرتؐ کی عداوت لوگون کے دل مین جگہ پکڑتی گئی۔

موسم حج مین جب لوگ باہر کے آتے تھے تو آنحضرت دعوت اسلام کرتے تھے اور بعض بعض ایمان بھی لاتے تھے۔ ایسے موقع پر ابولہب سخت بے ادبیان کرتا تھا آنحضرتؐ تو لوگون کو دعوت اسلام کرتے تھے اور یہ کمبخت پتھر مارتا تھا اور لوگون سے کہتا پھرتا تھا کہ یہ شخص ساحر ہی، شعبدہ باز ہی، شاعر ہی اور کذاب ہی۔ کبھی وہ یہ بھی کہتا تھا کہ "اس شخص کا دماغ پھر گیا ہی۔ تم لوگ اسکی باتین کیا سنتے ہو" آنحضرتؐ یہ سب کچھ سنتے تھے لیکن کچھ نہ بولتے تھے اور اپنے کام سے واسطہ رکھتے تھے۔ سورۂ لہب "تبت یدا ابی لہب و تب ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب سیصلی نارا ذات لہب و امراتہ حمالۃ الحطب فی جیدہا حبل من مسد"۔ اسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی ابولہب کی بی بی ام جمیل بھی آنحضرتؐ کی ہجو مین اپنے شوہر کی شریک غالب تھی اسلیے اسکی مذمت بھی اس سورہ مین کی گئی ہی۔

ایک مرتبہ اکابر قریش جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ موسم حج قریب ہی۔ باہر کے لوگ آئین گے تو محمدؐ پھر اپنی سحر بیانی سے کام لین گے۔ یہ لوگ سیدھے

ساوے ہیں۔ وام فریب میں آتے جاتے ہیں۔ اسکی روک تھام ضروری ہے سب نے کہا کہ محمدؐ ایک شریف خاندان کا ہے۔ بہ ظاہر صورت شکل بھی اچھی ہے۔ فصیح البیان ہے ہم کوئی ایسا حیلہ اُسکے مقابلہ میں نہیں کر سکتے جس سے لوگ اُس سے نفرت کریں اگر ہم اسکو مجنون کہیں گے تو لوگ ہم ہی کو مجنون کہیں گے۔ اخیر میں یہ رائے قرار پائی کہ گو اُنکو ساحر کہنا بھی مناسب نہ ہوگا لیکن سوا اسکے دوسری تدبیر نہیں ہو سکتی اسی حیلہ سے لوگون میں نفرت پیدا کی جائے۔ قریش نے سب کچھ تدبیرین کین لیکن وہ اسے کیا کرتے کہ جس کسی کا اعتقاد جم جاتا تھا وہ پھر کسی کی نہ سنتا تھا۔

محمدؐ ساحر کہے گئے

ایک مرتبہ کفار مکہ خانہ کعبہ میں بیٹھے آنحضرتؐ کا تذکرہ کرتے تھے کہ "یہ شخص کھلے خزانے ہمکو اور ہمارے بزرگون کو بُرا کہتا ہے اور ہم چپ چاپ سُن لیتے ہیں کوئی بندوبست ہمکو ضرور کرنا چاہیے" گفتگو ہو رہی تھی کہ آنحضرتؐ آپہنچے اور طواف کعبہ میں مشغول ہوئے۔ کفار آوازے کسنے لگے اور تمسخر کے ساتھ پیش آئے۔ دو مرتبہ آنحضرتؐ کچھ نہ بولے۔ تیسری مرتبہ آنحضرتؐ کو جلال آیا۔ فرمایا قریش تم سنتے نہیں قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ میں تمکو ذبح کرنے آیا ہون۔ آنحضرتؐ کی گفتگو سے دلون میں کچھ ایسی ہیبت چھاگئی کہ اُن لوگون نے آنحضرتؐ کی خوشامد کی اور ایک طور پر معافی مانگی۔ دوسرے دن کفار نے اپنی ہزیمت پر تاسف کیا اور پھر ایک دل ہو کر آنحضرتؐ سے بے ادبی کی۔ ابوبکر صدیقؓ حامی ہوئے تو اُنکو خوب مارا۔ اُنکے اعزہ بنو تمیم اگر کفار کے ہاتھ سے اُنھیں بچا نہ لیتے تو نہ معلوم کیا نوبت اُنکی پہونچتی۔

ابوبکر سے بے ادبی

ایک روز عتبہ بن ربیعہ آنحضرتؐ کے پاس آکر کہنے لگا "محمد تم اچھے یا عبداللہ" آنحضرتؐ نے جواب نہ دیا۔ پھر پوچھا "تم اچھے یا عبدالمطلب" آنحضرتؐ نے پھر

عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو

سکوت کیا۔ عتبہ نے کہا "اگر تمھارے نزدیک یہ لوگ اچھے تھے تو اسمین شبہ نہین کہ یہ بھی بت کی پرستش ویسی ہی کرتے تھے جیسی مین کرتا ہون۔ اور اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ تم ان سب سے اچھے ہو تو صاف کہو کہ مین بھی سنون۔ تم نے ہماری قوم مین ایک تہلکہ ڈالدیا جماعت کو تم نے متفرق کردیا۔ قومی معبودون کی بے عزتی کی۔ سب کے باپ دادا کو کافر ٹھہرایا۔ نوبت یہان تک پہونچی کہ تمھین لوگ ساحر اور کاہن کہنے لگے۔ تم جو مانگو مین دینے کو طیار ہون اس شرط سے کہ تم اپنی ادعا سے باز آؤ۔ اگر تم کوئی حسین عورت چاہتے ہو تو مین اسکا انتظام کردون۔ اگر دولت اور مال کی طمع ہو تو مین چندہ سے اتنا مال دون کہ قوم مین تم سب سے زیادہ مال دار ہوجاؤ۔ اگر بادشاہت کی طمع ہے تو مین تمھین قوم کا بادشاہ بھی بنا سکتا ہون۔ اگر تمھارا دماغ تمھارے اختیار سے باہر ہے تو کہو کوئی طبیب ڈھونڈھ لاؤن کہ تمھارا معالجہ کرے۔ تمھین صحت ہوجائے تو ہمین مال خرچ کرنے مین دریغ نہین ہے"۔ جب عتبہ گفتگو ختم کرچکا تو پیغمبر خدا نے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیا لقوم یعلمون الخ جب آنحضرت "فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد وثمود" تک پہونچے تو عتبہ نے کہا "بس بس" اور پھر اپنی قوم کے پاس آکر کہا "واللہ مین نے ایسا کلام سنا ہے کہ اسکا مثل کبھی نہ سنا تھا۔ شاعری۔ سحر۔ یا کہانت کو اس سے کوئی نسبت نہین ہے۔ میری تو یہ راے ہے کہ تم محمد کو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ یقینا یہ کلام کچھ کر دکھائیگا۔ اگر دوسرون سے یہ مغلوب ہوا تو تمھارا مطلب بے دردسر حاصل ہوا اور اگر یہ غالب رہا تو اسکی عزت کے ساتھ تمام مکہ والون کی عزت بڑھے گی۔ میری تو یہی راے ہے۔ آیندہ جو تم مناسب سمجھو"۔ ایک عتبہ کی راے کیا کرتی۔ ہر کام کا ایک وقت

ہوتا ہی۔ جب تک وہ وقت نہین آیا کافرون کی حالت نہین بدلی۔

قریش نے کوئی درجہ برائی کا آنحضرتؐ کے لیے اٹھا نہین رکھا لیکن آنحضرتؐ ہمیشہ صبر اور استقلال سے کام لیتے تھے اور کہتے تھے تو صرف یہ "خدایا تو اس قوم جاہل کو ہدایت دے" مشہور ہی کہ صرف ایک مرتبہ پیغمبر خداؐ نے دعاے بد کی تھی وہ بھی اپنی جسمانی اذیت کے لحاظ سے نہین بلکہ اسلیے کہ رکن اسلام کے ساتھ کفار نے سخت بے ادبی کی تھی۔ قصہ یون ہی کہ ابوجہل کے اشارے سے عقبہ بن معیط نے کسی جانور کی اوجھڑی آنحضرت کے گلے مین ڈالدی ایسی حالت مین کہ آنحضرتؐ خانہ کعبہ مین سربسجود تھے۔ اوجھڑی ڈالنے کے بعد کفار نے ہنسنا شروع کیا۔ آنحضرتؐ نے اپنا سر اسوقت تک نہین اٹھایا کہ حضرت فاطمہؓ کو خبر ہوئی اور انھون نے آکر دوش مبارک کو سبکدوش کیا۔ آنحضرتؐ نے نماز سے فارغ ہوکر تین مرتبہ اللھم علیک بقریش کہا اور پھر نام بنام ابوجہل بن ہشام۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ابی بن خلف اور عمارہ بن عبید کے حق مین دعاے بد کی۔ تھوڑے دنون کے بعد یہ سب مسلمانون کے ہاتھ سے جنگ بدر مین مارے گئے اور ذلت کے ساتھ گڑھے مین پھینکے گئے۔

کفار کے حق مین دعاے بد

عبدالمطلب کے بعد ابوطالب سردار مکہ سمجھے جاتے تھے اُنکے خوف سے کفار آنحضرتؐ سے کچھ بول نہ سکتے تھے اور اسی طرح اُن مسلمانون کا بھی کچھ نہ کرسکتے تھے جنکا کنبہ خوش حال تھا لیکن غریب مسلمانون کے ساتھ کفار بڑی سختیان کرتے تھے۔ گرم ریت پر دھوپ مین سُلاتے تھے۔ گرم پتھر جسم پر باندھتے تھے۔ دُرّے مارتے تھے۔ دانہ پانی بند کرتے تھے۔ سبھی کچھ کرتے تھے لیکن جو ایک مرتبہ آنحضرتؐ

غریب مسلمانون پر سختیان

کے سامنے توحید اور رسالت کا اقرار کر جاتا تھا پھر وہ اُس سے منحرف نہوتا تھا

منجملہ ان مفلس مسلمانون کے حضرت بلال حبشی ایک کافر کے غلام تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ بطحی سے مکہ مین دیکھا کہ گرم ریت پر انھین ننگا لٹا کر گرم پتھر اُنکے پیٹ پر رکھدیا گیا ہی۔ یہ سزا صرف اسلیے تھی کہ وہ دین محمدی سے مرتد ہونا گوارا نہ کرتے تھے اور اُنکے آقا کو اسپر اصرار تھا۔ ابوبکرؓ نے اُنکے مالک کو سمجھایا۔ مالک نے کہا کہ "تمھین لوگون نے تو اس غلام کو بہکا کر خراب کیا۔ اب یہ میرے کس کام کا ہی۔ تمھین ایسا ہی رحم ہو تو مجھسے خرید لو" حضرت ابوبکرؓ نے اُنھین خریدا اور فوراً آزاد کر دیا۔ حضرت بلال مرتے دم تک مسلمانون کے ساتھ رہے۔ آزاد تھے۔ پھر بھی خادمون کی طرح پیغمبرؐ خدا کی خدمت کرتے تھے۔　　　　بلال حبشی

جب مسلمانون کے ساتھ کفار مکہ کا ظلم زیادہ بڑھا تو پیغمبرؐ خدا نے مسلمانون کو ہجرت کا حکم دیا۔ ہجرت کا حکم اُسوقت موکد نہ تھا۔ حبشہ جسکو ابی سینیا کہتے ہین ہجرت کے لیے منتخب کیا گیا۔ اول اول گیارہ مرد اور چار عورتین کل پندرہ شخص مکہ سے چھپ کر باہر نکلے۔ جدہ تک پا پیادہ آئے اور وہان سے جہاز مین بیٹھ کر حبشہ کے ساحل پر اوتر پڑے۔ حبشہ مین اسوقت عیسائی بادشاہ تھا جسے نجاشی کہتے تھے ان ہجرت کرنے والون مین سب کے پہلے حضرت عثمانؓ بن عفان اپنی زوجہ رقیہ بنت رسولؐ کے ساتھ گھر سے نکلے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ یہ لوگ نبوت کے پانچوین سال رجب کے مہینے مین گھر سے نکلے تھے۔　　　　ہجرت حبشہ

کچھ غلط فہمی اس طرح پر واقع ہوئی کہ مہاجران حبشہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مصالحت ہوجانا تصور کرکے حبشہ سے واپس آئے۔ مکہ مین پہونچنے پر خبر غلط نکلی　　　　ہجرت ثانی

توپھر واپس گئے اور بہت سے نئے مسلمانوں کو بھی ساتھ لیتے گئے ۔ اس جانے کو ہجرت ثانی کہتے ہین ۔ عبداللہؓ ابن مسعود بھی مہاجران حبشہ مین سے تھے لیکن اسمین اختلاف ہی کہ اُنھون نے پہلی مرتبہ ہجرت کی یا دوسری مرتبہ ۔ بیان کیا جاتا ہی کہ بہت سے مسلمان متفرق طور پر بھی مکہ سے ہجرت کرکے حبشہ گئے تھے ۔ مہاجران حبشہ کی تعداد بچون کو چھوڑکر اسّی مرد اور گیارہ عورتین جملہ اکیانوے تک پہنچ گئی تھی ۔

نجاشی کے پاس کفار مکہ

کافرون نے جب دیکھا کہ اہل مکہ مسلمان ہوتے ہین اور چپ چاپ حبشہ چلے جاتے ہین تو اُنکی کد اور بڑھی ۔ چند کفار نجاشی اور اُسکے ارکین دولت کے لیے تحائف لیکر حبشہ مین پہونچے ۔ ارکین دولت نے نجاشی سے عرض کیا کہ چند آدمی مکہ سے ہمارے ملک مین اپنا آبائی مذہب چھوڑکر بھاگ آئے ہین اُنکے اہل ملک اُنکا دعویٰ کرتے ہین ۔ بہتر ہوگا کہ وہ اُنکے حوالے کردیے جائین نجاشی نے کہا جب مجھ سے پناہ مانگی جائے تو مجھے پناہ دینا لازم ہی ۔ مین اپنے ملک سے ان لوداردون کو جانے ندونگا لیکن اُنکو بُلانا چاہیے تا اُنکے باہمی نفاق کا پتہ چلے

جعفر اور دربار نجاشی

یہ خانہ برباد مسلمان نجاشی کے دربار مین چلے ۔ حضرت جعفر طیار سب کے پیشوا تھے ۔ کفار مکہ جب دربار مین آئے تو پہلے اُنھون نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اُسکے بعد ایک گوشہ مین مودب بیٹھے ۔ تھوڑی دیر مین مسلمان بھی آئے اُنھون نے صرف سلام کیا سجدہ نہین کیا ۔ نجاشی کے ندیمون نے مسلمانون کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا "تم نے بادشاہ کو سجدہ کیون نہ کیا" ۔ جعفر طیار نے کہا "ہم مخلوق کو سجدہ نہین کرتے ہمارے پیغمبرؐ نے ہمکو یہی تعلیم دی ہی" ۔ اس گفتگو سے نجاشی کے دل مین

مسلمانون کی وقعت قایم ہوئی اور اُسنے پوچھا کہ "تم نے اپنے بھائیون کا دین چھوڑ دیا اور یہود و نصاریٰ کے دین پر بھی تم نہین ہو تو پھر آخر تمھارا کیا دین ہی" جعفر نے کہا کہ "اللہ نے اپنا ایک رسول ہمارے پاس بھیجا ہی جسکے کہنے سے ہم نے اپنا ابائی مذہب ترک کر دیا اب ہم اُسی کے دین پر ہین وہ ہمکو اچھے کام کی ترغیب دیتا ہی اور بُرے کام سے منع کرتا ہی۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ صدقہ۔ صلہ رحم وغیرہ وغیرہ اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہی۔ اُسے سچا سمجھ کر ہم ایمان لائے تو ہمارے بُت پرست بھائی ہمکو ایذا پہنچانے لگے۔ ہم مین لڑائی کی طاقت نہ تھی۔ ہم بھاگ کر آپ کی عملداری مین چلے آئے"۔ نجاشی نے کہا کہ تمھارے پیغمبر پر جو کلام اُترتا ہی اُسمین سے تم کچھ سُنا سکتے ہو۔ جعفر نے سورۂ کہیعص پڑھ کر سُنائی۔ نجاشی سُنکر بیچین ہو گیا۔ اُسپر بڑی رقت طاری ہوئی۔

نجاشی کا مسلمان ہونا

مسلمان مورخون کا بیان ہی کہ کلام اللہ سُنکر نجاشی بولا کہ اس کلام مین وہی رنگ ہی جو حضرت موسیٰ کی توریت مین ہی۔ دونون کلام ایک ہی طرح کے ہین۔ کفار نے بادشاہ کو بدظن کرنے کے لیے کہا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰ ابن مریم کی بھی مخالفت کرتے ہین۔ جعفر نے کہا ہرگز نہین اور پھر آیہ کریمہ "ہو عبد اللہ و رسولہ و کلمتہ القاہا الی مریم و روح منہ" پڑھا۔ نجاشی بولا ٹھیک یہی مفہوم انجیل کا بھی ہی نجاشی کے دربار مین جو تقریر جعفر نے کی اُسے مورخون نے نقل کیا ہی ہم یہان اُسکا ترجمہ درج کرتے ہین۔ حضرت جعفر نے کہا۔

"اے بادشاہ۔ ہم ایک جاہل اور گمراہ قوم تھے۔ بُت پوجتے تھے۔ مُردار گوشت کھاتے تھے۔ بدکاریان کرتے تھے۔ ہمسایون سے بُری

طرح پیش آتے تھے۔ زبردست کمزور کا مال کھا جاتا تھا۔ ایک مدت سے
ہماری یہی حالت چلی آتی تھی۔ یہان تک کہ خدا نے ہمارے ہی قوم کا
ایک پیغمبر بھیجا جسکی شرافت۔ نسب۔ راستبازی۔ ایمانداری اور پاک
دامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ اُسنے ہمکو خدا کی طرف بُلایا تاکہ ہم
اُسی ایک خدا کو خدا جانین اور اُسی کی عبادت کرین اور بتون اور پتھرون
کی پرستش چھوڑ دین جنکو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اُسنے
حکم دیا کہ ہم صرف خدا ہی کی عبادت کرین اور کسی چیز کو ذات اور صفات
اور استحقاق عبادت مین اُسکے ساتھ شریک نہ کرین۔ پانچون وقت
نماز پڑھنے اور سال بھر کے بعد بقیہ مال کا چالیسوان حصہ صدقہ دینے
اور ماہ رمضان مین بیماری اور سفر کے سوا روزہ رکھنے کو اُسنے فرض
بتایا۔ اُس پیغمبر نے ہمکو سچ بولنے اور امانت کو اُسکے مالک کے پاس
پہنچا دینے اور قرابت دارون سے رعایت یا مروت کرنے اور ہمسایون
کے ساتھ نیکی سے پیش آنے اور بُرے اور حرام کامون اور خون خرابون
سے بچنے کا حکم دیا اور بدکاریون اور جھوٹی گواہی دینے اور بے مان
باپ کے بچون کا مال کھا لینے اور پاک دامن عورتون پر تہمت لگانے
سے منع کیا۔ ہم نے اُسکو سچا جانا۔ اور جو احکام اُسنے خدا کی طرف سے سُنایا
اُن سب کی پیروی اختیار کی۔ ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے
ہین اور کسی چیز کو کسی بات مین بھی اُسکے ساتھ شریک نہین کرتے۔
اور جو چیز خدا نے ہم پر حرام کر دی ہے اُسکو حرام اور جو حلال کر دی ہے اُسکو

حلال جانتے ہین۔ اس بات پر ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی اور طرح طرح سے ہمکو دکھ دیا اور ہمکو ہمارے دین سے پھرانا چاہا کہ ہم خدا کو چھوڑکر پھر بُت پوجنے لگین اور جن بُری باتون اور چیزون کو ہم پہلے ناجائز سمجھتے تھے پھر انکو جائز جانین۔ جب انھون نے ہمکو نہایت عاجز کر دیا اور طرح طرح کے ظلم کیے اور نہایت تنگ کیا اور ہمارے دین مین ہمارے مزاحم ہوئے تو ہم اپنا وطن چھوڑکر اور تجکو اور بادشاہون کی بہ نسبت اچھا جان کر تیرے ملک مین چلے آئے۔ اور یہ امید کرکے کہ تیرے سامنے کوئی شخص ہم پر ظلم نہ کرسکے گا تیری پناہ اختیار کی"

حضرت جعفرؓ کی تقریر سے نجاشی بہت متاثر ہوا اور کلام اللہ کی آیت سُنکر کہنے لگا ٹھیک یہی مفہوم انجیل کا بھی ہے۔

نجاشی کی گفتگو

مسلمانو۔ تم پر اور تمھارے رسول پر مرحبا۔ مین گواہی دیتا ہون کہ محمدؐ وہی رسول ہے جسکی تعریف انجیل مین مین نے پڑھی ہے۔ اور عیسیٰ ابن مریم نے جسکی بشارت انجیل مین دی ہے۔ بخدا انتظام مملکت وامنگیر نہوتا تو مین تم لوگون کے ساتھ چل کر اُس رسول برحق کی جوتیان اُٹھاتا اور آفتابے مین پانی لیکر وضو کراتا۔ یہین سے اکثر مسلمان مورخون کا اتفاق ہے کہ نجاشی مسلمان ہوا اور مرتے دم تک مسلمان رہا۔ نجاشی کی یہ کیفیت دیکھ کر قریش پھیکے منھ واپس آئے۔ اُنکے تحفے بھی نجاشی نے پھیر دیے۔ اب کفار قریش کو مناسب تو یہ تھا کہ مسلمانون کی مخالفت سے ہاتھ اُٹھاتے اپنے کیے پر پچھتاتے لیکن وہان کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس واقعہ نے اُنکی ضد اور بڑھادی نبوت کے چھٹے برس حضرت حمزہؓ عم رسولؐ اور حضرت عمرؓ بن الخطاب ایمان

حمزہؓ اور عمرؓ

لائے ان دونوں کے ایمان لانے سے اسلام کو بڑی قوت پہونچی۔ حمزہؓ نہایت جری اور فن جنگ کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب بہت با ہیبت اور صائب الرائے سمجھے جاتے تھے۔ اُن دونوں کے اسلام نے مسلمانوں کی حالت مین ایک تبدیلی پیدا کی۔

حمزہؓ مسلمان ہوئے

حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کی کیفیت یون لکھی ہو کہ ایک روز ابوجہل نے پیغمبرؐ خدا کو بہت سے کلمات نامعقول سُنائے۔ آنحضرت بہت مغموم تھے۔ حضرت حمزہؓ گھر پر نہ تھے شکار کھیلنے باہر گئے تھے۔ جب وہ واپس آئے تو راستہ مین ایک لونڈی نے ابوجہل کا گالیان دینا اور آنحضرتؐ کا سنکر صبر کر جانا بالتفصیل بیان کیا حمزہ علاوہ علاتی چچا ہونے کے آنحضرتؐ کے برادر رضاعی بھی تھے اور آپ سے بہت اُنس رکھتے تھے اس خبر نے اُنکو سخت مشتعل کیا اور وہ سیدھے کمان دوش پر رکھے ہوئے ابوجہل کے پاس پہونچے اور پہونچکر اُنھون نے ایک کمان اُسکے سر پر ایسی ماری کہ خون جاری ہو گیا اور کہا "تو جانتا نہین کہ مین بھی محمدؐ پر ایمان لایا ہون" حضرت حمزہؓ ایسے پہلوان سے بھلا وہ کیا بولتا مار کھا کر چُپکا ہو رہا۔ اور حضرت حمزہؓ نے سیدھے آنحضرتؐ کے پاس آکر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا جس سے آنحضرتؐ کو کمال مسرت ہوئی۔ قریش آنحضرتؐ سے بہت بے تکلف ہو چلے تھے لیکن حمزہؓ کے اسلام نے اُنکو باادب کر دیا۔ وہ سمجھے کہ حمزہؓ سے لڑنا آسان نہین ہی۔

عمرؓ مسلمان ہوئے

عمر بن الخطابؓ کے ایمان لانے کی کیفیت مورخون نے کسی قدر جزوی اختلاف کے ساتھ یون لکھی ہو کہ ایک دن ابوجہل نے باہم یہ ذکر کیا کہ "کوئی محمدؐ کو قتل کر ڈالے تو مین ایک سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی انعام دون" حضرت عمرؓ نے اُس سے

بات پکی کرکے قتل کا بیڑا اُٹھایا۔ راہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُسنے حضرت عمرؓ کا ارادہ سنکر کہا محمد کو پیچھے مارنا پہلے گھر کی تو خبر لو کہ تمھاری بہن بھی مسلمان ہو گئی ہے عمر اپنی بہن کے گھر گئے وہان حالت یہ تھی کہ دروازہ اندر سے بند تھا اور حضرت عمر کی بہن اور اُسکے شوہر حارث کو حضرت خبابؓ سورہ طٰہٰ (ایک کاغذ پر لکھی ہوئی) یاد کرا رہے تھے۔ عمر کی آواز سنکر حضرت خبابؓ چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر اُنکی بہن نے کہا کہ ہم لوگ باتین کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بکری ذبح کرکے پکانے کو کہا جب وہ پکی تو زن و شو نے ذبیحہ کافر سمجھکر اُسکے کھانے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے خاص اسی غرض سے بکری ذبح کی تھی۔ جب حضرت عمر کو اُنکے مسلمان ہونے کا یقین ہو گیا تو اُنکو مارنا شروع کیا۔ عورت کو چوٹ زیادہ آئی اسکا خون آلود چہرہ دیکھکر حضرت عمرؓ پشیمان ہوئے۔ کچھ دیر ساکت رہکر اُنھون نے پوچھا "اچھا وہ پرچہ کہان ہے جسے تم لوگ پڑھتے تھے؟" کسی قدر تامل کے ساتھ وہ پرچہ عمرؓ کو دیا گیا اور وہ پڑھنے لگے جب "وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفی" تک پہونچے تو کلام نے اپنا اثر دکھایا۔ حضرت عمرؓ کے مُنھ سے بے اختیار نکل گیا "کیا اچھا کلام ہے" حضرت خبابؓ اتنا سہارا پاکر گوشہ سے نکل آئے اور بولے عمر مبارک ہو تجھے اسلام۔ رات آنحضرتؐ دعا کرتے تھے "خدایا ابوجہل بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے اسلام کو عزت دے" حضرت عمر اُسی وقت آنحضرتؐ کے پاس پہونچے اور مسلمان ہو گئے۔

عمرؓ کا کعبہ مین نماز پڑھنا

کفار کی ضد بڑھ رہی تھی۔ بہت سے مسلمان حبشہ چلے گئے تھے۔ جو مکہ مین تھے وہ کفار سے کنارے رہتے تھے۔ اور کفار کی بے ادبیون کا خوف اُنکو ہر دم لگا رہتا تھا خانہ کعبہ مین مسلمان نماز نہین پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مسلمان ہوتے ہی کہا

کہ "نماز خانہ کعبہ مین پڑھنا چاہیے - کفار اپنا دین باطل تو نہ چھپائین اور مسلمان اپنا دین حق چھپاتے پھرین یہ نامناسب ہے" آنحضرت نے اسے منظور کیا اور عمرؓ حمزہؓ - علیؓ - ابوبکرؓ اور بہت سے اصحاب کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف چلے - وہان کفار انتظار کر رہے تھے کہ عمر آنحضرت کا سر لاتا ہوگا اور پھر دیکھا تو یہ دیکھا کہ آنحضرت کے ساتھ وہ چلے آتے ہین اور کعبہ مین نماز پڑھنا چاہتے ہین - یہ دیکھ کر کفار کو سخت حیرت ہوئی اور کچھ خوف بھی اُنپر غالب ہوا - تھوڑے مقابلہ کے بعد کفار پسپا ہوئے اور دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ مین پڑھی گئی اُسوقت تک ۳۹ مسلمان تھے عمرؓ کے ملنے سے پورے چالیس ہوگئے اُسی وقت آیہ کریمہ "یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین" نازل ہوئی -

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا اسلام کفار مکہ کے لیے زائد اشتعال کا سبب ہوا - پہلے نزاع شخصی تھی اور اب قومی جھگڑا شروع ہوا - ابتدا مین دس بیس مفسد آنحضرت کے مخالف تھے اور اب کل قریش ایک دل ہوکر مخالفت پر کمربستہ ہوگئے - نبوت کے ساتوین سال شروع ہونے پر ایک روز کفار مکہ نے جمع ہوکر ابوطالب کو بُلایا اور صاف صاف لفظون مین سُنایا کہ "تم محمد کو ہمارے حوالے کردو کہ ہم اُسے ہلاک کر ڈالین یا ہم سے جنگ کرو" - ابوطالب گھر پر آئے اور آنحضرت کو بُلا بھیجا - آنحضرت کے آنے پر چچا بھتیجے مین گفتگو شروع ہوئی - ابوطالب نے قریش کی گفتگو سُنا کر کہا - "محمد ہم مین قریش سے لڑنے کی طاقت نہین ہے اپنی جان کا خیال کرو اہالی مکہ کے معبودون کو بُرا نہ کہو" آنحضرت سمجھے کہ ابوطالب میری حمایت سے دست بردار ہوتے ہین - ابوطالب کی تقریر کا منشا ہی یہ تھا - آنحضرت نے کہا "اگر آسمان سے آفتاب اور ماہتاب اوتر کر

محمد اور ابوطالب کی گفتگو

میرے داہنے اور بائین آجائین جب بھی مین باز نہین آسکتا"۔ یا دوسری روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ "مین جو کچھ کرتا ہون خدا کے حکم سے کرتا ہون۔ آپ کی تخویف مجھے روک نہین سکتی"۔ آپ میری مدد کیجیے تو بہتر نہین تو خود اللہ کی مدد مجھے کیا کم ہے"۔ آنحضرتؐ یہ کہکر رونے لگے اور رونے کا مقام ہی تھا۔ ایک طرف دلسوز چچا کی نصیحت اور دوسری طرف خدا کا حکم۔ خدا کا حکم توٹالنے کے لائق نہین اور چچا ہر کہ فرط محبت مین خیر خواہانہ گفتگو کر رہا ہے۔ غرضکہ آپ وہان سے افسردہ خاطر اُٹھے اور گھر کا رُخ کیا۔ آنحضرتؐ کے مایوس اُٹھنے پر ابوطالب کا دل بھر آیا اور ایک کہن سال باعزت بہادر کی حیثیت سے اُنھون نے کہا "اچھا جاؤ اپنا کام دیکھو۔ جو جی مین آئے کرو۔ جب مین زندہ ہون تمھارا بال بیکا نہین ہو سکتا"۔

ابوطالب نے جب آنحضرتؐ کو کفار کے سپرد نہ کیا تو خود کفار آنحضرتؐ کی فکر مین ہوئے کہ کسی طرح آپ کو ہلاک کرین۔ ابوطالب نے تمام ہاشمیون (بنو ہاشم) کو جمع کر کے صورت حال بیان کی۔ سب نے ابوطالب کا ساتھ دیا اور مذہبی لڑائی کی جگہ ایک گونہ خاندانی لڑائی ٹھن گئی۔ بنو ہاشم مین اسوقت تک بہت کم مسلمان تھے لیکن باقتضائے حمیت خاندانی یہ ایک طرف تھے اور تمام قریش دوسری طرف تھے۔ مسلمانون کو یہ خوف تھا کہ مبادا رات کو یا دن کو اچانک قریش حملہ آور ہون اسلیے آنحضرتؐ مع تمام اصحاب کے ابوطالب کے وسیع مکان مین چلے آئے اور وہین تمام بنو ہاشم بھی رہنے لگے۔ اس مکان کو ایک گڑھی فرض کرنا چاہیے مورخون نے اسے شعب لکھا ہے۔ ماہ محرم کی پہلی تاریخ کا یہ واقعہ ہے۔ کفار نے یہ حالت دیکھ کر لڑنے کی تو ہمت نہ کی۔ لیکن آپس مین اتفاق کر کے اس شعب کے رہنے والون

شعب ابوطالب

بنو ہاشم خارج از برادری

اپنی قوم سے علیحدہ کر دیا۔ اور انکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ شروع کیا جیسا ہندوستان مین اکثر اقوام خطاکارون کو خارج از برادری یا کوذات کر دیتے ہین۔ اہل شعب کے ساتھ اُنھون نے مناکحت مبایعت مخالطت اور مکالمت بند کر دی۔ اور ایک عہد نامہ لکھا گیا کہ جب تک اہل شعب محمدؐ کو قتل کے لیے اہالی مکہ کے سپرد نہ کر دین انکے ساتھ ایسا ہی برتاؤ ہوتا رہے۔ یہ عہد نامہ در کعبہ پر آویزان کیا گیا اور نقل اُسکی ابوجہل کی خالہ ام الخلاس کی محافظت مین رکھی گئی۔ شعب سے جب کوئی نکلتا تھا تو لوگ اُسکو مارتے تھے۔ بازار مین چیز خریدنے یا بیچنے نہ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ ایام حج مین شعب سے باہر نکلنے نہ دیتے تھے۔ انسان کی فطرت یون رکھی گئی ہی کہ ایک دوسرے سے استعانت چاہے بغیر نہین رہ سکتا۔ اس قید نے اہل شعب پر بڑی مصیبت ڈالی۔ جسمانی اور روحانی تکلیف کے علاوہ رزق کی تنگی بھی شروع ہوئی۔ ناتے کنبے والے جب کبھی چھپ کے کوئی چیز بھیجتے تھے اور لوگون کو خبر ہو جاتی تھی تو وہ اپنے ہمچشمون مین رسوا کیے جاتے تھے اور بد عہد قرار پاتے تھے۔ تین برس یون ہی گذرے۔ اہل شعب کی حالت روز بروز زبون ہونے لگی۔ انکے لڑکے بھوک سے شور مچاتے تھے تو رات کو پڑوسیون کی نیند حرام ہو جاتی تھی۔ شروع مین جو تکلیف اہل اسلام کو اُٹھانا پڑی آج اُسکا عشر عشیر بھی مسلمانون پر پیش کیا جائے تو ایک بھی اُسکا تحمل نہ ہوگا۔ پھر کیا ہم اور ہماری مسلمانی۔

بنو ہاشم کا پھر برادری مین داخل ہونا

کب تک وہ لوگ انسانی حمیت سے کام نہ لیتے۔ آخر اُن لوگون کو اصحاب محمدؐ پر رحم آیا۔ سب کے پہلے ہشام بن عمر بن حارث کے دل مین یہ خیال گذرا کہ ہم اور ہمارے بچے کھاتے پیتے ہین اور بنو ہاشم فاقے کرتے ہین۔ یہ ٹھیک نہین۔

ابوجہل کے اپنے یگانے بنو ہاشم کی سی حالت مین ہوتے اور ہم لوگ ابوجہل سے شرکت چاہتے تو وہ ہرگز ہم لوگون کا شریک نہ ہوتا۔ یہ کیا حماقت ہوئی کہ لوگون کے بہکانے سے ہم لوگ اپنے اعزہ یعنی بنو ہاشم سے الگ ہو گئے۔ ابوجہل کی تخصیص اسلیے ہوئی کہ محضرنامہ لکھانے مین زیادہ تر وہی ساعی تھا۔ ہشام نے زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم بن عدی۔ ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کو بھی اپنا ہم خیال بنایا دوسرے دن یہ لوگ قریش کے مجمع مین جاکر بیٹھے۔ زہیر کہنے لگا "یامعاشر القریش کیا یہ مناسب ہی کہ ہم لوگ اپنے بال بچّون مین عیش سے بسر کرین۔ اور بنوہاشم ہمارے عزیز ہوکر فاقہ کشی سے زندگی کرین" ابوجہل نے کہا تم ہنستے ہو عہدنامہ سے تم ہرگز نہ پھروگے۔ زمعہ نے بھی عہدنامہ کے نامناسب ہونے پر گفتگو کی اور کہا کہ "ہم لوگ تو اچھی طرح سے راضی بھی نہ ہوئے تھے کہ جھٹ پٹ وہ مکمل کرلیا گیا" ہشام مطعم اور ابوالبختری نے بھی یکے بعد دیگرے اسی تحریک کی تائید کی اور رنگ محفل کا بالکل بدل گیا۔ ابوجہل بولا یہ کہی بدی باتین قابل لحاظ نہین ہوسکتین۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ابوطالب وہان پہونچے اور کہنے لگے کہ "جو عہدنامہ تم لوگون نے لکھا ہی اسمین کیڑے لگ گئے ہین۔ نام خدا کے سوا کوئی حرف پڑھا نہین جاتا۔ محمدؐ نے مجھ سے ایسا بیان کیا ہی۔ اس پرچہ کو طلب کرو اگر یہ بیان سچ نکلے تو ہم لوگون کو زحمت سے نکالو۔ اور غلط نکلے تو محمدؐ کو ہلاک کرو" پرچہ طلب کیا گیا اور آنحضرتؐ کا کہنا سچ نکلا۔ وہ کاغذ دیکھکر پانچون اشخاص مجلس سے اُٹھے اور کہنے لگے ہم اِس ردی کاغذ کے پابند نہین ہوسکتے مطعم نے وہ کاغذ پھاڑ ڈالا۔ اکثر قریش اسکے پھٹنے پر راضی معلوم ہوئے۔ پھر اُسی دن درشعب پر وہ پانچون آدمی آئے اور ہر ایک کو اُسکے گھر پہونچا یا مسلمان جسطرح

پہلے رہتے تھے اسی طرح رہنے لگے ۳ برس تک مسلمان اس شعب مین تھے۔ دسوین سال نبوت کا یہ واقعہ ہی۔

فارسیون کی رومیون پر فتح

اُسی سال مین فارسیون نے رومیون پر فتح پائی۔ اس خبر کے سننے سے کفار مکہ نے بڑی خوشی کی۔ وہ کہنے لگے جس طرح اہل فارس نے رومیون پر جو اہل کتاب تھے فتح پائی اُسی طرح ہم لوگ بھی اِن کتاب والے مسلمانون پر بھی ہمیشہ غالب رہین گے۔ اُسی وقت آیۃ "الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین"۔ اُتری۔ اس آیت کی پیشینگوئی ۹ برس بعد پوری ہوئی۔ نو برس کی مدت کو بضع کہتے ہین۔ حدیبیہ مین معلوم ہوا کہ رومیون نے فارسیون پر فتح پائی۔

ابوطالب کی وفات سنہ ۶۰۲ء

نبوت کے دسوین سال ابوطالب نے وفات پائی۔ مرتے دم اُنکے پاس قریش آکر جمع ہوئے اور کہنے لگے "اپنے بھتیجے محمدؐ سے کچھ جنت کے میوے منگواؤ کہ اسوقت کی تکلیف رفع ہو" راے العلیل علیل۔ ابوطالب نے فوراً ہی آدمی بھیجا۔ آنحضرتؐ نے تو جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے صاف کہدیا کہ جنت کے میوے کفار کے لیے نہین ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ خود ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے چچا آپ کے حقوق مجھ پر بہت زیادہ ہین۔ آپ میری خاطر سے ایک کلمہ مُنھ سے کہہ ڈالیے تا روز قیامت مین مجھے آپ کی شفاعت کا موقع ملے۔ ابوطالب نے کہا کونسا کلمہ آنحضرتؐ نے فرمایا "لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ"۔ ابوطالب نے کہا مجھے اس کہنے مین کوئی عذر نہین ہی مگر خوف یہ ہی کہ لوگ تمھین چھیڑین گے اور کہین گے کہ تمھارے

چچا نے موت سے ڈر کر کلمہ پڑھ لیا۔ عرب کے لوگ بڑے ادیب تھے فی البدیہہ اشعار موزون کر دینا اُنکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی۔ آیندہ لبعض مقامات پر اشعار نقل کیے جائینگے۔ اسلیے یہان اسقدر توضیح کر دینا بیموقع نہین ہوا۔ ابوطالب نے آنحضرتؐ کے جواب مین جو اشعار پڑھے وہ یہ ہین۔ اشعار

ودعوتنی وعلمت انک ناصحی ولقد صدقت وکنت فیہ امینا

اظہرت دیناً قد علمت بانہ من خیر ادیان البریۃ دینا

لو لا الملامۃ او حذار مسبۃ لوجدتنی سمحاً بذاک مبینا

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد یہ شبہہ پیدا ہوا کہ ابوطالب مسلمان ہوگئے۔ قریش نے پوچھا "ابوطالب تم اپنے باپ دادا عبدالمطلب۔ ہاشم عبدمناف کے دین پر نہین مرتے۔ ابوطالب نے کہا مین اپنے بزرگون کے دین پر مرتا ہون۔ اگر یہ گفتگو نہ ہوتی تو شاید ابوطالب کا مسلمان یا غیر مسلمان مرنا بحث طلب رہ جاتا۔ اور گفتگو تو اب بھی ہے کہ مرتے دم اُنکے ایمان کی کیا نوعیت تھی۔ عبّاس ابن عبدالمطلب کا قول ہے کہ مرتے دم ابوطالب کے لبون کو جنبش تھی اور کلمہ توحید زبان سے جاری تھا۔ غرضکہ اسقدر بالاتفاق ثابت ہے کہ اخیر وقت تک ابوطالب بہی خواہ محمدؐ رہے اور مرتے دم عبدالمطلب کے بیٹیون سے آنحضرتؐ کی حفاظت اور حمایت کے لیے وصیت کر گئے۔

خدیجہ کی وفات — ابوطالب کے مرنے پر چند دنون کے بعد حضرت خدیجۃ الکبری (رضی اللہ عنہا) زوجہ محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے انتقال کیا۔ آنحضرتؐ کو ابوطالب اور خدیجہؓ کے مرنے کا بڑا غم ہوا اور اسی لیے اس سال کو آنحضرتؐ نے عام الحزن رنج کا سال کہا۔ ابوطالب اور خدیجہؓ کی موت نے کافرون کو دلیر کر دیا۔ اُنھون نے پھر بد ہو تی

شروع کردی - ایک مرتبہ آنحضرتؐ پر کافروں نے راہ چلتے خاک ڈال دی - آپ اندر آئے تو آپ کی کسی لڑکی نے تمام جسم سے خاک جھاڑی - آنحضرتؐ ملول تھے اور کہتے تھے کہ ابوطالب کی حیات میں قریش دبے رہتے تھے خیر کچھ پروا نہیں اللہ تعالیٰ حمایت کرے گا -

ابولہب کفار کی بے ادبیاں سُنکر طیش میں آیا اور آنحضرتؐ کے پاس آکر کہنے لگا - "محمد جس طرح تم چاہو خلق اللہ کو دعوت اسلام کرو جب تک میں زندہ ہوں کسی کی مجال نہیں کہ تم سے بول سکے - کفار یہ سُنکر دب تو گئے لیکن اونھوں نے یہ فکر کی کہ ابولہب بھی آنحضرتؐ سے کسی طرح پھر جائے - کفار قریش نے ابولہب سے پوچھا کیا تم بھی باپ دادا کے دین سے پھر گئے - ابولہب نے کہا "میں تو اپنے دین سے نہیں پھرا - محمدؐ کے ساتھ حق یگانگت ادا کرتا ہوں" - لوگوں نے کہا اچھا کرتے ہو ابوجہل بڑا ہی مفسد تھا - ایک روز اُسنے عقبہ کے ساتھ آکر ابولہب سے کہا تم محمدؐ سے پوچھو تو سہی کہ عبدالمطلب کہاں ہیں - ابولہب کے پوچھنے پر آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ اپنے باپ دادا کے ساتھ ہیں - ابولہب تو اسکا مطلب نہ سمجھا لیکن ابوجہل نے سمجھایا کہ باپ دادا کے ساتھ رہنے سے محمدؐ کا یہ منشا ہے کہ دوزخ میں ہیں ابولہب نے آنحضرتؐ سے سمجھنا چاہا - آنحضرتؐ نے صاف صاف کہدیا کہ عبدالمطلب کی کیا خصوصیت ہے جتنے اس دین پر مرے ہیں سب کی جگہ دوزخ ہے - ابولہب یہ سنکر ناخوش ہوا اور آنحضرتؐ کی حمایت سے کنارہ کش ہوگیا -

آپکا طائف جانا

ابولہب کی کنارہ کشی سے اب مکہ اس قابل نہ رہا کہ آنحضرتؐ وہاں قیام کرتے لوگ ہر طرح بے ادبیاں کرنے لگے - آنحضرتؐ نے نواح مکہ میں دعوت اسلام کا ارادہ

کیا اور اس غرض سے مع اپنے خادم زید بن حارثہ کے قبیلہ بنی بکر بن ہیجری قوم قحطان
کے پاس تشریف لیگئے۔ لیکن کہین ٹھہرنے کی صورت نظر نہ آئی۔ صرف یہی نہین
کہ وہ لوگ اسلام کی طرف مائل نہین ہوئے۔ بلکہ اہل مکہ کی طرح وہ لوگ بھی ایذارسانی
کے درپے ہوئے۔ شور کرتے تھے۔ بناتے تھے۔ آوازے کستے تھے۔ پتھر مارتے
تھے۔ خلاصہ یہ کہ جہالت مین وہ کسی طرح اہل مکہ سے کم نہ تھے۔

تھوڑے دنون تک باہر رہکر جب آنحضرت پھرے تو راہ مین چند مسلمانون
سے ملاقات ہوئی۔ اُنھون نے عرض کیا کہ "طائف مین بیہودہ لوگون نے
جو کچھ آپ کے ساتھ برتاؤ کیا اہل مکہ اس سے واقف ہین یہان بھی چند منصوبے
آپ کے لیے طیار کیے گئے ہین۔ مکہ چلنا کسی طرح مصلحت نہین" آنحضرت
کوہ حرا پر ٹھہرے اور سرداران مکہ کے پاس پیغام بھیجا لیکن کسی نے آپ کو اپنی حمایت
مین لینا پسند نہین کیا۔ اخیر مین مطعم بن عدی راضی ہوا اور کوہ حرا سے آنحضرت
کو ساتھ لایا اور لوگون کے پوچھنے پر بولا کہ مین محمد کا مجیر اور حمایتی ہون۔ دستور جاہلیت
کے موافق پھر کوئی آنحضرت سے بول نہ سکتا تھا۔ مطعم بن عدی آنحضرت کو اپنے
گھر لے گیا۔ اور اُسکے تمام گھر والے آنحضرت کی محافظت کرنے لگے۔ اور چند روز
تک آنحضرت اور اُنکے اصحاب اُن کے ساتھ رہے۔

آنحضرت کا عقد حضرت عائشہ رض بنت حضرت ابوبکر رض اور حضرت سودہ رض بنت زمعہ سے

عائشہ رض اور سودہ رض

اسی سال ہوا وقت نکاح کے حضرت عائشہ رض کی عمر سات سال تھی اسلیے زفاف
بعد کو واقع ہوا۔ حضرت سودہ رض ثیبہ تھین۔ نکاح کے بعد ہی آنحضرت کے ساتھ رہنے
لگین۔ ان دونون نکاحون مین خولہ بنت حکیم درمیانی تھین انھین نے دونون

نسبتین ٹھہرائی تھین۔ حضرت عائشہؓ کے عقد کی وجہ غالباً یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے سے شخص کا داماد ہونا مغتنم اور باعث فخر سمجھے۔ اور آنحضرتؐ کو یہ خیال ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے سے بااثر دوست کی دوستی کو اور استحکام ہوگا۔

نبوت کے گیارھوین سال قبیلہ خزرج کے چار یا چھ شخص جو مدینہ سے حج کرنے آئے تھے مسلمان ہوئے۔ اُنھون نے مدینہ مین جاکر آپ کا ذکر کیا اور یہی گویا ہجرت مدینہ کی بنیاد پڑی۔

معراج

مسلمان مورخون کا بیان ہی کہ نبوت کے بارھوین سال آنحضرتؐ نے رات کے وقت آسمان کی سیر کی جسے اصطلاح شرع مین معراج کہتے ہین۔ اب یہ امر کہ آسمان پر آپ جسد سے گئے یا آپ کی روح گئی۔ عالم بیداری مین ایسا ہوا یا عالم خواب مین۔ مذہبی بحث ہی یا علمی مناظرہ ہی تاریخی واقعہ نہین ہی اور معراج مین کیا کیا ہوا اسکو بھی تاریخ سے چندان تعلق نہین ہی۔ لیکن اتنا معلوم رہے کہ معراج ایک اہم مسئلہ مذہب اسلام کا ہی۔ کوئی مسلمان اس سے انکار نہین کرسکتا۔

مصعب بن عمیر کا مدینہ جانا

اُس سال ایام حج مین بارہ آدمی اور مدینہ کے ایمان لائے اور جب یہ واپس جانے لگے تو آنحضرتؐ نے مصعب بن عمیر اور شاید عبداللہ بن مکتوم کو بھی دین کی تعلیم کرنے کی غرض سے اُنکے ساتھ کردیا۔ مصعب کے ذریعہ سے بھی مدینہ مین بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔ غرضکہ مدینہ مین اسلام کا نام آنحضرتؐ کے پہونچنے کے پہلے پہونچ چکا تھا۔ اسی وقت جمعہ کی نماز فرض ہوئی۔ آنحضرتؐ نے کہلا بھیجا تو مدینہ مین بھی جمعہ کی نماز ہونے لگی۔

نماز جمعہ کا فرض ہونا

تیرھوین سال ایک جماعت کثیر مدینہ سے حج کرنے آئی اور انمین بہت سے

لوگ مسلمان ہوئے۔ قریش ڈرے کہ کہین مدینہ والے آنحضرتؐ کے ساتھ ہوکر ہم سے لڑائی نہ کرین۔ لیکن پھر بعد کو یہ شبہ رفع ہوگیا۔

ابوبکرؓ کا حبشہ کی طرف چلنا اور پھر آنا

اسی سال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت حبشہ کا ارادہ کیا۔ مکہ کو ترک کرکے یہ حبشہ کی طرف چلے۔ راہ سے ایک مشرک ابن الدغنہ نام انکو پھیر لایا اور اہل مکہ سے کہنے لگا کہ "مین نے ابوبکر ایسے برگزیدہ شخص کا ہجرت کرنا پسند نہین کیا مین نے اُنھین اپنی حمایت مین لیا۔ اب کوئی اُنسے مزاحمت نہ کرے"۔ کفار قریش نے کہا کہ "ہمین یہ منظور ہے اس شرط سے کہ ابوبکر خانہ کعبہ مین نماز اور قرآن نہ پڑھین اپنے گھر مین پڑھین اور چھپا کر پڑھین۔ ہماری اولاد خراب نہ ہونے پائے"۔ چند روز تک ابوبکرؓ نے اسپر عمل کیا اور پھر اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنائی۔ مسجد مین آپ قرآن پڑھتے تھے تو قریش کے زن و فرزند سنتے تھے اور متاثر ہوتے تھے۔ قریش نے ابن الدغنہ سے فریاد کی۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ "تم اپنے عہد سے پھر گئے۔ نئی مسجد بناکر قرآن پڑھنے لگے۔ تم اس فعل سے باز آؤ یا میرے جوار سے نکل جاؤ"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا ذکر خدا تو مین ترک نہین کرسکتا۔ رہا تمھارا جوار اسے مین خوشی سے ترک کرتا ہون اور خدا کی جوار مین پناہ لیتا ہون۔

دوسرے سال ایام حج مین حضرت مصعب مکہ مین آئے اور بہتّر آدمیون کو آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے ساتھ لائے۔ ان لوگون نے مسلمان ہوکر آنحضرتؐ سے استدعا کی کہ آپ مدینہ مین چل کر قیام فرمائیے۔ جب مدینہ والون سے پورا اطمینان ہولیا تو آنحضرتؐ نے مسلمانان مکہ کو مدینہ جانے کے لیے

ہجرت مدینہ کی ابتدا

عام اجازت دی۔ مکّہ میں یہ لوگ زندگی سے بیزار تھے۔ حکم ہوتے ہی انھون نے روانگی شروع کر دی۔ پہلا شخص جو مکہ سے مدینہ گیا وہ مصعب بن عمیرؓ تھا۔ جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اسکے بعد ابنؓ مکتوم۔ عمارؓ یاسر۔ بلالؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص روانہ ہوئے ان لوگون کے بعد بیسؓ اصحاب کی جمعیت سے حضرت عمرؓ بن الخطاب وہان گئے حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا لیکن آنحضرتؐ نے روک دیا اور کہا "تم میرے ساتھ چلنا عنقریب ایسا حکم ہوا چاہتا ہے"

محمدؐ کے قتل کی سازش

اہل مدینہ کے مسلمان ہونے اور مکّہ سے مسلمانون کی ہجرت کرنے سے کفار قریش بہت خائف ہوئے۔ ڈرے کہ محمدیون نے زور پکڑا تو بدلا ضرور لین گے۔ اور سب نے مل کر شوری کیا۔ پہلے آنحضرتؐ کا قید کرنا پھر جلا وطن کرنا شوری مین پیش ہوا۔ آخیر مین ابوجہل نے یہ راے دی کہ محمدؐ ہلاک کیے جائین اور بکثرت راے سے یہی تجویز قرار پائی۔ ہر قبیلہ سے ہلاکت محمدؐ کے لیے دو ایک شخص چُنے گئے۔ اس خیال سے کہ کل مکہ والون سے بنو عبد مناف کو بدلہ لینے کی جُرأت نہ ہوگی۔ اور اگر خون بہا پر وہ راضی ہوئے تو سب مل کر دیت دیدینگے۔ ایک شب منتخب اشخاص آنحضرتؐ کے گھر پر آئے اور ادھر اُدھر وقت اور موقع کی تلاش مین ٹہلنے لگے۔ آنحضرتؐ کو پہلے سے خبر مل چکی تھی اور آپ ہجرت مدینہ کے لیے ماذون بھی ہو چکے تھے حضرت علیؓ کو اپنی خوابگاہ مین سُلا کر آنحضرتؐ دبے پاؤن گھر سے نکل گئے۔ دیر کے بعد

علیؓ کا محمدؐ کی جگہ سونا

کفار مکان مین گھُسے اور حضرت علیؓ کو خوابگاہ رسول پر سوتا پا کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے گھر پر گئے وہان بھی اُنکو نہین پایا تب سمجھے کہ شکار ہاتھ سے جاتا رہا۔ گو آنحضرتؐ کو معلوم تھا کہ حضرت علیؓ کا بال بیکا نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی حضرت علیؓ کی ہمت ... کا جاننا ہے ... دیکھنا

کہ اُنھون نے کس جوانمردی سے معرضِ ہلاکت مین اپنی جان ڈالنا منظور کرلیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اُنھون نے پیغمبرِ خدا کی مدد کے لیے جو وعدہ کیا تھا اُسکو سچّا کردکھانے کا ارادہ کیا۔

غارِ ثور

حضرت ابوبکر صدیق سے دن ہی کو سب باتین آنحضرت نے کہدی تھین۔ روانگی کا سامان درست کرلیا گیا تھا۔ پروگرام یہ تھا کہ اپنے اپنے مکان سے دونون آدمی رات کو پیادہ پا مدینہ کا راستہ پکڑین۔ غارِ ثور تک پہونچ کر ٹھہر جائین اور تین روز تک اسی غار مین چھپے رہین کہ اتنے عرصہ مین کفار اپنی تلاش پوری کرچکین گے عبداللہ بن ابوبکرؓ کے تعلق یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ اگلے دن کفار قریش کی آہٹ لیکر رات کو غار مین آئین اور خبر پہونچائین۔ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد غلام عامر بن فہیرہ کے تعلق یہ خدمت کی گئی کہ وہ رات کو دودھ غار مین پہونچایا کرے۔ ایک رہبر بھی قبیلہ بنی دیل سے ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ تیسرے دن یا تین دن کے بعد غارِ ثور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دونون اونٹون کو لائے اور وہان سے مدینہ تک راہ بتائے۔

محمدؐ کے خیالی قاتل

اُس رات کو جن اشخاص نے آنحضرتؐ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا اُنکے نام یہ ہین۔ ابوجہل۔ حکم بن ابی العاص۔ عقبہ بن ابی معیط۔ نظر بن الحارث۔ امیہ بن خلف۔ ابن عیطلہ۔ طلحہ بن عدی۔ ابولہب۔ ابی بن خلف۔ انکے علاوہ دو چار اشخاص اور بھی تھے۔ ان لوگون نے آنحضرتؐ کو بہت تلاش کیا لیکن وہ

غارِ ثور مین چھپنا

مکہ مین تھے ہی نہین ملتے کیونکر۔ یہ اپنے دوست ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ گھر سے نکل کر مکہ سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر دکن جانب غارِ ثور مین جا چھپے تھے۔ راستہ مین آنحضرتؐ برہنہ پا انگوٹھون کے بل چلتے تھے کہ کفار سراغ نہ پائین۔ لیکن کفار نے

آپ کا تعاقب غار ثور تک کیا - اللہ کی قدرت - غار کے منھ پر مکڑی کے جالے پیدا ہوگئے - کفار نے کہا بھلا اسمین کوئی کیا چھپا ہوگا - کفار کو حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا اور خوف سے کانپ کر کہا کہ ہم تو دو ہی ہین - آنحضرتؐ نے کہا ڈرو نہین تیسرا اللہ ہے - غرضکہ اللہ کے نام لینے والے یون کفار کے ہاتھ سے بچے - غار ثور سے کفار واپس آئے - مکہ مین ابوجہل نے آنحضرت محمدؐ اور حضرت ابوبکرؓ کی گرفتاری کے لیے انعامی اشتہار دیے - اور لالچی کفار ہر وقت اسی جستجو مین ادھر اُدھر پھرنے لگے -

غار ثور کی کیفیت

بیان کیا جاتا ہے کہ غار مین پہلے ابوبکرؓ داخل ہوئے اور رہنے کے قابل اُسے بنایا - زمین کو صاف کیا - اور کپڑے پھاڑ کر سوراخون کو بند کیا ایک سوراخ بند کرنے سے رہ گیا تھا اُسمین اپنا انگوٹھا لگا دیا - کسی موذی جانور نے انگوٹھے مین کاٹ کھایا آپ نے اُسکی تکلیف بھی گوارا کی - روز روشن ہوا تو حضرت ابوبکرؓ کو برہنہ دیکھکر آپ نے استفسار کیا اور پھر اُنکی غایت انہماک اور فرط خیرخواہی دیکھکر مرحبا کہا اور فرمایا " یا ابابکر لاتحزن ان اللہ معنا " ابوبکر غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے -

تین دن کے بعد عامر بن فہیرہ کے ساتھ عبداللہ بن اریقط دلیل غار پر دو اونٹ لیے پہونچے - ایک پر یہ دونون سوار ہوئے - اور دوسرے پر آنحضرتؐ حضرت ابوبکر کے ردیف ہوئے - راستہ مین حضرت ابوبکرؓ کے شناسا بہت ملتے تھے - سوال پر حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے " ہذا الذی یہدی السبیل " یہی رہنما ہے - اسکے اصلی معنی تو ہوئے راہ آخرت بتانے والا اور لوگ کچھ اور سمجھتے تھے - یہ ذو معنی گفتگو سے غرض یہ تھی کہ آنحضرتؐ کو کوئی نہ پہچانے -

آنحضرتؐ نے تین دن تک غار ثور مین صرف اسلیے قیام کیا کہ قریش کی دوڑ

دھوپ کا زمانہ گذر جائے۔ لیکن قریش نے جو انعام کا لالچ دکھایا تو یہ خبر اس قلیل عرصہ مین دور دور پھیل گئی۔ راہ مین سُراقہ نے انعام کی طمع سے آنحضرتؐ کا تعاقب کیا اتفاقاً وہ گھوڑے سے گرا۔ گھوڑا اڑ گیا۔ کچھ ایسا خوف اُسپر طاری ہوا کہ وہ حملہ کی جرأت نہ کرسکا اور آنحضرتؐ سے آشتی پیش آیا۔ واپس تو گیا ہی تھا یہ وعدہ بھی کرتا گیا کہ کسی کو پتہ نہ بتلائے گا اور ایسا ہی اُسنے کیا۔ گو اسوقت علانیہ وہ مسلمان نہین ہوا لیکن بعد کو مسلمان ہوگیا اسکے بعد بریدہ بن الحصیب کی باری آئی اُسنے آپ کو آکر گھیر لیا لیکن گفتگو کی نوبت آتے ہی پانی پانی ہوگیا۔ فوراً ایمان لایا۔ آپ کے ساتھ مدینہ گیا اسی نے اپنی پگڑی کا ٹکڑا ایک لکڑی مین باندھکر علم درست کیا کہ مدینہ پہونچتے وقت آنحضرت کے آگے آگے ایک عزت اور سرداری کا نشان رہے۔ راستہ مین ان مسافرون کے کپڑے بہت پھٹ گئے تھے۔ مشہور ہو کہ زبیر بن العوام یا طلحہ بن عبید اللہ شام سے آتے ہوئے راہ مین ملے۔ اور ان جلا وطنون کے ساز و سامان درست کردیے۔

سراقہ بن مالک

بریدہ بن الحصیب

فصل چہارم

ہجرت مدینہ سے وفات رسولؐ تک

مدینہ مین آنحضرتؐ پہونچے تو لوگون نے بڑے اہتمام سے استقبال کیا اور آپ کے اصحاب کو بڑی عزت سے لیا۔ پہلے آنحضرت قوم بنی عمر بن عوف مین مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر بمقام قبا ٹھہرے اور وہین مسجد قبا کی بنیاد ڈالی تین دن کے بعد حضرت علیؓ بھی مکہ سے گئے۔ مکہ سے آپ پیادہ پا آئے دن کو چھپتے تھے اور رات کو چلتے تھے۔ اس سفر نے آپکی حالت زبون کردی تھی۔

سنہ ۱ ہجری مطابق ۲ جولائی ۶۲۲ء

بنو عمر محلہ قبا مین شہر کے کنارے رہتے تھے۔ جمعہ کو آنحضرتؐ شہر کی سیر کو آئے قوم بنی سالم بن عوف مین آپ نے نماز جمعہ پڑھی لوگون نے پھر وہان سے جانے نہ دیا آپ نے وہین قیام کیا اور وہین مسجد نبوی کی بنا ڈالی۔

مسجد نبوی مسجد نبوی کو آنحضرتؐ نے اور آنحضرتؐ کے اصحابؓ نے تعمیر کیا۔ دیوارین کچی اینٹون کی اور لکڑیان خرمے کی لگائی گئین۔ سایہ تو پیچھے سے ہوا پہلے قناتی دیوار ایک چبوترہ پر قایم کر لی گئی تھی۔ مسجد مین ایک طرف عام دروازہ رکھا گیا اور ایک طرف کا دروازہ اُن مکانون کی طرف تھا جو اپنی بیبیون کے لیے آنحضرتؐ نے دیوار مسجد سے ملا کر رفتہ رفتہ بنایا تھا۔ تیسرے دروازے کا نام باب الرحمۃ تھا۔ اسوقت بیت المقدس قبلہ تھا۔ لیکن تھوڑے ہی دلون کے بعد کعبہ کی طرف قبلہ ہوا۔ آنحضرتؐ کے بعد جب نمازیون کی کثرت ہوئی تو خلیفہ دوم عمر بن الخطاب نے اس مسجد کو وسیع کیا لیکن ساخت نہ بدلی۔ حضرت عثمان بن عفان نے اپنے زمانہ خلافت مین اسے متغیر کیا پتھر اور گچ سے اسکو منقش اور مستحکم بنایا۔ ولید بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز کے زمانہ مین یہ اور وسیع کیگئی اور خانہاے ازواج پیغمبر اسمین داخل کیے گئے۔ مامون الرشید نے اس مسجد کو اور بھی رونق دی۔ مامون کو مسجد نبوی سے شاید وہی نسبت ہے جو عبد الملک بن مروان کو کعبہ سے ہے۔ جو لوگ ٹھینٹھ اسلام کے عاشق تھے انکے نزدیک مسجد نبوی

ذو النون مصری کی زیب و زینت لپسندیدہ نہین ہوئی چنانچہ ذو النون مصری کی حکایت مشہور ہے کہ جب وہ اول اول مدینہ مین آئے تو بیتابی کی حالت مین اُنھون نے تمام مدینہ کی خاک چھان ڈالی انکو مسجد نبوی نہ ملی۔ وہ سمجھتے تھے کہ مسجد نبوی اپنی

حالت اصلی پر ہو گی ۔ لوگون نے جب پتہ بنایا تب وہ کہنے لگے کہ یہ کسی بادشاہ کا محلسرا ہی ۔ مین وہ کچی اینٹ والی مسجد درخت خرما کی لکڑیون سے آراستہ ڈھونڈھتا جہان جسپر کنکریون کا فرش تھا اور جسپر آنحضرت رسول اللہؐ اور انکے ساتھی جانباز مسلمانون کے جسم اطہر کو مس ہوا تھا ۔ ذوالنون محبت الہی اور الفت رسولؐ مین مجذوب تھے یہ کلمہ کہہ کر وہ رونے لگے اور اپنی راہ لی ۔

خانہاے ازواج کے بننے تک آنحضرتؐ بنوسالم مین ابوایوب انصاری کے مکان پر مقیم رہے اسی سال زید بن حارثہ اور ابورافع کو بھیجکر آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ حضرت ام کلثومؓ اور سودہ بنت زمعہ ۔ اسامہ بن زید اور انکی ماں کو بلابھیجا اور انھین کے ساتھ عبداللہ بن ابوبکرؓ بھی اپنے گھر والون سمیت چلے آئے ۔ طلحہ بن عبیداللہ بھی ساتھ آئے ۔ اور ان سب کے آنے پر آنحضرت اپنے نئے گھر مین رہنے لگے ۔

سلمان فارسی عبداللہ بن سلام

اسی سال سلمان فارسی ایک بڑا ہوشیار شخص مسلمان ہوا اور اسکے پہلے عبداللہ بن سلام ایمان لاچکے تھے ۔ عبداللہ بن سلام ایک بڑے عالم یہودیون کے تھے ۔ آپ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ مین مسلمان ہونا چاہتا ہون ۔ لیکن میرے اسلام ظاہر ہونے کے پہلے آپ یہود مدینہ سے میری حالت دریافت کرلین ایسا نہو کہ وہ بعد کو مجھے کمینہ اور بے وقعت کہین ۔ آنحضرتؐ کے پوچھنے پر عمایدِ شہر نے عبداللہ کو رئیس بن الرئیس بتایا اور کہا کہ وہ اور اُسکا باپ دونون بڑے زبردست عالم ہین ۔ لیکن جب انکو اصل حال معلوم ہوا تو خجالت کے ساتھ عبداللہ کو بُرا کہنا شروع کیا

ہجرت کے اول ہی سال حضرت عائشہ رضؓ سن بلوغ کو پہنچین (عرب کی عورتین وہان کی آب وہوا کے اثر سے جلد بالغ ہوتی ہین) اور آنحضرت سے ہمخواب ہوئین۔

مسلمانون کے ناتے کنبے والے چھوٹ گئے تھے اسلیے پیغمبر خداؐ نے کہا تم باہم ایک دوسرے کو بھائی بنالو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ سے۔ طلحہؓ نے زبیر سے۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے عبدالرحمن بن عوف سے اخوت قایم کی حضرت علیؓ نے کہا مین کسکا بھائی بنون۔ آنحضرتؐ نے کہا تم میرے بھائی دین اور دنیا مین ہونے۔ اسی طرح مہاجرین نے انصار سے بھی اخوت قایم کی۔ اس حکمت سے غرض صرف یہ تھی کہ مسلمانون کو بیگانگی نہ ستائے۔ اس اخوت کا وہ لوگ بہت خیال

مہاجرون مین اخوت

کرتے تھے یہ اخوت ویسی ہی سمجھو جیسے ہندوستان مین پگڑی بدل بھائی ہوتے ہین لیکن یہ ہندوستانیون کا کھیل ہے وہ مسلمانان عرب کا قول وقرار تھا۔ وہ بھائیون کی طرح سب باتون مین برتاؤ کرتے تھے حتیٰ کہ "واولو الارحام بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ" نازل ہونے تک انمین باہم توریث بھی جاری تھی

مدینہ کی آب وہوا

مہاجرون (ہجرت کرنے والے مسلمان قریش) کے لیے مدینہ باعتبار آب وہوا کے اچھا نہ تھا۔ مکہ کی بالکل خشک آب وہوا تھی اور مدینہ کی مرطوب۔ اسپر سے سفر کی بے سروسامانی اور بے اعتدالی۔ مدینہ مین صفائی بھی کم تھی۔ تھوڑے دنون مین مسلمانون کو تغیر آب وہوا کا اثر معلوم ہونے لگا۔ اکثر مسلمان جاڑے بخار یا وبائی بخار مین مبتلا ہو گئے۔ جب بخار مین وہ ہذیان بکتے تھے تو کفار مکہ کو گالیان دیتے تھے جنکی وجہ سے مکہ کی لطیف آب وہوا انسے چھوٹی تھی۔ یہ مصیبت زائد عرصہ

تک نہ رہی - کچھ تو آب و ہوا سوافق آگئی اور کچھ مسلمانون کی صفائی نے گویا مینوسپل بائی لاز جاری کرکے تمام شہر کو عفونت اور گندگی سے پاک کر دیا -

مہاجرین کا افلاس

اب صرف فاقہ کشی کی ایک تکلیف رہگئی تھی جسمین عرصہ تک مہاجر مبتلا رہے جب تک متمول مہاجرون کے پاس سرمایہ تھا غریب مہاجرون کی خبرگیری ہوتی رہی تھوڑے دنون مین امیر و غریب سب برابر ہوگئے - انصار یعنی مسلمانان مدینہ کب تک مہمانی کا بوجھ اٹھاتے - پھر بھی وہ بہت کچھ کرتے تھے - مسلمانون پر یہ زمانہ بڑی عسرت کا تھا اور اسکے ساتھ ہی بڑے امتحان کا بھی تھا - کہین آج کل کے مسلمان اس امتحان مین ڈالے جائین تو بمشکل ہزار مین ایک پکا نکلے یا شاید ایک بھی نہ نکلے -

سنہ ہجری

غرضکہ ہجرت کے اول ہی سال مسلمانون کا پورا سکہ مدینہ مین بیٹھ گیا صرف ایک فاقہ کشی کی تکلیف تھی وہ بھی چند سال کے بعد رفع ہوگئی - مسلمانون کی تاریخ مین ہجرت مدینہ ایک بڑا واقعہ ہے اور اسی سے سنہ ہجری کا آغاز ہوتا ہے - ایک نقشہ یہان درج کیا جاتا ہے جس سے سنون کی مطابقت مین آسانی ہوگی -

سنہ ۱ ہجری	روز جمعہ	۱۶- جولائی سنہ ۶۲۲ ع
سنہ ۲ ہجری	چہار شنبہ	۴- اگست سنہ ۶۲۳ ع
سنہ ۳ ہجری	شنبہ	۱۱- اگست سنہ ۶۲۴ ع
سنہ ۴ ہجری	سہ شنبہ	۱۴- اگست سنہ ۶۲۵ ع
سنہ ۵ ہجری	پنجشنبہ	۲۵- اگست سنہ ۶۲۶ ع
سنہ ۶ ہجری	یکشنبہ	۲- ستمبر سنہ ۶۲۷ عیسوی

سنہ ۶۰۰ ہجری	چہارشنبہ	۱۰- ستمبر سنہ ۱۲۰۳ع
سنہ ۷۰۰ ہجری	جمعہ	۱۶- ستمبر سنہ ۱۳۰۰ع
سنہ ۸۰۰ ہجری	دوشنبہ	۲۴- ستمبر سنہ ۱۳۹۷ع
سنہ ۹۰۰ ہجری	پنجشنبہ	۲- اکتوبر سنہ ۱۴۹۴ع
سنہ ۱۰۰۰ ہجری	شنبہ	۱۹- اکتوبر سنہ ۱۵۹۱ع
سنہ ۱۱۰۰ ہجری	سہ شنبہ	۲۶- اکتوبر سنہ ۱۶۸۸ع
سنہ ۱۲۰۰ ہجری	جمعہ	۴- نومبر سنہ ۱۷۸۵ع
سنہ ۱۳۰۰ ہجری	یکشنبہ	۱۲- نومبر سنہ ۱۸۸۲ع

اذان

ہجرت کے پہلے ہی سال مین اذان کا دستور مسلمانون مین پڑا۔ اسکی کیفیت یون بیان کی گئی ہے کہ جب مدینہ مین باامن ارکان اسلام کی تعمیل ہونے لگی جمعہ اور جماعت نے رواج پکڑا تو نماز کے وقت سے مسلمانون کو آگاہ کرنے یا اُنکے بُلانے کی ضرورت ہوئی۔ آنحضرتؐ نے لوگون سے مشورہ کیا کسی نے بوق بجانے کی صلاح دی۔ کسی نے کہا ناقوس بجانا اچھا ہوگا۔ ایک نے کہا آگ سُلگا دی جائے واقفیت کے لیے کافی ہے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے کہا ایک شخص کیون تعین کردیا جائے کہ وقت پر پکارا دیا کرے۔ آنحضرتؐ نے اسے پسند کرکے بلال کو حکم دیا کہ "الصلوۃ جامعۃ" پکارو۔ اسکے بعد عبداللہ بن زید انصاری نے اُس طریقہ جواب رائج ہے اذان دیتے ہوئے کسی کو خواب مین دیکھا حضرت عمرؓ بن خطاب وغیرہ اصحاب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ عبداللہ نے سب کے پہلے اپنا خواب آنحضرتؐ سے عرض کیا۔ اور آنحضرتؐ نے فوراً ہی بلال کو تعلیم دی۔ ایک روز صبح کے وقت

آنحضرتؐ کے جگانے کو بلال نے دردولت پر جاکر "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہا آنحضرتؐ نے اذان صبح مین اُسے داخل کردیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ یہ واقعہ عمرؓ بن خطاب کے وقت کا ہو اور ماننین نے اسے اذان مین داخل کیا ہی۔ مسلمانون کا وہ فرقہ جو پچھلی روایت صحیح سمجھتا ہی اور عمرؓ بن خطاب کے اجتہاد کا قائل نہین ہی وہ اذان صبح مین یہ اضافہ پسند نہین کرتا۔

اذان کی نسبت مسٹر حیمبر ایک نامور عیسائی فاضل نے جو خیالات اپنے انسائیکلو پیڈیا جلد ۶ مین اسلام کا ذکر کرتے ہوئے ظاہر کیے ہین اُنکا نقل کرنا لطف سے خالی نہین ہی۔ وہ لکھتا ہی "موذن کی آواز جو سادہ مگر نہایت متین اور دل کش ہوتی ہی اگرچہ شہر کے دن کے شور وغل مین بھی مسجد کی بلندی سے دلچسپ اور خوش آیند معلوم ہوتی ہی۔ لیکن رات کے سناٹے مین اسکا اثر اور بھی عجیب طور سے شاعرانہ معلوم ہوتا ہی۔ یہان تک کہ بہت سے اہل یورپ بھی پیغمبرؐ کو اس امر پہ مبارکباد دیے بغیر نہین رہ سکتے کہ اُسنے انسان کی آواز کو موسائیون کی ترہی اور عیسائیون کے گرجا کے گھنٹے پر ترجیح دی"۔

مسجد کی ترمیم

مکہ مین نماز کس رُخ پڑھی جاتی تھی ٹھیک پتہ نہین لگتا۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ کعبہ رخ اور بعض کہتے ہین کہ بیت المقدس کی طرف پڑھتے تھے مگر کعبہ کی طرف پیٹھ نہ ہوتی تھی۔ لیکن اسمین کلام نہین کہ سنہ ہجری مین یعنی ہجرت کے پندرہ سولہ مہینے بعد کعبہ رخ نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور مسجد جسکا قبلہ بیت المقدس تھا بقدر ضرورت ترمیم کی گئی۔

ہجرت کے دوسرے سال حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ اٹھارہ سال کی عمر مین

فاطمہؓ کا نکاح

حضرت علیؓ سے بیاہی گئیں۔ حضرت فاطمہؓ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق اور
حضرت عمر بن خطاب نے بھی خواستگاری کی تھی لیکن حضرت علیؓ کو آنحضرت نے
ترجیح دی۔ حضرت علیؓ کی درخواست پر آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ پونجی
ہے۔ حضرت علیؓ کے پاس ایک گھوڑا اور ایک زرہ دو ہی چیزیں مالیت کی تھیں۔
حضرت علیؓ نے زرہ کو فروخت کرکے اثاثہ درست کیا اور نکاح ہوتے ہی حضرت
فاطمہؓ کے ساتھ وہ علیحدہ رہنے لگے۔ عرب کا یہ دستور نہ تھا کہ بعد نکاح کے پھر لڑکی کا
بار باپ پر رہے۔ یہ رواج ہندوستان ہی میں ہے کہ لڑکیاں بیاہی جاتی ہیں اور پھر
عرصہ تک اور کبھی کبھی تمام عمر باپ ہی کے ساتھ رہتی ہیں۔ لڑکیوں کی کیا خصوصیت ہے
ہندوستانی طریقہ تمدن میں ایک خاندان والوں کا یکجا رہنا باعث برکت سمجھا جاتا ہے
سیکڑوں مصیبتیں اس شرکت سے پیدا ہوتی ہیں۔ سچی خوشی اور سچی محبت شرکت
کی نذر ہو جاتی ہے پھر بھی کوئی شخص خوشی سے الگ نہیں ہوتا۔

رمضان کے روزے

اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ عید الفطر کی نماز واجب ہوئی
"اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر" سے جہاد
کی ابتدا پڑی۔

جہاد کی ابتدا

جہاد دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جسمیں آنحضرتؐ خود شریک ہوتے
تھے اور دوسرا وہ جسمیں آنحضرتؐ خود نہ جاتے تھے کسی دوسرے کو اپنا قایم مقام
بنا کر بھیجتے تھے۔ مسلمان مورخوں کی اصطلاح میں پہلے کو غزوہ اور دوسرے
کو سریہ کہتے ہیں۔

ابتدائے جنگ

آج مسلمانوں نے جسقدر صبر کیا وہ طاقت بشری سے باہر تھا۔ وہ بھی انسان

تھے - عرب کا خون رگون مین تھا تعداد مین کم سہی - لیکن کیا کم تعداد کی جماعت مین عصبیۃ ناپیدا رہتا ہے - کمزور زبردست سے کبھی جھنجھلا کر چمٹ نہین جاتا۔ "کیستور مغلوب یصول علی الکلب" لیکن مجبوری یہ تھی کہ آنحضرتؐ کے حکم بغیر اصحاب کچھ کر نہ سکتے تھے اور آنحضرتؐ کا حکم بلا وحی (حکم ربانی) کے صادر نہ ہو سکتا تھا یا یہ کہ اُسکو ایک وقت خاص کا انتظار رہتا - حکم جہاد ہوتے ہی مسلمان اس طرح بپھر گئے جس طرح بھوکا شیر پنجرے سے باہر کر دیا جائے - آنحضرتؐ کے زمانہ مین غزوات کی تعداد ۱۹ سے ۲۷ تک اور سریہ کی تعداد تقریباً ۵۶ تک بیان کی جاتی ہے - انہین سے ابتدائی حملے مسلمانون کے لوٹ مار کی قسم سے تھے اور اسی لیے یورپ کے بعض متعصب مورخین نے آنحضرت محمدؐ کو لٹیرون کا سردار لکھا ہے - ضرور ہے کہ یہان لوٹ مار کی تشریح کر دی جائے تاکہ مسلمانون پر یہ اتہام عاید نہو -

مکہ کے رہنے والے شام کو برابر تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے مدینہ راہ مین پڑتا تھا نواحی مدینہ سے جب یہ کفار گذرتے تھے تو مدینہ کے مسلمانون کو خبر ملتی تھی مکہ والون نے جو زیادتیان مسلمانون کے ساتھ کی تھین وہ اوپر بیان کی گئین مکہ کا کوئی کافر ایسا نہ تھا کہ مسلمانون کا اُس سے بدلا لینا بیجا سمجھا جاتا اُسلیے بلا استثناء قریش کے کافرون پر مسلمان حملہ کرتے تھے اور کبھی کبھی کامیاب بھی ہوتے تھے - ان حملون کو کسی طرح بیجا نہین کہا جا سکتا اور ذرا سے لوٹ مار سے تعبیر کر سکتے ہین - ابتدائی لڑائیان

بعض متعصب انگریز لکھتے ہین کہ پیغمبرؐ کی شان سے بالکل بعید ہے کہ وہ اپنے ساتھیون کو لوٹ مار کا حکم دے - لیکن کفار کی پچھلی زیادتیون کو سنکر کوئی سمجھدار الیبا

نہیں کہہ سکتا۔ تمام قریش نے ایک دل ہو کر مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دیا اور مال واسباب بھی کچھ کچھ ضبط کرلیا۔ مسلمان ہونے کے جرم میں جہاں تک اسلیے ممکن ہوا مسلمانوں پر سختیاں کمیں۔ اب کیا پیغمبرؐ کی یہ شان تھی کہ لوگوں کو ایمان لانے کے قصور میں اتنی سب سزائیں دیجاتیں اور وہ پھر بھی سزا پانے والوں سے یہی کہے جاتا کہ تم صبر کرو۔ اسلام پھیلانے میں قریش بہت بڑے بارج تھے انکا زیر کرنا بھی اس حیثیت سے لازم تھا۔ یہی خیال اور بھی چند مورخین کا ہے۔ لیکن بعض مورخین یہ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے کبھی لوٹ مار کا حکم نہیں دیا۔ پیغمبرؐ خدا کو یہ خوف تھا کہ مدینہ پر کہیں قریش حملہ نہ کریں۔ انکے آنے جانے کی خبریں سنکر لوگوں کو آنحضرتؐ تفحص حالات کے لیے تعینات کرتے تھے۔ تفحص حالات کے لیے اصحاب کا جانا مورخوں نے سریہ یعنی جنگ کے لیے فوج کا بھیجا جانا غلط سمجھ لیا ہے۔ اس خیال کے مورخوں کا بیان ہے کہ بدر کی لڑائی تک جو لوگ قریش کے قافلہ کی طرف گئے وہ سب تفحص حال کے لیے بھیجے گئے تھے اور بدر کی لڑائی میں آنحضرتؐ جو مدینہ سے نکلے وہ بھی جنگ کی غرض سے نہیں۔ بلکہ قریش کی آمد کی خبر سنکر آپؐ یہ مناسب نہ سمجھے کہ مسلمان مدینہ میں چھپے بیٹھے رہیں۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے یہ انکے تنغص کا سبب ہوگا۔ بہتر ہوگا کہ آگے بڑھ کر مسلمان قریش کو روکیں۔ جو ہونا ہے وہیں ہو رہے گا۔ مدینے کے باشندوں پر بلا کا نازل ہونا اچھا نہیں۔

بعض حملے مسلمانوں کی طرف سے نواحی مدینہ کے باشندوں پر بھی کیے گئے۔ نہ اسلیے کہ انکے مال و متاع کو لوٹ کر پیٹ پالا جائے بلکہ اسلیے کہ انکی زیادتیوں

نے حفاظت خود اختیار کی پر مسلمانوں کو مجبور کر دیا تھا۔

غزوہ ابوا

سال اول کے اخیر یا سال دوم کے شروع مین پہلا غزوہ ابوا کا ہوا۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان مین ہے۔ آنحضرتؐ سعد بن عبادہ کو مدینہ مین اپنا خلیفہ چھوڑ کر قریش کے حمایتی قبیلہ بنی حمزہ کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے بمقام ابوا قبیلہ بنی حمزہ کے لوگ بصلح پیش آئے اور اسلیے لڑائی کی نوبت نہین آئی صلح اس امر پر ہوئی کہ وہ قریش یا مدینہ کے مسلمان کسی کا بھی ساتھ نہ دین گے۔

سریہ رابغ بامارت ابوعبیدہ بن الحارث

مکہ سے کچھ قریش کسی کام کو باہر نکلے تھے انکے مقابلہ مین اپنے چچا زاد بھائی ابوعبیدہ بن الحارث کو آنحضرتؐ نے بھیجا۔ رابغ کے میدان مین ابوا کے قریب صرف تیروں سے کچھ مقابلہ ہوا اور کفار بھاگ گئے۔

سریہ سیف البحر بامارت حمزہ

اسی طرح مدینہ مین خبر آئی کہ کچھ قریش شام سے مکہ جاتے ہین۔ آنحضرت نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو تعینات کیا۔ کفار مین ابوجہل بھی تھا سمندر کے کنارہ پر بمقام سیف البحر دشمنون سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ مجدی بن عمر جہنی بیچ مین پڑا اور لڑائی ہونے نہین پائی۔

سریہ خرار بامارت سعد بن وقاص

اسی سال سعد بن وقاص کو بھی آنحضرتؐ نے قریش کے ایک دوسرے کاروان کی خبر لینے کو مامور کیا لیکن ملاقات نہوئی۔ سعد بن وقاص میدان خرار تک جا کر بے نیل مرام واپس آئے۔

غزوہ بواط

اسی سال خود آنحضرتؐ قریش کے ایک کاروان کی تلاش مین نکلے تھے دو سو اصحاب ساتھ تھے اور سعد بن وقاص علم بردار تھے۔ بواط (ایک پہاڑی مقام) تک جا کر آپ واپس آگئے اور اس غزوہ کا نام غزوہ بواط مشہور ہے۔

غزوہ ذوالعشیرہ

اسی سال مین ایک غزوہ اور ہوا۔ آنحضرتؐ کو خبر پہونچی کہ ابوسفیان بہت سے قریش ساتھ لیکر بغرض تجارت شام کی طرف جاتا ہی۔ ڈیڑھ سو آدمی لیکر آنحضرتؐ اُسکی تلاش مین نکلے۔ علم بردار اُسوقت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اور حضرت علیؓ بھی ساتھ تھے۔ ذوالعشیرہ ایک مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان ینبوع کی طرف واقع ہی وہان تک پہونچ کر معلوم ہوا کہ کفار پہلے نکل گئے۔ اس غزوہ کو غزوہ ذوالعشیرہ کہتے ہین۔ اسی سفر مین بنی مدلج کے ساتھ مسلمانون نے صلح کا ڈھنگ ڈالا۔ اور حضرت علیؓ کو "ابوتراب" خطاب دیا گیا۔ سفر مین درخت کے نیچے کہین یہ پڑے سو رہے تھے آنحضرتؐ نے پیار سے "ابا تراب" کہکر پکارا اور پھر یہی کنیت قایم ہوگئی۔

ابوتراب

غزوہ بدرالاولیٰ

اسی سال کرز بن جابر فہری آنحضرتؐ کے اونٹ نواحی مدینہ سے ہانک لے گیا تھا۔ آنحضرت نے خود اسکا تعاقب کیا۔ علم حضرت علیؓ کے ہاتھ مین تھا اور کچھ اصحاب بھی ساتھ تھے چشمہ بدر تک آنحضرتؐ جاکر پھر آئے کہین پتہ نہ لگا اسلیے غزوہ بدرالاولیٰ اسکا نام ہوگیا۔ بدر ایک چشمہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مین وادی صفرا کے نزدیک واقع ہی سمندر کا کنارہ وہان سے رات بھر کا راستہ ہی۔

سریہ نخلہ عبداللہ بن جحش

۲ھ کا ایک واقعہ یہ بھی ہی کہ آنحضرتؐ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کو بہت سے اصحاب کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ کیا ایک تحریر انکے ہاتھ مین دی اور یہ فرمایا کہ دو دن تک برابر چلے جاؤ پھر اس تحریر مین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا دو دن کے بعد عبداللہ نے تحریر کو پڑھا تو اُسمین بطن نخلہ (جو مکہ اور طائف کے بیچ مین ایک جگہ ہی) مین جاکر کفار سے لڑنے کا یا آنکے حال دریافت کرنے کا حکم تھا

عبداللہ روانہ ہوئے طایف کی راہ سے آتے ہوئے کفار مکہ کی ایک جماعت مال متاع کے ساتھ انکو ملی۔ مسلمانون نے اپنی صورت عمرہ کرنے والون کی سی بنالی۔ جب کفار غافل ہوئے تو مسلمانون نے چھاپا مارا۔ مسلمانون کے ہاتھ سے عمرو بن عبداللہ الحضرمی مارا گیا۔ اور عثمان بن عبداللہ مخزومی و حکم بن کیسان یہ دو کافر گرفتار ہوئے اور بہت سا مال مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ عبداللہ نے آکر ایک خمس مال غنیمت کا آنحضرتؐ کی خدمت مین پیش کیا اور چار خمس آپس مین تقسیم کیا۔ جس روز یہان مسلمانون نے حملہ کیا تھا وہ شہر رجب کا آخری یا پہلا دن تھا۔ مسلمانون نے حساب لگانے مین غلطی کی۔ مدینہ کے یہودیون نے مسلمانون پر شہر حرام مین لڑنے کی وجہ سے اعتراض کیا آنحضرتؐ کو بھی اعتراض درست معلوم ہوا۔ آنحضرتؐ ناخوش ہوئے اور خمس کے لینے سے انکار کیا۔ غازیون کو بھی ملال ہوا آنکی تمام کارگزاریون پر پانی پھر گیا۔ اسی موقع پر آیۃ "یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل" نازل ہوئی جسکا منشا یہ ہے کہ ماہ حرام مین لڑنا بیشک برا ہے لیکن مسلمانون کو جو کفار مکہ نے مسجد حرام یعنی کعبہ سے نکال دیا تو وہ اس سے بھی زیادہ برا تھا اسلیے برائی کے بدلے مین برائی کی گئی تو کچھ حرج نہین۔ اس آیت سے تمام مسلمان خوش ہوئے خمس جو پہلے التوا مین پڑا تھا قبول ہوا اور بقیہ چار خمس غازیون کی نذر ہوا۔ اس جنگ مین عثمان اور حکم جو گرفتار ہوئے تھے اُنکے لیے کفار مکہ نے فدیہ بھیجا اور وہ اس طرح سے رہا ہوے۔ حکم تو مسلمان ہو کر وہین رہ گیا۔ عثمان مکہ کو واپس گیا اور کافر ہی مرا۔

اب تک تو چھوٹی چھوٹی لڑائیون کا ذکر تھا اسکے بعد وہ لڑائیان شروع ہوئین جو

تاریخ اسلام مین یادگار سمجھی جاتی ہین - انہین زیادہ تر مشہور یہ ہین - غزوہ بدر کبری - غزوہ احد - غزوہ احزاب - غزوہ بنی قریظہ - غزوہ بنی المصطلق - غزوہ خیبر - فتح مکہ - غزوہ حنین - غزوہ طائف - انہین سے غزوہ بدر نے مسلمانون کو کفار پر غالب کیا اور فتح مکہ نے تمام عرب پر مسلمانون کا سکہ بٹھا دیا -

غزوہ بدر

غزوہ بدر کبری کی کیفیت یون بیان کی گئی ہے کہ ذو العشیرہ تک مسلمانون کا جاکر واپس آنا (جیسا کہ غزوہ ذو العشیرہ مین بیان کیا گیا ہے) ابوسفیان نے شام مین سُنا اور مسلمانون کی نسبت اُسے معلوم ہوئی - شام سے پھرتے ہوئے اُسے نواحی مدینہ سے گذرنا ضرور تھا اور یہ بھی یقینی تھا کہ جب مسلمان بدلہ لینے پر تُلے ہوئے ہین تو جنگ ضرور ہوگی - اسلیے ابوسفیان نے مکہ مین مدد کے لیے ایک آدمی بھیجا - قاصد اونٹ کے کان کاٹ کر زین الٹی باندھ کر گریبان دریدہ شہر مین داخل ہوا تمام شہر مین اُسکے آنے سے تہلکہ مچ گیا چونکہ مال تجارت ساری قوم کا تھا اسلیے تمام اہل مکہ کو اس قافلہ سے تعلق تھا اور یون آنحضرتؐ محمد کی دشمنی ہی کیا کم غرض مشترک تھی - تمام مکہ کے جنگ جو شہر سے نکل پڑے - قومی معاملہ تھا بنوہاشم بھی طوعاً کرہاً ساتھ آئے - آنحضرتؐ کی بدولت کوذات ہوکر ان بیچارون نے کیا کم اذیت اُٹھائی تھی کہ اب پھر وہ نکو بننے کی جرأت کرتے - عقیل ابن ابی طالب اور عباس ابن عبدالمطلب بھی ہمراہ آئے - ابولہب نہین آیا غالباً مسن ہونے کے سبب سے نہین آیا - مکہ کے اکثر اہل الراے اس خروج کے مخالف تھے اور اخیر تک وہ مخالفت پر قایم بھی رہے مگر ابوجہل کی جوڑ بازی کے سامنے کسی کا بس نہ چلا ادھر سے آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو ساتھ لیکر

فوجین اکٹھا ہوتین

مدینہ سے چلے۔ اُدھر شام سے ابوسفیان کا قافلہ آیا۔ مکہ سے تمام صنادید قریش ابوجہل کی رہنمائی مین چل کھڑے ہوئے تھے۔ ابوسفیان ساحل بحر سے دب کر نکل گیا۔ مسلمانون کو خبر نہ ہونے پائی۔ اُسنے ابوجہل کو بھی واپس بلانا چاہا اور کہلا بھیجا کہ جب مال بچا لایا گیا تو پھر جنگ سے کیا مطلب۔ مگر یہان تو اُسکی موت آپہنچی تھی بھلا وہ کیونکر راضی ہوتا۔

انصار کی مستعدی

مدینہ سے چلتے وقت مسلمانون کو یہ علم نہ تھا کہ اس لڑائی مین تمام قریش سے مٹ بھیڑ ہو جائیگی وہ جانتے تھے کہ صرف ابوسفیان کے قافلہ والون سے مقابلہ ہوگا۔ جب مسلمانون کو معلوم ہوا کہ جنگ کا پورا سامان ہے تو آنحضرتؐ نے مسلمانون کا استمزاج لینا چاہا۔ مہاجرین تو کفار مکہ پر خار کھاتے ہی تھے انکی مستعدی کچھ مستبعد نہ تھی لیکن انصار کو مستعد پاکر آنحضرتؐ بہت محظوظ ہوئے۔ مدینہ کے مسلمانون نے کہا کہ ہم حضرت موسیٰ کی نافرمان اُمت نہین ہین کہ "اذہب انت وربک فقاتلا" کہکر الگ ہو جائین۔ ہم آپ کے ساتھ سر دینے کو تیار رہین۔

سقونکا گرفتار ہونا

اہل مکہ کے آنے کی خبر مسلمانون کو کیسے معلوم ہوئی اسکے متعلق منقول ہے کہ اہل مکہ کے چند غلام پانی بھرنے کو اپنی فوج سے چلے اور راہ مین مسلمانون کے ہاتھ لگ گئے۔ مسلمانون نے انھین پکڑ لیا اور پڑاؤ پر لائے۔ پوچھنے پر ان سقون نے اہل مکہ کا آنا بیان کیا۔ مسلمان سمجھے کہ یہ سب ہمکو ڈراتے ہین کیونکہ اُسوقت تک ابوسفیان کے آنے اور اُسی سے مقابلہ ہونے کی خبر یا امید تھی۔ ان سقون پر مار پڑنے لگی تو ڈر کر سبھون نے کہا کہ ہان ہم ابوسفیان کے ساتھ آئے ہین آنحضرتؐ نماز مین تھے جب یہ سب باتین ہوتی تھین۔ نماز کے بعد آنحضرتؐ نے کہا کہ پہلی خبر صحیح

تھی۔ تم لوگوں نے ناحق مار کر جھوٹ بلوایا۔ پھر آنحضرتؐ کے سوال پر سقوں نے کہا کہ نو۔ دس اونٹ روز ذبح ہوتے ہیں اس سے آنحضرتؐ نے قیاس کیا کہ نو دس سو قریش ہونگے اور یہ قیاس صحیح نکلا۔

ابوسفیان کی جماعت ابوجہل کے ساتھ آملی جب بھی یہ بحث ہوتی رہی کہ لڑنا مصلحت ہی یا واپس جانا۔ کثرت رائے واپس جانے پر تھی لیکن ابوجہل کو لڑائی کی زیادہ تمنا تھی اُسنے اخیر مین عامر کو گانٹھا جسکا بھائی عمرو بن حضرمی عبداللہ مین مارا گیا تھا۔ وہ ننگے سر "واعمراہ" کہتا ہوا لشکر مین شور مچانے لگا۔ اس آخری فکر مین ابوجہل کامیاب ہوا اور لڑائی چھڑ گئی۔

فریقین کے لشکر کی تعداد

اس جنگ مین ابوجہل کے ساتھ ساڑھے نو سو لڑنے والے تھے اور کچھ ابوسفیان کے بھی ساتھ تھے انکے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد بہت کم تھی۔ بیان کیا گیا ہی کہ صرف ۳۱۳ مسلمان اس لڑائی مین آنحضرتؐ کے شریک تھے جنمین سے اسی تو مہاجرین تھے اور باقی انصار تھے۔ جو لوگ مکہ سے مدینہ مین آکر آنحضرتؐ کے ساتھ رہے تھے وہ مہاجر کہلاتے تھے اور مدینہ کے مسلمان انصار بولے جاتے تھے۔ مہاجرون مین سے عثمانؓ بن عفان۔ طلحہ اور سعید تین اشخاص شریک جنگ نہ تھے لیکن اکثرون کے نزدیک شریک بدر سمجھے جاتے تھے۔ اول الذکر تو اسلیے کہ اپنی زوجہ رقیہ بنت رسولؐ کی تیمارداری کے لیے آنحضرتؐ کی اجازت سے مدینہ مین رہ گئے تھے اور باقی دو اشخاص اسلیے کہ وہ آنحضرتؐ کے حکم سے کفار کی خبر لانے کو تعینات تھے۔ اسی طرح پانچ اشخاص انصار کے قسمت غنیمت اور حصول ثواب مین شریک سمجھے گئے اور اس اعتبار سے بعض نے ۳۱۳ تعداد

اہل بدر کی قرار دی ہے۔

مسلمانون نے ایک عمدہ کنوان دیکھ کر اُسکے قریب حوض بنایا اور اُسمین پانی بھر دیا کہ پانی پی پی کر لڑین ۔ اسی حوض کے قریب مسلمانون نے پرا جمایا قریب قریب مل کر قاعدہ سے کھڑے ہوئے اور جب تک کفار بالکل قریب نہین آگئے یہ لوگ جگہ سے نہین ہٹے ۔ تعداد مین یہ کم تھے لیکن یکجائی نے انکی قوت بڑھا دی تھی۔ آفتاب مسلمانون کے پس پشت تھا اور کفار کے سامنے تھا۔ یہ بھی ایک صورت مسلمانون کے مفید تھی۔ وقت جنگ آندھیان آئین اور کچھ اس طور سے آئین کہ کفار ہی کو نقصان پہونچا۔ رات کو پانی برس گیا تھا۔ مسلمانون کی طرف زمین ریتلی تھی پانی سے سخت ہو گئی اور کفار کی طرف چکنی مٹی تھی پانی برس جانے سے وہ کیچڑ ہو گئی۔ کفار کی جماعت مین عورت اور مرد مکہ ہی سے خواب پریشان دیکھتے آتے تھے۔ بہت سی بدشگونیان ایسی ہوئی تھین جنسے کفار کے دل سہم گئے تھے۔ جھنجھلا کر یا شرما کر پہلے وہی میدان مین آئے جنکے دل لڑائی پر آمادہ نہ تھے واپس جانا چاہتے تھے اور ابوجہل کے اصرار سے کارہ تھے۔ غرضکہ سب سامان مسلمانون کی فتح اور کافرون کی شکست کے مہیا تھے۔ عتبہ نے پہلے ابوجہل کو بہت سمجھایا وہ نہ مانا اور عتبہ کو بزدل کہنے لگا تو عتبہ خفا ہو کر پہلے خود ہی گلا کٹوانے میدان جنگ مین آیا اسکے دو بیٹے بھی ساتھ آئے۔ حمزہؓ۔ علیؓ اور عبیدہؓ نے پہلے انھین پر ہاتھ صاف کیے۔ ہجرت کے انیسوین مہینے بروز جمعہ کہ وہ رمضان المبارک کی سترہوین تاریخ تھی غزوۂ بدر واقع ہوا۔

کوئین پر ٹھرنا

سعدؓ بن وقاص نے آنحضرتؐ کے لیے ایک عریشہ بنایا تھا جسمین آنحضرت ﷺ

عریشہ رسول

خدا سے نصرت کی دعا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی اسی عریشہ مین تھے۔ کچھ لوگ محافظت کے لیے قریب کھڑے تھے۔ باقی لوگ محاربہ مین ساعی تھے۔ لڑنے والے اخیر مین ۲ دستے ہوگئے تھے بعض تو جنگ مین شریک تھے اور بعض مال لینے اور قیدیون کی گرفتاری مین مشغول تھے۔ آنحضرتؐ برابر عریشہ سے باہر آتے تھے اور دیکھ بھال کر اندر چلے جاتے تھے۔ حالت دعا مین آپ پر آثار وحی کی سی غنودگی طاری ہوئی اور آپ نے فتح کی خوشخبری سنائی۔

کارزار

جنگ کی ابتدا یون ہوئی کہ تین کفار قریش یعنے عتبہ وغیرہ نے میدان مین آکر مرد مقابل طلب کیے۔ تین شخص انصار کے بڑھے لیکن انھون نے کہا کہ ہم انسے لڑنا ننگ سمجھتے ہین یہ سنکر مہاجرین سے حمزہؓ۔ علیؓ۔ عبیدہ سامنے آئے۔ حمزہ اور علی نے تو اپنے اپنے مبارز کو فوراً ہی ہلاک کیا لیکن عبیدہ سے برابر کی لڑائی ہوئی۔ عبیدہ نے زخم کھایا اور اپنے مبارز کو بھی زخمی کیا۔ حمزہ اور علی نے پہونچکر عبیدہ کے مبارز کو بھی ہلاک کیا اسکے بعد پوری جنگ شروع ہوئی۔ کفار کا تکبر اور پھر آپس سے باہمی اختلاف آرا ایک طرف تھا اور دوسری طرف دل جلے مسلمان اور سب سے بڑھکر تائید غیبی۔ میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ بہت سے کفار مارے گئے اور قید کیے گئے۔ کفار بھاگے تو مسلمانون نے تعاقب کیا۔ حالت تعاقب مین کچھ کفار اسیر ہوئے اور مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ مقتول کفار کی تعداد ستر بیان کی گئی ہے اور اتنے ہی اسیر بھی ہوئے تھے۔ مسلمانون کی طرف سے صرف ۱۴ مسلمان کام آئے جنمین سے چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار۔

علیؓ ابن ابی طالب

حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کوئی سولہ سترہ کفار قتل کیے۔ شاید حضرت علیؓ

کو یہ پہلا موقع جنگ کا تھا۔ اوسط بدن۔ میانہ قد۔ استقلال، چستی اور چالاکی حد سے

حمزہؓ بن عبدالمطلب
حد سے زیادہ تھی۔ آپ کی لڑائی پر لوگ رشک کرتے تھے۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے کوئی پانچ چھ کفار ہلاک کیے۔ اُنکا طرز جنگ بھی بہت اچھا تھا۔ لیکن حضرت علی کی تیزی اور صفائی اور وہ بھی نوآموزی کی حالت مین قابل داد تھی۔

شعار
جنگ کے وقت کچھ کلمات مُنہ سے نکالتے تھے جنسے طبیعت کو زور ہوتا تھا اور یہ بھی غرض ہوتی تھی کہ اپنے اور بیگانے کا پتہ لگے ان کلمات کو شعار کہتے ہین مثلاً اس جنگ مین مہاجرین کا شعار تھا "یا بنی عبدالرحمن" اس سے ایک عبدالرحمن

رجز
کہنے والا دوسرے عبدالرحمن کہنے والے پر ہاتھ نہ اُٹھا سکتا تھا ان مواقع پر کبھی فخریہ کلمات بھی کہے جاتے تھے اور اُنکو رجز کہتے تھے کبھی کبھی رجز مین شعر بھی پڑھتے تھے اشعار اکثر فی البدیہہ موزون کر لیے جاتے تھے۔ رجز مین باپ دادا کا نام بھی لیتے تھے چنانچہ اس لڑائی مین حارثؓ بن سراقہ نے علی ابن ابی طالب پر تلوار ماری آپ نے تلوار ڈھال پر لی وہ ڈھال مین پھنس گئی۔ موقع پاکر آپ نے ایک خنجر مارا جو زرہ کاٹ کر حارث کے جسم تک پہنچا لیکن وار کچھ ایسا کارگر نہ تھا کہ پیچھے سے آپ نے ایک تلوار چمکتی ہوئی دیکھی۔ آپ نے سر نیچا کر لیا۔ تلوار نے حارث کے سر کو مع خود جسم سے علیحدہ کر دیا "مین ابن عبدالمطلب ہون" کی آواز سے معلوم ہوا وہ ضرب آپ کے چچا حمزہ کی تھی۔

مسلمانون کی عقیدت
مجاہدین اسلام کی عقیدت کی ایک نقل مورخین نے لکھی ہے کہ صف درست کرتے وقت آنحضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بے قاعدہ کھڑا ہے۔ آنحضرتؐ نے چاہا کہ اُسے چھڑی سے ہٹا دین۔ چھڑی اُسکے سینہ پر لگی اُسنے آنحضرتؐ سے کہا کہ مجھے

بے قصور مارا اسکے عوض مین قصاص دیجیے۔ آنحضرتؐ نے اپنا سینہ کھول دیا کہ اچھا تو بھی مار۔ اُس نے لپک کر سینہ پر بوسہ دیا۔ آنحضرتؐ نے متحیر ہوکر اس مجنونانہ حرکت کا سبب پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ مین لڑائی مین آیا تو زندگی سے ہاتھ دھو چکا۔ مرتے دم آپ کے جسم اطہر کا میرے ہونٹھون سے چھو جانا میرے خیال مین بڑی نعمت تھی اور اسلیے مین نے یہ حرکت کی۔

جنگ بدر مین بیٹے باپ کو اور بھائی بھائی کو مارتے تھے اور وہ بھی دنیا کی طمع سے نہین۔ دنیا کی طمع ہوتی تو مسلمان ہوکر غریب اور مفلس ہی کیون بنتے بلکہ صرف خدا کی خوشی یا توحید کی محبت مین اُنسے ایسا ہوتا تھا۔ ایک بوڑھیا کا لڑکا شہید ہوا اُسنے سنکر کہا کہ مجھے غم نہین اگر محمدؐ کہدین کہ وہ شہید ہونے پر جنت مین پہنچ گیا۔ اللہ اکبر کس عقیدت کے مسلمان اُس زمانہ مین تھے۔

بنو ہاشم نے جو تکلیفین آنحضرتؐ کی حمایت کی وجہ سے اُٹھائی تھین وہ سب آنحضرتؐ کو یاد تھین۔ آنحضرتؐ نے بروز بدر اپنے اصحابؓ سے کہدیا تھا کہ بنو ہاشم خوشی سے نہین آئے ہین بجبر لائے گئے ہین انکو کوئی قتل نہ کرے اور خصوصاً عباس بن عبد المطلب کا زیادہ خیال تھا۔ تین برس تک جو ہمدردی آنحضرتؐ کے ساتھ بنو ہاشم نے ظاہر کی تھی اسکے لحاظ سے آنحضرتؐ کا کہنا انصاف پر مبنی تھا۔ عتبہ بن ربیعہ کے بیٹے ابو حذیفہ نے کہا "کیا اپنے باپ اور بھائی کو ہم قتل کرین اور عباس کو چھوڑ دین" مقتضاے بشریت تھا کہ یہ بات اُسکے منھ سے نکل گئی۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے آنحضرتؐ سے کہا کہ یہ منافق تو نہین ہوا حکم ہو تو گردن ماردی جائے آنحضرتؐ ساکت رہے لیکن ابو حذیفہ کو تا زیست ندامت رہی وہ ہمیشہ کہا کرتا

تھا کہ اس گناہ کا کفارہ اگر کچھ ہی تو یہ ہی کہ مین لڑائی مین مارا جاؤن چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بروز یمامہ وہ درجہ شہادت کو پہونچا۔

ابوجہل مارا گیا

ابو جہل بھی اس لڑائی مین مارا گیا۔ معاذ اور معوذ انصار کے دو لڑکے لڑائی مین ابوجہل کو پوچھتے پھرتے تھے۔ انکو معلوم تھا کہ وہ سب سے بڑا دشمن آنحضرتؐ کا ہی۔ عکرمہ نے اپنے باپ ابوجہل کے بچانے کی غرض سے معاذ کو ایک تلوار ماری اسکا ہاتھ کٹ کر جھولنے لگا۔ جھولتے ہوئے ہاتھ کو اُسنے پاؤن سے دبا کر جسم سے علیحدہ کر دیا کہ ہتھیار کرنے مین دقت نہ ہو۔ غرضکہ معاذ اور معوذ نے ملکر ابوجہل کا کام تمام کر دیا اور آنحضرتؐ کو آکر خوشخبری سُنائی۔ معوذ تو اسی لڑائی مین پھر شہید ہو گیا۔ لیکن معاذ خلافت عثمانؓ بن عفان تک زندہ رہا۔ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کو جا کر دیکھا کہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ ابوجہل نے پوچھا کہ میدان کس کے ہاتھ رہا۔ عبداللہ نے کہا۔ دشمن خدا تو فرعون سے بھی بدتر ہی وہ مرتے دم نادم ہوا اور تو اب بھی منفعل نہین ہوتا۔ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کا سر کاٹ کر آنحضرتؐ کے پاس پہونچا دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "الحمد للہ الذی نصر عبدہ واعز دینہ" یا کوئی دوسرا کلمہ اسی کے ہم مفہوم فرمایا۔

دشمنون کی ہلاکت

اس لڑائی مین تمام بڑے بڑے دشمن اسلام کے مارے گئے۔ وہ لوگ جو ہجرت کی رات مکہ مین خانہ رسول کے محاصر تھے باستثنا ر ایک شخص کے جو بعد کو مسلمان ہوا اور سب کے سب مارے گئے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مسلمانون کے دشمن معدوم ہو گئے تھے جوش جاہلیت نے اور بہت سے نئے دشمن پیدا کیے جنکی لڑائیون کا حال آگے لکھا جائیگا۔ عتبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث قیدیون مین آئے اور قتل کیے

گئے۔ انکے سوا اور قیدی مشکین باندھ کر بند کیے گئے۔

رات بھر بدر مین رہکر صبح کو آنحضرتؐ نے کوچ کیا۔ آنحضرتؐ کے پہونچنے کے قبل فتح کی خبر مدینہ مین پہونچی لیکن یہود یقین نہ کرتے تھے۔ پھر جسنے سنا تعجب کیا۔ اس لڑائی سے اسلام کی بنیاد مین ایک استحکام پیدا ہوا اور اسی وقت سے مہاجرون کا افلاس بھی کچھ کچھ دفع ہو چلا۔

مکہ مین ہزیمت کی خبر

مکہ مین جب قتل کفار کی خبر پہونچی اور اسکے ساتھ فراریون کی جماعت بھی آگئی تو تمام سناٹے کی کیفیت تھی کتنے گھر ویران اور کتنے بچے یتیم ہو گئے۔ عورتین رانڈ ہو گئین۔ اسباب جاتا رہا رازقہ پر اثر پڑا۔ کفار مکہ اپنی سزا کو پہونچے۔ ناظرین تو سمجھا گئے کہ کفار کا تکبر ٹوٹا۔ مسلمانون کو انکے ہاتھ سے امن ملا لیکن فی الواقع ایسا نہین ہوا جو لوگ شکست کھا کر واپس گئے وہ اپنی خجالت مٹانے کی فکر مین ہوئے اور یہ صلاح کی کہ ایک مرتبہ پھر طیاری سے لڑین۔ اب بجاے ابوجہل کے ابوسفیان کو مفسدہ پردازون کا سردار سمجھنا چاہیے شکست کھانے والون مین وہ ایک طور پر سردار تھا اسلیے اُس مجلس کا بھی سردار ہوا جسمین رسول اللہؐ سے دوبارہ لڑنے کی طیاریان ہو رہی تھین۔ کفار قریش نے حکم دے رکھا تھا کہ کسی کے گھر ماتم نہ ہو ورنہ مسلمانون کو خبر پہونچے گی تو وہ خوش ہونگے۔ اسود قریشی کے تین بیٹے مارے گئے تھے یہ بڈھا قریش کے ڈر سے رو نہ سکتا تھا اور لڑکون کا غم رونے پر مجبور کرتا تھا مشہور ہے کہ یہ اپنے غلام کو لیکر شہر کے باہر نکل جاتا تھا اور وہان پہاڑ کے کنارے بیٹھکر جی بھر کے آنسو گراتا تھا۔ ایک روز کسی عورت کے رونے کی آواز آئی یہ سمجھا کہ شاید اب رونے کا اذن ہو گیا ہے لیکن غلام نے آکر خبر دی کہ وہ عورت اونٹ

گم ہونے پر دعتی ہو۔ اسود نے کہا افسوس ہو کہ اونٹ گم ہونے پر لوگ رونے پاتے ہین اور میرے تین جوان لڑکے مارے گئے مگر مین رونے نہین پاتا۔

عباس بن عبد المطلب

قیدیون مین حضرت عبّاس بن مطلب بھی تھے انکے ہاتھ بہت سخت بندے ہوئے تھے۔ وہ رات کو بےچین تھے اور ادھر انکی آواز سے آنحضرتؐ بےچین تھے کسی صحابی نے آنحضرتؐ کی بےچینی دریافت کرکے عبّاس کے ہاتھ ڈھیلے کردیے عباس کو سکون ہوا۔ جب آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ عبّاس کے ساتھ رعایت کی گئی ہو تو آپ نے فرمایا سب قیدیون کے بند کھول دو۔

قیدیون کیسا تھ کیا برتاؤ ہوا

اب بحث یہ پیدا ہوئی کہ ان قیدیون کے ساتھ برتاؤ کیا ہونا چاہیے۔ ابوبکرؓ صدیق کی راے فدیہ لیکر چھوڑ دینے کی تھی اور عمرؓ بن الخطاب نے گردن مارنے کی صلاح دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ نے حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کی حضرت ابراہیمؑ کا قول قرآن مین یون منقول ہو "فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور الرحیم" اور عمرؓ نے حضرت نوحؑ کا قول پسند کیا "رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا" لیکن عمل حضرت ابوبکرؓ ہی کی راے پر کیا گیا کیونکہ اُسی طرف اکثر مسلمان مایل تھے فدیہ پر چھوڑنے مین روپیہ کی امید تھی اور اسوقت مسلمان زائد تر اسی کے محتاج بھی تھے۔ پھر مکہ مین خبر پہونچی۔ لوگون نے روپیہ بھیجکر اپنے اپنے اعزہ کو چھڑایا عبّاس بن عبد المطلب نے کہا مین مسلمان تھا مجھے بلا فدیہ چھوٹنا چاہیے کفار کی طرف سے مین جنگ مین شریک نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ کفار کے ساتھیون مین ہتھیار کرنے والے کون کون تھے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو فدیہ دینے کے لایق نہ تھے وہ یون ہی رہا کردیے گئے۔ کچھ لکھے

پڑھے قیدیون کی آزادی اس شرط سے روا رکھی گئی کہ وہ انصار کے لڑکون کو فن کتابت کی تعلیم دین۔

بدر کی طرف چلتے وقت مسلمان بالکل بے سروسامان تھے کوئی سرمایہ مشترک مسلمانون کا نہ تھا صرف باہمی اتفاق ساتھ تھا جو سب سے بڑی دولت سمجھی جاسکتی ہے۔ تین سو آدمیون مین صرف ستر اونٹ تھے جسپر وہ باری باری سے چڑھتے اترتے جاتے تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جنکو راستہ مین چڑھنا نصیب نہ ہوا۔ اور ایسے لوگ بھی ضرور ہی ہونگے جنکو راہ مین فاقہ کی نوبت بھی آئی ہو۔ بدر کی غنیمت مین ایک خمس رسولؐ کا الگ کیا گیا اور چار خمس شرکاے جنگ بدر مین تقسیم کیا گیا رسولؐ کے خمس کو سرمایہ بیت المال یا حال کی اصطلاح مین گورنمنٹ کی مالگزاری سمجھنا چاہیے جو عام مسلمانون کے نفع یا زمانہ حال کی اصطلاح کے مطابق رعایا کی بہبودی مین خرچ کیا جاتا تھا۔ سریہ عبداللہ مین تو ایک خمس رسولؐ کا خود عبداللہ نے اپنی خوشی سے الگ کردیا تھا۔ لیکن اب بدر کی تقسیم کے قبل اس مضمون کی نص صحیح نازل ہوچکی تھی اور اسی کے مطابق برابر آنحضرتؐ کے زمانہ مین اور پھر بعد کو بھی عملدرآمد ہوتا رہا۔ مقتول کے سلاح جنگ تو قاتل کو ملتے تھے۔ رہا مال غنیمت اسکی تقسیم ایک خمس اور چار خمس پر کی جاتی تھی۔

تقسیم غنیمت

قیدیان بدر مین حضرتؐ کے داماد ابوالعاص بھی تھے انکے چھڑانے کے لیے حضرت زینب بنت رسولؐ نے اپنی ہیکل فدیہ مین بھیجی تھی۔ یہ ہیکل وہ تھی جو حضرت خدیجہؓ نے جہیز مین دی تھی۔ ہیکل دیکھکر آنحضرتؐ کو خدیجہؓ یاد آئین اور آپ کسی قدر متاثر ہوئے۔ مسلمانون سے پوچھکر آپ نے ہیکل واپس کردی اور ابوالعاص کو

ابوالعاص

اس وعدہ پر رہا کیا کہ وہ جاتے ہی زینب کو مدینہ بھیجدین۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب معاملات مین سخت تھے۔ رحم کے موقع پر رحم اور غضب کے موقع پر غضب اور سختی کیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کی خدمت مین آپ گستاخ بھی تھے آنحضرتؐ آپ کی باتون کو وقعت سے سُنتے تھے اور اکثر اُنپر کاربند ہوتے تھے۔ بدر کے قیدیون کی نسبت حضرت عمرؓ کی راے گردن مارنے کی تھی۔ آپ نے کہا کہ میرے عزیز گردن مارنے کے لیے میرے حوالے کیے جائین عقیل اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کے حوالے ہون۔ عبّاس کی نسبت اُنکے بھائی حمزہ کو حکم ہو کہ وہ قتل کرین تا عام طور پر معلوم ہوجاوے کہ مسلمانون کو کفار کے ساتھ کوئی ہمدردی نہین ہے۔ عمرؓ کی بات تو اُسوقت مانی نہین گئی لیکن بعد کو آنحضرتؐ رسول مقبول کہتے تھے کہ قیدیان بدر کے معاملہ مین عمرؓ ہی کی راے صائب تھی اور عملی طور پر دیکھنے مین بھی آیا کہ تھوڑے دنون کے بعد یہی لوگ جو قید سے چھوٹے تھے ایک جمعیت کے ساتھ پھر آئے اور بمقام احد مسلمانون کو شکست فاش دی۔ فدیہ کے لالچ سے جو نفع مسلمانون کو پہونچا تھا اُس سے زیادہ نقصان ہوا مسلمانون کا وہ فرقہ جو حضرت عمرؓ کی خوبیون کا قایل نہین ہے اس امر کو تسلیم نہین کرتا کہ آنحضرتؐ کے وقت مین عمرؓ اصائب الراے سمجھے جاتے تھے وہ کہتا ہے کہ " عمرؓ جنگ کے کام کے نہ تھے۔ انھون نے لڑائی مین کبھی ہتھیار نہین اُٹھایا۔ ہان قید یا مجبوری کی حالت مین کوئی اُنکے سامنے پیش ہوا تو اُسکی گردن اُڑا دینے مین یہ بڑے مرد تھے" ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ یہ ضرور نہین کہ ایک شخص مین قوت انتظامی اور قوت بازو دونون باتین ہون۔ اسمین کلام نہین کہ غزوات نبیؐ کے رستم حضرت علی ابن ابی طالب

قیدیان بدر سے فدیہ لینا غلطی تھی

تھے۔ فتوحات مین جو کارہاے نمایاں انھون نے دکھائے صفحۂ روزگار سے وہ مٹ نہین سکتے لیکن اسکے ساتھ ہی اس سے بھی انکار نہین ہو سکتا کہ حضرت عمرؓ نے رسولؐ اللہ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین وزیر ہوکر اور خود اپنے وقت مین باخود مختار حکمران ہوکر اسلام کے ساتھ جو سلوک کیے وہ زبانون سے نہ کہے جائین لیکن کتابون کے صفحون سے تو مٹ نہین سکتے۔

مدینہ مین بھی مسلمانون کے دشمن موجود تھے۔ گو کہ وہ لوگ کی طرح سخت نہ تھے پھر بھی ضرر پہونچا سکتے تھے۔ لوگون کو بہکاتے تھے اسلام کی ہجو کرتے تھے اور اہل مدینہ کو مسلمان ہونے سے روکتے تھے۔ منجملہ اُنکے عصما بنت مروان ایک عورت تھی کہ مسلمانون کو بہت برا کہتی تھی اور انصار کو بہت ہی ناپاک الفاظ سے یاد کرتی تھی جب مسلمان بدر کو روانہ ہوئے تو اسکی زبان اور بھی دراز ہو گئی تھی۔ عمیر نام ایک نابینا شخص انصار مین تھا جو شریک بدر نہوا۔ جب مسلمان بدر سے واپس آئے تو وہ رات کو اُس عورت کے گھر پہونچا اور ٹٹول کر کلیجہ مین خنجر مارا۔ قتل کرنے پر اُسنے سوچا کہ آنحضرتؐ سے بے پوچھے مین نے ایسا کیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے سُنکر کچھ بُرا نہ کہا اور عمرؓ بن خطاب نے تو بہت ہی تعریف کی۔ اسی طرح ابوعفک ایک اور دشمن رسولؐ مدینہ مین تھا جسکو سالم بن عمر نے رات کو اچانک مارڈالا اور اسی طرح کعب بن اشرف کو چند انصار نے مل کر کسی حیلہ سے قتل کیا کہ وہ بہت ہی موذی تھا آنحضرتؐ کے خلاف سازش کرنے اور کفار کو جنگ کے لیے ترغیب دینے وہ مکہ تک گیا تھا۔ ابتدا سے اسلام کی حالت ہی ایسی تھی کہ فوجی قانون (مارشل لا) جاری کیے بغیر کام نہ چلتا کہین دو چار ابوجہل یہان بھی پیدا ہو جاتے تو مسلمانون کا رہنا

سریۂ عمیر بن عدی

دشوار ہوجاتا۔ اسلیے اہل مدینہ اور اُسکے اطراف کے یہودیوں سے جب کوئی زیادتی ہوتی بھی تو پھر بدلہ لینے میں مسلمان تامّل نہ کرتے تھے۔ لیکن کسی حالت میں وہ انصاف۔تہذیب اور اعتدال سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔ اور ایک بات اور بھی تھی کہ مدینہ میں آنحضرتؐ کی حالت سلطان وقت کی سی تھی اور سلطان وقت کے خلاف سازش کرنے والے باغیوں کو سزا دینا ہر حالت میں ضرور ہوتا ہے۔

پہلے عرب میں کوئی بادشاہ نہ تھا نہ کوئی بادشاہی قانون تھا۔ آپس کے دستور اور معاہدے کے مطابق ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برتاؤ رکھتا تھا اور قبیلہ کے سردار گویا قبیلے کے حکمران ہوتے تھے۔ جب مسلمان مدینہ میں آئے تو قرب وجوار کی قوموں سے دستور کے مطابق معاہدے ہوئے کہ ایک دوسرے کا بُرا نہ چاہے اور باہم مراسم احترام قایم رہیں۔ مدینہ میں ایک قبیلہ یہودیوں کا بنی قینقاع تھا یہ لوگ اپنے معاہدے پر قایم نہ رہے مسلمانوں سے بےادبیاں شروع کیں۔ ایک مسلمان عورت سے تمسخر کرنے پر فریقین کے ایک ایک آدمی مارے گئے۔ پیغمبر خدا نے اُنکو بُلا بھیجا اور آشتی گفتگو کی مگر اُن لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا وہ کہنے لگے کہ قریش پر غالب رہنے سے آپ کچھ گھمنڈ نہ کیجیے وہ فن جنگ سے واقف نہ تھے ہم لوگ اس فن کے ماہر ہیں ہم سے ڈرتے رہیے۔ اہل سیر نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کے عروج پر وہ لوگ حاسد بھی تھے۔ غرضکہ باہم لڑائی کی ٹھہر گئی۔ جب مسلمان پہونچے تو وہ اپنی گڑھی میں پناہ گزیں ہوگئے اور پھر پندرہ دن کے بعد اسیر ہوئے۔ اخیر میں شہر بدر ہونے پر وہ راضی ہوگئے۔ اور اسی شرط پر اُنکی جان بخشی کی گئی۔ (حاشیہ: غزوۂ قینقاع)

ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ محمدؐ یا اصحاب محمدؐ سے انتقام لیے بغیر وہ عورت سے صحبت نہ کریگا۔

غزوہ سویق

سر میں تیل ڈالے گا۔ آنحضرتؐ سے اب انتقام لینا آسان نہ تھا اسلیے محض قسم اُتارنے کو وہ کچھ آدمی لیکر نواحی مدینہ تک آیا۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مسلمان اور اور اسکے ایک مزدور کو مار کر اور چند خرمے کے درختون اور رہنے کے گھرون مین آگ لگا کر چلا گیا۔ آنحضرتؐ نے خبر پاکر تعاقب کیا لیکن ابوسفیان بھاگا اور بھاگتے ہوئے بار شتر ہلکا کرنے کی غرض سے سویق (ستو) کے بورے گراتا گیا اسی وجہ سے اسکا نام غزوہ سویق رکھا گیا اس غزوہ مین بجز سویق کے اور کوئی شئی مسلمانون کے ہاتھ نہین آئی اور نہ جنگ کی نوبت آئی۔ یہ واقعہ ۲ھ کا ہے لیکن بعض مورخ اسے ابتدائے ۳ھ ہجری مین داخل کرتے ہین۔

غزوہ قرقرۃ الکدر

عراق اور مکہ کی راہ مین مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر قرقرۃ الکدر واقع ہے مسلمانون کو خبر پہونچی کہ وہان بنو سلیم اور بنو غطفان فساد کے لیے جمع ہوئے ہین آنحضرتؐ نے اُنپر چڑھائی کی۔ وہ لوگ تو بھاگ گئے لیکن اُنکے چرواہے ۵سو اونٹ سمیت گرفتار ہوئے۔ مال غنیمت مسلمانون مین تقسیم ہوا۔ ان چراہون مین یسار نام ایک غلام تھا وہ آنحضرتؐ کے حصہ مین آیا اور مسلمان ہوا۔ آنحضرتؐ نے اُسے پھر آزاد کر دیا۔

غزوہ اُمر

اب ہجرت کا تیسرا سال شروع ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال اور حکم جہاد کے پہلے ہی سال آنحضرتؐ نے حکمرانی کی ایک حیثیت پیدا کرلی تھی۔ آپ مسلمانون کے سردار اور مقتدا تو تھے ہی اب گرد و نواح کے لوگ بھی آپ کا خیال رکھنے لگے جو عداوت اور کینہ رکھتے تھے (اور ایسے لوگ بہت تھے خود انصار مین کتنے منافق تھے) وہ بھی کھلم کھلا اظہار بغض مین تکلف کرتے تھے۔ اور تکلف نہ کرتے تو باغی قرار پاکر اپنے

اعمال کی سزا پاتے - چنانچہ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ مدینہ سے کچھ تھوڑی دور پر نواحی نجد مین بمقام ذی امر کچھ یہود اسلیے جمع ہوئے ہین کہ مسلمانون پر اچانک آپڑین - اور نقصان پہونچائین - آنحضرتؐ نے خود پیشقدمی کی اور کوئی ساڑھے چار سو آدمی ساتھ لیکر موقع پر پہونچ گئے - یہود پہاڑون مین جا چھپے اور مقابلہ نہ کرسکے مسلمان مُحَلّا بالطوع ہوکر ادھر اُدھر منتشر ہوگئے - آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے تنہا سو رہے تھے کہ ایک یہود شمشیر بکف پہاڑی سے اُترا اور کہنے لگا "من یمنعک منّی" بتاؤ تمھین کون بچائیگا - آنحضرتؐ نے کہا اللہ تعالی - یہ سُنتے ہی وہ ایسا مرعوب ہوا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے گرپڑی - آنحضرت نے اُسکی تلوار ہاتھ مین لیکر پوچھا کہ اب بتاؤ تمھین کون بچائے گا - اس یہود کے مُنھ سے نکلا "اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ" یعنی وہی اللہ جس نے اپنے رسول کو بچایا - اس غزوہ مین کوئی لڑائی نہین ہوئی نہ کچھ مال غنیمت دستیاب ہوا -

سریہ قردہ — جب مکہ والون کو معلوم ہوا کہ مسلمانان مدینہ ہماری تاک مین رہتے ہین تو اُنھون نے یثرب یعنی نواحی مدینہ کا راستہ چھوڑ کر عراق عرب یعنی مدینہ سے مغرب ہوکر شام جانے

زید بن حارثہ — کا ارادہ کیا - مسلمانون کو اسکا پتہ لگ گیا - زید بن حارثہ کو آنحضرتؐ نے روانہ کیا قریش بھاگ گئے ایکی انکے ساتھ مال بہت تھا اور اسلیے بہت کچھ نقد وجنس مسلمانون کے ہاتھ لگا -

قتل کعب بن اشرف — کعب بن اشرف یہودی بڑا ہی بدذات شاعر تھا - مدینہ کے قریب ہی ایک ٹیلہ پر حصار مین رہتا تھا - اپنی قوم کا سردار اور دولتمند بھی تھا - جنگ بدر کے بعد یہ مکہ میں گیا اور وہان جانے کی غرض صرف یہ تھی کہ قریش کو اپنی سحر بیانی سے مدینہ پر حملہ کرنے

کے لیے مستعد کرے۔ اسکا فساد مسلمانون کو کھلاتا تھا۔ آنحضرتؐ کے ایما سے چند انصار نے "الحرب خدعۃ" پر عمل کیا اور اُسے قتل کر ڈالا وہ اپنے کردار کو پہونچا اور اسلیے اسکے اعزہ نے زیادہ شور وغل نہیں کیا۔

قتل ابورافع

زمین حجاز مین خیبر کے قریب ایک حصار مین ابورافع نام ایک بڑا متمول یہودی رہتا تھا۔ اور حجاز کا تاجر کہلاتا تھا۔ مسلمان اس سے بھی بہ تنگ تھے۔ چند مسلمانون نے اسکے مار ڈالنے کا حکم آنحضرتؐ سے حاصل کیا تھا۔ غالباً کعب بن اشرف کے واقعہ نے ابورافع کے قتل کی طرف طبیعتون کو مائل کیا۔ اسکے قتل کی حکایت بہت دلچسپ ہی۔ عبداللہ بن عتبہ چند مسلمانون کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے اور ابورافع کی گڑھی کے پاس پہونچکر ساتھیون سے الگ ہو گئے وہ خود تنہا پھاٹک کے پاس پہونچکر اس طرح میدان مین بیٹھے جیسے کوئی قضاے حاجت کے لیے شہر سے نکلا ہو۔ دربان نے آواز دی کہ جلد آئو ورنہ پھاٹک بند ہوتا ہی۔ دن چھپ چکا تھا عبداللہ جلدی سے حصار کے اندر داخل ہو گئے اور دیکھتے گئے کہ دربان کنجی کہان لٹکا دیتا ہی۔ جب لوگ سو گئے تو ابورافع کی خوابگاہ مین عبداللہ پہونچے۔ اندھیرے مین پتہ کیونکر لگتا اسلیے اُنھون نے پکارا۔ ابورافع بولا تو اسکی آواز پر اُنھون نے ہتھیار مارا اور باہر نکل آئے لیکن زخم کاری ہونے مین شبہ تھا اسلیے فوراً پھر اندر داخل ہوئے اور آواز بدل کر حال پوچھا۔ اُسنے گھر کا آدمی سمجھکر مدد کی درخواست کی اُنھون نے پھر آواز پر خنجر مارا اب کی زخم کاری لگا۔ بھاگتے ہوئے یہ زینہ سے لڑھکے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پگڑی سے اپنی ٹانگ باندھکر اور ایک ہی پاؤن سے یہ کودتے ہوئے کسی طرح قلعہ سے باہر نکل آئے اور صبح کو زیر قلعہ سے

ابورافع کا مرنا تحقیق کرکے مدینہ مین آگئے۔ یہان پہونچکر انکی ٹانگ جلد جُڑ گئی یا جوڑی گئی۔

نکاح بہ حفصہ و زینب

اسی سال مین آنحضرتؐ کے لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت حفصہ دختر عمر بن خطاب اور زینب بنت خزیمہ سے آپ نے اسی سال مین یعنی ۳ھ مین نکاح کیے اور اسی سال مین غزوہ احد بھی ہوا۔ مسلمانون نے اسی غزوہ مین اپنی سوء تدبیر سے شکست پائی اور بڑے بڑے صحابی مارے گئے۔

غزوۂ احد

قریش نے پورے طور پر سامان کرکے دوبارہ مدینہ پر چڑھائی کی۔ عباس بن عبدالمطلب نے پہلے سے آنحضرتؐ کو مطلع کردیا تھا۔ مدینہ کے قریب قریش پہونچے تو مسلمانون نے مشورہ شروع کیا۔ آنحضرتؐ کی راے تھی کہ لوگ مدینہ سے باہر نہ جائین۔ شہر مین گھس کر قریش کو لڑنا مشکل ہوگا اور مسلمانون کو اسمین سہولت ہوگی بعض صحابہ نے بھی یہی راے دی۔ لیکن وہان مسلمانون کا شوق شہادت بڑھا ہوا تھا اور جو لوگ بدر مین شریک نہ ہوسکے تھے وہ تو اور بھی زیادہ حریص تھے آنحضرتؐ نے بھی یہی راے منظور کی۔ جب آنحضرتؐ ہتھیار لگا کر باہر چلنے لگے تو تو بعض اشخاص نے سوچا کہ پیغمبرؐ خدا کی راے سے اختلاف کرنا ٹھیک نہ تھا آنحضرتؐ نے سنکر کہا کہ "پیغمبرون کی شان کے خلاف ہے ہتھیار باندھ کر کھول ڈالنا۔ اب جو ہونا تھا ہوچکا"۔

فوج کی تعداد

قریش تین ہزار کی جماعت سے آئے تھے انمین سات سو جوان زرہ پوش تھے سردار فوج کا ابوسفیان تھا اور اسکے ماتحت بہت سے اکابر قریش تھے مثلاً اسود بن مطلب جبیر بن مطعم۔ صفوان بن امیہ۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ حارث بن ہشام

عبداللہ بن ابی ربیعہ - خویطب بن عبدالعزی - خالد بن الولید - انکے عورتین بھی ساتھ آئی تھین اور غرض یہ تھی کہ وہ گا بجا کر ہمتین بڑھائین مقتولان بدر پر مرثیے پڑھ کر لوگون کو جنگ کے لیے ابھارین اور منہ موڑنے والون کو شرم دلائین لڑائی کے باجے سے جو کام اب لیا جاتا ہے اس سے کہین زیادہ یہ عورتین کام دیتی تھین -

مسلمانوں کا طلیا بھی

آنحضرت کے ساتھ پہلے سے زائد لڑنے والے تھے جنمین سے ایک سو زرہ پوش بھی تھے - مدینہ سے نکل کر آنحضرت نے بمقام احد (مدینہ سے کچھ فاصلہ پر یہ ایک سرخ پہاڑ واقع ہے) قیام کیا اسی کوہ کی آڑ مین قریش کا لشکر پڑا تھا - صبح کو آنحضرت نے فوج درست کی - پرا باندھ کر اصحاب کھڑے ہوئے - کوہ احد کی طرف فوج کی پشت ہوئی اور مدینہ کی طرف منہ - بائین جانب کوہ عنین رکھا گیا - اس پہاڑ مین ایک پتلی سی راہ تھی - عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیر انداز کی جمعیت سے آنحضرت نے وہان کھڑا کیا اور سمجھا دیا کہ ادھر سے کفار گھسنا چاہین گے - تم لوگ یہان سے ہرگز نہ ہٹنا - مسلمانون کو فتح ہو تو مال غنیمت ہرگز لوٹنے نہ آنا اور نہ شکست کی حالت مین حمایت کو دوڑنا -

عبداللہ بن ابی کی واپسی

عبداللہ بن ابی منافق رزمگاہ سے پھر گیا اور وجہ یہ بیان کی کہ آنحضرت نے مدینہ مین رہکر جنگ نہ کی اور میری راے پر دوسرون کی راے کو ترجیح دی اسلیے مین نہ ٹھہرون گا - اسکی واپسی کی مسلمانون کو کچھ پروا نہ تھی - مسلمانون کو جان نثار رفیقون کی ضرورت تھی تعداد کا بڑھانا انکو منظور نہ تھا ورنہ عبداللہ بن ابی کا حلیف کیون واپس کر دیا جاتا -

عبداللہ بن ابی کی حلیف

جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے حمایت کا معاہدہ کرتا تھا تو ایسے معاہد کو حلیف کہتے تھے۔ عمر کا حلیف زید ہو اسکا یہ مطلب ہو کہ اگر کوئی غنیم زید پر چڑھے تو عمر زید کی مدد کو آئے اور عمر پر کوئی وقت مصیبت کا پڑے تو زید اسکی مدد کو آئے عبداللہ بن ابی کے حلیف یہود مدد کو آئے تھے لیکن آنحضرتؐ نے انکو لوٹا دیا یہ پسند نہین کیا گیا کہ بیدل لڑنے والون کی شرکت مرکب مسلمانون کو بھی بودا بنادے۔

سرداران لشکر

مسلمانون کی طرف سے میمنہ میسرہ اور مقدمہ لشکر کے لیے عکاشہ بن محصن۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن وقاص منتخب کیے گئے۔ اور کفار کی طرف یہ خدمتین خالد بن ولید۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ صفوان بن امیہ۔ عمر بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کے تعلق کیگیئن۔

جنگ

ابتداے جنگ یون ہوئی کہ ابوعامر فاسق پچاس آدمی کی جماعت سے باہر نکلا اور مسلمانون پر تیر برسانا شروع کیا۔ مسلمانون نے بھی تیر سے جواب دیا۔ ابوعامر کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ عورتون نے بھتیرا شور وغل مچایا لیکن بھاگنے والے ذرا خبردار نہ ہوئے۔ یہ کیفیت دیکھکر طلحہ بن ابی طلحہ علم دار لشکر قریش نے آگے بڑھکر مبارز طلب کیا۔ ادھر سے شیر خدا علیؓ ابن ابی طالب نکلے اور نکلتے ہی طلحہ کو ایسی تلوار ماری کہ سر کا مغز نکل پڑا۔ اسکے بعد طلحہ کے دو بھائی عثمانؔ اور ابوسعیدؔ علم بردار ہوکر میدان مین آئے اور حمزہ بن عبدالمطلب اور سعد بن ابی وقاص کے ہاتھون سے مارے گئے۔ پھر طلحہ کے تین بیٹے مسافعؔ حارثؔ اور کلابؔ باری باری علم بردار ہوئے اور مارے گئے۔ جب اس خاندان کا کوئی باقی نرہا تو ارطاۃ بن شرحبیل وغیرہ وغیرہ نے علم اُٹھایا اور سب مارے گئے۔ اسکے

بعد کفار کے پاؤن اُکھڑ گئے اور مسلمان مال غنیمت لوٹنے مین معروف ہوئے۔
ناظرین سمجھتے ہونگے کہ مسلمانون کی فتح ہوئی اسوقت مسلمان بھی ایسا ہی سمجھے تھے اور یہی سمجھ اُنکے حق مین زہر ہوگئی۔ عبداللہ بن جبیر کے ساتھیون نے درکوہ چھوڑکر لوٹ مین شرکت کی اور عبداللہ کو مع چند جانبازون کے وہین شہید ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ قریش مین خالد بن ولید ایک تجربہ کار جنگ جو تھا جس نے بعد کو مسلمان ہوکر سیف اللہ لقب پایا۔ قریش تو بھاگ گئے لیکن یہ مع چند ساتھیون کے دبکا کھڑا رہا اور اسی وقت کا منتظر تھا عبداللہ کو تنہا پاکر اُس نے شہید کیا اور مسلمانون کے پیچھے اچانک آپڑا۔ اُدھر بھاگے ہوئے قریش بھی واپس آگئے۔ اب مسلمان بالکل دشمنون کے ہاتھ مین تھے۔ مسلمانون کو اس خصوص مین مرنا جلنا برابر ہی تھا وہ کیا سجاگتے لیکن لڑائی کا انداز ہی بدل گیا۔ ہلڑ مین دوست دشمن کا امتیاز جاتا رہا بعض مسلمان خود مسلمانون کے ہاتھ سے زخمی ہوئے۔ پیغمبر خدا خود ہتھیار چلاتے تھے۔ آنحضرتؐ تیر تلوار اور پتھرون کی مار سے زخمی ہوئے۔ آپ کے دانت اسی لڑائی مین شہید ہوئے حالت جنگ مین آپ گر پڑے زرہ کی کڑی رخسار سے مین گھس گئی۔ ابوعبیدہ بن جراح نے اپنے دانتون سے وہ کڑی نکالنا چاہی کڑی تو نکلی لیکن ابوعبیدہ کے دانتون پر آبنی۔ طلحہؓ بن عبداللہ۔ علیؓ ابن ابی طالب ابوبکرؓ وغیرہ سات مہاجر اور اسی قدر انصار آنحضرتؐ کی حفاظت کے لیے کھڑے تھے۔ اور کفار تھے کہ خاص آنحضرتؐ کے قتل کرنے کو ریلے بڑھتے تھے ایک وقت وہ بھی آیا کہ علیؓ ابن ابی طالب کو حالت جنگ مین آنحضرتؐ کا خیال آیا۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آپ کو پایا تو تنہا کوئی گرد و پیش نہین۔ خدا نے اپنے رسولؐ کو بال بال بچالیا۔ فوج مین کسی نے

عبداللہ بن جبیر کی شہادت

مسلمانون کی ہزیمت

شور کیا کہ "محمد مارے گئے" بس اس کلمہ نے مسلمانون کے پاؤن اُٹھا دیے۔
طلحہؓ بن عبید اللہ زخم سے خستہ پڑے تھے۔ ایک صحابی سے اُنھون نے پوچھا "محمدؐ
کا حال کہو" اُسنے کہا زندہ ہین۔ طلحہؓ نے جواب دیا پھر کچھ پروا نہین اب سب مصیبتین
آسان ہین۔ جب آنحضرتؐ کو طلحہؓ اور علیؓ نے آکر اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ آپ کے مارے
جانے کی خبر غلط تھی۔ رفتہ رفتہ اور چند اصحاب جمع ہو گئے۔ کفار آنحضرتؐ کو مقتول
سمجھ کر ہٹ گئے تھے۔ آنحضرتؐ نے کوہ احد پر چڑھ جانا چاہا کہ کفار کا دست رس نہو
جیسے پہاڑ پر آپ چڑھ چلے تو کفار نے تعاقب کیا۔ عمرؓ بن الخطاب نے اُنکو روکا اور
آنحضرتؐ پہاڑ کی چوٹی پر ایک شعبہ مین جا کر ٹھہرے۔ آہستہ آہستہ تمام جان نثار
وہان جمع ہوتے گئے۔ فاطمہؓ بنت رسولؐ مدینہ سے دوڑی آئین اور اپنے شوہر کے نتیجہ جنگ۔
ساتھ مل کر آنحضرتؐ کے زخمون کو اُنھون نے دھویا اور کپڑا جلا کر اُسمین راکھ بھری۔
کھٹکا تھا کہ کہین کفار مدینہ کا رُخ نہ کرین کچھ اُنپر ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ سوچ سمجھ کر
واپس گئے۔ لیکن کچھ فاصلہ پر جا کر اُنکی راے پھر بدلی اور اُنھون نے چاہا کہ مدینہ
پر حملہ کرین۔ یہ خبر آنحضرتؐ کو پہونچی۔ جنگ احد کے دوسرے ہی دن پھر آپ نے
کفار قریش کے تعاقب کا قصد کیا۔ مجروح جسم ہو آپ نے ہتھیار لگائے اور تمام اصحابؓ
نے متابعت کی۔ بمقام حمرا مسلمانون کا لشکر اُترا۔ ابو سفیان کو خبر ملی کہ محمدؐ پھر آتے ہین
اسکے ساتھیون مین بھگدڑ پڑی۔ مسلمانون نے کچھ دور تک تعاقب بھی کیا مگر کفار نے
سامنا نہ کیا۔ اخیر مین کفار ہی بھاگے اسلیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ میدان مسلمانون کے
ہاتھ رہا لیکن اس خیال سے کہ کفار سے کہین زاید مسلمان اسمین کام آئے۔
کفار کے صرف ۳۰ آدمی مارے گئے اور یہان ستر زخمی اور ستر شہید ہوئے مسلمانونکو

کچھ مال غنیمت نہین ملا۔ عام طور پر یہی سمجھا گیا اور سمجھا جاتا ہی کہ جنگ احد مین مسلمانونکو ہزیمت ہوئی۔

شہدائے احد

شہدائے احد کا مزار رحبہ مسلمان کے نزدیک ہی۔ جہان یہ لوگ دفن کیے گئے وہان آنحضرتؐ اور آنکے بعد خلیفہ اول اور دوم برابر جاکر سلام بھیجتے تھے۔ ان شہیدون مین حمزہؓ بن عبد المطلب بھی تھے۔ یہ آنحضرتؐ کے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔ آنحضرتؐ کو اُنکے شہید ہونے کا بڑا ہی غم ہوا۔ آنحضرتؐ نے جاکر اُنکی نعش میدان کارزار مین دیکھی کہ ناک اور کان کٹے تھے۔ پیٹ چاک کرکے کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ایسا ہی اور شہیدون کے ساتھ بھی دل ہلا دینے والی جہالت کی گئی تھی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ کفار کی عورتون نے یہ حرکت کی ہی۔ ان شہیدون کے ہاتھ سے جو کفار جنگ بدر مین یا اب مارے گئے تھے اُنکی رشتہ دار عورتون نے یون بدلا لیا تھا۔

حمزہؓ کی شہادت

حضرت حمزہؓ کے قتل کو ایک خاص حبشی غلام بہت بڑے انعام کی طمع پر ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان کی طرف سے تعینات کیا گیا تھا۔ عتبہ بدر مین مارا گیا تھا اور اُسی کے بدلہ لینے کو ہندہ بیچین تھی۔ اسی ہندہ نے حمزہؓ کا کلیجہ بھی چبایا تھا۔ اس حبشی سے قول تھا کہ محمدؐ۔ حمزہؓ یا علیؓ ان تینون مین سے وہ کسی کو مار ڈالے تو انعام پائے۔ وہ حبشی حمزہؓ سے کیا لڑتا صورت دیکھ کر اُسکی روح پرواز کرتی تھی۔ ایک مقام پر وہ پتھر کی آڑ مین چھپ کر بیٹھا اتفاق سے حضرت حمزہؓ وہان گذرے اسکو نیزہ مارنے کا موقع مل گیا نیزہ بازی مین اسے مشاقی تھی حضرت حمزہؓ جانبر نہ ہوسکے۔

حمزہؓ کے گھر ماتم

جب آنحضرتؐ مدینہ مین تشریف لائے تو مسلمانون کے گھر ماتم سرا تھے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تمام گھرون سے تو رونے کی صدا آتی ہی۔ حمزہؓ کے گھر کوئی رونے والا بھی نہین ہی۔

یہ کہنا اس غرض سے نہ تھا کہ حمزہؓ کے گھر کوئی روئے بلکہ ذہن مین یہ تھا کہ بیچارے مسلمان اپنی سوء تدبیر سے آج اسقدر ہلاک ہوئے کہ اُنکی تعداد بہت گھٹ گئی اور غریب مہاجر اس بیکسی مین مارے گئے کہ اُنپر کوئی رونے والا بھی نہین ہی۔ انصار نے یہ سُنا اور سُنتے ہی اُنھون نے اپنی عورتین رونے کو حمزہؓ کے گھر بھیجدین کہ پہلے وہان رو لو پھر اپنے یہان رونا۔ تھوڑی دیر مین حضرت حمزہؓ کے گھر کہرام مچگیا۔ موتے پر چلّا کر رونا درست نہین ہی۔ آنحضرتؐ نے فوراً رونا بند کرا دیا اور کہا کہ میرا یہ مقصد نہ تھا کہ حمزہؓ کے گھر لوگ آکر ماتم کرین۔

سریۂ قطن ابو سلمہ مخزومی

اسی ۳ھ مین آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ قطن (ایک پہاڑ ہی نجد کی طرف) مین قبیلہ بنی اسد کے چند مفسد جمع ہوکر مسلمانون پر حملے کا قصد رکھتے ہین۔ آنحضرتؐ نے "دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد" پر عمل کرکے ابو سلمہ مخزومی کو ڈیڑھ سو مسلمانون کے ساتھ جنمین ابو عبیدہؓ بن جراح اور سعد بن وقاص وغیرہ اکابر بھی تھے دشمن کی گوشمالی کو روانہ کیا۔ مخالفون نے مقابلہ نہ کیا۔ مسلمان فتحیاب ہوئے اور مع مال غنیمت کے واپس آگئے۔

سریۂ عبد اللہ بن انیس

اسی سال مین عرنہ (وادی عرفات کے پاس ایک مقام ہی) کے سفیان بن خالد ہذلی کے قتل کا واقعہ ہی۔ یہ مسلمانون کا بڑا دشمن تھا چند مسلمانون کے قتل کا بھی یہ سبب ہوا تھا۔ اسپر طرہ یہ ہی کہ مدینہ پر حملہ کرنے کی طیاری کر رہا تھا۔ مدینہ سے عبد اللہ بن انیس اسکے پاس گئے اور "الحرب خدعۃ" پر عمل کرکے کسی طرح اسکا سر تن سے جدا کیا۔ دن کو چھپتے تھے اور رات کو چلتے تھے۔ افتان خیزان انھون نے آنحضرتؐ تک دشمن کا سر پہونچایا۔

اب ہجری سنہ کا چوتھا سال شروع ہوا۔ سال کے شروع ہی مین ایک واقعہ

قصۂ بیر معونہ

ایسا پیش آیا کہ بہت سے انصار شہید ہوئے۔ قبیلہ نجد و بنی عامر سے ابو براء نام ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس مدینہ میں آیا مسلمان تو نہیں ہوا لیکن اسلام کا معتقد معلوم ہوا۔ بظاہر یہ سمجھا گیا کہ وہ تنہا مسلمان ہونا نہیں چاہتا کل خاندان کے ساتھ مومن ہونا دنیاوی مصلحتوں کے اعتبار سے مناسب سمجھتا ہے۔ خود اسکی درخواست پر چالیس یا ستر اصحاب جنمیں اکثر انصار تھے روانہ کیے گئے تاکہ وہ لوگ اسکے وطن میں جاکر اسلام کا وعظ کریں۔ آنحضرتؐ ذرا رُکے۔ لیکن جب ابو براء نے اپنی حمایت کا ذمہ لیا تب پھر کچھ اندیشہ نہیں کیا گیا۔ ابو براء کے بعد یہ لوگ گئے اور بستی کے قریب بیر معونہ پر ٹھہرے۔ حرام بن ملحان سب کے حکم سے ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل کے سامنے ایلچی ہو کر گیا کہ اگر وہ بلائے تو مسلمان شہر میں آئیں۔ یہ ایلچی وہاں مارا گیا۔ عامر نے اہل نجد سے مدد چاہی لیکن انھوں نے ابو براء کا معاہدہ یاد کر کے شرکت سے انکار کیا۔ پھر عامر نے دوسرے قبیلوں سے مدد لیکر بیر معونہ کے پاس مسلمانوں کو گھیر لیا۔ یہ بیچارے مسلمان فن جنگ سے کم واقف تھے انکے پاس زرہیں اور عمدہ ہتھیار بھی نہ تھے۔ قرآن پڑھنا پڑھانا اور مزدوری کر کے پیٹ پالنا انکا کام تھا۔ سب کے سب وہیں مارے گئے۔ انکی جماعت کے دو شخص حارث بن صمہ اور عمرو بن امیہ ضمیری اونٹ چرانے گئے تھے گدھ کو اڑتے دیکھ کر انکو شبہ ہوا ٹیلے پر چڑھے تب اپنے ساتھیوں کو مقتول دیکھا۔ مدینہ میں جاکر خبر پہونچانا یہ جانبازی کے خلاف سمجھے اور بے تکلف حریفوں کا مقابلہ کیا۔ حارث نہایت دلیری کے ساتھ چار شخصوں کو مار کر خود شہید ہوئے اور عمرو کی نسبت مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ گرفتار ہوئے اور پھر عامر نے انکو آزاد کر کے اپنی ماں کی منت پوری

کی جس نے ایک غلام آزاد کرنا کسی وجہ سے اپنے اوپر واجب کرلیا تھا۔ اگر یہ صحیح ہے تو صرف ایک عمر کے ذریعہ سے مفصل حالات مسلمانوں کو معلوم ہوئے اور نہیں تو مدت تک کوئی حال کا کہنے والا بھی پیدا نہ ہوتا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ابو براء کے بیٹے ربیعہ نے عامر کو کسی موقع پر نیزہ مار کر ہلاک کیا۔ اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں ابو براء پر کچھ الزام مسلمانوں کے نزدیک ثابت نہ تھا۔

بنو نضیر سے آنحضرت کا بچنا

ایک مرتبہ تمام اکابر اصحاب کو ساتھ لیکر آنحضرتؐ بنو نضیر (مدینہ کے یہودیوں کے ایک قبیلہ) کے گھر گئے وہاں سمجھوں نے آنحضرتؐ کو پتھر لڑھکا کر شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ کو پتہ لگ گیا۔ آپ اس طرح اٹھے جیسے کوئی حاجت بشری کو اٹھتا ہے اور پھر مکان سے باہر نکل کر مدینہ کی راہ لی۔ تھوڑی دیر کے بعد تمام اصحاب واپس آئے لیکن حیرت کے ساتھ۔ یہاں آنے پر اصلی حالات معلوم ہوئے۔ آنحضرتؐ نے قبیلہ بنو نضیر کی سزا جلاوطنی کی۔ اور انکو حکم دیا کہ تم لوگ اپنا تمام مال و متاع لیکر یہاں سے نکل جاؤ۔ وہ لوگ اسپر راضی ہوئے لیکن پھر لوگوں کے بہکانے سے منحرف ہوگئے۔ پیغمبرؐ خدا نے چڑھائی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی طیاری دیکھ کر وہ قلعوں میں بند ہو گئے۔ پندرہ روز تک مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ جب بنو نضیر نے دیکھا کہ کوئی مدد نہیں آتا تو مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ جلاوطنی اب بھی تجویز ہوئی لیکن اسقدر سختی کے ساتھ کہ اب ہتھیار انکے اور زرہیں انکی مسلمانوں کو وقف ہو گئیں۔ صرف مال و متاع سکے جو انکی بار برداری کے جانور اٹھا سکے۔

اس طرح بہت کچھ مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا لیکن چونکہ لڑائی کی نوبت نہیں پہونچی تھی اسلیے فوج والوں کا وہ حق نہ تھا۔ خاص آنحضرتؐ کا یا بیت المال کا سرمایہ

سمجھا گیا۔ آنحضرتؐ کو جو چیزیں ملتی تھیں وہ بھی مسلمانوں ہی کو دیجاتی تھیں یا کچھ ازواج نبی کے نان و نفقہ میں خرچ ہوتی تھیں جب سے مسلمان مکہ سے آئے تھے تمام مہاجر انصار ہی کے گھر میں مہمان تھے ایک ایک مہاجر کو انصار نے لے لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے چاہا کہ یہ مال صرف مہاجرین میں تقسیم ہو اور آج سے مہاجر اپنا گھر الگ بنائیں اور انصار کی گردنوں سے اُنکے بار اُٹھ جائیں۔ اگر فی الواقع پوچھیے تو اس مال غنیمت سے مہاجر اور انصار سب کو نفع پہونچا انصار نے نہایت مسرت سے اسے قبول کیا اور کہا کہ ہم تو اس میں راضی ہیں کہ یہ مال مہاجر کو دیا جائے کہ محبت اسلام میں یہ بیچارے خانہ برباد ہوئے اور پھر یہ بدستور ہم لوگوں کے گھروں میں رہیں۔ غرضکہ وہ مال اکثر مہاجرین میں تقسیم ہوا اور بعض مفلس انصار کو بھی دیا گیا۔

اسی ۴ھ ہجری میں آنحضرتؐ کے نواسہ عبداللہ بن عثمان نے چھ سال کی عمر میں وفات کی۔ مرغ نے آنکھ میں پنجہ یا چونچ ماری جسکے صدمہ سے وہ جانبر نہ ہوسکے زینب بنت خزیمہ نے انتقال کیا۔ عبدالسلام مخزومی کے مرنے پر اُنکی زوجہ ام سلمہ آنحضرتؐ کی زوجیت میں آئیں۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی ماں فاطمہ بنت اسد بھی اسی سال فوت ہوئیں۔ حسینؑ بن علیؓ کی پیدائش اسی سنہ میں ہوئی۔

غزوہ بدر۲ اسی سنہ میں غزوہ بدر صغریٰ بھی واقع ہوا۔ اسکی کیفیت یہ ہے کہ جنگ احد سے پھرتے وقت ابوسفیان کہتا گیا تھا کہ اب سال آیندہ ہم لوگ پھر آئینگے۔ مسلمانوں کو اسکا خیال رہا۔ جب وقت قریب آیا تو مسلمانوں نے جنگ کی طیاری کی۔ اس سال مکہ میں قحط پڑا تھا کفار مکہ جنگ کے لیے آنا پسند کرتے تھے اور وہاں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ مسلمانوں کے سامنے خفت ہو۔ ابوسفیان نے ایک شخص اسلیے بھیجا کہ وہ

اجنبی بنکر کفار قریش کے سامان جنگ سے مسلمانون کو ڈرا دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
اسی شخص کے آنے سے مسلمانون کی رائین پلٹ چلین۔ اُسنے کچھ اس شد و مد سے
کفار قریش کی طیاریون کا تذکرہ کیا کہ مسلمانون کے خیال بدل گئے عمرؓ ابن الخطاب
نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ رسول برحق ہین تو پھر آپ کے ساتھ ہو کر لڑنا کسی طرح برا
نہین ہو سکتا۔ مین تو ہرگز گھر بیٹھ رہنے کا مشورہ نہ دونگا" اسپر آنحضرتؐ نے فرمایا "اگر
کوئی نہ جائیگا تو مین تنہا میدان جنگ مین چلونگا" یہ فرمانا تھا کہ دفعۃً مسلمانون کو جوش
آیا اور طیاریان ہونے لگین۔ وہ شخص مایوس ہو کر قریش کے پاس آیا۔ قریش کی
ہمتین بالکل چھوٹ گئین۔ کسی طرح وہ لوگ مکہ کے باہر بھی نکلے تو مجنہ تک پہونچتے
پہونچتے انکا رہا سہا منصوبہ بھی جاتا رہا اور یہ سمجھ کر پھر گئے کہ آئندہ دیکھا جائیگا۔ ادہر یہان
مسلمان ڈیڑھ ہزار کی جمعیت سے بدر تک آئے بدر مین لوگون کے جمع ہونے کا
موسم تھا۔ بازار یا میلہ کا دن تھا۔ وہان پہنچنے کے لیے مسلمان تجارت کا مال بھی لیتے
آئے تھے۔ کسی قسم کی جنگ تو نہین ہوئی اور نہ مال غنیمت حاصل ہوا لیکن
تجارت مین نفع اتنا ہوا کہ محنت وصول ہو گئی۔

رجم زنا　آپ آنحضرتؐ کی حالت ایک سردار قوم کی سی بے تکلف تھی اور احکام شاہی جاری
کرنے کے آپ مجاز تھے۔ زنا کی حالت مین سنگسار کرنا حضرت موسیٰ کے وقت سے
محکوم تھا۔ توریت مین حکم تھا لیکن عملدرآمد نہین تھا۔ اس سال ایک مالدار یہود کے
لڑکے نے کسی عورت سے زنا کیا۔ یہودیون نے چاہا کہ دونون صرف رسوا کر کے
چھوڑ دیے جائین ہلاکت کی سزا نہ دی جائے اور آنحضرتؐ سے بیان کیا کہ توریت
مین ایسا ہی محکوم ہی۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ توریت مین ضرور رجم کی سزا ہوگی۔ یہودیون

۱۰

نے ہیر پھیر کر کے اپنا مطلب توریت سے نکالنا چاہا۔ لیکن عبداللہ ابن سلام کی موجودگی میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ توریت نے بھی رجم ہی کا فتویٰ دیا اور وہ دونوں سنگسار کیے گئے۔ پھر آنحضرتؐ نے زید بن ثابتؓ متعنات کیا کہ وہ لوگوں کو توریت پڑھائیں تاکہ یہود اسمیں تحریف نہ کر سکیں۔

تعلیم زید بن ثابت

شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال میں نازل ہوا اور بعضوں کے نزدیک ۶ھ یا ۸ھ میں ایسا ہوا۔ ابتداے اسلام میں لوگ برملا شراب پیتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کبھی نہیں پی۔ شراب سے جو مضرتیں پیدا ہوتی ہیں اُنپر اصحاب اکثر غور کرتے تھے اور پیغمبرؐ خدا سے شراب کے متعلق سوالات کرتے تھے۔ آیۃ اُتری "یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس واثمہما اکبر من نفعہما" اس سے وہ شراب کو کچھ کچھ بُرا سمجھے عمرؓ بن الخطاب نے کہا "اللہم بین لنا بیاناً شافیا فی الخمر" ایک مرتبہ شراب پی کر مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ نشہ میں امام کے مُنھ سے کچھ کا کچھ نکلا۔ اسپر آیۃ "یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون ولا جنبا" نازل ہوئی۔ عمرؓ بن الخطاب کو شکایت تھی کہ اسکی ممانعت کا قطعی حکم کیوں نہیں آتا۔ آپ نے پھر فرمایا "اللہم بین لنا بیاناً شافیاً فی الخمر" لیکن اب اکثروں کے یہ خیال ہو چلے تھے کہ جب یہ نماز میں حلال نہیں تو پھر کسی حال میں اچھی نہیں۔ ایک مرتبہ اصحاب رسولؐ کسی موقع پر شراب پی کر آپس میں لڑے۔ سعد بن وقاص کا سر ٹوٹا۔ آنحضرتؐ کے پاس فریاد آئی۔ عمرؓ بن الخطاب نے ہاتھ اُٹھا کر کہا "اللہم بین لنا بیاناً شافیاً فی الخمر" خدایا شراب کے بارے میں کوئی حکم شافی بھیج۔ اسپر آیۃ "یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر

یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فہل انتم منتہون" نازل ہوئی۔ پیغمبر خدا نے تمام مدینہ میں
پکروا دیا کہ شراب حرام ہوئی کوئی نہ پیے۔ وہان مسلمانون مین قاعدے کی پابندی ایسی
تھی کہ آج کل کی انگریزی فوج میں بھی ایسی نہ ہوگی۔ حکم سنتے ہی لوگون نے شراب
کے خم لنڈھا دیے۔ مدینہ کے گلی کوچون مین پانی کی جگہ شراب ہی شراب نظر آنے لگی
اُس روز سے آج تک شرابخواری بہت بڑی معصیت مسلمانون کے نزدیک ہی
مسکرات سے علیحدگی عموماً شعار اسلام سمجھا جاتا ہے۔

غزوہ بنی المصطلق یا مریسیع

۵ھ مین آنحضرتؐ کو خبر پہونچی کہ بنو المصطلق کا سردار حارث ابن ضرار مسلمانون
پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ تصدیق خبر کے بعد آنحضرتؐ نے خود پیشدستی کی۔ یہود کی
طرف سے دس آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے ادھر صرف ایک مسلمان
شہید ہوا۔ لڑائی مین یہودیون کے پاؤن اُٹھ گئے۔ مال غنیمت کے ساتھ مسلمان واپس
آئے۔ اس غزوہ کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہین کیونکہ قبیلہ بنو المصطلق کی آبادی چشمہ مریسیع کے

جویریہ و زینب بنت جحش زوجۂ رسولؐ

کنارہ تھی۔ حارث کی بیٹی جویریہ مسلمان ہو کر آنحضرتؐ کی زوجیت مین داخل ہوئی۔ اور
اسی سال مین زینب بنت جحش سے بھی آنحضرتؐ نے نکاح کیا۔

اسی غزوہ بنو المصطلق سے پھرتے ہوئے راہ مین مہاجر اور انصار سے کچھ بے لطفی

عبد اللہ بن ابی منافق

ہوگئی عبد اللہ بن ابی نے فساد بڑھانا چاہا اور کہا کہ ایسے چل کر مہاجرون کو ہم مدینہ میں
رہنے نہ دین گے اور آنحضرتؐ کی شان مین بھی کچھ ذومعنی الفاظ استعمال کیے۔ عبد اللہ بن
ابی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ مدینہ والون کا سردار ہونے والا تھا۔ اگر آنحضرتؐ نہ آتے تو قوم
اسی کو حاکم بناتی وہ مصلحت وقت پر نظر ڈال کر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل سے آنحضرتؐ
کا بدخواہ اور حاسد تھا اور اسی سے اسکو منافق کہتے تھے اسکے علاوہ اور بھی چند

منافق تھے - یہ لوگ جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے لیکن دل سے جنگ نہین کرتے تھے بہ نیت ثواب نہین جاتے تھے بلکہ محض غنیمت کی طمع سے شریک ہوتے تھے یہ وہی ابن ابی ہی جو جنگ احد سے واپس گیا تھا - اسی نے بنونضیر کو بھی بہکایا تھا کہ وہ جلاوطنی کے حکم پر راضی ہوکر پھر منحرف ہوگئے - یہ مسلمانون کا مار آستین تھا عبداللہ بن ابی کی گفتگو آنحضرتؐ کے گوش مبارک تک پہونچائی گئی یہان تو تحمل کی انتہا نہ تھی لیکن عمرؓ بن الخطاب سے رہا نہ گیا آپ نے فرمایا کہ حکم ہو تو اس منافق کی گردن ماری جائے - آنحضرتؐ نے کہا کہ لوگ کہین گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیون کو بھی مارتے ہین اسلیے ایسا کرنا مناسب نہین ہی -

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی

عبداللہ بن ابی کا ایک بیٹا تھا اور اسکا نام بھی عبداللہ تھا - یہ بڑا سچا مومن تھا اسکو خبر لگی تو یہ دوڑ کر آیا اور آنحضرتؐ سے کہنے لگا اگر میرا باپ گردن زدنی ہی تو یہ کام میرے تعلق کیجیے - مین ابھی اُسکا سر حاضر کرتا ہون - ایسا نہ ہو کہ آپ کسی دوسرے کو حکم دین نفس پہ کسی کو قدرت نہین - کہین میرے نفس کو یہ بُرا لگے اور مین جہنمی ٹھہرون - آنحضرتؐ نے کہا مین اُسکی ہلاکت نہین چاہتا - جب لوگ مدینہ کے قریب پہونچے تو عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی کو مدینہ مین داخل ہونے سے روک دیا اور کہا تم مدینہ مین داخل ہونے کے قابل نہین ہو - آنحضرتؐ کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے کہا جانے دو اور تب بیٹے نے باپ کو چھوڑا - ایسی ہی بہت سی مثالین ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب رسولؐ مان باپ سے کہین زیادہ رسولؐ کو پیار کرتے تھے اور جب ہی تو عرب ایسے سخت مُلک مین آنحضرتؐ کو رسالت مین کامیابی ہوئی -

قصہ افک

اسی سفر سے پھرتے ہوئے ایک واقعہ یہ ہوا کہ آپ کی زوجہ حضرت عائشہؓ سفر مین ساتھ تھین۔ راستہ مین ہیکل گر گئی اسکی تلاش مین آپ کو دیر ہوگئی اور راونٹ والے نے کچھ خیال نہ کیا قافلہ چل کھڑا ہوا۔ قافلہ کے پیچھے ایک شخص چیزون کی دیکھ بھال کے لیے رہتا تھا۔ آپ کو اُسنے دیکھا اور ساتھ لایا۔ یہ منافق اور آستین کے [illegible] جو کہتے تھے حضرت عائشہؓ کے پیچھے رہ جانے کو بدنیتی پر محمول کیا۔ بات تو مُنھ سے نکلتے ہی بڑھ جاتی ہے تمام لشکر مین شہرہ ہو گیا۔ آنحضرتؐ کو بھی اسکا خیال ہوا لیکن چند دنون کے بعد اسکی پوری تکذیب ہوئی۔ آنحضرتؐ کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ اُنس تھا اسلیے اس غلط خبر کے مشہور کرنے والون سے آنحضرتؐ کو رنج بھی بہت ہوا۔ اس قصہ کو قصہ افک کہتے ہین سورۂ نور کے گیارہوین رکوع کے شروع مین ہے "اِن الذین جاوا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ہو خیر لکم" یہ آیۃ اکثر مورخین اور مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ کی برأت کی نسبت نازل ہوئی۔

غزوہ خندق و احزاب

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ غزوہ خندق اسی ۵ھ مین واقع ہوا۔ اس غزوہ کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین۔ بنو نضیر مدینہ سے جلا وطن ہو کر اطراف عالم مین منتشر ہو گئے۔ حی بن اخطب جو مع اپنے ساتھیون کے خیبر مین جا کر مقیم ہوا تھا چند یہودیون کو ساتھ لیکر مکہ پہونچا۔ وہ لوگ آنحضرتؐ سے تو لڑنے والے تھے ہی ان یہودیون کی مدد نے انکو اور اُبھارا۔ سرداران قریش نے غلاف کعبہ کے اندر گھس کر تصمیم ارادت کی نسبت قسمین کھائین اور بہت ہی مستعدی اور تیزی سے یہ لوگ باہر نکلے چار ہزار

فوج کفار

آدمی تو قریش کے تھے اور چھ ہزار یہود اور اطراف مکہ کے لوگ جملہ دس ہزار کی جمعیت سے مسلمانون پر چڑھائی کی گئی۔ مدینہ کے قریب پہونچکر حی بن اخطب نے قبیلہ

بنو قریظہ کے سردار کعب ابن اسید کو بھی گانٹھا۔ اور اس طرح بنو قریظہ بھی قریش کے ساتھ مل گئے۔

فتح اسلام

سلیمان فارسی کی رائے سے مسلمانون نے اپنے لیے ایک چھوٹی سی گڑھی تیار کی۔ مدینہ کے قریب ایک پہاڑی سلع نام ہے۔ اسی کے نیچے مسلمان ٹھہرے اور ساٹھ پانچ گز چوڑی اور اسی قدر گہری خندق کھود لی۔ ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف خندق بیچ مین بیضاوی شکل یا کمان کی صورت مین ایک محفوظ جگہ بنائی گئی جسمین آنحضرتؐ کے لیے سرخ چمڑے کا خیمہ نصب کیا گیا اور شاید مسلمانون کے لیے بھی کچھ تھوڑا بہت سامان ہوا اور پھر کل مسلمان اسمین پناہ گزین ہوئے۔ خندق کھودنے مین خود آنحضرتؐ شریک تھے۔ خندق کھودنے کی محنت سب کو کی تکلیف۔ دشمنون کا مقابلہ اور اوپر سے سردی چلے کی پڑتی تھی دامن کوہ مین رہنا۔ رات کو سرد ہوا برچھی کی طرح لگتی تھی اور مسلمان بیچارے دن کی دھوپ اور رات کی شبنم مین اپنے جسم کی کھال گویا مدبوغ کرتے تھے۔ ۲۴ یا ۲۷ روز تک مسلمان اسی حالت سے محصور رہے۔ ہان ایک مصیبت اور تھی رات کو جاگنا پڑتا تھا کہ کفار رات کو دھاوا نہ کرین اور دن کو بھی تیر اور تیر لیے مسلمان مستعد رہتے تھے۔ کفار نے یورش کی نہین کہ ادھر تیر دن سے خبر لی گئی۔

منافقون کی مبلی

بعض منافقین مسلمانون کو بہکاتے تھے کہ مدینہ پھر چلو۔ اپنی جانین کیون دیتے ہو۔ وقت کھودنے خندق کے آنحضرتؐ نے ایک بڑے پتھر پر کئی ضربین لگائین پتھر پر لوہے کی رگڑ سے کبھی کبھی آگ نکل پڑتی ہے۔ تین چار مرتبہ کسی قدر غیر معمولی روشنی ہوئی۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ اس روشنی مین مجھے یمن اور شام اور فارس کے

محل دکھائی دیتے ہین ۔ مسلمانون کے قبضہ مین یہ ملک عنقریب آیا چاہتے ہین جب کفار کا محاصرہ عرصہ تک قایم رہا تو معتصب بن قشیر کے منہ سے نکلا کہ کہان تو محمدؐ یمن اور شام اور فارس کی حکومت مسلمانون کو عطا کرتے تھے اور اب ہم دیکھتے ہین کہ مدینہ مین بھی چین سے رہنا دشوار ہے ۔

فتوح بلاد کی پیشینگوئی

کفار کے لشکر مین لوگ اتنے تھے کہ کسی طرح اُنسے مقابلہ کرنا مناسب تھا آنحضرتؐ نے چاہا کہ اُنکے حمایتی ہٹ جائین تو پھر اچھی طرح سے جنگ ہو قوم غطفان اور فزارہ کے بہت سے لوگ قریش کے ساتھ آئے تھے ۔ آنحضرتؐ نے اُنکے پاس کہلا بھیجا کہ اگر وہ قریش سے الگ ہوجائین تو مدینہ مین ایک سال کے اندر جتنا میوہ پیدا ہوگا اُسکا ایک ثلث اُنکو دیا جائیگا ۔ وہ لوگ نصف مانگتے تھے ۔ انصار نے کہا کہ "ہمارے میوون پر انکو کبھی جرأت نہوئی ۔ مسلمان ہونے پر ہم اور دلیر ہوئے نہ کہ کمزور کہ انسے یون مصالحت کرین ۔ ہم کسی طرح لڑائی مین دبنے والے نہین ہین" آنحضرتؐ کو انصار کی بات پسند آئی اور وہ بات گئی گزری ہوئی ۔

خندق درمیان مین تھی اسلیے کفار کو یہ قدرت نہوئی کہ ایک دم سے حملہ کرکے مسلمانون کو کچل ڈالین ۔ لیکن پھر بھی کوئی روز لڑائی سے خالی نہین جاتا تھا ۔ کفار خندق سے گزر کر آنے کا ارادہ کرتے تھے ۔ جہان وہ خندق کو دبنے کی طرف معروف ہوئے ۔ مسلمانون نے پتھر مارنے شروع کیے ایک روز عمر بن عبد ود اور نوفل بن عبد اللہ وغیرہ چند نامی لڑنے والے خندق سے گھوڑے کود اکر اس پار آ گئے اور مبارز طلب کیے ۔ اُدھر لڑائی کی کیفیت دیکھنے کو ابوسفیان بھی بہت سے کفار کے ساتھ پرا جمائے کھڑا تھا ۔ عمر بن عبد ود بڑا ہی شجاع تھا ہزار آدمی کے

عمر بن عبدود

ساتھ تنہا لڑنے کی جرأت رکھتا تھا۔ مسلمانون مین سے کسی نے اسکے مقابلہ کی ہمت نہ کی۔ ہمت سے یہ مطلب نہ تھا کہ مرنے سے مسلمان ڈرتے تھے بلکہ لڑائی کے وقت مرنے کے لیے مقابلہ وہی اچھا ہوتا ہی جسمین کامیابی کی بھی امید ہو۔ آنحضرت نے تین مرتبہ اپنے اصحاب سے پوچھا اور تینون مرتبہ علی ابن ابی طالب ہی بولے۔ آنحضرتؐ نے اپنی تلوار علی کی کمر مین باندھی اپنی زرہ انکو پہنائی۔ اور عمامہ اپنا سر پر رکھکر کہا "خدایا ابوعبیدہ بدر مین مجھ سے جدا ہوئے اور حمزہ احد مین مارے گئے صرف ایک علی رہگئے ہین ایسا نہ ہو آج مین انسے بھی ہاتھ دھو بیٹھون" علی میدان کارزار مین آگئے۔ عمر بن عبدود سے مقابلہ ہوا۔ عمر کی تلوار علیؓ کی سپر کاٹتی ہوئی سر تک پہونچی کوئی ایسا زخم نہ آیا لیکن جب سنبھل کر حضرت علیؓ نے ہاتھ مارا تو عمر کا سر کئی قدم کے فاصلہ پر جا پڑا۔ مسلمانون کو اس لڑائی کی بڑی فکر تھی۔ ہر ایک دست بدعا تھا۔ گرد مین ہاتھون کی صفائی تو نظر نہ آئی لیکن حضرت علیؓ کی تکبیر سنکر مسلمانون نے کہا "وہ مارا" بھاگتے ہوئے نوفل کا گھوڑا خندق نہ پھاند سکا وہ خندق مین گر کے مرا۔ عمر اور نوفل کی نعش کفار نے خریدنا چاہی۔ مسلمانون نے یون ہی واپس کردی اسی طرح کئی مرتبہ مقابلہ ہوا اور مسلمانون ہی کا بول بالا قایم رہا لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسلمانون کو کفار کا محاصرہ سخت ناگوار تھا۔ یہ خبر اڑی کہ کفار مدینہ پر حملہ کرینگے تو کچھ لوگ خندق سے نکل کر مدینہ کی حفاظت کو بھی گئے۔ مسلمانون کی عورتین مدینہ کے قلعون مین پناہ گیر تھین۔ خندق کی لڑائی مسلمانون کے لیے سخت مصیبت تھی۔

غطفان کا ایک شخص نعیم بن مسعود نام آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ

کفار کی واپسی

مین مسلمان ہوکر آیا ہون اور چاہتا ہون کہ کفار کو کسی حیلہ سے ہزیمت ہو آنحضرتؐ
کی اجازت سے وہ بنی قریظہ کے پاس گیا اور دوست بنکر (کیونکہ اسکا مسلمان ہونا
مشہور نہین ہوا تھا) کہنے لگا" ہم تم یہود ہین اور کفار قریش بُت پرست ہین ہمکو
اُنسے کچھ ہمدردی ہی تو صرف محمدؐ کی عداوت کی وجہ سے ہی۔ لیکن ایسا نہو کہ قریش
کل کو چلے جائین اور اصحاب محمدؐ تم لوگون سے بدلا لین۔ بہتر ہو کہ تم کچھ سردار قریش کے
بطور ضمانت کے طلب کرو۔ تاکہ کفار تمھاری حمایت سے کبھی دست بردار نہ ہون"
اور پھر قریش سے جاکر یون کہا کہ" بنو قریظہ محمدؐ سے مل گئے ہین اور تمھارے سردارون
کو گرفتار کرکے محمدؐ کے پاس بھیجنا چاہتے ہین" ابوسفیان نے بنو قریظہ کے پاس
امتحاناً کہلا بھیجا کہ ہم لوگ کل شنبہ کو مسلمانون پر دھاوا کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ تم بھی
طیار رہو۔ ادھر سے جواب گیا کہ شنبہ کو ہم لوگ تو کوئی کام نہین کرتے ہان اسکے بعد
ہم ضرور شریک ہین لیکن اس شرط سے کہ تم چند سرداران کو ہمارے پاس ضمانت کے
طور پر بھیجدو کہ وہ ہماری حراست مین رہین تاکہ تم ہماری حمایت سے کبھی دست کش نہو
سکو۔ ابوسفیان کو نعیم کا کہنا صحیح معلوم ہوا اور ساتھیون کے پھوٹ جانے سے
بہت بددل ہوا۔ اتفاقاً اسی رات کو آندھی آئی اور وہ بھی پہاڑ کی طرف سے نہایت ہی
سرد۔ قریش تکلیف نہ برداشت کرسکے۔ خیمے اُکھڑ گئے چیزین پراگندہ ہوگئین محاصرہ
کرتے کرتے کفار کا جی بھی اُکتا گیا تھا اب بنو قریظہ کی بدگمانی نے انکا دل اور چھوٹا
کردیا۔ سبھون نے واپسی کا ارادہ کرلیا اور کچھ رات رہے سے دشمن کی فوج
مکہ کی طرف روانہ ہونے لگی۔ مسلمان یہ خبر سنکر مسرور ہوئے اور ایک طور پر خود کو فتحیاب
سمجھے اور پھر اسکے بعد خوشی خوشی مدینہ مین واپس آئے۔

لیکن ابھی اچھی طرح ہتھیار کھولنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ آنحضرتؐ بنو قریظہ سے بدعہدی کا معاوضہ لینا ضروری سمجھے۔ حکم ہوتے ہی پھر مسلمان گھر سے نکل پڑے اور دوسری نماز کے وقت سب کے سب قبیلہ بنو قریظہ میں تھے حی ابن اخطب ہی کے ورغلانے سے بنو قریظہ کی نیت بگڑی تھی ورنہ وہ لوگ آنحضرتؐ سے بدعہدی کرنے اور کفار کے شریک حال ہونے پر ابتدا میں راضی نہ تھے اسلیے حی ابن اخطب بھی بنو قریظہ کا شریک حال ہوا اور اُنکے ساتھ وہ بھی قلعہ میں پناہ گیر ہوا۔　　بنو قریظہ پر حملہ

پندرہ یا کچھ زیادہ دنوں تک محاصرہ ہونے کے بعد بنو قریظہ نے اپنے کو مسلمانوں کے سپرد کردیا۔ بنو نظیر کے ساتھ رعایت کرنے کا پھل مسلمان چکھ چکے تھے اسلیے تمام مرد بنو قریظہ کے جنکی تعداد چار سو سے نو سو تک بیان کی جاتی ہی قتل کیے گئے اور عورتیں سبایا بنائی گئیں۔ مال غنیمت بھی بہت کچھ مسلمانوں کے ہاتھ آیا بنو قریظہ کے مکانات مہاجرین کو رہنے کے لیے دیے گئے اور انصار نے بخوشی اسکو پسند کیا۔　　بنو قریظہ کا قتل

اس واقعہ کے متعلق ایک دلچسپ حکایت حضرت عائشہؓ سے منقول ہی کہ جسوقت بنو قریظہ کے مردوں کی گردنیں ماری جاتی تھیں ایک عورت اُسی قبیلہ کی جو قید ہوکر آئی تھی حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھی اور اُسکے چہرے پر کسی قسم کا رنج نہ تھا۔ دفعتاً کسی نے اُسے پکارا اور وہ مسکراتی ہوئی چلی دی۔ عائشہؓ نے پوچھا تم کہاں جاتی ہو؟ اُسنے کہا "مجھے گردن مارنے کے لیے بلاتے ہیں"۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ "عورتیں کبھی ماری نہیں جاتیں"۔ اُسنے کہا کہ "میں نے پہلے سے اپنے مارے جانے کا انتظام کر رکھا ہی"۔ حضرت عائشہؓ کے اصرار پر اُسنے کہا کہ میں اپنے شوہر سے بہت

مانوس تھی - حالت محاصرہ مین میرے شوہر نے کہا کہ "اب جدائی کا زمانہ قریب ہی ہے دشمن کے ہاتھ سے قتل ہونگا اور تو دشمنون کے تصرف مین آئیگی" یہ سنکر مین نے ایک پتھر لڑھکا یا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا اور کہا "اب تو جدائی نہ ہوگی تیرے ساتھ میری بھی گردن ماری جائیگی" آج اُسی خون کے قصاص مین میرے قتل کا فتویٰ دیا گیا ہی -

غزوہ دومۃ الجندل

اسی ۵ھ کے اخیر مین آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ دومۃ الجندل مین کچھ لوگ جمع ہوکر قطاع الطریقی کرتے ہین - راہ چلنے والون کو سخت مصیبت کا سامنا ہی - ہزار آدمی کی جماعت سے آنحضرتؐ روانہ ہوئے وہ لوگ تو بھاگ گئے لیکن اُنکے مواشی مسلمانون کے ہاتھ آئے اور مال غنیمت سمجھے گئے - دومۃ الجندل ایک قلعہ ہی جو مدینہ اور دمشق کے بیچ مین واقع ہی -

حج فرض ہوا

اب چھٹا سال ہجری شروع ہوا - بعضون نے لکھا ہی اسی سنہ مین حج فرض ہوا لیکن صحیح یہ ہی کہ نوین سال مین فرض ہوا - نوین سال مسلمانون کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ حج کو جانا اور دسوین سال آنحضرتؐ کے ساتھ حج کعبہ کو جانا آگے مذکور ہوگا -

غزوہ ذات الرقاع

آنحضرتؐ کو خبر پہونچی کہ جماعت انمار اور ثعلبہ نے لشکر جمع کرکے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہی - آپ نے خود سبقت کی - دشمنون نے مسلمانون کی مستعدی دیکھکر فرار اختیار کیا - مسلمانون کے پاؤن اس سفر مین زخمی ہوگئے تھے - زخمون پر چیتھڑا لپیٹنے سے یا جھنڈون مین پیوند لگانے سے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہتے ہین یہ واقعہ ابتدا ے ۶ھ کا ہی - اسی سفر مین آنحضرتؐ نے جابرؓ کا اونٹ خریدا اور پھر جابر کی تنگدستی پر نظر ڈالکر اونٹ کی قیمت دیدی اور اونٹ نہین لیا -

حجاز کے کنارے ایک مقام رجیع نام ہے وہاں سے کچھ لوگ مدینہ مین آکر بظاہر مسلمان ہوئے اور چھ مسلمان ارکان دین سکھانے کو انکے ساتھ گئے۔ وہ گھر پہونچکر انسے لڑے اور اکثرون کو مار ڈالا۔ قصاص خون کے لیے آنحضرت صلعم نے بنولحیان پر چڑھائی کی۔ لیکن انکے بھاگ جانے سے لڑائی کی نوبت نہین آئی اور اسی سلسلہ مین محمد بن سلمہ کو آنحضرت صلعم نے قضایا کی طرف بکر بن کلاب کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ تھوڑے سے مقابلہ کے بعد دشمن بھاگ نکلے اور مسلمان کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

غزوہ بنولحیان

سریہ قضایا محمد بن سلمہ

آنحضرت صلعم کے اونٹ مدینہ کے قریب چرتے تھے۔ عبدالرحمن بن عنیہ نے اونٹون پر چھاپا مارا سلمہ ابن عمر بن رکوع نے لٹیرون کا تعاقب کیا۔ جنگل مین سے وہ لوگ اونٹ لے چلے اور سلمہ نے درختون کی آڑ سے تیر مارنا شروع کیا۔ سلمہ بطرح انکے پیچھے پڑا۔ انھون نے اونٹ چھوڑ دیے لیکن سلمہ نے انکو نہین چھوڑا۔ اپنے اپنے زورہ اور ہتھیار انھون نے پھینک دیے کہ انھین لیکر سلمہ پھر جائیگا لیکن سلمہ نہین ہٹا اور دشمن بہت تنگ ہوئے اسکے بعد فریقین کی طرف سے مدد پہونچ گئی اور دشمنون کو بھاگنے کا راستہ بھی صاف مل گیا۔ دور تک مسلمانون نے دشمنون کا تعاقب کیا۔ اور جب پھر کر آئے تو مین چشمہ ذی قردہ کے پاس دیکھا کہ آنحضرت صلعم مع اپنے صحابیون کے مسلمانون کو قاصد لیے تشریف رکھتے تھے مسلمانون نے پھر تعاقب کرنا چاہا مگر آنحضرت صلعم نے رہنے نہ دی اور وہین سے واپس آگئے۔

غزوہ ذی قردح

اسکے بعد عکاشہ بن محصن محمد بن سلمہ۔ ابوعبیدہ بن جراح اور زید بن حارثہ کو تھوڑی تھوڑی فوج کے ساتھ آنحضرت صلعم نے ادھر ادھر مدینہ کے قرب وجوار مین روانہ کیا لیکن کوئی دلچسپ واقعہ ظہور مین نہ آیا۔

سریۂ عیص　آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ قریش کچھ مال لیکر شام کی طرف جاتے ہین - زید بن حارثہ کو آنحضرتؐ نے اس مہم کے لیے تعنات کیا - بمقام عیص قریش کا کاروان ملا - مال مسلمانون نے لوٹ لیا اور اہل کاروان کو گرفتار کرلیا - اسیرون مین آنحضرتؐ کے داماد ابوالعاص بھی تھے انکی بیوی زینب نے انکو اپنی جوار مین لیا آنحضرتؐ نے منظور کیا اور مال انکا واپس کردیا گیا -

آنحضرتؐ نے اسی سنہ ۶ھ مین عبدالرحمٰن ابن عوف کو دعوت اسلام کے لیے دومۃ الجندل مین بھیجا - انکا پیشوا اصبغ بن عمر کلبی عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوا اور چند دیگر اشخاص نے (جو ایمان نہین لائے) جزیہ دینا قبول کیا - تماضر بنت اصبغ سے عبدالرحمٰن نے عقد کیا - ابوسلمہ نامی فقیہ جو اکابر تابعین سے شمار کیے جاتے ہین انھین کے بطن سے پیدا ہوئے -

سریۂ علی ابن ابی طالب　اسی سنہ ۶ھ مین آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ بنو بکر بن سعد خیبر کے یہودیون کے ساتھ سازش کرکے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہین - حضرت علیؓ ابن ابی طالب باغیون کی سرکوبی کو روانہ کیے گئے بمقام فدک دشمنون سے مقابلہ ہوا - دشمنون کو ہزیمت ہوئی اور مسلمان مال غنیمت کے ساتھ کامیاب واپس آئے -

سریۂ زید بن حارثہ　اسی سال ایک مرتبہ زید بن حارثہ شام کا ... آیا - انکے ساتھ بہت کچھ مال تجارت کا تھا وادی قری مین اس سفر مین زخمی ہوئے لوگون نے حملہ کرکے مال اور اسباب انکے چھین لیے اور کچھ ساتھی انکے شہید بھی ہوئے - یہ ہزیمت پاکر مدینہ مین آئے اور یہان سے کافی مدد لیکر دشمنون کے مقابلہ کو گئے فتحیاب واپس آئے اور دشمنون کی عورتین گرفتار کرتے لائے -

قصۂ عرنیہ

عرنیہ کے چند بدمعاش مدینہ مین آکر مسلمان ہوگئے۔ آب ہوا مدینہ کی موافق نہ آئی۔ اسلیے آنحضرتؐ نے قبا کے پہاڑون پر جہان اونٹون کی چراگاہ تھی انکو بھیجدیا وہان دودھ پی کر جب یہ تندرست ہوگئے تو نیت ڈانوان ڈول ہوئی آنحضرتؐ کے غلام یسار کو ہلاک کرکے اونٹون کو بھگا لیچلے۔ مدینہ مین خبر آئی تو مسلمان دوڑ پڑے اور راہ ہی مین ان چورون کو گرفتار کرلیا۔ یسار کو ان لوگون نے برے طور پر ہلاک کیا تھا۔ ہاتھ پیر کاٹ کر آنکھون مین کانٹے چبھو دیے تھے اور پھر مصلوب کیا تھا۔ ایسا ہی برتاؤ اُنکے ساتھ بھی کیا گیا۔ مدینہ کے قریب عرنیہ نام ایک میدان ہو وہین ایک باغ مین یہ چور رہتے تھے اسلیے اس واقعہ کو قصہ عرنیہ کہتے ہین۔

غزوہ حدیبیہ

آنحضرتؐ نے خواب مین اپنے کو مع اصحاب کے حج کرتے ہوئے دیکھا صبح کو حج کا ارادہ کیا۔ کچھ تو زیارت کعبہ کا شوق اور کچھ وطن مین جانے کی خوشی اکثر مہاجر اور اُنکے ساتھ انصار بھی سامان سفر مین مشغول ہوئے۔ کوئی پندرہ سولہ سو مسلمان آنحضرتؐ کے ساتھ چلے اور ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ ہوئے یہ خبر قریش کو پہونچی اور انھون نے مزاحمت کا ارادہ کیا۔ آنحضرتؐ کو بھی قریش کا ارادہ معلوم ہوا۔ مکہ کے قریب ایک منزل پر چاہ حدیبیہ کے پاس مسلمان ٹھہر گئے اور وہین سے ایلچیون کی آمد و رفت شروع ہوئی۔

آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو قاصد لیکن اس خیال سے کہ اُنکے دشمن مکہ مین زیادہ تھے عثمانؓ بن عفان سفیر کیے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے قریش سے جاکر کہا کہ "مسلمان زیارت کعبہ کو آئے ہین کسی سے لڑنا مقصود نہین ہو۔ تم کیون بہر فساد ہو" مکہ والون نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ "تم چاہو تو

زیارت کر لو لیکن اور دن کو ہم آنے نہ دین گے" عثمانؓ نے کہا "مین تنہا زیارت نہین کرنے کا" یہ جواب سُنکر قریش برافروختہ ہوئے اور عثمانؓ کو قید کر لیا۔ عثمانؓ کے واپس آنے مین دیر ہوئی تو مسلمان سمجھے کہ وہ زیارت مین مشغول ہوئے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کہا کہ "بغیر میرے وہ زیارت نہ کرین گے" اور پھر عام طور پر یہ مشہور ہوا کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو ہلاک کیا یہ خبر سنکر آنحضرتؐ کو بہت ملال ہوا اور مسلمانون کو سخت طیش آیا اب حالت ایسی تھی کہ بغیر جنگ کے چارہ نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے کسی قدر زیادہ اہتمام سے اس لڑائی کی طیاری کی۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام اصحاب سے اس مضمون کا معاہدہ اپنے ہاتھ پر لیا کہ وہ لڑائی سے کبھی مُنھ نہ موڑین گے۔ اس معاہدہ کو بیعۃ الرضوان کہتے ہین۔ مکہ مین بعض کفار عاقبت اندیش بھی تھے۔ انھون نے لوگون کو باز رکھنا چاہا کثرت رائے فساد ہی پر قرار پائی تھی۔ لیکن مسلمانون کا اہتمام سنکر کفار گھبرا گئے اور کچھ صلح کی طرف مائل ہوئے۔ (قریش کے ایلچی)

سب کے پہلے عروہ بن مسعود کفار کی طرف سے تفحص حال کے لیے آیا۔ وہ واپس گیا تو اہل مکہ سے کہنے لگا مین نے قیصر۔ کسریٰ اور نجاشی ان تینون کا دربار دیکھا۔ لیکن محمدؐ کے ساتھ جو برتاؤ اُنکے اصحاب کا ہے اُسکی شان ہی اور ہے۔ اسکے بعد حلیس آیا وہ بھی مسلمانون ہی کا طرفدار بنکر کفار کے پاس واپس گیا۔

صلح کی گفتگو کرنے کو سہیل آیا مسلمانون کے سامنے اسنے تین شرطین پیش کین (۱) چونکہ مسلمانون کی لوٹ مار سے قریش تنگ آ گئے تھے اسلیے پہلی شرط یہ پیش کی گئی کہ دس برس کے لیے مصالحت کی جائے اور اس درمیان مین ایک فریق دوسرے فریق کے مال یا جان سے کوئی تعرض نہ کرے (۲) اس سال مسلمان واپس (شرائط صلح)

جائین آیندہ سال حج کرنے آئین (۳) کوئی شخص کفار کا مسلمان ہوکر مدینہ مین جائے تو آنحضرتؐ اُسکے ولی کی درخواست پر اُنکو ولی کے حوالہ کردین۔ لیکن کوئی مسلمان مرتد ہوکر مکہ مین واپس جائے تو قریش واپس نہ کرین۔ خیر پہلی شرط تو معقول تھی لیکن پچھلی دو شرطین مسلمانون کو بہت بُری معلوم ہوئین۔ مگر آنحضرتؐ نے کل شرطین منظور کرلین اور تیسری شرط کی نسبت یہ کہا کہ مرتد ہمارے کس کام کا وہ کفار ہی کے پاس رہے۔ رہے مسلمان وہ سچے دل سے مسلمان ہوکر اگر اہل قریش ہی مین رہین گے تو کیا ہرج ہی۔ اسی اثنا مین سہیل کا بیٹا ابوجندل مکہ سے بھاگا ہوا مسلمانون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ گھر والون نے مجھے مسلمان ہوجانے کی وجہ سے قید کر رکھا تھا کسی طرح چھٹرا کر یہین چلا آیا ہون۔ سہیل نے آنحضرتؐ سے اپنے بیٹے کو طلب کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ تحریر صلحنامہ کے بعد جو واقعات ہون اُنھین سے شرط صلحنامہ متعلق ہونا چاہیے۔ سہیل نے اصرار کیا اور تحریر صلحنامہ روک دی۔ آپ نے ابوجندل کو سہیل کے حوالے کردیا۔ پھر سہیل نے صلحنامہ کو گواہی سے مکمل کیا اور اپنے بیٹے کو مارتا ہوا گھر لے گیا۔ مسلمانون پر یہ واقعہ بہت سخت گزرا۔ اور اس سے بھی زیادہ سخت یہ امر تھا کہ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ یہین سے قربانی کرکے اور بال منڈا کر مدینہ پھر چلو۔ اس پچھلے حکم نے بہت زیادہ بیدلی پھیلائی تین مرتبہ آنحضرتؐ نے ایسا ہی کہا لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آنحضرتؐ اپنی بی بی ام سلمہؓ کے خیمے مین کہ وہ سفر مین ساتھ تھین چلے آئے اور اپنے اصحاب کی نافرمانی کا کچھ تھوڑا سا شکوہ کیا۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ جا کر اونٹ ذبح کیجیے اور بال منڈوا دیجیے لوگ خود پیروی کرین گے۔ غرضکہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرتؐ کی تقلید سب نے کی

حدیبیہ مین قربانی

حضرت عمرؓ صلح کے زیادہ خلاف تھے اور خلاف ہونے سے وہ نادم بھی تھے لیکن مسلمانون کا خلاف ہونا آنحضرتؐ کی دلشکنی کا باعث نہین ہوا۔ آنحضرتؐ اپنے جان نثار ساتھیون کے شوق شہادت پر ضرور خوش ہونگے۔ پھرتے ہوئے راہ مین سورۂ انا فتحنا لک فتحاً مبینا نازل ہوئی۔ فتح مبین سے یا تو سال آیندہ مین مسلمانون کا کامیاب ہونا مقصود ہے یا یہ مقصود ہے کہ صلح حدیبیہ سے بہت زیادہ اسلام کو ترقی ہوئی۔

فتح مبین

اب تمام قریش کے لوگ بے کھٹکے مسلمان ہونے لگے۔ مکہ مین برابر قرآن خوانی ہوتی تھی کفار شرائط صلح کے مطابق مسلمانون سے مزاحم نہین ہو سکتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دو سالون مین مسلمانون کی تعداد دوچند ہو گئی۔ مشہور ہے کہ کچھ عورتین قریش کی مسلمان ہو کر حدیبیہ مین آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئین۔ لیکن آنحضرتؐ نے اُنکو واپس نہین کیا کیونکہ مسلمان عورتون کا کفار کے قبضہ مین دینا خدا کے حکم کے خلاف تھا۔

صلحنامہ کی تیسری شرط جو بظاہر مسلمانون کے لیے بہت ہی سخت تھی خود کفار کے لیے مضر ہوئی۔ اسکی صورت یون پیدا ہوئی کہ ابوبصیر بن اسید مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ یہان اسکے لینے کو دو شخص مکہ سے آئے اور آنحضرتؐ نے صلحنامہ کے مطابق ابوبصیر کو ان دو شخصون کے حوالے کر دیا۔ وہ یہان سے تو اُنکے ساتھ چلا لیکن راہ مین اُسنے دھوکے سے ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کا تعاقب کیا وہ بھاگا ہوا آنحضرتؐ کے پاس آیا اور آنحضرتؐ نے اُسے ابوبصیر کے ہاتھ سے بچا یا۔ ابوبصیر کو یہ کھٹکا ہوا کہ شاید وہ دوسرون کے ساتھ پھر مکہ بھیجدیا جاوے اسلیے ایک روز وہ مدینہ سے چل کھڑا ہوا اور ساحل بحر کے قریب ایک مقام عیص نام مین جا کر رہنے لگا ابوجندل بھی خبر پا کر اُسکے پاس کسی طرح پہنچ گیا۔ پھر تو یہ ہوا کہ جو مکہ سے بھاگتا

ابوبصیر

وہ سیدھا عیص میں چلا جاتا۔ مدینہ کا رخ بھی نہ کرتا کہ آنحضرتؐ کو صلحنامہ کی پابندی حوالگی پر مجبور کرتی۔ آہستہ آہستہ ایک بڑی جماعت مسلمانوں کی وہاں اکٹھا ہوگئی اور انھوں نے قریش کے قافلوں کے ساتھ وہی برتاؤ شروع کیا جو ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں نے اختیار کیا تھا یعنے شام سے آتے جاتے کوئی قافلہ انکی زد سے نہ خالی جاتا۔ کفار قریش نے تنگ آکر آنحضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شرط سوم سے باز آئے آپ اپنے مسلمانوں کو عیص سے طلب کر لیجیے۔ اب یوں گویا ہجرت مدینہ کے چھ برس کے بعد مسلمان ہونا قریش کے قومی قانون کا کوئی جرم باقی نہیں رہا۔

صلح حدیبیہ کے بعد تمام حجاز میں مسلمانوں کی حکومت تو نہیں قایم ہوئی لیکن اتنا ہوگیا کہ اللہ کا نام لینا اور محمدؐ کو اللہ کا رسول کہنا کوئی جرم نہ رہا۔ ہر شخص اطمینان کے ساتھ علانیہ ارکان اسلام ادا کرتا تھا اور دوسروں کو مسلمان ہونے کی ترغیب دیتا تھا جب حجاز میں ایک گونہ اسلام نے جڑ پکڑی تو آنحضرتؐ کو دوسرے ملکوں میں دعوت اسلام کی فکر ہوئی۔ آپ اللہ کے رسول تھے تو رسالت کا انجام دینا بھی لازم تھا۔ چنانچہ گرد و نواح کے بادشاہوں کے پاس آپ نے دعوت اسلام کے خطوط بھیجے۔ یہ خطوط آخر ۶ھ ہجری میں بھیجے گئے۔ اور بعض مورخوں کے نزدیک شروع ۷ھ ہجری کا یہ واقعہ ہے۔

نام بادشاہ جسکو خط لکھا گیا	نام ملک جہاں خط بھیجا گیا	نام خط لیجانے والے کا
نجاشی	حبشہ یا ابی سینا	عمرو بن امیہ
ہرقل	حمص (شام)	دحیہ کلبی
کسریٰ پرویز	مدائن (فارس یا ایران)	عبد اللہ بن حذافہ

حاطب بن ابی بلتعہ	سکندریہ (مصر)	مقوقس
شجاع بن وہب	دمشق (شام)	حارث بن ابی شمر غسانی
سلیط بن عمر	یمامہ	ہوذہ بن علی حنفی

بجز شاہ مداین کے کہ وہ آتش پرست تھا اور تمام سلاطین جنکے پاس یہ ایلچی بھیجے گئے تھے عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ روم کی شاہنشاہی کمزور ہونے پر یہ خود مختار پادشاہتین جابجا قایم ہوگئی تھین۔

لوگون نے راے دی کہ سلاطین کے نام نامے لکھنے کو مُہر کی ضرورت ہی اور مُہر کے لیے انگوٹھی چاہیے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے طلائی انگوٹھی بنوائی۔ دوسرے دن اکثر اصحاب کے ہاتھ مین طلائی انگوٹھی نظر آئی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ طلائی انگوٹھی مردون کو حرام ہی اور اپنی انگوٹھی بھی پھینک دی۔ پھر آنحضرتؐ کے لیے چاندی کی انگوٹھی بنائی گئی۔ اور اُسپر محمد رسول اللہ یون  کندہ کیا گیا۔ اور سربمُہر خطوط قاصدون کے حوالے ہوئے۔ 

نجاشی تو پہلے ہی سے محمدؐ کو رسول اللہ کہہ چکا تھا اس خط کے پہونچنے پر وہ علانیہ مسلمان ہوگیا۔ اُسنے جواب خط مین رسالت کی تصدیق کی اور لکھا کہ مین اپنے بیٹے کو خدمت مبارک مین بھیجتا ہون۔ حکم ہو تو مین بھی حاضر ہون۔ مورخون نے لکھا ہی کہ نجاشی کا بیٹا مدینہ کو روانہ ہوا لیکن کشتی ڈوبنے سے غرقاب ہوگیا اور مدینہ تک نہ پہونچ سکا۔

مہاجران حبشہ مین چند لوگ ایسے تھے جو اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے مدینہ نہ آسکتے تھے منجملہ انکے ابوسفیان کی لڑکی ام حبیبہ بھی تھین۔ آنحضرتؐ نے

دوسرا خط نجاشی کو باین مضمون بھیجا کہ "وہ مہاجرین کو مدینہ پہونچوا دے اور ام حبیبہ
سے میرے عقد کے لیے کہے"۔ ام حبیبہ نے منظور کیا۔ نجاشی نے مسلمانون
کے لیے سامان سفر درست کیے اور اُنکو مدینہ پہونچوا دیا۔ مشہور ہو کہ نجاشی
نے آنحضرتؐ کے دونون خطوط تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھے اور عرصہ تک
وہ سلاطین سوڈان (حبشہ) کے پاس تھے۔

ہرقل کے نام کا خط لیکر قاصد بصرہ بن گیا کہ حاکم بصرہ کی وساطت سے ہرقل
کے پاس جائے۔ حاکم بصرہ حمص مین تھا اور ہرقل حمص (اپنے پایہ تخت)
کو چھوڑکر فارسیون پر فتح ہوئی تھی اسکی خوشی منانے کی غرض سے بیت المقدس
گیا تھا۔ آنحضرتؐ کا ایلچی بصرہ سے حمص اور حمص سے بیت المقدس پہونچا۔ یہان ہرقل
سے ملاقات ہوئی۔ ہرقل نے کچھ دنون پہلے ایک خواب پریشان اپنی زوال سلطنت
کا دیکھا تھا۔ کچھ تو وہ خیال اور کچھ آنحضرتؐ کے حالات سُنکر وہ گرویدہ ہو بھی رہا تھا اور سب سے
بڑی بات تو یہ تھی کہ جب مسلمانون کے ایلچی بادشاہون کے دربار مین جاتے تھے
تو سر نہ جھکاتے تھے اور پوچھنے پر کہتے تھے کہ محمدؐ رسول عربی نے ہم لوگون کو تعلیم
کی ہو کہ قادر مطلق کے سوا دوسرون کے سامنے سر نہ جھکائین مصرع ہیبت حق
است این از دلق نیست + خستہ حال مسلمانون کے مُنہ سے یہ کلمے نکل کر بادشاہون ہرقل اور ترجمہ
کے غرور توڑنے مین مسمریزم کا عمل بنجاتے تھے۔ ہرقل نے تعظیم کے ساتھ آنحضرتؐ
کے خط کا ترجمہ سُنا اور پھر کہا زمین حجاز کا کوئی شخص یہان اور ہو جس سے اس نئے
پیغمبر کے حالات دریافت کیے جائین۔ اتفاق سے ابوسفیان اسی طرف تھا۔
بادشاہ کے متوسلین نے اُسے دربار شاہی مین پیش کیا۔ ہرقل نے اُس سے

بہت سے سوالات کیے۔

نمبر	سوال	نمبر	جواب
۱	محمدؐ تم لوگون مین نسب کے اعتبار سے کیسا ہی؟	۱	بہت اچھا ہی۔
۲	پہلے بھی کوئی تم مین اس طرح پیغمبر بنا تھا؟	۲	کوئی نہین۔
۳	محمدؐ کے آبا اجداد مین کوئی بادشاہ تھا؟	۳	کوئی نہین۔
۴	بڑے بڑے لوگ اسکی پیروی کرتے ہین یا فقرا اور ضعفا؟	۴	فقرا اور ضعفا اسکے پیرو زیادہ ہین
۵	اسکے پیرو روز بروز بڑھتے ہین یا کیا؟	۵	بڑھتے جاتے ہین۔
۶	اسکے دین سے کوئی مرتد بھی ہوتا ہی؟	۶	نہین۔
۷	ادعاے نبوت کے پہلے کبھی وہ دروغ کے ساتھ متہم ہوا تھا؟	۷	کبھی نہین۔
۸	کبھی بدعہدی کرتا ہی؟	۸	ابھی تک تو کوئی بدعہدی اسکی دیکھی نہین گئی۔
۹	کبھی تم لوگون مین لڑائی ہوئی؟	۹	ہان ہوئی۔
۱۰	نتیجہ کیا ہوا؟	۱۰	کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ۔
۱۱	وہ تم سے کیا کہتا ہی؟	۱۱	کہتا ہی کہ ایک اللہ کی پرستش کرو کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہراؤ باپ دادا کی رسمونکی پیروی نکرو۔ نماز۔ صدقہ۔ سچ عفاف اور صلہ رحم کا خیال رکھو

یہ سنکر ہرقل نے مترجم کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ شخص تو پیغمبر معلوم ہوتا ہے۔ ایک پیغمبر کا آنا تو یقینی ہے۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ وہ ہماری قوم سے ہوگا۔ ابوسفیان یہ سنکر بہت پشیمان ہوا اور سمجھا کہ اب محمدؐ کا بخت چمکا چاہتا ہے۔

گو یہ وہ زمانہ تھا کہ روم (دارالسلطنت اٹلی) کی سلطنت کی عظمت جا چکی تھی۔ بہت سی خودمختار عیسائی سلطنتیں قایم ہوگئی تھین۔ لیکن امور مذہبی مین روم کو اب بھی پیشوا مانتے تھے۔ ہرقل ایک خودمختار بادشاہ تھا لیکن مذہبی امور مین کوئی آزادانہ راے دینے کی اُسکو جرأت نہ تھی۔ اُسنے دحیہ کو مشورہ کے لیے روم روانہ کیا۔ وہان ایک بڑا مُلّا عیسائیون کا ضغاطر نام تھا۔ مسلمان مورخون کے قول کے مطابق آنحضرتؐ پر ایمان لایا اور کہنے لگا یہی وہ نبی آخرالزمان ہے جسکا تذکرہ توریت اور انجیل مین ہے۔ عیسائیون نے ضغاطر کو مار ڈالا۔ دحیہ ہرقل کے پاس واپس آیا ہرقل نے دحیہ سے کہا کہ جو درجہ عیسائیت مین ضغاطر کا تھا وہ میرا ہرگز نہین۔ تم نے دیکھا کہ اُسکی قوم نے اسکے ساتھ کیا سلوک کیا بھلا یہ مناسب ہے کہ مین مسلمان ہوکر اپنے کو خرابی مین ڈالون۔ یہ بھی مشہور ہے کہ ہرقل نے معزز عیسائیون کو جمع کرکے مسلمان ہو جانے کا مشورہ پیش کیا وہ لوگ بہت برہم ہوگئے۔ ہرقل نے دفع الوقتی سے کام لیا اور یہ کہکر بات ٹالدی کہ مین تم لوگون کا امتحان لیتا تھا کہ تم اپنے مذہب مین کہان تک پکے ہو۔ ہرقل نے دحیہ کی بڑی خاطر کی۔ بعض کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہوا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ دنیا کو اُسنے دین پر ترجیح دی اور علانیہ مسلمان نہین ہوا۔ ہرقل کا اسلام

آنحضرتؐ کے وقت یمن مین کوئی خودمختار بادشاہ نہ تھا۔ شاہ ایران کا

محمد کا ایلچی یمن مین — ایک گورنر باذن نام وہان حکمران تھا۔ ایرانیون نے یمن پر کیونکر قبضہ پایا اسکی کیفیت شروع کتاب مین لکھی جاچکی ہے۔ آنحضرت نے یمن مین کوئی ایلچی اپنا نہین بھیجا۔ سیدھے کسریٰ پرویز کے پاس عبداللہ بن حذافہ کو روانہ کیا۔ کسریٰ پرویز بیٹا تھا ہرمز بن نوشیروان کا۔ آنحضرت کا خط پڑھکر کسریٰ بہت بددماغ ہوا۔ ایلچی کو یونہی واپس کردیا اور ایک خط باذن گورنر یمن کو لکھا کہ عرب مین جس نے دعویٰ پیغمبری کا کیا ہے اُسے گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو۔ باذن بھی کچھ سوچا سمجھا نہین۔ دو شخصون کو آنحضرت کی گرفتاری کے لیے تعینات کردیا۔ یہ دونون پہلے مکہ مین آئے اور پھر مدینہ

باذن گورنر یمن — پہونچے۔ ابوسفیان انکی آمد کا حال سُنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اب شاہ ایران مخالفت پر آمادہ ہے تو محمد کا رہنا مشکل ہے۔ مدینہ مین پہونچکر یہ دونون شخص جب آنحضرت کے پاس آئے تو کہنے لگے "خیریت اسی مین ہے کہ تم خود کو کسریٰ کے پاس پہونچاؤ"

باذن کے ایلچی محمد کے پاس — پیغام تو کہہ گئے لیکن انپر ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ وہ بمشکل اپنے کو سنبھال سکے۔ پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ اچھا آج ٹھہرو کل جواب ملے گا دوسرے دن صبح کو دونون سامنے آئے تو ارشاد ہوا کہ جس نے مجھے بُلایا تھا وہ رات مارا گیا اللہ نے اُسکے بیٹے شیرویہ سے اُسکا پیٹ چاک کروایا۔ جاؤ باذن سے یہ حال کہو اور کہو کہ ہمارا دین بہت جلد ایران مین پھیلا چاہتا ہے۔ تو اگر مسلمان ہوجائے گا تو جو کچھ تیرے قبضہ مین ہے بدستور تیرے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا۔ یہ دونون باذن کے پاس واپس گئے اور اُدھر ایران سے شیرویہ نے باذن کے پاس کہلا بھیجا کہ

باذن مسلمان ہوگیا — کسریٰ پرویز بڑا ظالم تھا اسلیے مین نے اسے مار ڈالا اور اب مین تخت پر بیٹھا ہون لوگون سے میرے لیے بیعت لو۔ باذن یہ سُنکر مسلمان ہوگیا اور اُسکے ساتھ ہی

بہت سے لوگ یمن اور ایران کے مسلمان ہوئے۔

ایرانیون کی مونچھین

حجاز کے لوگ ایران سے بہت کم آمد و رفت رکھتے تھے۔ ان دو ایرانیون کو داڑھی منڈائے لبین بڑھائے کمرین زرین پٹکہ باندھے اور تمام ریشمی لباس سے بدن چھپائے جو آنحضرتؐ نے دیکھا تو ان عجیب الخلقت آدمیون کو پسند نہین کیا۔ مسلمان جو مونچھین بڑھانے اور داڑھی منڈانے کو برا کہتے ہین وہ اس واقعہ کو بھی سند مین پیش کرتے ہین۔

محمدؐ کا ایلچی مصر مین

جو قاصد اسکندریہ روانہ کیا گیا تھا اُسکے ساتھ مقوقس نے بہت اچھا برتاؤ کیا ایمان تو نہین لایا لیکن بظاہر بہت عزت کی اور آنحضرتؐ کے لیے تحفے بہت سے بھیجے منجملہ انکے ماریہ قبطی نام ایک جاریہ تھی جو مسلمان ہو کر آنحضرتؐ کے تصرف مین رہی۔ اور ایک سفید اونٹ دُلدُل نام تھا جو بعد آنحضرتؐ کے حضرت علیؓ اور بعد حضرت علیؓ کے حسینؑ کی سواری مین امیر معاویہ کے زمانہ تک تھا۔ علیؓ ابن ابی طالب کو اسی رعایت سے صاحب دُلدُل سوار کہتے ہین۔

آنحضرتؐ کا خط جب دمشق مین شجاع بن وہب کے پاس پہونچا تو اُس نے شجاع کو استہزاءً بہت ہی برافروختہ کیا۔ لیکن شجاع نے ہرقل سے استصواب رائے کیا تو ہرقل کے خیالات اور قسم کے ظاہر ہوئے اور اسلیے شجاع کی حرارت کم ہوئی۔ قاصد وہان سے بھی ناکام پھرا۔ لیکن شجاع کے دربان کو اپنے فیض صحبت سے مسلمان کرتا آیا۔

یمامہ سے ہوذہ بن علی حنفی نے آنحضرتؐ کو جواب مین لکھا کہ آپ جس طرح لوگون کو ہدایت کرتے ہین وہ طریقہ نہایت پسندیدہ ہے مین آپ کا ہمزبان بننے کو

هوذه بن علی

طیار ہون - لیکن آپ نبوت مین مجھے شریک کرلین یا کچھ ملک مجھے دیدین - علاوہ صاحب اختیار ہونے کے مین فصیح البیان شاعر بھی ہون - مین زبان سے بہت کچھ مدد آپ کو پہونچا سکون گا - ہوذہ تو تھوڑے دنون کے بعد مرگیا لیکن آنحضرتؐ کے بعد یہین سے مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت پیش کیا جسکا ذکر آیندہ آئے گا -

ابوہریرہؓ

آخر سنہ ۶ ہجری مین اونٹون اور گھوڑون کے دوڑانے کا قاعدہ مسلمانون مین جاری ہوا - حضرت عائشہؓ کی مان ام رومان نے اسی سال انتقال کیا - حضرت ابوہریرہؓ کے مسلمان ہونے کا بھی یہی زمانہ ہے -

رونق اسلام

تیرہ برس تک تو مکہ مین اسلام کو کوئی رونق نہین ہوئی لیکن مدینہ کی ہجرت کے بعد ہی سے اسکی حالت بالکل دوسری ہوگئی - اور چھ برس پورے نہین ہونے پائے تھے کہ ایران شام اور مصر تک ایک شور مچ گیا - صلح حدیبیہ مین ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اسلام کو دور دور پھیلانے کی کوشش ہونا چاہیے - آپس ہی مین لڑجھگڑ کر قوت زائل کردینا بے سود ہے -

غزوہ خیبر

اب ہجرت کا ساتوان سال شروع ہوا - اسمین غزوہ خیبر سب سے بڑا واقعہ پیش آیا - غزوات سابق مین حضرت علیؓ نے جو کچھ ناموری حاصل کی تھی اُس سے کہین بڑھکر اس لڑائی مین اُنکا نام ہوا - صورت اسکی یہ ہے کہ حدیبیہ سے واپس آنے کے

علیؓ ابن ابی طالب

بعد آنحضرتؐ نے خیبر پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا - یہ مقام مدینہ سے آٹھ منزل شام کی طرف ہے - اُس زمانہ مین یہان یہودی رہتے تھے - یہ لوگ بڑے زبردست اور سرکش تھے - بنونضیر جب مدینہ سے اوجڑ کر وہان بسے تو انکے کہنے سے

اہل خیبر نے جنگ خندق میں قریش کی مدد کی - حدیبیہ کی لڑائی میں بھی انکی شرکت کا مسلمانوں کو اندیشہ تھا - اور بڑا سبب تو یہ تھا کہ اللہ کے نام کا ظاہر کرنا مسلمانوں کو مقصود تھا - ابتدا میں تو مسلمانوں نے تلوار سے اسلام پھیلانا پسند نہیں کیا - لیکن اتفاقات سے مسلمانوں کو اسلام پھیلانا کیا خود اپنی جان کا بچانا بے تلوار کے مشکل نظر آیا -

منافقین کی شرا

مسلمانوں کی روانگی کی خبر منافقین نے پہلے سے خیبر والوں کو پہنچا دی - وہ ہر طرح سامان حرب سے درست ہو چکے تھے لیکن پھر بھی یہ ہمت انکو نہ ہوئی کہ مسلمانوں سے دوبدو لڑتے - مسلمانوں کے پہونچنے پر وہ اپنے قلعہ میں پناہ گیر ہو گئے یا یوں کہو کہ شہر پناہ کا پھاٹک اندر سے بند کر لیا - اور مسلمانوں کا لشکر شہر پناہ کی دیوار سے کچھ فاصلہ پر اترا -

صحابہ کبار کے حملے

مسلمان ہر روز دیوار کے گرد چکر لگاتے تھے لیکن فتح نصیب نہ ہوتی تھی - تیر سے برابر مقابلہ ہوتا تھا - کبھی کبھی کوئی یہودی عمداً یا اتفاقاً دیوار شہر کے باہر آ نکلتا تو مسلمانوں سے مٹھ بھیڑ بھی ہو جاتی تھی - آخر میں مسلمانوں نے گھبرا کر فتح میں جلدی کرنا چاہی - مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر صدیقؓ ایک جماعت کو لیکر قلعہ فتح کرنے گئے - عمر فاروقؓ نے بھی جماعت کثیر کے ساتھ شہر پر حملہ کرنا چاہا - انکے علاوہ اور لوگوں نے بھی یونہی حملے کیے لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا -

علیؓ کا بھیجا

حضرت علیؓ اپنی بیماری کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے اب وہ بھی آ گئے - رسول اللہ نے انکو قلعہ فتح کرنے کا حکم دیا - طبیعت انکی بالکل صحیح نہ تھی آنکھوں میں کچھ آشوب تھا لیکن ایک طرف رسول خدا کا حکم اور دوسری طرف راہ خدا میں لڑنے کا شوق آئینے

دوسرے ہی دن مقابلہ کی طیاری کردی اور کچھ مسلمانون کو ساتھ لیکر دیوار قلعہ کے نیچے پہونچے۔ مرحب اُس قلعہ کا سردار تھا اُسکا بھائی حارث علیؓ کے مقابلہ کو باہر نکلا یا یون سمجھو کہ اُسے موت کھینچ کر باہر لائی۔ حارث علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا ممکن تھا کہ اس سے زیادہ اور کچھ مسلمانون کے ہاتھ نہ آتا۔ لیکن شان خدا حارث کے مارے جانے سے مرحب کو طیش آیا۔ بھائی کا بدلا لینے کو وہ خود نکل پڑا اور اُسکے ساتھ اُسکی فوج بھی باہر آئی۔ مرحب بہت بڑا پہلوان اور فن جنگ کا پورا ماہر تھا۔ اپنے گھمنڈ مین حضرت علیؓ کو وہ کچھ نہ سمجھا اور یہان جو ذوالفقار چمک کر اُسکے خود پر آئی تو گردن تک اور بعضون کے نزدیک زین تک اُسکے جسم کو دو حصون مین تقسیم کرتی ہوئی اتر گئی۔ یہ حالت دیکھ کر یہود بھاگے اور مسلمانون نے تعاقب کیا۔ مشہور یون ہی کہ قلعہ کا دروازہ یہودیون نے بند کر لیا تھا مگر حضرت علیؓ نے اپنے جوش مین اُسے اُکھاڑ ڈالا یہ دروازہ بہت بڑا تھا۔ مورخون نے اس واقعہ کو بہت اہم لکھا ہی۔ یہود اپنے کو مسلمانون کے ہاتھ مین دیکھ کر امن کے طلبگار ہوئے اور مسلمانون نے اپنے ہاتھ اُنکے قتل سے اُٹھا لیے۔ یہودیون کے تمام مال اسباب اور اُنکی عورتین مسلمانون کے قبضہ مین آئین۔

علی کا فتحیاب ہونا

حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت ہارونؑ کے نسل کی ایک عورت صفیہؓ نام اسیر ہوکر آئی تھی جو مسلمان ہوکر آنحضرتؐ کے تصرف مین رہی۔

زینب کا زہر دینا

زینب نام ایک عورت نے اس لڑائی کے بعد ایک روز گوشت مین زہر ملا کر آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب کو اُسکے کھانے سے منع کیا اور کہا اسمین زہر ملا ہوا ہی۔ زینب نے جرم سے اقبال کیا اور کہا کہ میرے اعزہ

جنگ خیبر مین بہت سے مارے گئے۔ گوشت مین زہر ملانے سے میری غرض یہ تھی کہ اسے کھا کر مسلمان مرین گے تو خون کا بدلا مجھے ملجائیگا اور اگر رسالت محمدؐ کی صحیح ہو اور میرے اعزّہ کا مارا جانا حق بجانب ہو تو خدا خود اپنے پیغمبرؐ کو مطلع کر کے زہر سے بچالے گا۔

خیبر کا بندوبست

اس لڑائی مین پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہود مارے گئے۔ مسلمان خیبر سے کامیاب پھرے۔ خیبر کے باغون اور پیداوار آراضی کی نسبت یہ بندوبست کیا گیا کہ جو لوگ وہان اطاعت پذیر تھے اُنکے حوالے اہتمام کیا گیا کہ نصف پیداوار وہ اپنی اُجرت مین لین اور جو بچے اُسے بیت المال مین داخل کیا کرین۔

اہل فدک

خیبر کے قریب پہونچکر ایک آدمی اہل فدک کے پاس دعوت اسلام کے لیے آنحضرتؐ نے بھیجا۔ اِن لوگون نے کہا پہلے مسلمان اہل خیبر سے فرصت پالین جب ہم لوگون کو اسلام پر بلائین۔ خیبر فتح ہونے پر مسلمان ادھر متوجہ ہوئے۔ فدک کے یہود نے نہ مسلمان ہونا پسند کیا اور نہ لڑنے پر جرأت کی۔ مجبور ہو کر مصالحت پر رجوع ہوئے۔ نصف زمین فدک کی رسولؐ اللہ کے نذر کی اور بقیہ نصف پر امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب کے عہد تک وہ قابض رہے۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے مصالح ملکی پر نظر ڈال کر پچاس ہزار درم پر اُنکا نصف حصہ بھی بیت المال کے لیے خرید لیا اور اُنکو شام کی طرف جلاوطن کر دیا کیونکہ مختلف مذاہب کے لوگون کا ملک مین رہنا ملک کی کمزوری کا سبب ہوتا تھا۔

وادی القری اور تیما

اسکے بعد وادی القری اور تیما کے یہودیون نے جزیہ دینا قبول کر کے مسلمانون کی تبعیت اختیار کی۔

دوسرون کے ملک پر زبردستی چڑھ دوڑنا اور جزیہ لیکر چھوڑنا بظاہر مسلمانون کے اخلاق پر دھبہ لگاتا ہی اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اسکی نوعیت بیان کی جائے۔

شروع شروع مسلمانون نے اپنے دشمنون پر محض انتقام کے لیے ہتھیار اُٹھایا جب وہ فی الجملہ مغلوب ہوئے تو آنحضرتؐ کو حاکم وقت کی حیثیت پیدا ہوئی تمام گرد و نواح مین بدامنی تھی۔ نہایت برُے طور کے قانون جاری تھے چھوٹون اور کمزورون کے ساتھہ نہایت خراب برتاؤ ہوتا تھا۔ تمام ظلم پھیلا ہوا تھا۔ مراسم قبیحہ سے سچی خوشی قوم سے مفقود تھی۔ آنحضرتؐ نے عام طور پر یہ ارادہ کرلیا کہ قرآن یعنی قانون ربانی کے مطابق ہر جگہ انصاف کیا جائے۔ اسی غرض سے دعوت اسلام شروع کی۔ دعوت اسلام کا یہ مطلب تھا کہ "تم لوگ اللہ کے قادر مطلق ہونے سے انکار مت کرو اور بجاے اپنے ناقص قانون کے قرآن کے مطابق جو سب سے اچھا قانون ہی حقوق کا تصفیہ کرو جسکا مختصر لفظون مین یون اظہار کیا جاتا تھا کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اگر تم اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان نہین لاتے تو خیر نہ سہی لیکن اتنا ضرور کرو کہ مسلمانون کو اپنے ملک کا نگران قرار دو اور اُنکی حفاظت مین رہو تا کہ وہ تمھارے افعال کی نگرانی کرتے رہین۔ نگرانی کے لیے فوج رکھنا پڑے گی اُسکے خرچ کے لیے جزیہ دو" اُسوقت کے مسلمان اپنے افعال اور خیالات کی وجہ سے تمام دنیا کے باشندون سے افضل تھے اور اسلیے ایسا کہنا اُنکو نامناسب نہ تھا۔

جزیہ کیا چیز ہی

گزیہ

جزیہ معرب ہی گزیہ کا۔ مسلمانون نے اسکا ایجاد نہین کیا۔ نوشیروان ایسے عادل کے وقت مین بھی اسکا رواج تھا۔ اور یہ لفظ فارسی زبان کا ہی۔ جو لوگ مسلمانون

کی حفاظت مین آتے تھے اُنکے جان ومال کی حفاظت مسلمانون پر فرض ہوتی تھی اور اسکے خرچ کے لیے ایک خفیف محصول جزیہ کے نام سے لیا جاتا تھا۔ لیکن یہ محصول مسلمانون پر نہ تھا کیونکہ مسلمانون کا ہر فرد بشر فوج کا ایک سپاہی تھا۔ ہر ایک پر ضرورت کے وقت مسلح ہوکر میدان جنگ مین آنا فرض تھا اور اسی لیے وہ جزیہ سے عام طور پر مستثنی تھے۔ اپنی جان کو خطرے مین ڈال کر ایک خفیف محصول سے اگر مستثنی کیے گئے تو یہ نہین کہا جاسکتا کہ مسلمان اپنی قوم کے ساتھ ملکی معاملات مین کوئی رعایت کرتے تھے۔

اسکے بعد بہت سے چھوٹے چھوٹے قبیلون کے مقابلے مین فوجین بھیجی گئین جنکا تذکرہ تاریخی اغراض کے لیے ضروری نہین ہے۔

سنہ ۷ھ تک مکہ اور مدینہ کے درمیان مین جتنے یہود تھے سب مسلمانون کے زیر فرمان ہوچکے تھے۔ اسلیے اب کسی قسم کا کھٹکا باقی نہین رہا تھا۔ ماہ ذیقعدہ مین آنحضرتؐ نے زیارت کعبہ کا ارادہ کیا۔ قریب دو ہزار مسلمانون کے آپ کی معیت مین روانہ ہوئے۔ جو لوگ ایک سال پہلے حدیبیہ تک جاکر واپس آئے تھے اُنمین سے تو کوئی بھی بلا وجہ معقول کے جانے سے باقی نہین رہا کیونکہ یہ عمرہ قضا تھا کچھ تو اپنے قول کا مکہ والون کو پاس تھا اور زیادہ تر مسلمانون کی ہیبت اُنپر چھائی ہوئی تھی وہ ذرا بھی مزاحم نہین ہوئے۔ تین روز تک مکہ مین رہکر مسلمان واپس آئے اور اچھی طرح کعبہ کی زیارت کی۔ عمرہ قضا

مکہ مین عباسؓ ابن عبد المطلب کی بی بی ام فضل کی بہن میمونہ بنت حارث بن ہلالیہ سے آنحضرتؐ نے عقد کیا اور چلتے وقت حمزہؓ بن عبد المطلب کی لڑکی مسلمانو

کی صورت دیکھ کر رونے لگی۔ اس سبب باپ کی لڑکی کو حضرت علیؓ اپنے ساتھ لائے اور مدینہ مین پہونچکر جعفرؓ کی ولایت مین اُسے سپرد کیا۔

آنحضرتؐ نے اسی سال ایک خط جبلہ بن ایہم بادشاہ غسان کے پاس لکھا وہ آپ کا خط پڑھکر مسلمان ہوا لیکن عمرؓ بن الخطاب کے وقت مین پھر مرتد ہو گیا اور حال اسکے مرتد ہونے کا یہ لکھا گیا ہی کہ ایک غریب مسلمان کو اسنے طمانچہ مارا۔ عمرؓ بن الخطاب نے حکم دیا کہ وہ اس غریب کو راضی کرے ورنہ وہ بھی طمانچہ کھائیگا یعنی اُسپہ قصاص جاری ہوگا۔ جبلہ نے کہا ایک ادنی شخص کو مین نے بادشاہ ہوکر طمانچہ مارا تو کیا حرج۔ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اسلام مین امیر اور غریب دونون برابر ہین۔ جبلہ نے کہا کہ اگر اسلام مین یہی اندھیر ہی کہ بڑے اور چھوٹے کا امتیاز نہین ہوتا تو مین اسلام سے باز آیا۔ جواب مین عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اگر اسلام سے باز آؤگے تو پھر گردن ماری جائے گی کہ ارتداد کی یہی سزا ہی۔ جبلہ نے رات بھر کی مہلت مانگی اور دن نکلنے کے پہلے بھاگ گیا۔ اخیر عمر تک وہ شام مین رہا اور مشہور ہی کہ مرنے سے پہلے پھر مسلمان ہو گیا تھا۔

جبلہ کا ارتداد

اسی سال ارض بلقا کا عامل فروہ بن جزامی خود بخود مسلمان ہو گیا۔ جب روم کے بادشاہ کو اپنے عیسائی عامل کا مسلمان ہونا معلوم ہوا تو اُسنے اُسے بلاکر بہت سمجھایا اور جب سمجھانے سے کام نہ چلا تو اُسکو قتل کر ڈالا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سے واقعات ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ گرد و نواح کے عیسائی کفار اور یہود دین محمدی اور اُسکے تابعین کے سخت مخالف تھے اور اسلیے دیندار مسلمانون کے باامن زندگی بسر کرنے کے لیے ضرور تھا کہ گرد و نواح کی قومون پر دباؤ ڈالا جاتا۔

فروہ کا مسلمان ہونا

عمرو بن عاص
خالد بن ولید
مسلمان ہوتے

ساتوین سال کے اخیر یا آٹھوین سال کے شروع مین عمرو بن عاص اور خالد بن ولید مسلمان ہوئے۔ اور انکے مسلمان ہونے سے مسلمانون کو بہت تقویت ہوئی آگے چل کر ان دونون نے بڑے بڑے نمایان کام کیے۔

خالد

حدیبیہ کی صلح کے بعد قریش کی کمزوری اور مسلمانون کا عروج دیکھ کر خالد کا دل بہت کڑھا۔ اس بہادر سپاہی نے چاہا کہ مکہ چھوڑ کر حبشہ یا شام کو چلا جائے۔ یہ سمجھا کہ عرب مین رہکر محمدؐ کا تابع ہونا یقینی ہے۔ اسی سوچ مین تھا کہ نجاشی کے مسلمان ہونے کی خبر آئی۔ خالد نے یہودی یا نصرانی ہوجانے کا بھی خیال کیا اور دل مین سوچنے لگا کہ قریش مغلوب ہوئے تو پھر انکا دین کس کام کا۔ اسی ہیص بیص مین تھا کہ اسکے بھائی ولید بن ولید نے اسے خط لکھا کہ "محمد رسول اللہ تمکو پوچھتے تھے کہ تم مسلمان کیون نہین ہوجاتے۔ ناحق دیر مین پیش کرتے ہو" خط پڑھکر اسکا دل کچھ ایسا مائل ہوا کہ وہ فوراً مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راہ مین عمرو بن عاص سے

عمرو بن عاص

ملاقات ہوئی۔ یہ بھی خالد کی طرح قریش کو مغلوب دیکھ کر شرم سے حبشہ چلا گیا تھا وہان نجاشی کے مسلمان ہونے سے اسکا بھی خیال بدلا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا جس طرح یہ دونون (یعنی عمرو بن عاص اور خالد) کفر مین باہم دوست تھے ویسے ہی اسلام مین بھی ساتھ رہے۔ ایک ساتھ اسلام لائے اور پھر بڑے بڑے کام انسے ظہور مین آئے۔ خالد نے شام اور مصر کی فتوحات مین نام پیدا کیا اور عمرو بن عاص نے ایران فتح کرنے کی عزت حاصل کی۔

یہ دونون بڑی عقیدت سے مسلمان ہوئے تھے اور مسلمان ہوتے وقت یہ سنکر انکو بہت خوشی ہوئی تھی کہ "مسلمان ہونا تمام پچھلے گناہون کو مٹا دیتا ہے"۔

نومسلم ویسا ہی ہوجاتا ہی جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔ اسکے معنی یہ ہاین کہ اللہ کے احکام پر سچے دل سے ایمان لانا گویا پچھلی برائیوں سے توبہ کرنے کا بہترین طریقہ ہی۔ جو کوئی اپنے کیے پر سچی پشیمانی ظاہر کرتا ہی اللہ اُسکے گناہ عفو کرتا ہی۔

سریہ غالب بن عبد اللہ

اسی سال مین بنی بلوح اور اہل فدک کی سرکوبی کو غالب روانہ کیے گئے تھے لیکن یہ کوئی بڑا واقعہ نہ تھا اور نہ اسکی تفصیل مین کوئی دلچسپی ہی۔

آنحضرتؐ نے حاکم بصرہ کو ایک نامہ بھیجا۔ حارث بن عمر نامہ بر تھے۔ راستہ مین انکو شرجیل عمر عیسائی نے (کہ وہ امراء قیصر مین سے ایک امیر تھا) شہید کیا آنحضرتؐ نے یہ خبر سُنکر جہاد کا حکم دیا۔ کوئی تین ہزار مسلمان اکٹھا ہوکر چلے۔ کچھ دور تک آنحضرتؐ بھی انتظام درست کرنے کے لیے ساتھ آئے اسلیے اسکا شمار غزوات مین کیا جاتا ہی۔ شرجیل کا بھائی سدوس مقابلہ مین آکر مارا گیا۔ شرجیل نے ڈرکر خود کو قلعہ مین بند کیا اور ہرقل سے مدد مانگی۔ بعض مسلمانون نے بھی محمد رسول اللہ کو مدد کے لیے لکھنا چاہا لیکن کثرت رائے اسپر ہوئی کہ جب شہادت مین بھی عین کامیابی ہی تو پھر مدد مانگنے کی کیا ضرورت ہی۔ عیسائیون کی فوج کوئی لاکھ کے قریب جمع ہوئی تین ہزار مسلمانون کا اتنے لوگون سے لڑنا آسان نہ تھا مسلمان شہید ہونا شروع ہوئے۔ زید بن حارثہ۔ جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ باری باری سے علم بردار (سردار لشکر) ہوئے اور مارے گئے۔ خالد بن ولید سب کے بعد علم بردار ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد آفتاب چھپنے سے لڑائی موقوف ہوئی مسلمان تو مرنے گئے ہی تھے انکو کیا ڈر ہوتا۔ لیکن مسلمانون کی ثابت قدمی دیکھ کر عیسائیون کو بڑی تشویش ہوئی۔ دوسرے دن خالد نے فوج کی آراستگی نئے طور سے کی آگے کی

زید بن حارثہ اور جعفر طیار شہید ہوئے

فوج پیچھے اور داہنے جانب کی بائین جانب کرکے کچھ اس طور پر کھڑا کیا کہ دشمنون کو یقین ہوگیا کہ کچھ نئے لوگ مدد کو آئے ہین اور پھر اس سے اُنکے پاؤن اُٹھ گئے اس اثنا مین مسلمان بھی مُنھ موڑ چلے تھے لیکن بعض جان بازون کے شرم دلانے سے پھر اُنکے جی کڑے ہو گئے۔ عیسائیون کے بھاگنے پر خالد نے کچھ دور تک تعاقب کیا اور تعاقب مین کچھ مال بھی ہاتھ لگا۔ راستہ مین ایک مسلمان کو ایک عیسائی نے بے وجہ مار ڈالا تھا۔ پھرتے وقت اسکی قوم کا بھی قلع قمع مسلمان کرتے آئے۔ اسی لڑائی سے آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو سیف اللہ خطاب دیا۔ یہ لڑائی علاقہ شام مین دمشق کے قریب موتہ نام ایک گاؤن مین ہوئی تھی اسلیے اس سریہ کو سریہ موتہ کہتے ہین۔ اور چونکہ کچھ دور تک آنحضرتؐ بھی ساتھ گئے تھے اسلیے غزوہ موتہ بھی کہتے ہین۔ خالد سیف اللہ

جعفر بن ابی طالب کو کسی نے خواب مین دیکھا کہ وہ باغ جنان مین اُڑتے پھرتے ہین اُسی دن سے اُنکے نام کے ساتھ طیار کا لفظ بڑھایا گیا۔ جعفر علیؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت زید بن حارثہ۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ کے بعد ہی یہ ایمان لائے تھے اسلیے انکا بڑا درجہ تھا۔ ان دونون کا مرنا آنحضرتؐ پر بڑا شاق گزرا۔ جعفر طیار

مسلمان لڑائی سے فتحیاب ہوکر پھرے لیکن جنھون نے مُنھ لڑائی سے پھیرنا چاہا تھا اہل مدینہ اُنپر بہت نفرین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جہاد مین اصل غرض شرکت کی ہوتی ہے شہادت تو پھر گلا کٹوانے سے مُنھ موڑنا کیا معنی۔ اِن لوگون کی ندامت اُسوقت تک نہین گئی کہ رسول اللہؐ نے خود اپنے مُنھ سے کہا کہ "اگر طبیعت ذرا سی رُک گئی تھی اور اُسکے بعد ہی سنبھل گئی تو کچھ پروا نہین نتیجہ پر نظر ہونا کم ہمتون کا انفعال

چاہیے کہ کیا ہوا۔"

غزوہ ذات السلاسل

مدینہ مین خبر پہونچی کہ قبیلہ بلی - قضاعہ اور بنو القین کے لوگ جمع ہوکر مدینہ پر چھاپا مارنا چاہتے ہین - سعد بن وقاص کو آنحضرتؐ نے سرکوبی کے لیے تعینات کیا - حضرت سعد کو فن جنگ مین بڑی مہارت تھی اور اسکے علاوہ قبیلہ بلی سے اُنسے قرابت بھی تھی - انکی تعیناتی مین ایک مصلحت یہی تھی کہ باہمی مصالحت سے معاملہ طے ہوجائیگا - اسکے بعد ابو عبیدہؓ - ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب وغیرہ بھی سعد کی مدد کے لیے بھیجے گئے - حضرت سعد رات کو چلتے تھے اور دن کو ٹھہرتے تھے رات کو آگ جلانے نہ دیتے تھے تاکہ مسلمانون کی قلت مخالفین پر ظاہر نہ ہو رات کو سردی کی تکلیف تھی اسپر سے آگ جلانے کی ممانعت - اہل فوج حضرت سعد سے رنجیدہ تھے - عمرؓ بن الخطاب اور ابو عبیدہ بھی سعد سے کچھ بے لطف ہوگئے حضرت سعد کے مزاج مین سختی تھی اور امارت لشکر کا خیال تھا - ادھر اعلیٰ سے اعلیٰ مسلمانون کے دل سے وہ بات نہین بھولتی تھی کہ حضرت سعد کفر کی حالت مین کیسے تھے یہ سب سہی لیکن حضرت سعد اپنی حکمت مین کامیاب ہوئے - مخالفین کی تعداد کہین زیادہ تھی لیکن اُنکو مسلمانون کی حالت کا اندازہ نہ ہوسکا اور ہیبت اسلام نے اُنکو بھاگنے پر مجبور کیا - جنگ وجدال کی نوبت نہین آئی -

سریہ خبط

اسی سال حضرت ابو عبیدہ قبیلہ جہنیہ کی سرکوبی کو روانہ کیے گئے تھے - رستہ مین فوج نے بھوک کی تکلیف اُٹھائی - درختون کی پتیان کھانے کی نوبت پہونچی اسی سفر مین دریا کے کنارے پر ایک مردہ مچھلی پہاڑ کے ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی دستیاب ہوئی - تمام فوج نے عرصہ تک اسکا گوشت کھایا اور سکھاکر مدینہ تک

ساتھ لائے۔

فتح مکہ کا سامان

غیب سے فتح مکہ کا سامان مہیا ہوگیا۔ حدیبیہ کی صلح کے وقت یہ شرط ٹھہری تھی کہ قریش مسلمانون کے حلیفون یعنی ہم عہدون سے مزاحم نہوں اور نہ قریش کے حلیفون سے مسلمان مزاحم ہون۔ مکّہ کے قریب خزاعہ اور بنو بکر یہ دو قومین آباد تھین۔ اول الذکر مسلمانون کے حلیف تھے اور ثانی الذکر قریش کے حلیف تھے۔ کسی وجہ سے انمین باہم تکرار ہوئی۔ قریش نے بنو بکر کی طرفداری کی۔ خزاعہ کے چند آدمی مسلمانون کے پاس دوڑے آئے۔ آنحضرتؐ نے نقض عہد کے لیے ایک معقول وجہ پائی اور فوراً مکہ پر چڑھائی کا ارادہ کردیا۔ لیکن خفیہ طور پر۔ علانیہ اظہار پسند نہین کیا گیا۔

ابوسفیان مدینہ مین آیا

ابوسفیان کو مسلمانون کی طرف سے کھٹکا تھا وہ تجدید عہد کے لیے مدینہ مین آیا۔ اور سمجھا کہ خزاعہ کے حالات ابھی مسلمانون تک پہونچے نہ ہونگے۔ یہان آکر اُسنے بڑی لجاجت سے گفتگو کی اور کتنون سے سفارش کروانی چاہی۔ پہلے اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ زوجہ رسولؐ کے پاس گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ۔ حضرت فاطمہؓ حضرت علی اور حسنین کے پاس گیا۔ لیکن کسی نے اسے امان نہین دی۔ ایام جہالت کا دستور تھا اور مسلمانون نے بھی اسے پسند کر رکھا تھا کہ اگر کوئی شخص بھولے سے بھی کسی کو زبان دیتا تھا تو کل قوم اسکی پابند ہوجاتی تھی۔ ابوسفیان اسی حکمت سے تمام پھرا لیکن کسی نے بھی اسے زبان نہین دی۔ وہ مکہ واپس آیا ہی تھا کہ مسلمانون نے مکہ پر چڑھائی کی۔ مکہ سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر مسلمانون کی فوج پہونچ گئی جب کہین قریش کو اطلاع ہوئی۔ پھر اتنا وقت اُنکے پاس نہ تھا کہ لڑائی کی وہ

طیاری کرتے اور اپنے حلیفون سے حمایت چاہتے۔

آپنے ارادہ کے چھپانے کے لیے آنحضرتؐ نے ابو قتادہ انصاری کو قبیلہ اضم (ازم) کی طرف بھیجدیا جو مدینہ سے تین منزل پر مکہ اور یمامہ کے بیچ مین واقع ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ اُسی طرف مسلمانون کا ارادہ ہی۔ ۱۰ رمضان ۸ھ کو آنحضرتؐ چلے اور راستہ مین تمام گرد و نواح کے مسلمان شریک ہوتے گئے۔ مکہ تک پہونچتے پہونچتے دس بارہ ہزار آدمیون کا غول آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔ سریہ ابو قتادہؓ

عباس ابن عبد المطلب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جاتے تھے۔ راہ مین انسے ملاقات ہوئی۔ انکے لواحقین تو مع اسباب کے مدینہ گئے اور یہ خود مجاہدین کے ساتھ ہوئے۔ پیغمبرؐ خدا کو انکے آنے سے بڑی مسرت ہوئی۔ عباس عم رسولؐ کی مہاجرت

ابوسفیان تفحص حال کے لیے مکہ سے باہر نکلا رات کا وقت تھا آگ روشن دیکھکر اسکو تعجب ہوا کہ شب عرفہ کی طرح آج اتنے لوگ کہان سے آئے ہین۔ نزدیک آیا تو حضرت عباس سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عباس کے کہنے سے یہ طالب امان ہوکر آنحضرتؐ کے پاس آیا ادرا دھر عمر بن خطاب اسے قتل کرنے پر مستعد ہوئے۔ ابوسفیان کو رات بھر کی مہلت دی گئی اور صبح کو وہ آنحضرتؐ کے پاس مسلمان آیا۔ مسلمان ہونے سے اُسکی جان بچ گئی اور مصالح وقت اور حرمت کعبہ پر نظر ڈالکر اور نیز عام اخلاق کے لحاظ سے بھی آنحضرتؐ نے عام حکم دیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو خانہ کعبہ مین چلاجائے اپنے گھر کے کیواڑ بند کرلے یا بلا ہتیار ننگا کے سامنے آئے اسپر مسلمان ہاتھ نہ اٹھائین۔ ابوسفیان مسلمان ہوا

حضرت عباس نے ابوسفیان کو راستہ مین کھڑا کیا اور مسلمانون کی فوج کی

عظمت کوچ کے وقت دکھادی کہ اسکے اسلام مین کچھ ضعف بھی ہو تو ڈر سے اُسکی تلافی ہوجائے - ابوسفیان بارہ ہزار فوج کی شان دیکھ کر حیران ہوگیا اور فوج کے پہلے خود مکہ مین داخل ہوکر آنحضرتؐ کی منادی کی - وقت ہی تھا کہ کفار جنگ کی طیاری کرتے - ہر ایک انمین سے بجاے خود دشمن رہتا مختلف راستون سے مسلمان مکہ مین داخل ہونے لگے - آنحضرتؐ مکہ سے اپنا بے سرو سامانی کی حالت مین نکلنا اور پھر اس شاہانہ شکوہ سے وہان داخل ہونا خیال کرکے ایک خاص کیفیت سے متکیف ہوئے اور اپنی گردن اظہار شکر گزاری کے لیے اونٹ کے کوہان کی طرف جھکالی -

مسلمان مکہ مین داخل ہوگئے

کچھ دنون تک مکہ مین مسلمان رہے اور پھر واپس آئے - لڑائی کی نوبت نہین آئی - صرف خالد کی جماعت نے خالد کی غلطی یا سوء اتفاق سے کچھ کفار اسلیے مارڈالے کہ مزاحمت کی ابتدا اُدھر سے ہوئی - آنحضرتؐ نے یہ سنکر خونریزی کی سخت ممانعت کی -

گیارہ مردون اور چھ عورتون کی نسبت آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ انکا خون مسلمان معاف ہی کیونکہ ان لوگون سے مسلمانون نے سخت اذیتین اُٹھائی تھین لیکن ان لوگون مین سے بھی بہت کم لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے کچھ مسلمان ہوگئے اور کتنون کی خطا دوسرون کی سفارش پر آنحضرتؐ نے معاف کردی - انمین سے بعض کا تذکرہ لطف سے خالی نہین ہی -

عبداللہ بن سعد بن ابی السرح

عبداللہ بن سعد بن ابی السرح کاتب وحی منافقین مین تھا - وحی لکھتا تھا تو الفاظ بدل ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ قرآن تو میرے اختیار مین ہی جو چاہون لکھ لون آنحضرتؐ

کو اسکی خبر پہونچی تو عبد اللہ چھپ کر مدینہ سے مکہ چلا آیا اور مرتد ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اسکا خون بھی معاف کر دیا تھا۔ لیکن یہ حضرت عثمان بن عفان کا رضاعی بھائی تھا۔ حضرت عثمان نے اسکو اپنے گھر مین چھپایا اور کئی دن کے بعد آنحضرتؐ کے سامنے خطا معاف کرانے کے لیے پیش کیا۔ حضرت عثمان کی بات کو دو مرتبہ آنحضرتؐ نے ٹالا اور پھر تیسری مرتبہ منظور کر لیا لیکن نہایت استکراہ کے ساتھ۔ کیونکہ حضرت عثمان کے چلے جانے پر آنحضرتؐ نے حاضرین جلسہ سے کہا کہ تم مین سے کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ میری امان دینے کے پہلے عبد اللہ کو قتل کرتا۔ لوگون نے کہا کہ آپ ذرا بھی آنکھ کا اشارا کرتے تو ہم لوگ فوراً ہی اسکا کام تمام کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ آنکھ سے اشارہ کرنا پیغمبرون کی شان کے خلاف ہی یا دوسرے لفظون مین ایک چھوٹی بات ہی۔

حضرت عثمان کی رحیم القلبی

ذکر آگیا اسلیے لکھ دینا بیموقع نہین ہی کہ حضرت عثمانؓ بن عفان پر بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہی کہ انھون نے مروان ایسے موذی شخص کا پاس خاطر اپنے عہد خلافت مین حد سے زیادہ کیا جسکا نتیجہ بہت ہی برا ہوا حتی کہ خود انکی شہادت کو ایک شاخ اسی برائی کی سمجھنا چاہیے۔ عبد اللہ کے واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عثمان بن عفان کے دل مین رحم۔ حیا اور مروت ایسی تھی کہ وہ پیغمبر خدا کے وقت مین بھی کبھی کبھی اپنے کو مورد الزام ٹھہرا لیتے تھے۔ پولٹیکل امور مین انکی ناقابلیت تسلیم کر بھی لی جائے تو اس سے انکے ذاتی مدارج اور خصائل حمیدہ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا۔ مروت ایک وصف تھا جو پیغمبر خدا کے وقت مین بھی انہین تھا اور بعد کو بھی رہا۔ جب آنحضرتؐ نے اُسے ایسا عیب نہ سمجھا جس سے انکی عام خوبیون مین فرق پڑتا تو پھر بعد کو اسی صفت کو

معیوب ٹھہرانا بھلا کب مناسب سمجھا جا سکتا ہی۔

عکرمہ بن ابی جہل

ابو جہل کا بیٹا عکرمہ فتح مکہ کے دن بھاگ گیا مسلمانون کے ہاتھ نہ آیا کہ قتل کیا جاتا۔ اسکی بی بی مسلمان ہوئی اور پھر اسنے اپنے شوہر کو بھی مسلمان ہونے پر راضی کیا۔ عکرمہ مسلمان ہوکر مدینہ چلا آیا اور پھر برابر مسلمانون کی طرف سے جہاد مین شریک ہوتا رہا اور تلافی ما فات مین ساعی رہا۔ کہتے ہین کہ ابوبکر صدیق رضہ کے عہد خلافت مین یہ ایک لڑائی مین شہید ہوا اور یون اسکا خاتمہ بخیر ہوا۔

کعب بن زہیر

کعب بن زہیر ایک شاعر تھا جو ہجو کے قصائد لکھا کرتا تھا اور اپنی زبان سے مسلمانون کو بہت ایذا پہونچاتا تھا۔ فتح مکہ کے دن وہ بھاگ گیا اور پیچھے سے وہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین مسلمان ہوکر حاضر ہوا اور آتے ہی قصیدہ " بانت سعاد و قلبی الیوم متبول" پیش کیا۔ یہ قصیدہ اب تک مسلمانون مین مشہور ہی۔ آنحضرت صلعم نے یہ قصیدہ بہت پسند کیا۔

حبشی قاتل حمزہ

جس حبشی نے حمزہ کو مارا تھا وہ بھی آکر مسلمان ہوگیا اور پھر برابر جہاد مین مسلمانون کا شریک رہا۔ مسیلمہ کذاب کو اسی نے نیزہ مار کر حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے عہد خلافت مین قتل کیا۔ تذکرہ کے طور پر یہ حبشی کہا کرتا تھا کہ کفر مین جس طرح خیر الناس حمزہ رضہ میرے ہاتھ سے مارے گئے اُسی طرح اسلام مین شر الناس مسیلمہ کذاب میرے ہاتھ سے فی النار ہوا۔

ہندہ زوجہ ابی سفیان

ابوسفیان کی بی بی ہندہ بنت عتبہ جسنے حمزہ کا کلیجہ نکال کر دانت سے چبایا تھا بہت متخوف تھی اسکا خون بھی مسلمانون کو جائز کردیا گیا تھا۔ فتح مکہ کے دن بہت سے مرد اور عورتین مسلمان ہوئین۔ مورخین لکھتے ہین کہ عورتون کی بیعت

کے لیے آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا رکھ لیا تھا تا غیر عورت کے جسم سے آنحضرتؐ کا جسم مس نہ ہو اور بعض کہتے ہین کہ ایک برتن مین پانی رکھ کر آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُسمین ڈال دیا تھا جو عورت بعیت کرتی تھی اُسی پانی مین وہ بھی ہاتھ ڈال دیتی تھی اسی حالت بعیت مین وہان ہندبھی برقعہ پوش آئی اور بعیت سے مشرف ہو گئی۔

قطع ید سارقہ

۲۶ شوال تک آپ مکہ مین مقیم رہے اس اثنا مین ایک بڑے گھرانے کی عورت چوری مین گرفتار ہوئی۔ آنحضرتؐ نے اُسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ بہت سے لوگ سفارشی ہوئے آنحضرتؐ نے کچھ نہ سُنا اور فرمایا کہ " امیر اور غریب سب کے ساتھ اللہ کے حدود مساوی ہین۔ پہلی اُمتون مین اسی سے تو خرابی واقع ہوئی کہ لوگون نے غریبون ہی کے لیے تمام قاعدے نافذ کیے اور بڑے لوگون کے لیے کوئی قید نہ تھی۔ قسم ہو اُس خدا کی جسکی ید قدرت مین محمد کی جان ہو اگر محمد کی لڑکی فاطمہ چوری کرے تو اُسکا ہاتھ بھی اسی طرح کاٹا جائیگا " اسکے بعد وہ عورت نیک چلن رہی اور آنحضرتؐ اُسپر مہربان رہتے تھے۔ یہین سے مسلمانون نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہو کہ گنہگارون کا سزا پانا ہی اچھا ہو اُنکے لیے سفارش درست نہین ہو۔ اور بعض کہتے ہین کہ گنہگار شریر اور موذی نہ ہو اور اتفاقیہ اُس سے کوئی جُرم سرزد ہو جائے تو تعذیر مین شفاعت درست ہو۔

کعبہ کے بت

فتح مکہ کے بعد جتنے بت اور انبیاء کی تصویرین خانہ کعبہ مین تھین سب ضایع کر دی گئین اور مٹا دی گئین۔ خود آنحضرتؐ اس کام پر بہ نفس نفیس موجود تھے۔ حتیٰ کہ جو بُت طاق پر تھے اُنکے توڑنے کے لیے حضرت علیؓ کو اوپر چڑھایا اور اپنی کتف مبارک کو علیؓ کے چڑھنے کے لیے زینہ بنایا۔ خالد بن ولید۔ سعد بن زید اور عمرو بن عاص

وغیرہ گرد و نواح کے بُت مسمار کرنے کے لیے مامور کیے گئے۔

بنو خذیمہ علیلم

مکہ ہی سے آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو یلملم کی طرف قبیلہ بنی خذیمہ کی ہدایت کے لیے بھیجا انمین سے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جو باقی تھے اُنکو اسلام پر ترغیب دینا منظور تھی خالد نے وہان کے مسلمانون سے مقابلہ کیا۔ مسلمان لڑنے سے کنارہ کرتے تھے اور اپنے اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن خالد نے اُن بے گناہون کے خون بہانے سے دریغ نہین کیا۔ خالد نے عندالاستفسار بیان کیا کہ مین نے اُنکے اسلام کو باور نہین کیا۔ اور بعض مورخین لکھتے ہین کہ خالد کے دل مین ایام جاہلیت کا بغض تھا یہ موقع بدلہ لینے کو غنیمت سمجھا گیا۔ کچھ روز تک آنحضرتؐ بھی خالد سے ناخوش رہے۔ ان سب بے گناہون کے خون کی دیت بیت المال سے دی گئی۔ اخیر مین خالد نے اپنی صفائی کرائی اور غلطی رائے پر سب بلا ٹل گئی۔

خالد کی غلطی

مکہ مین خبر پہونچی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے مسلمانون سے لڑنے کے لیے طیار ہین اور کہتے ہین کہ قریش شہر کے رہنے والے فن جنگ سے واقف نہ تھے جب ہی مسلمانون نے اُنکو دبا لیا۔ آنحضرتؐ کو یہ خبر پہونچی تو آنحضرتؐ نے جنگ کا سامان کیا۔ بارہ سولہ ہزار کی جمعیت سے آنحضرتؐ مکہ سے نکلے۔ وادی حنین (جو ایک مقام مکہ اور طائف کے بیچ مین ہے) تک مسلمان پہونچے تھے کہ اُدھر سے غنیم کی فوج بھی آگئی رات کو ان سبھون نے جابجا پہاڑ کے درون مین خود کو چھپا لیا اور مسلمان اس سے واقف نہ تھے۔ صبح کو راستہ کی تنگی کی وجہ سے مسلمان متفرق ہو کر آگے بڑھے اسی اثنا مین دشمن کمینگاہ سے نکل پڑے۔ اور ایسے نکلے کہ مسلمانون کو حیرت سی ہو گئی۔ لڑنے کا موقع نہ تھا مسلمان بھاگ چلے۔ فتح مکہ کے بعد جو لوگ مسلمان

غزوۂ حنین

مسلمانونکی ہزیمت

ہوئے تھے اُنکے اسلام مین بالکل ضعف تھا زیادہ تر وہی بھاگنے کے سبب ہوئے اور پھر وہی مسلمانون پر استہزا بھی کرنے لگے۔ آنحضرتؐ کے پاس لوگ بہت کم رہ گئے تھے۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث اور حضرت عبداللہ بن مسعود یہی چار شخص دشمنون کی زد سے آنحضرتؐ کو بچاتے تھے۔ اس حالت مین ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے خود حملہ کرنا چاہا لیکن اِن اصحاب نے روک رکھا۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی۔ آنحضرتؐ کے کہنے پر اُنھون نے مسلمانون کو پکارا۔ مسلمان آواز پہچان کر جمع ہونے لگے۔ کفار نے خود مین مقابلہ کی تاب نہ پاکر گریز کی۔ فتح مسلمانون کے ہاتھ رہی۔ لیکن ابتدا مین ذرا سی ہزیمت اس نخوت کا نتیجہ تھی جو کفار کی قلت پر مسلمانون کے دل مین تھی۔ نخوت بہت بُری شی ہے اکثر یہ دھوکا دے دیتی ہے۔ اس لڑائی مین چار مسلمان کام آئے اور ستر کفار مارے گئے۔

پھر مسلمانون کا فتحیاب ہونا

سریہ ابوعامر

بھاگنے والون کے تعاقب مین ابوعامر اشعری روانہ کیے گئے۔ اوطاس مین یہ مارے گئے اور پھر انکے بھتیجے ابوموسی کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

غزوہ طائف

حنین سے کفار بھاگ کر طائف چلے گئے۔ آنحضرتؐ خود وہان تشریف لے گئے طائف والے قلعہ بند ہوئے۔ اور باہر سے مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ طائف کا محاصرہ عرصہ تک رہا لیکن اُسکی فتح کی نوبت نہین آئی۔ آنحضرتؐ وہان سے واپس آئے کوئی بڑا شخص یہان مارا نہین گیا صرف عبداللہ بن ابی بکر صدیق کی نسبت مشہور ہے کہ وہ تیر سے زخمی ہوکر یہین شہید ہوئے۔

اسکے بعد حنین۔ اوطاس اور طائف کی غنیمت مسلمانون مین تقسیم کی گئی۔ یکہ

عتاب حاکم مکہ

کی طرف آنحضرتؐ نے مراجعت کی۔جعرانہ سے احرام باندھا اور مکہ مین پہونچکر ہر شخص کو مطیع پایا۔انصار کو یہ کھٹکا ہوا کہ اب شاید آنحضرتؐ مکہ ہی مین رہجائین۔لیکن آنحضرتؐ کا خیال ایسا نہ تھا۔مکہ سے آپ مدینہ تشریف لائے اور مکہ مین عتاب بن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا اور اُنکی ماتحتی مین ابو موسی اشعری اور معاذ بن جبل کو احکام شرعی کی تعلیم کے لیے چھوڑا۔بیان کیا جاتا ہے کہ ایک درہم روز عتاب بن اسید کے لیے بیت المال سے مقرر کیا گیا تھا اور یہی گویا اُنکی تنخواہ تھی۔

ابو موسی اور معاذ کا معلم ہونا

حضرت سودہ زوجہ رسولؐ

حضرت سودہ ازواج مطہرات سے تھین۔آپ کی عمر اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ مرد کی صحبت آپ کو درکار نہ تھی۔اور آنحضرت پر بہ حیثیت زوج عادل ہونے کے فرض تھا کہ اُنکے پاس بھی شب باش ہوتے۔آنحضرت نے سودہ کو طلاق دینا چاہا اسپر سودہؓ نے کہا کہ میری آرزو ہے کہ قیامت کے دن ازواج مطہرات مین میرا شمار ہو۔مجھے آپ طلاق نہ دین اور میری باری مین بھی آپ عایشہ کے گھر رہین۔آنحضرتؐ نے اسکو منظور کیا اور سودہ کو طلاق نہین دی۔

ممبر کی تعمیر

اسی سال مین حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے۔زینب بنت رسول نے اسی سال مین وفات پائی۔اب تک آنحضرتؐ ستون سے لگ کر بیٹھتے تھے اور کبھی کبھی کھڑے ہو کر خطبہ سناتے تھے۔اس سال کے اخیر مین لکڑی کا ممبر بنایا گیا۔جسپر خطبہ کے وقت آنحضرتؐ بیٹھنے لگے۔اور اب تک تمام مسجدون مین لکڑی یا اینٹون سے پختہ ممبر اسی کی تقلید مین بنایا جاتا ہے اور خطبہ کے وقت پیش نماز اسی پر کھڑا ہوتا ہے۔

اخیر ۸ھ مین علا بن اخضر کو آنحضرتؐ نے منذر بن ساری حاکم بحرین کے پاس

حاکم بحرین کا مسلمان ہونا

روانہ کیا وہ مسلمان ہوا - اور آنحضرتؐ کی تحریر کے مطابق یہود اور مجوسی سے جزیہ وصول کرنے لگا -

آب آٹھوان سال ختم ہوا اور نوان شروع ہوا - نوین سال آنحضرتؐ کو شہنشاہ عرب کی پوری حیثیت حاصل تھی - مسلمانون پر زکوۃ فرض تھی - ہر متمول مسلمان اپنے سرمایہ کا چالیسوان حصہ بیت المال مین جمع ہونے کے لیے ادا کرتا تھا اور جو مسلمان نہ تھے وہ کچھ رقم خفیف بطور جزیہ کے دیتے تھے - بس یہی خراج تھا جو آنحضرتؐ کے عہد مین رعایا سے وصول ہوتا تھا -

شروع سنہ ۹ھ مین مسلمان قبیلون سے زکوۃ وصول کرنے کو عمال صدقات مقرر کیے گئے - بنو تمیم کے بہکانے سے بنوکعب باوجود مسلمان ہونے کے راہ حق سے منحرف ہو گئے - عامل رسول خوف زدہ ہوکر آنحضرتؐ کے پاس بھاگ آیا یہان سے عئینہ بن حصن مخالفون کی گوشمالی کے لیے تعنات کیا گیا - مخالف مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور کچھ لوگون کو اسیر کرکے مسلمان واپس آئے - اسکے بعد اس قبیلہ کے چند سردار آئے اور خطائین معاف کرا کے قیدیون کو چھوڑا لے گئے -

سریہ عئینہ

قبیلہ بنو المصطلق سچے مسلمان تھے وہ خود زکوۃ لیکر ضرور آنے والے تھے دور سے عامل رسول کو دیکھ کر وہ خود پیشوائی کو نکلے - عامل رسول انکو آتے دیکھ کر سمجھا کہ خیر نہین ہے اور بھاگ کر پیغمبر خدا کے پاس آیا پھر وہ لوگ بھی گئے تو عامل کی غلط فہمی ظاہر ہوئی -

سریہ قطبہ

اسی سال مین قبیلہ خثعم کی طرف قطبہ بن عامر کسی مہم کے لیے تعنات ہوئے تھے فریقین مجروح ہوئے لیکن غلبہ مسلمانون کو ہوا اور کچھ مال غنیمت بھی ہاتھ آیا -

حبشہ کے لوٹیرے

سنہ ۹ھ کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ نواحی حبشہ سے کچھ لوٹیرے جدہ مین اُتر آئے تھے

جہین

انکی سرکوبی کو علقمہ بن محرز تعنات ہوا۔ مسلمانون کو دیکھ کر ڈاکو بھاگ گئے اور لڑائی کی نوبت نہین آئی۔

کثرت ازواج رسولؐ

کثرت ازواج سے جو بے لطفی کبھی کبھی پیدا ہوجاتی ہو آنحضرتؐ بھی اس سے نہین بچے۔ آنحضرتؐ اپنی بیبیون کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ محبت مین تو فرق ضرور تھا لیکن برتاؤ مین کوئی امتیاز نہ تھا اور نہ نفقہ مین کوئی کمی بیشی تھی۔ جب کوئی وافر مال آتا تھا تو اکٹھا سال بھر کا یا ایک معتدبہ زمانہ کا نفقہ آپ سب کو دیدیتے تھے اور پھر اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے۔ کوئی چیز آپ کے پاس رہجاتی تھی تو تردد رہتا تھا۔ ہمیشہ آپ اس طرح رات بسر کرتے تھے کہ کل کے لیے کچھ پاس نہوتا تھا۔ فقر اور توکل پر پورے طور سے عمل تھا۔ یون آپ چاہتے تو شروع سے خدیجہ کے مال کی بدولت آپ کا شمار متمولون مین ہوتا اور شاہ عرب ہونے پر تو فقر پاس نہ پھٹکنے پاتا لیکن آپ اپنی عادت بدلنے کو توکل اور شان پیغمبری کے خلاف سمجھتے تھے اس شاہی حالت مین بھی کبھی کبھی آپ کو فاقہ کی نوبت آتی تھی اور آپ کے متعلقین پر بھی ایسا ہی گزر جاتا تھا۔

آنحضرتؐ کی زوجات مطہرات کے دو فرقے تھے۔ عائشہؓ۔ سودہؓ۔ حفصہؓ اور صفیہ کا ایک غول تھا اور باقی بیبیون کی جماعت الگ تھی۔ اس غول بندی کا یہ منشا نہ تھا کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے لڑتی تھی۔ بس اتنا ہی ہوتا تھا کہ جو رائے ایک کی ہوتی تھی وہی اُسکے ساتھ کی سب عورتون کی ہوتی تھی اور اس طرح کبھی باہمی مذاق اور شکر رنجی کی نوبت بھی پہونچ جاتی تھی۔ اسباب مختلف بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ محقق ہو کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے اپنی بیبیون سے

آنحضرتؐ ازواج سے آزردہ ہوئے

ناخوش ہوکر مہینہ بھر کے لیے مسجد کا حجرہ اپنی آرام کے لیے پسند کیا۔ وجہ کچھ ہی ہو لیکن یہ ضرور تھا کہ بعض بیبیون کا صبر و قناعت نہ کرنا آپ کی خفگی کا سبب ہوا۔ لوگون مین مشہور ہوا کہ آنحضرتؐ نے بیبیون کو طلاق دیدی۔ عائشہ اور حفصہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بیٹیان زیادہ گستاخ یا زیادہ پیاری تھین اور اسلیے انھین کے ناز بیجا یا مقتضاے بشریت نے آپکو کسی وقت ملول کیا ہو تو عجب نہین۔ اس حکایت سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ بیبیان اعلی درجہ کی بیبیان نہ تھین۔ کیا کہنا ہے۔ آنحضرتؐ کے فیض صحبت سے یہ مشرف تھین اور اسلیے انکے اخلاق حمیدہ مین کیا کلام ہوسکتا ہے لیکن بشریت کے اقتضا سے کوئی بشر خالی نہین۔ اگر تمام عمر مین آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ اپنی بیبیون کی تنبیہ کی تو اس سے اُنکے مدارج مین کچھ کمی نہین آسکتی۔ اُسوقت کے حالات ذرا ذرا سے مورخین نے لکھے ہین اگر کوئی بات ناظرین کو مستبعد معلوم ہو تو یون سمجھنا چاہیے کہ وہ لوگ انسان تھے اور انسان ہوکر اگر اتنی ہی کم خطائین اُنسے سرزد ہوئین تو فرشتہ خصلت انسان تھے۔ یہان موقع تھا اسلیے اسقدر لکھدیا ناظرین کو چاہیے کہ تمام بزرگان دین کی وقعت جانچنے مین اس اصول کا ضرور لحاظ رکھین کیونکہ جس طرح بزرگان دین کی تمام بھلائیان مورخین نے لکھی ہین اسی طرح اُنکی بُرائیان بھی ذرا ذرا سی درج کی ہین۔ ہر وقت جو ساتھ رہتے تھے وہ ذرا ذرا سے حالات یاد رکھتے تھے جو بعد کو نہایت صحت کے ساتھ منضبط کیے جاتے تھے۔

لیکن یہ اصول موجودہ زمانہ کے کمالات کی صحیح جانچ کے لیے کافی نہین ہین۔ اخیر زمانہ مین جب مکر و فریب سے کما کھانے کا نام فقر و درویشی قرار پایا تو پھر مریدین نے

پیرون کے خرق عادات لوگون کو سُنا سُنا کر پیر صاحب کو الوہیت کا شریک بنا دیا۔ مثل مشہور ہی "پیران نمی پرند و مریدان می پرانند" مولانا فرماتے ہین "اے بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستی نباید داد دست۔ اس کتاب کے لکھنے کی ایک غرض یہ بھی ہی کہ قوم کو تاریخی حالات معلوم ہونگے تو جہالت کم ہو جائیگی۔ پیغمبر صاحب کے تمام حالات اس کتاب مین درج کیے جاتے ہین۔ پیغمبر صاحب کی امتون مین سے جن بزرگان دین کے حالات پیغمبر صاحب سے بھی بڑھے چڑھے معلوم ہون اُنکی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ مریدون یا ناسمجھ لوگون نے قصداً یا اپنی غلطی سے اسقدر بڑھا دیا ہی۔

کثرت ازواج کا سبب

ایک اعتراض پیغمبر خدا پر یہ کیا جاتا ہی کہ وہ شہوت پرست تھے اُنکو اتنی بہت سی بیبیون کی کیا ضرورت تھی۔ شہوت پرست ہونے کی نسبت تو یہ کہنا کافی ہی کہ آپ کبھی زنا سے متہم نہین ہوئے۔ پچیس ۲۵ برس تک آپ نے کسی عورت سے قربت نہ کی اور عین شباب کو ستر اسی برس کے بڈھون کی طرح کاٹا۔ اسکے بعد شادی بھی کی تو اپنے سے زیادہ سن والی عورت سے کی۔ پینتالیس کے بعد آپ نے عقد نکاح کرنے شروع کیے۔ مرتے دم سات بیبیان موجود تھین لیکن ان بیبیون مین بجز حضرت عائشہ کے اور کسی بکر سے آپ نے عقد نہین کیا برابر بیواؤن ہی سے عقد کیا۔ سب سے زیادہ آپ عائشہ کو چاہتے تھے لیکن ساتھ ہی عدل کا بھی خیال رکھتے تھے۔ اِن عورتون کا بڑھنا گویا حضرت عائشہ الیسی پیاری بی بی کی ملاقات مین فرق ڈالنا تھا اور اسیلیے یہ قیاس کہ یہ عورتین لطف بڑھانے کے لیے عقد نکاح مین لائی گئین بالکل قایم نہین ہوتا۔ جس فقر و فاقہ سے آپ بسر کرتے تھے وہ اظہر

سن الشمس ہی نہ آپ کی زوجات کے گھر درست تھے نہ اُنکے پاس اور کوئی سامان عیش و نشاط کا تھا۔ کیا شہوت پرستی کے یہی نشان ہین کہ مسن بیوائین گھر مین بند کرکے اُنکے ساتھ چٹائی چمڑے کی کھال پر سویا جائے اور فقر و فاقے سے بسر کی جائے؟ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ پھر اتنی بہت سی بیبیون کے بڑھانے کی کیا ضرورت تھی؟ اسکا جواب تھوڑے غور کے بعد بخوبی سمجھ مین آسکتا ہی۔ آنحضرتؐ قانون ربّانی جاری کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ قرآن تو گویا ایک اصول کی کتاب ہی۔ فقہ کے مسئلے حدیث کو قرآن کے ساتھ ملاکر پیدا کیے گئے ہین۔ حدیث نقل کرنے کے ذریعہ تھے اصحاب غیر عورتون سے صحبت رکھنا مناسب نہ تھی اور جو باتین فقہ کی عورتون کے متعلق ہین وہ مردون کے سامنے بیان کرنے کی نہین تھین اور نہ مردون کے پوچھنے کی تھین۔ یہی باعث تھا کہ اتنی بہت سی عورتین آنحضرتؐ کے پاس تھین جنکی بدولت آج حیض نفاس۔ طہارت وغیرہ وغیرہ کے مسئلے اور نیز بہت سی مفید باتین ازواج مطہرات سے دوسری مسلمان عورتون کو معلوم ہوئین اور پھر اُنکے ذریعہ سے عام مسلمانون مین پھیلین۔ ایک یہ غرض بھی تھی کہ لوگ بیواؤن سے عقد کرنے مین عیب نہ سمجھین۔ بکر کے ساتھ نکاح کرنا ہر زمانہ مین انسانی طبیعت کا مقتضا رہا ہی۔ پیغمبر خدا نے چاہا کہ لوگون مین بیواؤن کے عقد ثانی کی تحریص اپنے فعل سے پیدا کرین۔ باوجود اسکے آنحضرتؐ کے بعد ہی ایران مین "زن بیوہ مکن اگرچہ حور است" کا مقولہ جاری ہوا۔ اور پھر ہندوستان مین آکر تو بیواؤن سے عقد کرنا بند ہی ہوگیا۔ اگر پیغمبر صاحب کی سنت نہ ہوتی تو شاید شرعی تحریم بھی قایم کرلی جاتی۔ یہ غلط مشہور ہی کہ ہند کے مسلمان اپنی بیوہ بہنون اور بیٹیون لڑکیون کا عقد نہین کرتے وہ خوشی سے کرین لیکن کوئی منظور بھی کرے۔ کیا وہی دہی کرتے

پھرین خدمتگارون کے سر منڈھ دین - بیچارے کیا کرین؟ مین (مولف) دعوی سے کہتا ہون کہ کوئی کفو والا عزت دار کھانے پینے سے خوش راضی ہو تو جس بیوہ سے عقد کرنا چاہے مین کرادون - بیوہ کے والدین کو بھی کوئی تامل ہو تو مین اسکا ذمہ دار ہون - بیواؤن کے ساتھ شادی کرنے مین تو لوگ خود رُکتے ہین اور مشہور یہ کر رکھا ہے کہ بیوہ لڑکیون کے بیاہنے پر اُنکے اولیا راضی نہین ہوتے - چھوٹی چھوٹی حیثیت کے آدمی بھی اپنے لیے بکر ہی تلاش کرتے ہین اور یہ نہین سوچتے کہ شاہ دارین محمد مصطفےؐ کے عقد مین بجز حضرت عائشہؓ کے تمام بیوائین ہی بھری تھین - ایک ملکی مصلحت بھی ان بیاہون مین شامل تھی وہ یہ کہ مختلف قبیلون مین شادی کرنے سے آنحضرتؐ سمجھتے تھے کہ مسلمانون کے جان نثارون کا گروہ بڑھ جائیگا - اُسوقت کے دستور کے مطابق ایسا خیال ایک ملکی مسئلہ تھا اور بڑے مصالح پر مبنی تھا - (دیکھو فصل پنجم باب ہذا) -

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اصل بات سُنیے کہ عمر بن خطاب پیغمبر خداؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کچھ تمسخر کی باتین یا دل بہلانے والی باتین کرکے آنحضرتؐ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے بیبیون کو طلاق نہین دی ہے - چنانچہ ایک مہینہ کے بعد آنحضرتؐ اپنی بیبیون کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنے لگے جیسا پہلے تھا

آنحضرتؐ کا برتاؤ گھر والون سے

آپ کا قول تھا کہ "خیرکم خیرکم لاہلہ وشرکم شرکم لاہلہ" اپنے گھر والون کے ساتھ جو اچھا ہے وہ سب سے اچھا ہے اور جو اُنکے ساتھ بُرا ہے وہ سب سے بُرا ہے - اور اس قول پر آپ کا عمل پورے طور پر تھا - بیبیون کے ساتھ - بچون کے ساتھ - اعزہ کے ساتھ اور اصحاب کے ساتھ - جتنا عمدہ برتاؤ آپ کا تھا اُسکی مثال مشکل سے مل سکتی ہے -

رجم غامدیہ
ایک مسلمان زن غامدیہ پیٹ مین حمل حرام لیکر حاضر ہوئی اور سنگسار ہونے کی خواستگار ہوئی - بدکاریون کی زندہ شہادت اُسکے پیٹ مین تھی - لڑکا پیدا ہوا اور دودھ مان کا پیتا رہا جب وہ دانہ کھانے لگا اُسوقت عورت پر حد رجم جاری کیا گیا اور پیغمبر خدا نے اُسکے جنازے کو حرمت کے ساتھ دفن کروایا اور ایسا برتاؤ اُسکے ساتھ کیا کہ گویا وہ توبہ کرنے سے گناہون سے پاک ہوگئی -

غزوہ تبوک
شام سے کچھ لوگون نے آکر بیان کیا کہ نواحی شام مین وہان کے بادشاہ کی طرف سے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا سامان ہو رہا ہے - آنحضرتؐ علیؓ ابن ابی طالب کو مدینہ مین خلیفہ کرکے خود شام کی طرف چلے - اس سفر کا اعلان عام طور پر کیا گیا - اور متمول مسلمانون سے تہیہ سفر کے لیے مدد بھی مانگی گئی - حضرت عثمان بن عفان کچھ مال تجارت شام کی طرف بھیجنا چاہتے تھے وہ سب اُنھون نے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کردیا - آنحضرتؐ اُنکے اس فعل سے بہت ہی محظوظ ہوئے کیونکہ اُسوقت سب سے زیادہ مدد عثمان ہی سے ملی - حضرت ابوبکرؓ صدیق تمام گھر کی دولت اُٹھا لائے

اصحاب کبار کی اعانت
اور کہا کہ بال بچون کو خدا کے سپرد کردیا ہے - حضرت عمرؓ بن خطاب اپنی تمام دولت کا نصف لائے - غرضکہ بہت سے لوگون نے اسی طرح مدد کی لیکن پھر بھی فوج تبوک کیلیے یہ مدد کافی نہ ہوئی اور راستہ مین بھوک کی تکلیف مسلمانون کو اُٹھانی پڑی فوجی سامان صرف اسقدر درست ہوسکا کہ آنحضرتؐ نے کہا کہ تم لوگ اپنے جوتے

آنحضرتؐ کا فوجی امور سے واقف ہونا
درست کرلو کہ پاؤن مین جوتا رہنے سے آدمی سوار کے حکم مین رہتا ہے اسوقت نپولین بونا پارٹ کا دستور یاد آتا ہے کہ وہ سب کے پہلے سپاہیون کے جوتے پر نظر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ سپاہیون کے جوتے درست ہون تو کپڑون کی کچھ پروا نہین -

منافقین مدینہ کہنے لگے کہ محمدؐ نے اپنے عزیز کو اس سخت سفر میں ساتھ نہیں لیا اسلیے حضرت علیؓ ابن ابی طالب بھی راستہ میں آنحضرتؐ سے جا ملے اور کہنے لگے کہ جب میں تمام غزوات میں شریک رہا تو اسمیں کیوں پیچھے رہوں - یہ سفر دور دراز تھا اور بہت سخت تھا - اسکے متعلق مورخین نے بہت سی حکایتیں اور نقلین لکھی ہین اور یہ ایک اہم سفر خیال کیا جاتا ہے چشمہ تبوک کے پاس مسلمانون کی فوج جا کر ٹھہری اور وہان معلوم ہوا کہ مسلمانون کے مقابلہ کے لیے کچھ بھی طیاری نہیں کی گئی تھی کسی سے مقابلہ نہیں ہوا اور نہ کچھ مال غنیمت حاصل ہوا مسلمان جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آئے - غزوہ تبوک آخری غزوہ تھا اسکے بعد پھر آنحضرتؐ کو کسی لڑائی میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا -

حضرت علیؓ بھی جا ملے

راہ میں خالد بن ولید کو آنحضرتؐ نے اکیدر بن عبدالملک نصرانی پر چڑھائی کرنے کو روانہ کیا - خالد گئے اور ظفریاب پھرے -

سریہ خالد

اسی سال نجاشی کا مرنا آنحضرتؐ کو معلوم ہوا - آپ نے کہا کہ اسکے لیے دعاے خیر کرو کہ وہ مسلمان تھا اور بعض لکھتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مدینہ ہی میں اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی -

اس سال میں عرب کے مختلف مقامات سے لوگ آکر مسلمان ہوئے اور پھر اپنے وطن پہونچ کر اسلام پھیلانے کی کوششین کین - اب مسلمان ہونا یا عام طور پر اسلام کی دعوت تمام عرب مین رائج ہو چلی تھی - وفود (لوگون کا ایمان لانے کے لیے آنا) کی وجہ سے اس سال کو سنۃ الوفود کہتے ہین -

سنۃ الوفود

ام کلثوم دختر رسولؐ نے اسی زمانہ مین وفات پائی - حضرت ابوبکرؓ صدیق مسلمانوں

کے سردار ہوکر حج کعبہ کے لیے مکہ روانہ کیے گئے۔ پہلے آنحضرتؐ نے اپنی قربانی کے
کے اونٹ ابوبکرؓ کے حوالے کیے تھے لیکن پیچھے سے حضرت علیؓ کو بھی بھیجا مسلمانوں کا
امیر کرکے نہین بلکہ صرف اس لحاظ سے کہ قربانی رسولؐ کی جانب سے رسولؐ کا عزیز
کرے تو اچھا ہی۔ آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق حضرت علیؓ نے چار باتون کا اعلان کیا

(۱) غیر مومن بہشت مین نہ جائیگا۔

(۲) برہنہ کوئی طواف نہ کرے۔

(۳) آیندہ کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔

(۴) جن کافرون سے آج تک کوئی عہد نہین ہوا آیندہ اُنسے کوئی عہد مسلمانون کی جانب سے نہ ہوگا لیکن کافرون کا خون بہانا بھی اشہر حرام مین روا نہوگا

اب دسوان سال شروع ہوا۔ اس سال مین طی۔ خولان۔ فدامان۔ فدعامد وغیرہ بڑے بڑے قبیلے مسلمان ہوئے۔

مباہلہ عیسائی نجران

نجران کے عیسائیون کے پاس آنحضرتؐ نے خط بھیجا اُنہین سے چودہ آدمی مدینہ مین آئے۔ حضرتؐ سے جب گفتگو آئی تو یہ لوگ اسلام پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ آنحضرتؐ سے کچھ گستاخی سے پیش آئے۔ آنحضرتؐ نے کہا کہ " عیسیٰ اللہ کے نزدیک ایسا ہی تھا جیسا کہ آدم کہ مٹی سے اُسے بنا کر کہا " ہوجا وہ ہوگیا عیسائیون نے کہا کہ نہین وہ خدا کا بیٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے کہا اگر تم سچے ہو مباہلہ کرو یعنی تم لوگ میرے ساتھ میدان مین چلو اور میرے ساتھ میرے گھر کے لوگ بھی ہون۔ الگ الگ بیٹھ کر ہم دونون کہین کہ جو جھوٹا ہو اُس پر اللہ کی مار پڑے۔ اُسوقت اتنا ہی ہوکر رہ گیا۔ دوسرے دن آنحضرتؐ صبح کو حضرت علیؓ۔ حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کے

ساتھ گھر سے نکلے اور اُنکو یہ سمجھانے لگے کہ جب میں دعا کرون تو تم آمین کہنا غالباً پنجتن کا مضمون اسی واقعہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ عیسائیون نے آنحضرت کی مستعدی دیکھ کر خوف کھایا اور آپس مین کہنے لگے کہ رسول خدا سے شرط ٹھیک نہین ایسا نہ ہو کہ آسمان سے کوئی بلا نازل ہو۔ نصرانیون نے کہا " ابا القاسم (محمدا) ہم آپ سے مباہلہ نہین کرسکتے" آنحضرت نے کہا کہ مباہلہ نہین کرتے تو اسلام قبول کرو۔ اور پھر تم بھی اور مسلمانون کی طرح ہوجاؤ۔ اُنھون نے کہا یہ ہم سے نہ ہوگا۔ آنحضرت نے کہا کہ اچھا ہم سے لڑائی کرو۔ اُنھون نے کہا کہ لڑنے کی ہم مین طاقت نہین لیکن بطور جزیہ کے کچھ ادا کرنا منظور ہے اور یہی اُنسے معاہدہ ہوا۔ چلتے وقت اُنھون نے ایک امین مانگا۔ آنحضرت نے ابو عبیدہ بن الجراح کو منتخب کیا۔ حضرت ابو عبیدہ کا منصب آج کل کی اصطلاح کے مطابق پولٹیکل ایجنٹ یا رزیڈنٹ کا سا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب کو امین کے لفظ پر یہ خیال تھا کہ دیکھیے کسکو آنحضرت امین سمجھتے ہین اور ابو عبیدہ کے انتخاب پر آپ کو یہ خیال بھی گزرا کہ مین کیون نہ منتخب ہوا اور اسی خیال نے خلافت کے بعد ہی خالد بن ولید کی جگہ پر ابو عبیدہ کو حضرت عمرؓ سے مقرر کروایا جسکا تذکرہ آیندہ آئیگا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ نجران کے نصاری تھوڑے سے ہی دنون کے بعد مسلمان بھی ہوگئے۔

باذان حاکم یمن کی وفات

اسی سال مین باذان حاکم یمن نے وفات پائی۔ اور بجائے اُسکے شہر بن باذان عامر بن شہر ہمدانی۔ ابو موسی اشعری۔ علی ابن امیہ اور معاذ بن جبل ارزائی پانچ شخص مقرر ہوئے اور یمن کے حصون کا علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا۔ اور پھر حضرت علیؓ بن ابی طالب یمن کی طرف سوارون کے ساتھ روانہ کیے گئے اور یہ تاکید کی گئی کہ

اصحاب رسول اور علیؓ کا یمن کی طرف جانا

جب تک کوئی مقابلہ کی ابتدا نہ کرے تم ہتھیار نہ اُٹھانا۔

بریدہ اور علی اس سفر میں بریدہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا۔ اسنے پھر کر کچھ شکایت حضرت علیؓ کی آنحضرتؐ سے کی۔ آنحضرتؐ نے کہا علیؓ کو بُرا نہ سمجھو میں اُس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے اور وہ تمھارا والی بھی ہے۔ بریدہ کا بیان ہے کہ اسکے بعد دنیا میں علیؓ سے زیادہ کوئی دوسرا مجکو پیارا نہ تھا۔ یمن میں قبیلہ ہمدان کے سب لوگ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے آنحضرتؐ نے یہ خبر سُنکر سجدہ شکر ادا کیا۔

حجۃ الوداع آنحضرتؐ نے حج کا احرام باندھا ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان ساتھ تھے۔ علیؓ بھی یمن سے آکر شریک ہوگئے تھے۔ تمام بیبیاں آنحضرتؐ کے ساتھ تھیں حضرت فاطمہؓ بھی ساتھ تھیں۔ بروز شنبہ ۲۵۔ ذیقعدہ ۱۰ھ کو آنحضرتؐ مدینہ سے چلے۔ بے سِلا ہوا کپڑا یعنی تہمت اور چادر سے احرام باندہا۔ عرفہ کے دن آنحضرتؐ نے اونٹ پر سوار ہوکر نہایت بلیغ خطبہ سُنایا اور عام طور پر پند و نصایح کے کلمات کہے۔ سب سے زیادہ آپس میں لڑنے جھگڑنے کی ممانعت کی۔ عورتوں اور

ہدایات نصیحت مردوں کے طریقہ گزران کی بنسبت بہت کچھ ارشاد فرمایا[۱]۔ احکام قرآن کے مطیع رہنے کی سخت تاکید کی۔ پھر لوگوں سے پوچھا کہ قیامت کے دن اگر تم سے پوچھا جائے کہ محمد تم میں کیسا تھا تو کیا جواب دوگے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ اُس نے

[۱] دیکھو امن قایم ہونے کے بعد ہی عورتوں کے مدارج بڑھانے کی طرف پیغمبر خدا متوجہ ہوئے عورتوں کا اعزاز جو مسلمانوں کے وقت میں بڑھا اُس پر اب تک مسلمان مورخوں کو ناز ہے۔ اب مسلمانوں میں جو عورتوں کی سچی عزت مفقود ہے اسکا سبب یہ ہے کہ قوم سے تمام اچھی باتیں مفقود ہو گئیں ہیں۔ وہ کون سی خوبیاں ہیں جو موجود ہیں۔ اور کون سی برائیاں ہیں جو موجود نہیں ہیں۔ ہم اپنے اعمال اور افعال کے اعتبار سے ہیں غلاموں میں جتنی باتیں ہونی چاہیں وہ ہم میں ہیں۔ ایک مردہ قوم سے اور کیا توقع کیجا سکتی ہے۔ یورپ میں جسطرح اپنی بیبیوں سے برتاؤ رکھتے ہیں اسیطرح مسلمان اپنی بیبیوں کی عزت اور خاطرداریاں کرتے تھے بلکہ چند اعتبار سے

رسالت اور امانت کا حق ادا کیا۔ ارشاد او نصیحت کی شرط پورے طور پہ بجا لایا۔
اسی حالت مین حضرت عبداللہ ابن عباس کی ماں نے دودھ کا بھرا پیالہ بھیجا اور
آنحضرتؐ سے اُسے پی لیا۔ آنحضرتؐ نے اُس روز فرمایا کہ مین سنے اور میرے پہلے
تمام پیغمبرون نے جو کچھ کہا سب سے بہتر کلام "لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ۔
لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیٔ قدیر" ہی۔ یعنے سواے اللہ کے دوسرا نہین
وہ تنہا ہی اور اپنا شریک نہین رکھتا۔ ملک اُسکا ہی اور تعریفون کا سزاوار وہی ہی کیونکہ
تمام چیزون پر اُسی کو قدرت ہی۔ واہ کیسا پرمعنی جملہ ہی اسپر یقین رکھنے والا دنیا مین
کبھی مغموم نہین رہ سکتا ہی۔

اُسی روز آیت "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً" اُتری جسکا ترجمہ ہی۔ آج مین نے تم لوگون کے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اپنی نعمت تم پر پوری کی۔ تمھارے لیے دین اسلام کا مین نے پسند کیا۔ اور اس آیت سے سمجھا گیا کہ پیغمبر خدا کی وفات کا زمانہ قریب ہی کیونکہ تکمیل دین کے بعد رسول کے رہنے کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند مہینون کے بعد آنحضرتؐ نے دنیا سے رحلت کی۔ اس حج کے بعد پھر آنحضرتؐ کا مکہ مین آنا نہ ہوا اسلیے اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اس خیال سے کہ یہی ایک بارونق حج حضرتؐ کی موجودگی مین ہوا حجۃ الاسلام بھی اسکا نام رکھا گیا ہی۔ اس حج مین آنحضرتؐ نے اپنے سر کا بال مونڈوایا تھا۔ بال ہوا مین پریشان ہونے نہین پایا مسلمانون نے اپنے پاس تیمناً رکھ لیا۔ آج گھر گھر موے مبارک کی زیارت ہوتی ہی جنمین سے اکثرون کی نسبت لوگ فرضی ہونے کا گمان بھی کرتے ہین۔ شاید اسی واقعہ سے

الیوم اکملت لکم دینکم

موے مبارک کو تبرکاً رکھنے کی ابتدا ہوئی ہے۔

قرآن اور اہل بیت

حضرتؐ نے لوگون سے کہا کہ قرآن اور اہل بیت یہ دو چیزین ہم تم لوگون کے لیے سب سے بڑی چیز چھوڑتے ہین اسکا منشا بظاہر یہ تھا کہ قرآن تمھارے لیے ایسا عمدہ قانون چھوڑتا ہون جو ضروریات زندگی مین تمھارا سب سے بڑا رفیق ہے۔ اور قرآن کے سمجھانے کے لیے اہل بیت یعنی میرے گھر والے عموماً سب سے زیادہ قابل ہین کہ فیض صحبت نے انھین دوسرے اصحاب سے زیادہ تر فیضیاب بنا رکھا ہے اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ آیندہ چل کر ایک زمانہ اپنے کو سید (آل رسولؐ) بنا کر اپنی پرستش کرائے تو اچھا ہے۔ لیکن اس کہنے کا یہ منشا بھی نہین ہے کہ اگر کسی کو آل رسولؐ سمجھکر اُس محبت کے جوش مین جو رسولؐ کے ساتھ ہر شخص کو ہونا چاہیے کوئی سلوک کیا جائے تو یہ عمل بیکار رجائے گا۔

علی مولاہ

اسی موقع پر آنحضرتؐ نے یہ بھی کہا تھا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" جسکا مین مولا ہون علی بھی اُسکا مولا ہے۔ زمانہ وفات قریب تھا اسلیے مسلمانون کی آیندہ رہنمائی کے لیے یہ سب باتین اس طور پر کی گئین جس طرح عموماً مرنے والے وصیت کے طور پر وقتاً فوقتاً اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے ہین۔ اسمین کلام نہین کہ ادہر دس بارہ برس کے اندر یعنی ہوش سنبھالنے کے بعد حضرت علیؓ سے ایسے ایسے نمایان کام ہوئے اور اشاعت اسلام مین ایسی کچھ مدد ملی کہ آنحضرت کے نزدیک یہ بہت زیادہ ممتاز اور پیارے تھے جو خونی تعلق آنحضرتؐ کو انکے ساتھ تھا اُس سے قطع نظر کرکے دیکھیے جب بھی مسلمانون کی جماعت مین حضرت علی سے زیادہ کوئی دوسرا ہمہ صفت موصوف نہ تھا۔ شجاعت۔ تہور۔ امیدون کے دن

عنفوان شباب - راستی - اتقا - دانشمندی - سخاوت - توکل - اسلام کے جان نثار - محمدؐ پر جان قربان کرنے والے - جس پہلو سے دیکھو یہ شخص اپنا ثانی نہین رکھتا تھا اُنکو پیغمبری کا درجہ نہین ملا ورنہ ہارونؑ نے موسیٰؑ کے ساتھ اتنا نہین کیا جتنا علیؓ نے محمدؐ کے ساتھ کیا - انگریز مورخ بھی اس مرد میدان کے مداح ہین - بعض مسلمانون نے انکی محبت کو جزو ایمان سمجھ رکھا ہے -

ذوالکلاع

آنحضرتؐ کی دیکھا دیکھی اور بھی چند لوگون نے جھوٹے دعوی نبوت کے پیش کیے - طائف کا ایک بادشاہ ذوالکلاع تو نمرود کی طرح اپنے کو خدا ہی کہلانے لگا - لوگ اسکو سجدہ کرتے تھے اور وہ لوگون سے بالکل الگ ایک بڑی شان سے رہتا تھا آنحضرتؐ کو یہ خبر ملی تو جریر ابن عبداللہ وہان روانہ کیے گئے لیکن اُنکے واپس آنے کے پہلے آنحضرتؐ کا انتقال ہو چکا تھا اسلیے یہ معاملہ یونہین رہ گیا - عمر ابن خطاب کے عہد خلافت مین ذوالکلاع مدینہ آکر اپنے ۱۸ ہزار غلامون کے ساتھ مسلمان ہوا اور پھر اُن غلامون کو آزاد کرکے اور اپنی بادشاہت سے الگ ہو کر اُسنے عام لوگون کی سی زندگی اختیار کی - ایک راوی کہتا ہے کہ ذوالکلاع کو مین نے اُس حالت مین دیکھا تھا جب لوگ اُسے سجدہ کرنے کے لیے مہینون انتظار کرتے تھے اور پھر اُسی ذوالکلاع کو مین نے اخیر مین دیکھا کہ قصاب کی دوکان سے خود گوشت خرید کر گھوڑے کی زین مین لٹکا رہا تھا -

ابراہیم کی موت

اُسی سال مین ابراہیم ابن رسولؐ نے انتقال کیا - اس لڑکے سے آنحضرتؐ بہت مانوس تھے اسکے مرنے پر آپ کو بہت رنج ہوا لیکن کیا کرتے - مشیت ایزدی سمجھے کہ خدا کو منظور نہین ہے کہ دنیا مین پیغمبر کی اولاد ذکور کا سلسلہ قایم ہو -

آنحضرتؐ کی بیماری

حج سے واپس آکر آنحضرتؐ بیمار پڑے۔ بیماری کی خبر پھیلی تو باغیون نے سر اُٹھایا اور اِن باغیون کے بعض سردارون نے بھی اپنے کو رسُول خدا ظاہر کیا اور سمجھے کہ محمدؐ کی طرح ہم لوگون کو بھی کامیابی حاصل ہو جائیگی۔ نام اِن کاذب رسولون کے مسیلمہ بن ثمامہ۔ طلیحہ بن خویلد اسدی اور اسود بن کعب تھے۔ حارث کی ایک لڑکی سجاح نام بھی پیغمبر خدا بنی تھی۔

مسیلمہ کذاب

اِنمین مسیلمہ سب سے زبردست تھا مسلمان مورخ اسے مسیلمہ کذاب لکھتے ہین یمامہ مین اسنے خروج کیا۔ کوئی لاکھ آدمی تک اسکا معتقد تھا۔ یہ بہت بڑا شعبدہ باز تھا لوگون سے کہتا تھا کہ مین رسالت مین محمدؐ کا شریک ہون۔ اُسنے کہا کہ آپ رسول بیشک ہین لیکن مسیلمہ بھی رسول ہے اور آپ کا شریک ہے۔ آنحضرتؐ نے کہا قاصدون کے مارنے کا دستور نہین ہے ورنہ تو یہان سے زندہ نہ جاتا۔ آنحضرتؐ کے بعد جب خالد بن ولید کو ابوبکر صدیقؓ نے اسکی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تو کوئی چالیس ہزار آدمی اسکے ساتھ لڑنے والے تھے۔ خالد ابن ولید کے پاس صرف بیس ہزار فوج تھی۔ مسیلمہ کے دس ہزار ساتھی مارے گئے اور ایک ہزار مسلمان کام آئے۔ مسلمانون کو یہ پہلی ہزیمت تھی جو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ مین نصیب ہوئی۔ اخیر مین مسیلمہ کے ساتھیون کے پیر اُٹھ گئے اور مسلمانون نے تعاقب کیا۔ آگے بڑھ کر مسلمانون نے اُسے گھیر لیا اور حبشی قاتل حمزہ نے اُسکا کام تمام کیا۔

سجاح

سجاح ایک عورت بنی تغلب سے تھی اسنے بھی دعوی نبوت کیا۔ لوگ گرویدہ ہونے لگے۔ لوگون کی گرویدگی کچھ عقیدت سے نہ تھی بلکہ محمد رسول اللہ کی دشمنی لوگونکو بھکا کر "اپنا کعبہ الگ بنائین گے" پر عمل کرواتی تھی۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی جاہل تھے

کہ فی الواقع سچے دل سے معتقد تھے۔ بات یہ تھی کہ آنحضرتؐ کی کامیابی دیکھ کر بعض چالاک اور شعبدہ باز لوگون نے اپنا رنگ الگ جمانا چاہا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مسلمان تھے مگر صحبت محمدی سے فیض نہین پایا تھا۔ اُنکے بہکنے کے لیے شعبدہ بازیان بڑا کام کر گئین وہ سمجھتے تھے کہ بنی اسرائیل کی طرح اس زمانہ مین متعدد نبی ہون تو کیا عجب ہے۔ یہین سے یہ بات نکلتی ہے کہ اچھے آدمیون کے جانچنے کے لیے صرف اُنکے اخلاق و اطوار پر لحاظ کرنا چاہیے۔ خرق عادات اور کرامات پر نظر ڈالنا بالکل فضول ہے۔ حسن اخلاق مین یہ کوئی نسبت آنحضرتؐ سے نہ رکھتے تھے لیکن شعبدہ بازیون مین ایسے اُستاد تھے کہ جاہل پھنس ہی جاتے تھے۔ اسلام مین اگر ایسی کرامتین کچھ قابل لحاظ ہوتین تو آنحضرتؐ کے زمانہ مین جو پیغمبر پیدا ہوئے تھے وہ کذاب نہ کہلاتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس زمانہ مین بہتیرے مکّار مسلمانون کی صورت مین مسیلمہ کذاب اور اسود سے بھی بدتر ہین۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اب اصل حال سُنیے کہ مسیلمہ نے حکمت عملی سے اُس عورت کے ساتھ عقد کر لیا۔ اس عقد نے مسیلمہ کو اور بھی قوت پہونچائی مسیلمہ کے مرنے پر سجاح ایک گمنام حالت مین رہی اور پھر معاویہ کے عہد مین مسلمان ہو کر مری۔

اسود

اسود ایک شعبدہ باز اور کاہن تھا۔ کاہن کو نجومی۔ رمّال یا مسمریزم کے عمل جاننے والے کے قریب سمجھو۔ اسنے بھی خود کو پیغمبر ظاہر کیا اور باذان کے مرنے پر صنعا یمن کی دار الخلافت پر قابض ہو گیا۔ مسلمان جو یمن کے مختلف حصون پر آنحضرتؐ کے حکم سے مامور تھے اُنھون نے آنحضرتؐ کو مطلع کیا۔ آنحضرتؐ نے لکھا کہ تم سب ایک ساتھ ہو کر اسود کا مقابلہ کرو۔ اب یہان سے مورخین مین اختلاف ہے بعض کہتے

ہین کہ پیغمبر خدا کے وقت مین اسود کو مسلمانون نے کسی حکمت سے سوتے ہوے
قتل کیا اور بعض لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق کے عہد خلافت مین وہ اُس فوج کی مدد
سے قتل کیا گیا جو عکرمہ بن ابی جہل کی ماتحتی مین مسلمانان یمن کی کمک کے لیے
بھیجی گئی تھی۔

قبیلہ بنی اسد سے طلیحہ نے خروج کیا شاید اسکے خروج کی خبر آنحضرتؐ کے جیتے جی
مدینہ مین نہین پہونچی تھی۔ ابوبکرؓ صدیق کے زمانہ مین سیف اللہ خالد ابن ولید
اسکی سرکوبی کو مامور ہوے اسکے ساتھی خالد کے حملہ کی تاب نہ لاسکے اور وہ سب
بھاگ گئے۔ طلیحہ بھی بھاگ کر شام چلا گیا طلیحہ کے سبب سے جو قبائل مرتد ہوئے
تھے وہ پھر مسلمان ہو گئے اور طلیحہ بھی آکر مسلمان ہوا اور مسلمانون کے ساتھ جنگ
نہاوند مین شہید ہوا۔

سنہ ۱۱ھ
۶۳۲ء
۵۶۸
۶۴
(۶۳)

۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ کو آنحضرتؐ نے مسلمانون کو جنگ روم کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے
دن اسامہ ابن زید بن حارثہ سے کہا کہ "نواحی ابنی مین اپنے باپ کے مقتل پر
جا اور اتنی عجلت کر کہ وہان کے لوگ تیرے پہونچنے کے پہلے تیرے آنے کی خبر نہ
پائین۔ اللہ چاہے گا تو تجھے فتح نصیب ہوگی" ۲۸ کو آنحضرتؐ پر بیماری کے (اسامہ بن زید)
آثار پھر ظاہر ہوئے۔ اور اسکے مرض الموت تھا۔ حالت مرض مین آپ نے اسامہ کا
جھنڈا اپنے ہاتھ سے درست کر کے فوج کو روانہ کیا۔ اور تمام اکابر اصحاب حضرت
ابوبکرؓ صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذی النورین۔ حضرت سعد بن ابی وقاص
حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ سعید بن زید۔ قتادہ بن نعمان وغیرہ کو اسامہ کے ساتھ
جانے کا حکم دیا۔ اسامہ کا باپ زید بن حارثہ غلام تھا۔ غلام کا سردار فوج ہونا

لوگون کو بُرا معلوم ہوا۔ آنحضرتؐ کو اسکی خبر پہونچی۔ آپ نے سب کو بُلا کر سمجھایا کہ زید بن حارثہ برابر فوج کا سپہ سالار ہوتا تھا۔ پھر تو کوئی معترض نہوا اسامہ اُسی کا بیٹا ہی اسمین کیا ہرج ہی۔ علاوہ برین زید سب کے پہلے مسلمان ہوا اور اسلام کے پہلے آنحضرتؐ کا رفیق بھی تھا۔ مسلمانون مین اسکا درجہ بہت بلند تھا۔ جب لوگ یہ سمجھے تو اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور اسامہ کے ساتھ چلنے کو شہر سے نکل کر باہر لشکر مین جمع ہونے لگے۔

مرض الموت

اتوار کو آپ کی طبیعت بہت بدمزہ ہوئی لوگ لشکر سے ملنے آئے۔ اسامہ بھی رخصت ہونے آیا۔ لشکر مین پہونچکر دوسرے دن وہ کوچ کی تیاری کر رہا تھا۔ کوچ کے ذرا پہلے آنحضرتؐ سے بھی مل گیا تھا کہ دفعۃً روانگی لشکر کے وقت فوج مین خبر پہونچی کہ حضرتؐ کی حالت بہت خراب ہی۔ روانگی رُک گئی اور پھر رُکی ہی رہی ابوبکرؓ صدیق نے اپنے عہد خلافت مین اسامہ کو پھر روانہ کیا جسکا ذکر آگے آئے گا۔

امامت مسجد

بیماری کی اخیر حالت مین تین روز تک آنحضرتؐ صاحب فراش رہے اور امامت مسجد کی ابوبکر کے تعلق رہی۔ بیان کیا جاتا ہی کہ ابوبکر صدیق نے محض تعمیل حکم سے امامت قبول کی ورنہ اُنکو پیغمبر خداؐ کی جگہ پر کھڑا ہونا بہت ہی گران گزرا تھا اور حضرت عائشہؓ نے بھی کوشش کی تھی کہ نماز پڑھانے کے لیے کوئی اور مامور ہو وہ سمجھتی تھین کہ ابوبکر کی رقت قلب اس کام مین ہارج ہوگی۔ لیکن آنحضرتؐ نے دوسرے کا امام ہونا پسند نہین کیا۔ مسجد کی امامت سے لوگ قیاس کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد ابوبکر صدیق کا خلیفہ ہونا سناسب تصور کیا تھا

لیکن یہ کوئی قوی قیاس نہین ہو۔

آخیر وقت مین آنحضرتؐ نے اصحاب سے ایک مرتبہ کہا کہ دوات قلم لاؤ مین تمھارے لیے کچھ لکھدون تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو۔ بعضون نے دوات قلم دینا چاہا۔ بعض نے کہا کہ پیغمبرؐ امی محض تھا۔ دوات قلم دینا اُسکے امی ہونے کو زایل کردے گا۔ بعضون کا خیال یہ بھی ہوا کہ اسوقت دوات قلم مانگنا ایسا ہی ہو جیسا کہ بیماری کی شدت مین مریض کچھ کا کچھ کہہ ڈالتا ہو۔ لوگون نے پوچھا بھی تاکہ صاف منشا معلوم ہو۔ لیکن آپ نے پھر کچھ نہ کہا صرف اتنا ہی کہا کہ مین جس حالت مین ہون وہ تمھارے خطاب سے اچھی ہو۔ عمر فاروق نے لوگون سے کہا "رہنے بھی دو بیمار کو تنگ نہ کرو" "حسبنا کتاب اللہ" اللہ کی کتاب ہمکو کافی ہو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہو کہ لوگون کی حجت سُنکر آنحضرتؐ نے کہا کہ پیغمبرون کے سامنے اتنی گفتگو بیجا ہو۔ میرے سامنے سے اُٹھ جاؤ۔ اس تمام حکایت کا خلاصہ یہ ہوا کہ آنحضرتؐ نے مرتے دم دوات قلم مانگا جسکو لوگون نے عام بیمارون کا سا ہزیان بکنا خیال کیا۔ بات تو بہت مختصر تھی لیکن جب حضرت کے بعد ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو کچھ لوگ علیؓ ابن ابی طالب کا خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ جسکا اظہار عثمان بن عفان کے خلیفہ ہونے کے قبل تک بخوبی نہین ہوا تھا۔ اور جب حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی خلافت کے لیے مرجح دلائل کی ضرورت ہوئی تو یہ بھی سمجھا گیا کہ کاغذ مانگنا اس غرض سے تھا کہ علیؓ بن ابی طالب کی خلافت کے لیے وصیت نامہ لکھا جاتا اور عمر بن خطاب مانع ہوئے۔ آخر زمانہ مین حضرت علیؓ کی شان مین جو اقوال آنحضرتؐ کے تھے اُنکو اس خیال سے ملاکر سوچا جائے تو ایک بات پیدا ہوسکتی ہو اسکے

دوات قلم

ملہ خلافت

خلاف صحبت پیش کرنے والے یہ کہتے ہین کہ ابوبکرؓ صدیق کا امامت مسجد کے لیے منتخب کیا جانا اشارہ تھا اس امر کی طرف کہ یہی جانشین رسول ہونگے - لیکن سچ بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی حیات مین کسی کو صاف جانشین قرار نہین دیا - جانشین قرار نہ دینے مین مصلحت کیا تھی اسے سمجھنا آسان نہین ہے - آنحضرتؐ کے بعد ابوبکر مسلمانون کے انتخاب سے امیرالمومنین ہوئے اور عمر فاروق انکی وصیت اور عام مسلمانون کی خواہش سے امیر ہوئے - انکے وقت مین اسلام نے خوب ترقی کی اور کسی قسم کا فساد مسلمانون مین برپا نہین ہوا اور نہ کبھی یہ بحث پیش ہوئی کہ رسولؐ کے بعد رسولؐ کی خواہش کے مطابق خلافت کسکو ملنا چاہیے تھی - ہان عثمان بن عفان کے اخیر وقت یا اُنکے بعد مسلمانون مین فساد کی بنیاد قایم ہوئی اور پھر اسوقت بجاے شخصی خیال کے یہ ایک جماعت کا خیال ہوا کہ حضرت عثمان بن عفان خلافت کے لایق نہ تھے اور پھر کچھ دنون کے بعد یہ بھی سوچا گیا کہ آنحضرت کے بعد ہی حضرت علی کو خلافت ملتی تو کیسا تھا اور پھر اُسوقت تمام اگلی پچھلی باتون کو اکٹھا کرکے مطلب نکالے گئے اور اسلام مین جتنا ہی ضعف آتا گیا اس بحث کو بھی رونق ہوتی گئی - اب حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل کہنے والے اہل تشیع کہلاتے ہین اور اُنکو خلیفہ چہارم سمجھنے والے اہل سنت وجماعت بولے جاتے ہین یا اہل خوارج کا بھی ایک فرقہ تھا جو حضرت علیؓ کو سرے سے بُرا ٹھیراتا ہے - لیکن اُنکا وجود بہت کم پایا جاتا ہے -

لیکن سنیون اور شیعون کی موجودہ حالت اُسوقت کے اختلاف آرا سے کوئی نسبت نہین رکھتی - اب جو باہمی نفاق ہے اُسکی نوعیت ہی دوسری ہے

مذہب سے کچھ تعلق نہین ہی صرف آپس کے جھگڑون سے واسطہ ہی۔ایک دوسرے کو برا جانتا ہی یہی سب سے بڑی عبادت ہی۔ یہ کیفیت اُس حکمت عملی کا نتیجہ ہی جو شاہان صفوی کے عہد مین خلفا سے بغداد اور اُسکے مقتدیون کے خلاف برتنا ملکی مصالح کے اعتبار سے ضروری سمجھا گیا تھا۔ اسکا مفصل ذکر آگے آئیگا۔

جو لوگ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی امامت مسجد سے خلافت کا مضمون پیدا کرتے ہین اُنکے ساکت کرنے کے لیے یہ کہنا کافی ہی کہ پھر اگر یہی قیاس ہی تو اسامہ کی نسبت خلافت کا مضمون زیادہ چسپان ہوتا ہی کہ اُسکے علم کو خود آنحضرتؐ نے درست کرکے تمام صحابہ کبار کو اسکا مطیع ٹھہرایا۔ سچ یہ ہی کہ ان چھوٹی چھوٹی باتون سے آنحضرتؐ کی نیت کا سمجھنا مشکل تھا۔ آپ جیسا موقع اور جیسا محل دیکھتے تھے ویسا حکم دیتے تھے۔ آسامہ کا باپ جہان شہید ہوا تھا وہان اسامہ کا بھیجنا فن جنگ اور پولٹیکل مصلحت کے مناسب حال تھا۔ ابوبکرؓ صدیق سب مین معمر اور باوقعت تھے مصلے کے آگے اُنکا کھڑا ہونا زیادہ زیب دیتا تھا۔ اب وہی امور سلطنت مین بھی جانشین ٹھہرے۔ یہ ایک اتفاق تھا یا سرسری طور پر جو عمدہ سے عمدہ طریقہ انتخاب کا پیدا ہوسکا اُسکا نتیجہ تھا۔ چونکہ حضرت ابوبکرؓ کا طرز حکومت بے عیب تھا مسلمانون کو کسی قسم کی تکلیف نہین پہونچی۔ لوگ عموماً خوش اور راضی رہے اسلیے یہ کہا جاتا ہی کہ پیغمبر خدا کے بعد اُنکی جانشینی مناسب ہوئی اور انھین معنون مین اُنکو خلیفہ اول کہا اور سمجھا جاتا ہی۔ یہان اُن احادیث سے بحث کرنے کا موقع نہین ہی جو چارون خلفا کی شان مین جدا جدا منقول ہین۔ پھر تو یہ کتاب تاریخ نہ ہوگی ایک مذہبی جھگڑے کی کتاب ہو جائیگی۔ اور وہ اگر نقل بھی کیجائین تو اُنسے ہر ایک بجاے

خلافت کی بحث

خود اعلیٰ درجہ کا ثابت ہوگا۔ سمجھدار کے لیے یہ فیصلہ کرنا غیر ممکن ہوگا کہ ان اصحاب مین سے کسکو اول درجہ کا کہا جائے اور کسکو دوم درجے کا سمجھا جائے۔ اسلیے اہل سنت وجماعت نے مناسب راستہ یہ خیال کیا ہے کہ جس سلسلہ سے اُنکی خلافتین ہوئین اسی سلسلہ سے اُنکے نام بھی لیے جائین۔

وفات اور دفن

تریسٹھ برس سے دو چار روز زاید کی عمر مین آپ نے سلہ؁ مین دردسر اور بخار مین مبتلا ہوکر انتقال کیا اور مسجد نبوی کے پاس حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین دفن کیے گئے۔ مرتے دم سکرات کی تکلیف سے آپ بھی مستثنیٰ نہ رہے۔

رسولؐ کے تیماردار

حالت بیماری مین آپ ایک مرتبہ انصار اور مہاجر کی تسکین کے لیے مسجد مین تشریف لائے تھے۔ بیمارداری آپکی حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین ہوئی اور تمام بنو ہاشم آپ کے تیماردار رہے جنمین سے حضرت فاطمہؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عباس اور فضل بن عباس وغیرہ زیادہ حاضر باش رہے۔

صدقہ وقت وفات

مرنے کے پہلے آپ کے پاس کوئی دس پانچ اشرفیان تھین جو حضرت عائشہؓ کی تحویل مین رکھدی گئی تھین۔ آپ نے اُسکے صدقے کا حکم دیا تاکہ نبی مرتے وقت دنیا مین کوئی مال نہ چھوڑے۔ مسجد مین آپ نے آواز بلند کہا "مجھپر کسی کا دین ہو وصول کرلے۔ قیامت کا مواخذہ نہ رہے" ایک شخص نے کہا حضرت آپ نے مجھ سے کسی فقیر کو تین درہم یا دینار دلوائے تھے لیکن پھر مجھے آپ نے نہ دیے آنحضرت نے فوراً اُسکے دیے جانے کا حکم دیا۔

فاطمہ اور حسنین

آنحضرتؐ کو حضرت فاطمہؓ سے بہت اُنس تھا مرتے دم اُنکا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور حسنین کو بلاکر پیار کیا۔ فاطمہؓ سے کہا کہ میرے مرنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون

کہتا۔ "ہم اللہ ہی کے ہین اور اُسی کے پاس ہمکو جانا ہے"۔ اب تک یہ دستور مسلمانون مین جاری ہے کہ مرنے کی خبر سُنکر وہ یہ آیت پڑھتے ہین۔

علیؓ سے گفتگو — حضرت علیؓ سے بھی آنحضرتؐ سے گفتگو آئی۔ آپ نے فرمایا کہ مین تمکو ایک وصیت کرتا ہون۔ علیؓ نے کہا فرمائیے۔ آپ نے جواب مین کہا "الصلوۃ وماملکت ایمانکم" یعنے نماز اور اپنے متعلقین سے بے خبر رہنا۔

مسواک — آپ کو صفائی کا بہت خیال تھا۔ مسواک کا استعمال آپ بہت کرتے تھے چنانچہ مرتے دم بھی آپ نے مسواک کی۔

سنہ ۱۱ھ ۶۳۲ع — آپ کے مرنے پر شور وغل کی آواز مسجد مین پہونچی۔ تمام اصحاب یہ خبر سُنکر بدحواس ہوگئے۔ منافق کہنے لگے کہ کیسا رسول تھا کہ مرگیا۔ حضرت عمرؓ فاروق کو شبہ ہوا کہ مین

یارونکی بدحواسی — سکتہ تو نہین ہوا۔ لوگون کے شور وغل پر عمر فاروق نے نیام سے تلوار کھینچ لی اور کہنا شروع کیا "محمدؐ زندہ ہین کوئی اُنکو مردہ کہے گا تو مین سر اُسکا قلم کردون گا"۔

عمرؓ کی حالت — ابوبکرؓ صدیق کو خبر پہونچی وہ دوڑے آئے پہلے اندر جاکر آنحضرتؐ کا مرنا تیقن کیا اور پھر اُسکے بعد عمرؓ کے پاس آئے اور اُنکو باز رکھنا چاہا۔ تین مرتبہ حضرت ابوبکر نے کہا لیکن حضرت عمرؓ نے کچھ خیال نہ کیا۔ پھر ابوبکر نے باآواز بلند کہا "من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت"۔ اگر محمدؐ کی بندگی کی جاتی تھی تو وہ بیشک مرگئے۔ اور اگر بندگی اللہ کی ہے تو اللہ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ اور اُسکے بعد کچھ آیتین قرآن کی پڑھین جسکا مطلب یہ ہے کہ ایک دن سب کو مرنا ہے کوئی مستثنیٰ نہین رہ سکتا۔ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ "ابوبکرؓ کی تقریر سُنکر میرے ہوش درست ہوگئے۔ اُسکے پہلے یہ باتین گویا مجھے معلوم ہی نہ تھین"۔

دستور ہے کہ مردہ سلاطین کے دفن کرنے کے پہلے ہی جانشینی کی بحث طے کرلی جاتی ہے۔ ولیعہد گدی پر بیٹھ لیتا ہے جب کہین بادشاہ کی نعش دفن کی جاتی ہے۔ افسوس کہ خاندان نبوت بھی اس سے مستثنیٰ نہ رہ سکا۔ ابھی حضرت دفن نہین ہوئے تھے کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین خلافت پر بحث شروع ہوگئی۔ عمرؓ اور ابوبکرؓ کو خبر لگی کہ وہان لوگ انصار مین سے کسی کو رسولؐ کا جانشین کیا چاہتے ہین۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ میرا جانشین قریش سے ہوگا۔ اور علاوہ برین جب اسلام کو مکہ والون نے اس شکل سے پھیلایا تھا اُسکا انصار کے ہاتھ مین جاکر کمزور رہنا کیونکر پسند کیا جاتا سب پر روشن تھا کہ عرب کے دبانے کے لیے اگر کوئی بادشاہ ہوسکتا تھا تو اُسکو قریش سے ہونا چاہیے۔ مدینہ والے عوام کی نظرون مین یہ وقعت نہین رکھتے تھے کہ انہین عرب کی سلطنت کا بار اُٹھانے کی قابلیت ہوتی۔ اہل مکہ جو آنحضرتؐ پر ابتدا مین ایمان لائے تھے وہ سمجھتے تھے کہ اسلام پھیلانے مین ہم پیغمبرؐ کے شریک ہین اور یہ سمجھنا انکا کسی طرح دنیاوی کے لحاظ سے نہ تھا بلکہ اُنکو اُنس اسلام سے ایسا ہی تھا کہ اسلام کا بگڑنا وہ اپنے گھر کی تباہی سے بدرجہا بُرا جانتے تھے۔ عمر فاروقؓ کی بدحواسی کچھ تو رسولؐ خدا کی مفارقت پر تھی اور کچھ اس لحاظ سے بھی تھی کہ دیکھیے اب اسلام کی باگ کس کے ہاتھ مین رہتی ہے اور اسکی حالت مین کیا انقلاب واقع ہوتا ہے۔ یہ بار کون اُٹھاتا ہے یا کسی سے اُٹھتا بھی ہے یا نہین۔

دفن کے پہلے خلافت

فصل پنجم

امہات مومنین۔ ازواج مطہرات رسولؐ

آنحضرتؐ نے سب کے پہلے حضرت خدیجہ کبریٰ سے بیاہ کیا۔ حضرت خدیجہ کی

حضرت خدیجہؓ

پہلی شادی ابوہالہ بناش سے ہوئی تھی انکے مرنے پر دوسرا بیاہ عتیق ابن عابد سے ہوا - پہلی شادی سے دو بیٹے ہند اور ہالہ دونون زندہ تھے اور دونون آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے - دوسرے خاوند سے ایک بیٹی تھین وہ بھی ہند کے نام سے مشہور تھین - تیسرا نکاح انکا چالیسؔ برس کی عمر مین آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا انھین کے بطن سے حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئین اور حضرت فاطمہ کی اولاد سید کہی جاتی ہے - اور غالباً اور لڑکیون سے سلسلہ اولاد قایم نہ ہوا - ہندوستان مین جو جتنا ہی شریف ہے وہ اُتنا ہی عقد بیوگان کو معیوب جانتا ہے - عقد بیوگان کو سادات اپنی ہتک سمجھتے ہین لیکن یہ نہین سمجھتے کہ اگر اُنکی دادی حضرت خدیجہؓ اپنا تیسرا نکاح نہ کرتین تو زمانہ اُن سادات سے خالی رہتا جو اپنے وقت مین فخر روزگار تھے - اور اب بھی وہ سادات فخر زمانہ سمجھے جاتے ہین جو احکام شرع کے عامل باعمل ہین - یہان یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت خدیجہؓ نسل قریش سے تھین - تمول عقل اور خوش اخلاقی کی وجہ سے ایام جاہلیت مین بھی مکہ کی تمام عورتون مین ممتاز تھین اور طاہرہ اُنکا لقب تھا -

حضرت سودہؓ

حضرت سودہؓ قریش کی نسل سے تھین - پہلا نکاح انکا سکران ابن عمر سے ہوا تھا اور دوسرا نکاح آنحضرتؐ سے ہوا - پہلے نکاح سے عبدالرحمٰن صحابی تھے جو کسی لڑائی مین شہید ہوئے -

حضرت حفصہؓ

حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ فاروق کی بیٹی پہلے خُنیس سے بیاہی تھین - حضرت خنیس بدری صحابی تھے اُنکے مرنے پر حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے حضرت حفصہ کو بیاہنا چاہا حضرت عثمانؓ نے کہا "اچھا مین غور کرکے جواب دونگا" پھر کچھ دنون کے بعد

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ابھی شادی نکرون - پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی - یہ چُپکے ہو رہے - ہان نان کچھ بھی نہ کہا - حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ کا سکوت بُرا معلوم ہوا - لیکن جب آنحضرت رسولؐ اللہ نے حفصہ کا پیغام بھیجا اور مین نے ان کو آپ سے بیاہ دیا اُسوقت معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ سرورکائنات حضرت حفصہؓ کا ذکر حضرت ابوبکرؓ سے کرچکے تھے - اور یہی وجہ حضرت ابوبکرؓ کے سکوت کی تھی -

حضرت ام سلمہؓ حضرت اُم سلمہ بھی قریشی النسب تھین - پہلا نکاح انکا عبداللہ ابن عبدالاسد ابن مغیرہ سے ہوا عبداللہ کی کنیت ابوسلمہ تھی - یہ بدری صحابی تھے - ابوسلمہ کے مرنے پر اُم سلمہ آنحضرتؐ کی زوجیت مین داخل ہوئین - پہلے شوہر سے دو بیٹے سلمہ اور عمر اور دو بیٹیان دُرّہ اور زینب پیدا ہوئین - سلمہ کو امامہ بنت امیر حمزہ سے آنحضرتؐ نے بیاہا تھا - عمر کو حضرت علیؓ کے وقت مین فارس اور بحرین کی حکومت ملی تھی -

حضرت ام حبیبہؓ حضرت اُم حبیبہ سردار مکہ ابوسفیان کی لڑکی تھین - یہ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبش کو ہجرت کرگئین - وہان عبیداللہ کے مرنے پر تنہا رہ گئین عمر ابن عمیہ ضمیری کو بھیجکر آپ نے نجاشی بادشاہ حبش کو اپنا وکیل کیا اور اُس نے آنحضرتؐ کے ساتھ ام حبیبہ کا عقد کیا اور انکو آنحضرتؐ کے پاس مدینہ بھیجدیا -

حضرت زینبؓ حضرت زینب بنت جحش یہ پہلے زید بن حارثہ کے عقد مین تھین - زید نے طلاق دی - تب آنحضرتؐ نے خواستگاری کی اور زید ہی کو پیغامبر بنایا - اسوقت تک آیت پردہ نازل نہین ہوئی تھی - حضرت زینب نے زید کو دیکھ کر منہ پھیر لیا - اور رسول اللہ

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی شادی نکرون - پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی - یہ چپکے ہو رہے - ہان نان کچھ بھی نہ کہا - حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ کا سکوت بُرا معلوم ہوا - لیکن جب آنحضرت رسول اللہ نے حفصہ کا پیغام بھیجا اور مین نے ان کو آپ سے بیاہ دیا اُسوقت معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ سرور کائنات حضرت حفصہؓ کا ذکر حضرت ابوبکرؓ سے کرچکے تھے - اور یہی وجہ حضرت ابوبکرؓ کے سکوت کی تھی -

حضرت ام سلمہؓ حضرت اُم سلمہ بھی قریشی النسب تھین - پہلا نکاح انکا عبد اللہ ابن عبد الاسد ابن مغیرہ سے ہوا عبد اللہ کی کنیت ابوسلمہ تھی - یہ بدری صحابی تھے - ابوسلمہ کے مرنے پر اُم سلمہ آنحضرتؐ کی زوجیت مین داخل ہوئین - پہلے شوہر سے دو بیٹے سلمہ اور عمر اور دو بیٹیان درّہ اور زینب پیدا ہوئین - سلمہ کو امامہ بنت امیر حمزہ سے آنحضرتؐ نے بیاہا تھا - عمر کو حضرت علیؓ کے وقت مین فارس اور بحرین کی حکومت ملی تھی -

حضرت ام حبیبہؓ حضرت اُم حبیبہ سردار مکہ ابوسفیان کی لڑکی تھین - یہ اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبش کو ہجرت کر گئین - وہان عبید اللہ کے مرنے پر تنہا رہ گئین عمر ابن عبیہ ضمیری کو بھیج کر آپ نے نجاشی بادشاہ حبش کو اپنا وکیل کیا اور اُس نے آنحضرتؐ کے ساتھ ام حبیبہ کا عقد کیا اور اُنکو آنحضرتؐ کے پاس مدینہ بھیجدیا -

حضرت زینبؓ حضرت زینب بنت جحش یہ پہلے زید بن حارثہ کے عقد مین تھین - زید نے طلاق دی - تب آنحضرتؐ نے خواستگاری کی اور زید ہی کو پیغامبر بنایا - اسوقت تک آیت پردہ نازل نہین ہوئی تھی - حضرت زینب نے زید کو دیکھ کر منہ پھیر لیا - اور رسول اللہ

کا پیغام سنکر کہا کہ مین نماز پڑھ لون تو جواب دون۔ اسی اثنا مین آیت "فلما قضی زید منہا وطرا زوجنا کہا لکیلا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاءہم اذا قضوا منہن وطرا" اتری۔ ترجمہ "جب زید اس (زینب) سے اپنی غرض پوری کر چکا یعنی طلاق دیچکا تو ہم نے اُسکو تجھ سے بیاہا تا کہ مومن اپنے لے پالکون کی بیبیون سے نکاح کرنے مین جب وہ مطلقہ ہو جائین کوئی ہرج نہ سمجھین"۔ آنحضرتؐ زید کو بہت مانتے تھے۔ گویا وہ آنحضرتؐ کے مُنہ بولے بیٹے تھے۔ منافق کہنے لگے کہ رسول اللہ نے اپنی بہو سے نکاح کیا۔ اُسوقت آیہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" نازل ہوئی۔ ترجمہ "محمد تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے۔ رسول ہے اور خاتم النبیین ہے"۔ ممکن ہے کہ اُسوقت آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب کو اپنی زوجیت مین قبول کرنا جہلا کے نزدیک نامناسب امر ہو لیکن اس زمانہ کی موجودہ حالت پر نظر رکھکر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آنحضرتؐ کا فعل بڑی ہی مصلحت پر مبنی تھا۔ پیغمبرؐ نے ہر طور پر نکاح کی آزادیون کا سبق خود اپنے فعل سے اپنی امت کو دیا۔ لیکن افسوس ہے کہ نکاح کے معاملات کو لوگ نہین معلوم کس طرح کا ڈراونا بھیانک غیر معمولی اور وحشت انگیز معاملہ سمجھنے لگے۔

نکاح سے اصل غرض یہ ہے کہ لوگ زنا سے بچین۔ زنا مین مختلف عوارض لاحق ہونے اور روز کے جھگڑے قضیے ہونے کے علاوہ ایک خرابی یہ ہوتی ہے کہ پرورش اولاد کے لیے کوئی مناسب طریقہ پیدا نہین ہوتا اور انتظام عالم مین فتور واقع ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ عورتون کی طرف مردون کا اور مردون کی طرف عورتون کا میلان طبع قانون فطرت ہے۔ اسکا توڑنا خدا سے لڑنا ہے۔ شرع نے اس میلان طبع کو ذرا مقید اور

مہذب کرنا چاہا ہے کہ زنا کی حالت پیدا نہ ہو۔ یا یہ کہ زنا سے انسان کا عملی طور پر بچنا آسان قرار دینے کے جتنے وسائل تھے انکا نکاح۔ طلاق۔ خلع وغیرہ مسائل متعلقہ زناشوئی مین لحاظ رکھا گیا۔ اب ان سیدھی سیدھی پاک باتون کو اپنی جہالت سے کوئی تماشہ بنالے تو یہ مرض لاعلاج ہے۔

حضرت زید | حضرت زید اور حضرت زینب کے معاملات مین بہت کچھ شرعی تعلیم کی گئی ہے سوا زید کے اور کسی صحابی کا نام قرآن مین نہین ہے حضرت زید ایک شریف عرب کے لڑکے تھے۔ ایک ظالم کسی طرح انکو پکڑ لے گیا تھا۔ پیغمبر خدا کے ہاتھ یہ غلام ہوکر بکے جب انکے باپ کو خبر ہوئی تو وہ لینے آئے۔ پیغمبرؐ نے آزاد کر دیا۔ لیکن وہ ایسے مہربان کا ساتھ کب چھوڑتے تھے۔ وہ اپنے گھر نہ گئے اور آزاد ہو کر پیغمبرؐ ہی کے پاس رہنے لگے۔ آنحضرتؐ نے انکو بیٹے کی طرح پالا تھا۔ یہ جوان ہوئے تو چاہا کہ اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کے ساتھ انکو بیاہ دین۔ حضرت زینب اور اُنکے بھائی عبداللہ نے زید کی سابق غلامی پر نظر کرکے تامل کیا اُسوقت یہ آیہ "ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امراً ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم" نازل ہوئی۔ ترجمہ۔ "کسی مسلمان مرد یا عورت کو زیبا نہین ہے کہ جب خدا اور رسولؐ اُنکے کام مین حکم دین تو پھر وہ اپنی راے کو دخل دین"۔ ظاہر ہے کہ اس آیت سے صرف یہ مقصود تھا کہ ایک دوسرے کو خارجی اسباب کی وجہ سے معاملات نکاح مین ذلیل نہ سمجھے۔ حضرت زینب نے بیاہ تو کیا لیکن یہ خیال دل سے نہ گیا کہ غلام کو انھون نے شوہر بنایا ہے۔ حضرت زید کو حضرت زینب سے ہمیشہ بے لطفی رہی۔ پیغمبر خدا نے سمجھایا لیکن اُس سے بھی کام نہ نکلا تو حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی۔ اختلاف

مزاج کی حالت مین فریقین کے لیے طلاق سے عمدہ کوئی دوسرا اچھا چارہ کار نہین ہوتا۔ ممکن ہی کہ اس طلاق سے حضرت زینب کچھ ملول ہوئی ہون۔ انکو یہ خیال ہوا ہو کہ غلام بھی مجھے اپنے قابل نہ سمجھا۔ آنحضرتؐ نے اُنکی تسکین کے لیے خود اپنی زوجیت مین انکو لینا چاہا اور زید ہی کی معرفت پیغام نکاح بھی بھیجا گیا۔ حضرت زینب کے پہلے نکاح مین آیت قرآنی نازل ہوئی تھی۔ اُنھون نے ایک شان بے اعتنائی سے فرمایا یا استغنا سے فرط غم سے یہ کہا کہ جیسا خدا حکم دے گا کیا جائے گا۔ کیا عجب کہ حضرت زینب کو بھی پیغمبرؐ خدا کے ساتھ نکاح کرنے مین وہی تامل تھا جو منافقون کے دل مین آیۂ قرآنی اُترنے کے بعد بھی قایم تھا۔ اور یون بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب حضرت زینب کا پہلا نکاح وحی سے حضرت زید کے ساتھ ہوا تھا تو وہ دوسرے نکاح کے لیے بھی نص قرآنی کی منتظر تھین۔ حکم ہوا زوجنا کہا جیسا کہ اوپر پوری آیت پڑھ کر بیان کیا گیا ہی۔ حضرت زینب کے سمجھنے کو یہ کافی تھا وہ نہایت مسرت سے پیغمبر خدا کی زوجیت مین داخل ہوگئین۔ لیکن منافقین اسپر بھی ہنستے تھے۔ منافقون کی شان مین تیسری آیت اس مضمون کی نازل ہوئی کہ محمد کسی کا باپ نہین ہی یعنی یہ خیال کر لیا کہ لڑکے کی بیوی سے نکاح بیجا ہی بالکل غلط ہی یہ سب اہتمام صرف اسلیے تھا کہ اُمت محمدی کو نکاح کی حقیقت معلوم رہے لیکن افسوس کہ پھر بھی لوگ اسے نہین سمجھتے

حضرت زینب بنت خزیمہ — حضرت زینبؓ بنت خزیمہ بھی آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات سے ہین۔ پہلے انکے کئی نکاح ہوچکے تھے۔ بعضون نے لکھا ہی کہ آنحضرتؐ سے انکا پانچوان نکاح تھا۔

حضرت میمونہؓ — حضرت میمونہؓ کی نسبت بھی مشہور ہی کہ آنحضرتؐ کے ساتھ انکا تیسرا یا پانچوان نکاح تھا۔

حضرت جویریہ
حضرت جویریہؓ جب آنحضرتؐ کے نکاح مین آئین اُسوقت اُنکا پہلا شوہر مرچکا تھا۔ آنحضرتؐ کے ساتھ انکا دوسرا نکاح تھا۔

حضرت صفیہ
حضرت صفیہؓ کا نکاح آنحضرتؐ کے ساتھ تیسرا تھا۔

باب چہارم

خلفاے اربعہ

فصل اوّل

خلافت ابو بکرؓ

حق خلافت
اگر خلافت باعتبار توریث ہوتی تو مردون مین حضرت عباس عم رسول یا اُنکے بعد حضرت علی ابن ابی طالب جانشینی کے مستحق تھے۔ اگر عام مسلمانون مین سے کسی کا منتخب کیا جانا مناسب ہوتا تو اسمین شک نہین کہ یہ انتخاب انھین لوگون مین سے ہونا چاہیے تھا جو جنگ بدر کے پہلے زمرہ مہاجرین مین شامل ہوچکے تھے یعنی جنگ بدر کے پہلے مسلمان ہوکر مکہ کی سکونت ترک کرچکے تھے۔ گو اسوقت بالاتفاق حضرت علیؓ کو خلیفہ بنا ناپسند نہین کیا گیا لیکن یہ ضرور لحاظ رکھا گیا کہ ابتدائی مہاجرون سے انتخاب کا ہونا اولی ہے چنانچہ اسی طور پر چار خلیفہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی کی جانشینی پر درپے تسلیم کی گئی۔ اب یہ کہ انکی جانشینی کی ترتیب کس لحاظ سے رکھی گئی ہے اسکے تذکرے آیندہ مناسب مواقع پر کیے جائین گے۔

خلافت ابوبکر سنہ ۱۱ھ سنہ ۶۳۲ء
غرض کہ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ جب سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ بعض انصار نے سعد بن عبادہ کو خلیفہ رسولؐ قرار دیا ہی یا دینا چاہتے ہین۔ بعض انصار کی حجت یہ تھی کہ مدینہ کے رہنے والے ہم لوگ

ہین ۔پیغمبرؐ کی بات اور تھی اب اُنکے بعد دوسری جگہ کا رہنے والا ہم لوگون پر حکمران نہین ہوسکتا ۔ مہاجرون کی یہ گفتگو تھی کہ خاص قبیلہ کی حکومت زیر بحث نہین ہو تمام عرب کی سلطنت کا انتظام پیش ہو۔ سواے قریش کے کوئی دوسرا فرمان روا ہوا تو تمام ملک مین بدامنی پھیل جاوے گی ۔ لوگ اُسکا دباؤ نہ مانین گے اور بعض انصار بھی اس خصوص مین مہاجرون کے ہمزبان تھے ۔ مخالفون نے کہا" اچھا دو بادشاہ منتخب ہون ایک مہاجرین سے ہو اور دوسرا انصار مین سے" مہاجرون نے یہ شرکت بھی پسند نہ کی ۔ مہاجرون مین سنجیدہ گفتگو کرنے والے حضرت ابوبکرؓ تھے اور سختی سے بات کرنے والے حضرت عمر فاروق تھے ۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی شیرین کلامی نہ ہوتی تو شاید مقابلہ کی نوبت پہونچ جاتی ۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہو کہ عمر کی سخت کلامی سے انصار دب نہ جاتے تو پھر کچھ کام بھی نہ چلتا کسی طرح انصار گفتگو مین دبے تو مہاجر وقت کو غنیمت سمجھے ۔ جو لوگ موجود تھے انھین سرسری طور پر انتخاب کیا گیا ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی کہ پیغمبرؐ نے انکو ایک مرتبہ" امین ہذہ الامۃ" کہا تھا ۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت ابوبکر کے لیے راے دی ۔ حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابوعبیدہ مین سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرین ۔ حضرت عمرؓ نے کہا" یہ نہوگا ۔ آپ کے ہوتے ہوئے دوسرا مستحق نہین ہوسکتا"۔ اسوقت حضرت علیؓ ابن ابی طالب موجود ہوتے تو کیا ہوتا ہو اس سوال کا جواب دینا مشکل ہو ۔ لیکن یہ ظاہر ہو کہ تمام اصحاب اور اہل بیت کو اکٹھا کرکے امر خلافت کا طی کرنا اسوقت مناسب حال نہ تھا جلدی مین جو کچھ ہوا اچھا ہوا ۔ حضرت ابوبکرؓ مکہ والون کے نزدیک بہت معزز تھے ۔ عمر کے اعتبار سے

بھی بزرگ تھے۔ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ رسول اللہ کے بڑے دوست تھے۔ انکا بڑا درجہ تھا۔ حضرت علیؓ کی طرف اگر لوگ پیار سے دیکھتے تھے تو انکی طرف ادب سے۔ اگر انتخاب کے وقت حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ دونون خلافت کے دعویدار ہو جاتے تو یہ کہنا مشکل ہے کہ کثرت راے کدھر ہوتی۔ غرضکہ سرسری طور پر حضرت ابوبکر منتخب ہوئے۔ لوگون نے اُنکے ہاتھ پر بیعتین کین اور پھر اسکے بعد پیغمبرؐ کا جنازہ دفن کیا گیا۔

علیؓ کا ملال حضرت علیؓ کو اپنے خلیفہ نہ ہونے پر ضرور کچھ خیال ہوا۔ حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر انھون نے بیعت بھی مہینون کے بعد سوچ سمجھ کر کی۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کی قابلیت خلافت مین کچھ اعتراض کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ابوبکر کے خلاف کوئی کارروائی آپ کرنا چاہین تو مین فوج سے آپ کی مدد کرسکتا ہون۔ حضرت علیؓ نے اسکا جواب اس طور سے دیا کہ ابوسفیان اپنا سا منھ لیکر رہ گیا۔

شخصی سلطنت آنحضرتؐ کے بعد سلطنت شخصی تھی لیکن تقرر خلیفہ کا کچھ دنون تک کثرت راے سے ہوتا رہا۔ گو کثرت راے حاصل کرنے کے طریقے مختلف حالتون مین مختلف رہے لیکن عرصہ تک معاملات سلطنت مین توریث جاری نہین ہوئی۔ ابتداءً مین شخصی سلطنت کا بھی یہ رنگ تھا کہ محض نام کو شخصی سلطنت کہی جاتی تھی ورنہ خلفا کوئی کام بلامشورہ نہین کرتے تھے۔ سلطنت کرنا بھی ان لوگون کے نزدیک ایک قسم کی عبادت تھی۔ خلیفہ چہارم علیؓ ابن ابی طالب تک یہی اعتدال قایم رہا۔ اور اُنکے وقت تک مسلمانون کا بادشاہ دینی اور دنیاوی امور مین مسلمانون کا پیشوا سمجھا

جاتا تھا۔ پھر اسکے بعد سلاطین عجم کا رنگ پیدا ہونے لگا اور نبی کی خلافت کا منصب گھٹنے لگا۔

بعد پیغمبرؐ کے کچھ تو اصحاب ایسے تھے کہ وہ خلافت کے بارے گھبرا کر یا اپنے کو دوسرون سے لیاقت مین کم سمجھ کر ادھر رُخ ہی نہین کرتے تھے اور کچھ ایسے تھے کہ خلافت کے خواہشمند تھے لیکن دنیاوی طمع سے نہین بلکہ محض اس خیال سے کہ وہ نیک نیتی سے باور کرتے تھے کہ امور سلطنت وہ سب اچھی طرح سے انجام دینگے اہل سنت وجماعت کا یہ خیال ہو کہ آنحضرتؐ کے بعد چار خلیفہ اسی طور کے ہوئے انکو حکمرانی کی طرف ضرور توجہ تھی لیکن طمع یا نمود کے لحاظ سے نہین بلکہ صرف اسوجہ سے کہ جس اسلام کی بنیاد ان لوگون نے آنحضرت کے ساتھ ہوکر قایم کی تھی یا جس اسلامی عمارت کے قایم کرنے کے لیے گھربار عزیز واقارب چھوڑ کر ان لوگون نے آنحضرتؐ کا ساتھ دیا تھا یہ سمجھتے تھے کہ اُس ادھوری عمارت کے مرتفع کرنے اور عمدہ طور پر مستحکم بنانے کے لیے ہم سب اچھے معمار ہونگے۔ جب ذولایق وکیلون کے سپرد کوئی مقدمہ کیا جاتا ہو تو اکثر دیکھا گیا ہو کہ بحث کے وقت ہر ایک کا میلان خاطر اس امر پر ہوتا ہو کہ گفتگو وہی شروع کرے اور اس خیال کے ساتھ جو ایک فوری لذت پیدا ہوتی ہو وہ بالکل ہی ناپائدار اور سراسر نیک نیتی پر محمول ہوتی ہو۔ یہ نہین کہا جا سکتا کہ بعد پیغمبرؐ کے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین نہ ہونا ناگوار نہ ہوا ہوگا یا یہ کہ اُنکو یہ خیال نہوا ہوگا کہ "مین نے تمام عمر لڑائیان فتح کین۔ ساری عمر اپنا رہا تھ مین لیے پیغمبرؐ کے ساتھ ساتھ پھرا۔ پیغمبرؐ کی وراثت بھی اگر بدر کے پہلے مہاجرین مین داخل نہ ہونے سے حضرت عباس ناقابل سمجھے جائین تو مجھی کو پہونچتی ہو۔ علم شجاعت نیک نامی اور حکمت مین بھی کسی سے

کم نہین ہون - پھر کیا وجہ ہو کہ خلافت ایسا اہم مسئلہ چپکے سے طے کر لیا گیا اور مجھے خبر تک نہین ہوئی" ایسا خیال ضرور ہوا اور ہونا چاہیے تھا - چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ جب بحث خلافت کی چھڑی تو آپ موجود نہ تھے کیا کیا جاتا - اسکا جواب حضرت علیؓ نے کتنا معقول دیا جو دل پر اثر کیے بغیر نہین رہ سکتا - آپ نے فرمایا "کیا آپ مجھ سے یہ توقع رکھتے تھے کہ پیغمبرؐ کا جنازہ چھوڑ کر گھر سے مین خلیفہ بننے کو چلا آتا" کتنی پُر تاثیر تقریر تھی - بادی النظر مین حضرت علیؓ کی وقعت جتنی اس سے بڑھتی ہو اُتنی ہی ابوبکرؓ صدیق کی گھٹتی ہو لیکن جب یہ خیال کیا جاتا ہو کہ خلافت کا انصار کے ہاتھ مین جانا غضب ہی تھا - اسلام کی تمام امیدین خاک مین ملجاتین تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہو کہ ایسی نازک حالت مین اپنے حواس درست کر کے جو کام حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کیا اُسکا احسان تمام مسلمانون کی گردن پر ابد تک رہیگا کہین ابوبکرؓ چوک جاتے تو وہ چوکنا حضرت علیؓ کو کسی طرح مفید نہ ہوتا بلکہ نتیجہ یہ ہوتا کہ جس طرح آنحضرتؐ کے وقت مین حضرت علیؓ کو تمام عمر لڑتے کٹی ویسے ہی انصار کے زیر فرمان ہو کر عرب کے منافق اور مرتد باغیون سے پھر تمام عمر اُنکو لڑائی ہی مین رہنا پڑتا - حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا کہ "فوری انتظام کے طور پر مین مسلمانون کا امیر بنا یا گیا - اب اطمینان کی حالت ہو - سب مسلمان جمع ہو کر جسے چاہین سردار بنالین" لیکن آیندہ چل کر معلوم ہوگا کہ پیغمبر خدا کے مرتے ہی تمام عرب کی کیا کیفیت ہو گئی تھی - بغاوت کے علم تمام بلند تھے ایسے نازک وقت مین کیا مناسب تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو معزول کر کے دوسرا امیر بنایا جاتا - اور دشمنون کی نظرون مین خود کو کمزور دکھایا جاتا - گو حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب سرسری تھا لیکن اسمین شک نہین

بحث خلافت

کہ لبعد کو کثرت راے نے یہ انتخاب پسند کیا۔

خلیفہ ہونے کے دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ صدیق بازار کی طرف چلے یہ لوگ زراعت پیشہ تو تھے نہین۔ تجارت پیشہ تھے بازار نہ جاتے تو گھر کا خرچ کس طرح چلتا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ نے بازار جانے سے آپ کو روکا اور کہا کہ بازار کی آمد و رفت امور سلطنت مین خلل انداز ہوگی اور پھر ایک خفیف رقم بیت المال سے انکی گزراوقات کے لیے مقرر کردی گئی۔

ابوبکرؓ کا پہلا انتظام

حضرت ابوبکر کے عہد خلافت مین منصب قضا کا عمر ابن خطاب کو دیا گیا عثمانؓ ابن عفان زید ابن ثابت اور عبداللہ ابن راقم صاحب قلمدان یعنے وزیر سلطنت مقرر ہوئے اگر یہ لوگ وزیر تھے تو ملکی امور کے لحاظ سے عمر ابن خطاب وزیر اعظم تھے اور قاضی القضات بھی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین اتابؓ ابن اسید۔ عثمانؓ ابن ابی العاص۔ مہاجرؓ ابن ابی امیہ۔ زیادؓ ابن لبید۔ یعلیؓ ابن امیہ۔ معاذؓ ابن جبل۔ علاؓ ابن الحضرمی۔ بالترتیب مکہؓ۔ طائفؓ۔ صنعاؓ۔ حضرموتؓ۔ خولانؓ۔ جندؓ۔ بحرینؓ کے عامل یا گورنر تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی انگوٹھی پرؔ نعم القادر اللہ انا عبدؓ ذلیل لرب جلیلؔ کندہ تھا۔ ابوبکرؓ اپنے زمانہ خلافت مین بالکل کثرت رائے کے مطیع تھے اور عمر ابن خطاب گویا اُس جماعت کے صدر انجمن تھے جس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ مشورہ کیا کرتے تھے یہ مشہور ہی کہ صرف ایک ہی مرتبہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی راے سے کام لیا اور صرف ایک ہی مرتبہ خالد کے معاملہ مین عمر ابن خطاب کی راے سے اختلاف کیا۔ یہ دونون واقعات آیندہ مفصل بیان کیے جانے ہین۔

پہلے اُس واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہی جو تاریخ اسلام مین آنحضرتؐ کے بعد سب سے اہم واقعہ ہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُسامہ کا لشکر آنحضرتؐ کے حکم سے مدینہ کے باہر پڑا تھا۔ آنحضرتؐ کی موت نے اُسے روک رکھا ورنہ وہ کب کا کوچ کرچکا ہوتا۔ آنحضرتؐ کے مرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اسامہ کو روانگی کا حکم دیا۔ لوگون نے اُسکے خلاف رائین دین لیکن آپ نے کہا کہ جس علم کو پیغمبر خدا نے خود درست کیا مین اُسے میدان جنگ مین جانے سے روک نہین سکتا۔ اسی اثنا مین خبر آئی کہ زکوۃ دینے سے کہ یہی اُس زمانہ مین مُلکی خراج تھا نواحی مدینہ کے مسلمان انکار کرتے ہین۔ عرب کے مختلف قبیلون کے مرتد ہونے کی بھی خبرین آئین۔ جھوٹے پیغمبر جو آنحضرتؐ کے وقت ہی مین پیدا ہوگئے تھے اُنکا بھی خوف لگا تھا یہ سب کچھ تھا لیکن حضرت ابوبکرؓ کے استقلال مین فرق نہ تھا۔ اسامہ کے ساتھ بڑے بڑے اکابر دمشق کی طرف روانہ کیے گئے۔ لوگون کے کہنے سے حضرت عمرؓ رک لیے گئے تھے۔ میدان خالی دیکھ کر مدینہ پر گرد و نواح کے مفسدون نے حملہ کیا۔ جو لوگ اُسامہ کے ساتھ جانے سے رہ گئے تھے وہ باغیون کے مقابلہ کو مدینہ سے نکلے۔ مسلمانون کا یہ استقلال دیکھ کر باغی بھاگے۔ بہت سے لوگ اُنین سے مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ اُسامہ کا دمشق جانا اور مدینہ مین آکر باغیون کا شکست پانا تمام عرب پر ہیبت چھا جانے کا سبب ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسکے بعد دشمنون کے تعاقب کا حکم دیا اور عام طور پر گرد و نواح مین مسلمان سردارون کو روانہ کیا کہ مرتدون سے وہ مقابلہ کرین اور جو مرتد پھر مسلمان ہو جائے اور زکوۃ دینا منظور کرلے تو اُس سے مقابلہ نہ کیا جائے۔ لیکن جو صرف اسلام ظاہر کرے

ابوبکرؓ کا استقلال

مدینہ پر حملہ

اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اُس سے بے تکلّف مقابلہ کیا جائے مسلمانون نے یہ حکم تأمّل کے ساتھ منظور کیا۔ خود حضرت عمرؓ ایسے جابر شخص کو بھی پس و پیش تھا کہ مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار کس طرح اُٹھائی جاسکتی ہے۔ لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ بغاوت زیادہ تر حضرت ابوبکرؓ کے استقلال سے فرو ہوئی۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ ابتداے ہجرت مین پیغمبر خدا کے ساتھ ابوبکر کا شریک ہونا اور پھر اپنی ابتداے خلافت مین کسی قدر غیر معمولی مستقل مزاجی سے کام لینا یہ دونون اعمال اُنکے میری تمام زندگی کے اعمال سے اچھے ہین۔

(مالک بن نویرہ) جو لوگ مرتدون کی سرکوبی کو تعنات ہوئے تھے اُنہین خالد بن ولید بھی تھے مالک ابن نویرہ مسلمان تھا۔ خالد نے اُسکو قتل کیا۔ ابوقتادہ انصاری نے ابوبکر کے پاس آکر کہا کہ مالک کے قبیلہ کے لوگ ناحق قتل کیے گئے اُنکی مسلمانی پر قایم رہنے اور نماز پڑھنے پر مین نے خود شہادت دی لیکن خالد اُن اعراب کے قول کو مرجح سمجھا جو مال غنیمت کی طمع مین مسلمانون کے خون کی پروا نہ کرتے تھے۔ بعض یہ بھی کہتے ہین کہ مالک ابن نویرہ کی بیوی بدرجہ غایت حسین تھی اُسکے حسن نے خالد کو اندھا کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو خالد کی گردن مارنے پر اصرار تھا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ اُنکے سیف اللہ ہونے کو بھولتے نہ تھے۔ خالد بُلائے گئے۔ حضرت عمرؓ سے وہ چھپ کر مدینہ مین آگئے اور تخلیہ مین اپنی صفائی حضرت ابوبکرؓ سے کروالی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس معاملہ کو غلطی اجتہاد پر محمول کیا (یہی خالد کی جوابدہی تھی) اور مقتول کے وارثون کو بیت المال سے دیت دلوادی۔

طلیحہ اور مسیلمہ کذاب کا ابوبکرؓ کے زمانہ مین مغلوب ہونا اور یہ لکھا گیا ہے دوبارہ اعادہ

کی ضرورت نہین ہی - اِن دونون فتوحات مین خالد بن ولید سردار فوج تھے
مالک بن نویرہ کا معاملہ طلیحہ پر فتح پانے کے بعد اور مسیلمہ کذاب کے مقابلہ مین روانہ
ہونے کے پہلے وقوع مین آیا تھا - آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کی بہت تعریف
کی تھی لیکن اسمین شبہہ نہین کہ خالد کا بیدھڑک قتل پر ہاتھ اُٹھانا کبھی کبھی آنحضرتؐ
کو بھی کبیدہ خاطر کر دیتا تھا - خالد کی نمایان فتوحات نے حضرت ابوبکرؓ کو شیدا بنا رکھا
تھا لیکن حضرت عمرؓ بن خطاب کبھی خالد سے خوش نہ رہے - حضرت عمرؓ بن خطاب
مناسب قتل کے جتنے حامی تھے اُتنے ہی نامناسب خونریزیون کے مخالف
تھے - آپ کے مزاج مین عجیب اعتدال اور انصاف تھا - خالد کے ساتھ حضرت
عمرؓ اپنے عہد خلافت مین کس طرح پیش آئے اسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا -

ارتداد اہل بحرین علاء بن الحضرمی

اوپر لکھا گیا ہی کہ پیغمبر خدا کے زمانہ مین اہل بحرین مسلمان ہو چکے تھے - علاء بن
الحضرمی دعوت اسلام کے لیے وہان بھیجے گئے - اور پھر وہی دوبارہ عامل صدقہ
ہوکر بھیجے گئے - اسی اثنا مین آنحضرتؐ نے وفات پائی اور وہان کے لوگ دین سے
مرتد ہو گئے - کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اسلام پر قایم تھے - بنو بکر عموماً مرتد تھے اور
عبد القیس اکثر اسلام پر قایم تھے - اس اختلاف کی وجہ سے بنو بکر اور عبد القیس
مین لڑائی شروع ہوئی - بنو بکر نے کسریٰ شاہ فارس سے مدد چاہی - اور عبد القیس
نے مسلمانان مدینہ سے اعانت طلب کی - ابوبکرؓ نے کچھ فوج مدینہ سے روانہ کی
اور حکم دیا کہ راہ مین جتنے مسلمان قبیلے ملتے جائین اُنسے مجاہدین لیے جائین
مسلمانون نے قریب پہونچکر دشمنون پر شبخون مارا اور فتح پائی - دشمن بھاگے اور
مسلمانون کے لیے مال غنیمت چھوڑتے گئے - مدینہ سے مدد آنے کے وقت

عبد القیس قلعہ بند تھے اور علاء بن الحضرمی بھی اُنکے ساتھ تھے۔ اپنے دینی بھائیون کی فتحیابی کے بعد یہ لوگ قلعہ سے نکلے۔ پھر اسکے بعد مسلمانون نے گرد و نواح کے مفسدون کی خبر لینی شروع کی۔ بہت سے بنو بکر مارے گئے۔ لشکر فارس کے لوگ بھی اکثر مارے گئے اور جو بچے وہ کسریٰ کے پاس ہزیمت کی خبر پہونچانے گئے لیکن منذر بن نعمان جو لشکر عجم کا سردار تھا صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔

ارتداد اہل عمان اور اہل یمن

اسی اثنا مین عمان۔ مہرہ اور یمن کے لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے۔ انکی سرکوبی کو حذیفہ بن محصن اور عرفجہ بارقی روانہ کیے گئے۔ عکرمہ بن ابو جہل جو جنگ مسیلمہ کذاب سے فارغ ہوکر ابھی یمامہ ہی مین تھا بالا بالا یمن مین پہونچا اور کفار کے مغلوب کرنے مین شریک ہوا۔ یمن مین بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اور کفار جو مقتول ہوئے انکی تعداد بھی مورخون نے بہت زیادہ بیان کی ہی۔

ارتداد کندہ وحضرموت

کندہ اور حضرموت کے قبیلے جو مرتد ہو گئے تھے اُنکی گوشمالی کو زیاد تعینات ہوئے اور پیچھے سے عکرمہ بھی آکر شریک ہو گئے تھے۔ مسلمانون کو یہان بھی فتح نصیب ہوئی اور کفار کو ہزیمت ہوئی۔

علیؓ کی بیعت

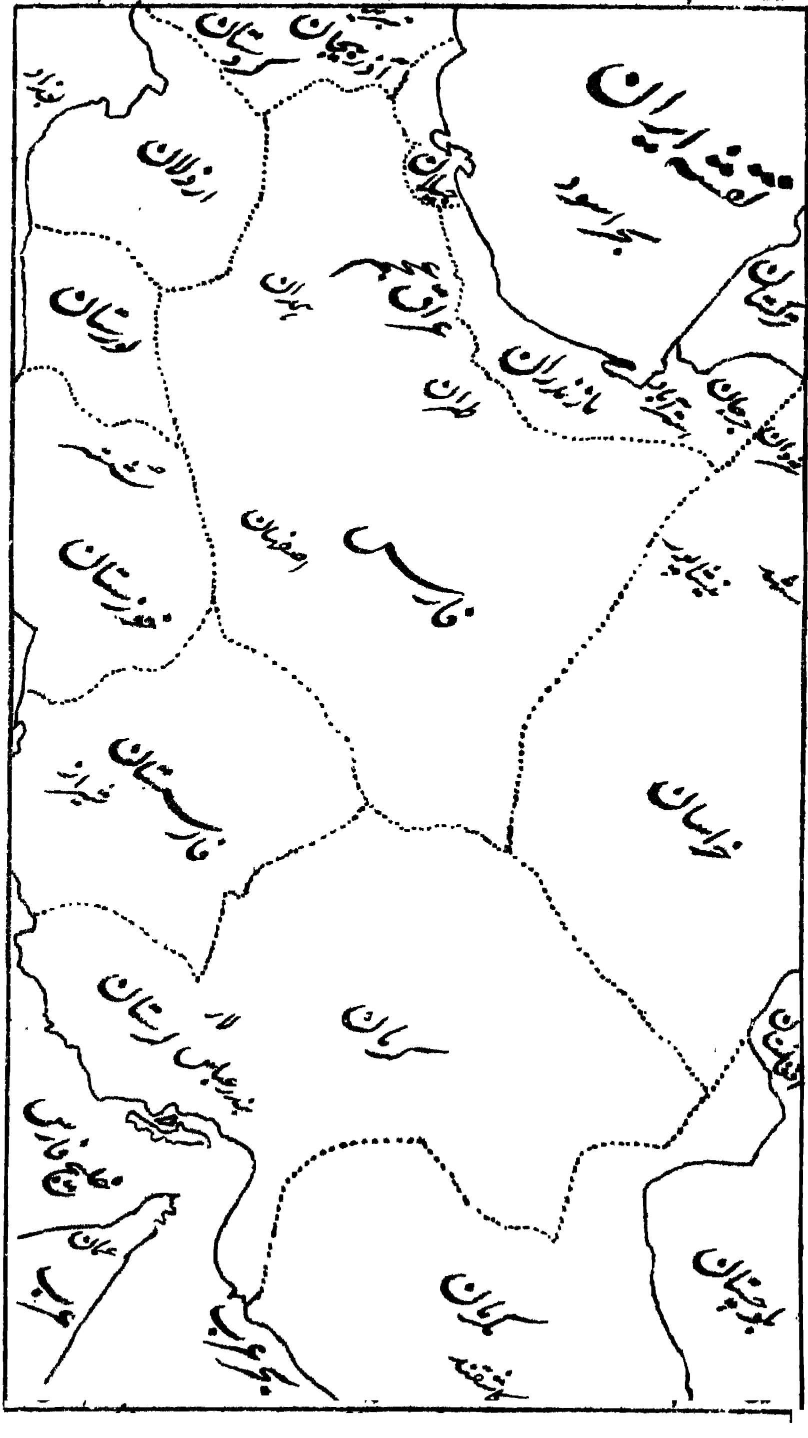
قول مرجح یہ ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس تعویق کی وجہ کچھ ہی ہو لیکن بیعت کے قبل کوئی بیموقع بات حضرت علیؓ سے سرزد نہین ہوئی اور بعد بیعت کے تو گویا انھون نے متعیت اپنے اوپر لازم ہی کرلی۔

اسوقت تک قرآن کی تدوین نہین ہوئی تھی۔ لوگ عموماً حافظ قرآن تھے۔ جو لکھے پڑھے لوگ تھے اُنکے پاس متفرق آیتین بھی لکھی ہوئی تھین۔

تدوین قرآن

لیکن کیونکر؟ پتھروں کے ٹکڑوں پر۔ مٹی کے برتنوں پر۔ لکڑیوں پر۔ چمڑوں اور تختیوں پر آیتین لکھ رکھی تھین۔ یمامہ کی لڑائی مین بہت سے قاری (حافظ قرآن) شہید ہوئے حضرت عمرؓ بن خطاب کو انکے مرنے پر تدوین قرآن کی طرف توجہ ہوئی۔ پہلے تو لوگ اس بدعت سے رُکے لیکن پھر حضرت عمرؓ کے اصرار پر ادھر متوجہ ہوگئے۔ قرآن کی تدوین تو حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے وقت مین ہوئی لیکن سورتوں کی ترتیب جس طرح یہ اب قایم ہی یہ عثمانؓ بن عفان کے عہد مین پسند کی گئی اور اسلیے موجودہ قرآن کو لوگ طنزاً عثمانؓ بن عفان کا جمع کیا ہوا قرآن کہتے ہین اور طنز کرنے والے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ حضرت علیؓ نے قرآن کی ترتیب دوسرے طور پر کی تھی لیکن اُسکا رواج نہین ہوا۔ اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ مسلمانون کا کوئی فرقہ نفس قرآن کی صحت مین تامل کرتا ہی۔ اسکی صحت مین کسی کو کلام نہین ہی۔ بلکہ جو لوگ اسلام کی ضمنی تقسیمون کو ناپسند کرتے ہین اُنکی بڑی حجت یہی ہی کہ جب قرآن سب فرقون کا ایک ہی ہی تو پھر ضمنی تقسیمین کیسی؟ جزئیات مین اگر اختلاف آرا ہی تو اس سے فرقون کے الگ الگ ہوجانے کی ضرورت نہین پیدا ہوتی۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دوسرے سال کے ساتھ ہجرت کا بارھوان سنہ شروع ہوتا ہی۔ آنحضرتؐ کے وقت مین فارس اور شام کی سرحد تک اسلام پھیل چکا تھا۔ آپ کی وفات سے جو ضعف اسلام مین آچلا تھا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا پہلا سال اُسی کی اصلاح مین گذرا۔ اور دوسرے سال کے شروع ہونے پر پھر وہ خیالات تازہ ہوئے جو آنحضرتؐ کے زمانے سے پیدا ہوئے تھے یعنی بہت قریب ہی وہ زمانہ کہ فارس۔ شام اور مصر مین اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ اِن ممالک کی فتح کے


آذربائیجان
بحر اسود
عراق عجم
طہران
مازندران
اصفہان
فارس
خراسان
فارستان
لارستان
لار
بندر عباس
خلیج فارس
عمان
عرب
کرمان
مکران
بلوچستان

اسباب جس طرح پیدا ہوئے انکا ذکر آگے آئیگا اسوقت ایران۔ شام اور مصر کے نقشے کھینچ کر موقع کی صورت دکھائی جاتی ہو جو لوگ نقشہ سمجھنے کے عادی نہین ہین وہ پرانی دنیا اور عرب کے نقشے جو ۱۷ و ۱۸ صفحون مین ہین انکو دیکھ کر اپنی یادداشتون کو تازہ کرلین کہ ان نقشون کے سمجھنے مین آسانی ہو۔

ایران کی پولیٹکل حالت

ایران سلطنت بہت قدیم تھی۔ ہندوستان۔ مصر اور ایران ان تین ملکون کی نسبت یہ کہنا مشکل ہو کہ انمین سے پہلے کس نے ترقی کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہو کہ غیر ملک نے ایران پر پہلے کبھی سلطنت نہین کی تھی۔ اسکندر اعظم کے وقت مین یونانیون نے ایران پر غلبہ پایا تھا لیکن وہ محض ایک حملے کی صورت تھی۔ یونانیون کو ایران پر کبھی حکومت نصیب نہین ہوئی اسکے بعد رومیون کی ترقی کا زمانہ آیا لیکن یہ لوگ بھی ایران پر غلبہ حاصل نہ کرسکے۔ ترکون سے ایرانیون کا ہمیشہ مقابلہ رہا اور رومیون سے سرحدی نزاعین آخر آخر مین ہوتی رہین افغانستان ایران کا باجگزار صوبہ ہمیشہ رہا۔ غرضکہ ایران کی سلطنت بہت قدیم اور بڑی زبردست تھی۔ لوگ اسکے نام سے ڈرتے تھے کبھی خیال مین بھی نہین آتا تھا کہ عرب کے بدوی ایران پر حکومت کرسکتے ہین۔

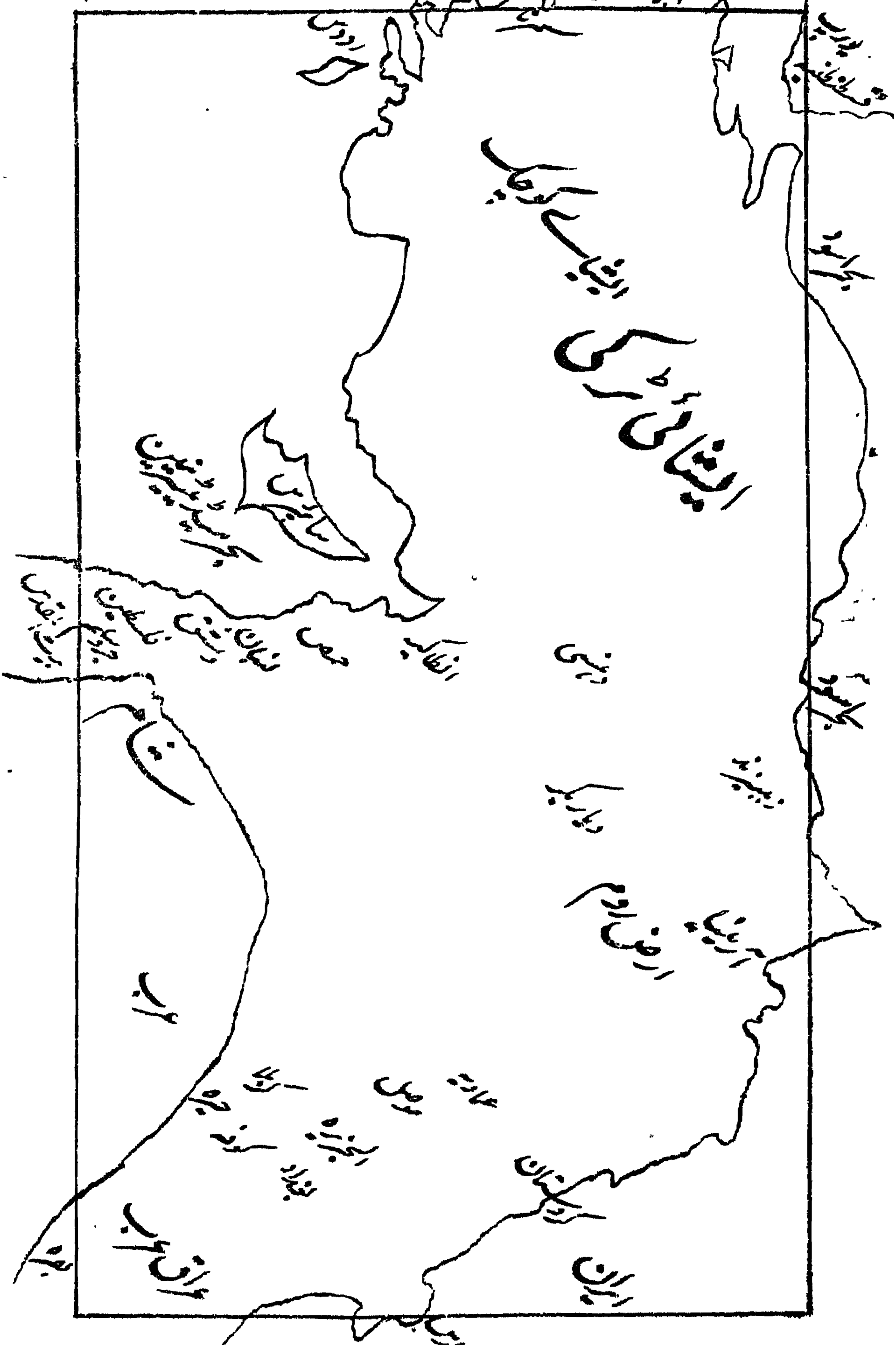
حدود اربعہ

ایران کے حدود اربعہ۔ اوتر ترکستان اور کیسپین سی (بحیرہ خزر) دکن خلیج فارس خلیج عمان۔ بحر عرب۔ پورب افغانستان۔ بلوچستان۔ پچھم عراق عرب۔ لیکن جسوقت مسلمانون نے حملہ کیا عراق عرب بھی ایرانیون کے قبضہ مین تھا بلکہ پایۂ تخت بغداد کے قریب مداین مین تھا۔ اب تو ایران کے حدود ارضی کو ترکی اور روسی سلطنتون نے بہت کم کردیے ہین۔ لیکن مسلمانون کے حملہ کے وقت عراق عرب۔ عراق عجم

فارس - خراسان - مازندران - کرمان - یہ سب ممالک ایرانیون کے قبضہ مین تھے
ایرانیون کو عرب اپنی اصطلاح مین عجمی کہتے تھے اور اُنکے ملک کو ملک عجم بولتے
تھے - اور کہین کہین مورخین نے ایران کو فارس اور ایرانیون کو اہل فارس
بھی لکھا ہے - ایران کے علاوہ اور ممالک کو بھی اہل عرب عجم کہتے تھے - کبھی کبھی
غیر ملک کے معنی مین بھی عجم کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا -

وہ ٹکڑہ زمین کا جسکے اوتر بحر اسود - دکن عرب - پورب ایران - پچھم یورپ
اور بحر میڈیٹیرینین واقع ہے اسوقت ترکون کے مقبوضہ ہونے کی وجہ سے
ایشیائی ٹرکی کہلاتا ہے - لیکن فی الواقع اسمین ارض مقدس - پلسٹائن - شام -
عراق عرب - الجزیرہ - کردستان - ارض روم - آرمینیا - ترپزینید وغیرہ مختلف مشہور
مقامات داخل ہین - ایشیائی ٹرکی کا ایک جدا نقشہ کھینچا جاتا ہے جسمین یہ سب
مقامات ظاہر ہو جائینگے -

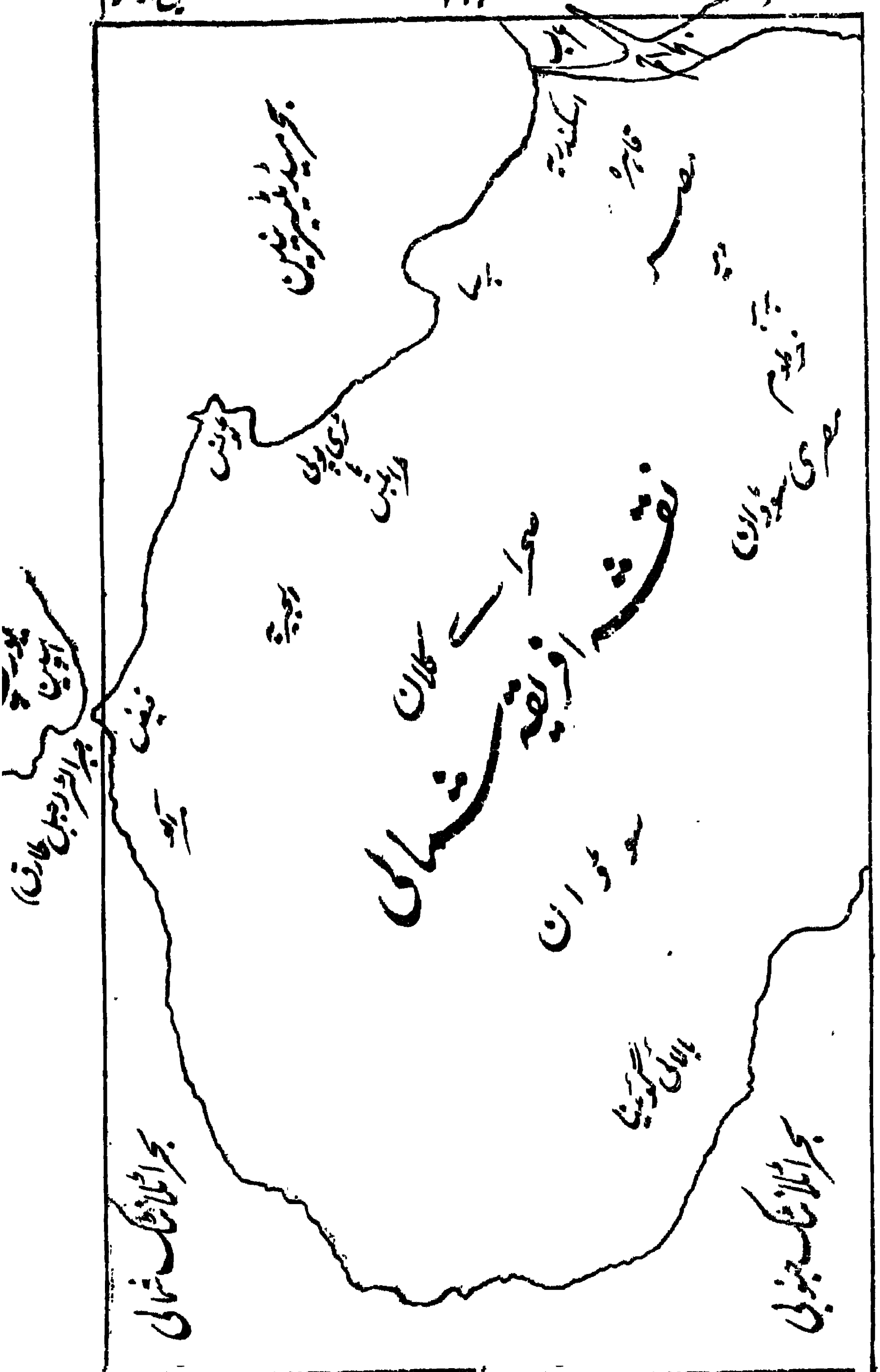
مسلمانون کے حملہ کے وقت یہ تمام زمین کسی قدر شرقی حصہ چھوڑ کر جو ایرانیون
کے دخل مین تھا عیسائیون کی مقبوضہ تھی - یہان عیسائیون کی مختلف خود مختار
ریاستین قایم تھین لیکن مذہبی پیشوا کی حیثیت سے ہرقل سب کا سردار سمجھا جاتا
تھا - اصلی پایہ تخت تو قسطنطنیہ تھا - لیکن تھوڑے دنون سے انطاکیہ مشرقی
مقبوضات کا دار الامارت قرار دیا گیا تھا - ہرقل سے بھی بڑا بادشاہ (مذہبی خیال
سے) روم کا پوپ سمجھا جاتا تھا اور اسی لیے عیسائیون کی سلطنت کو بعض مسلمان
مورخ رومیون کی سلطنت لکھتے ہین - اور شام سے آگے بڑھ کر جو فتوحات
ہوئے اُنکو فتوح روم سے جا بجا تعبیر کرتے ہین جس طرح آج کل تفریقاً قوم کے



لیے گورے اور کالے کا لفظ ہندوستان مین بولتے ہین - اور کالا آدمی تحقیر کے معنون مین ہندوستانیون کے لیے استعمال کیا جاتا ہے - اسی طرح مسلمانون کی ابتدائی فتوحات کے وقت شام اور شام کے شمالی حصہ کے عیسائی باشندے بنوالاصفر (زرد آدمی) بولے جاتے تھے

افریقہ کے صحرائے کلان کے پورب اور اُتر جو تھوڑی سی آبادی سواحل بحر احمر اور بحر میڈیٹیرینین پر واقع ہے اُسی کا نام مصر ہے لیکن آسانی کے لیے شمالی افریقہ کا پورا نقشہ درج کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے مواقع کا بھی پتہ لگے - مشہور ہے کہ یونانیون کے معلم یہی مصری لوگ تھے - مدت سے یہ ٹکڑہ آباد تھا اور تہذیب اور شایستگی مین بھی شہرہ آفاق تھا - مصریون کے زوال کے بعد یونانیون کو عروج ہوا - یونان کے بعد روم کا دن پھرا - رومیون کا جب عروج تھا تو ایران اور ترکستان کے پیچھم جتنے ممالک ہین سب انکے زیر فرمان تھے - رومیون سے یہان مراد ہے اٹلی کی دارالسلطنت روم کے باشندے - رومیون کے عروج کے وقت مصر بھی انکا ایک باج گزار صوبہ ہو گیا تھا - لیکن زوال سلطنت کے بعد جب بیسیون خودمختار ریاستین قایم ہوئین وہان مصر بھی آزاد ہو گیا - مسلمانون کی چڑھائی کے وقت مصر کا بادشاہ ایک خودمختار عیسائی مقوقس نام تھا - مصر کی قدیم حالت

سنہ ۱۲ھ مین بنو شیبان کا ایک رئیس مثنی بن حارثہ مدینہ مین آکر مسلمان ہوا اور کوفہ پر چڑھائی کرنے کی خواہش ظاہر کی - حضرت ابوبکرؓ نے اُسے کوفہ روانہ کیا مثنی کے قبیلے کے گرد و نواح مین جتنے لوگ تھے وہ سب ایران کی حکومت سے ناخوش تھے سبھون نے مثنی کا ساتھ دیا - مثنی کی کامیابیون کی خبر مدینہ پہونچی لیکن


نقشہ افریقہ شمالی
مصر
اسکندریہ
قاہرہ
طرابلس
تونس
بحر اطلانٹک شمالی
بحر اطلانٹک جنوبی

اسکے ساتھ یہ بھی سُننے مین آیا کہ دشمنون نے ایک دل ہوکر جنگ کا بڑا سامان کیا ہی۔ یہان سے خالد بھیجے گئے۔ کہنے کو تو وہ مدد کے لیے گئے لیکن فی الواقع وہی سپہ سالار فوج تھے۔ فارس۔ حیرہ اور کوفہ کی فتح انُکی توجہ کی عمل مین آئی اور یہ بھی حکم دیا گیا کہ ان مہمون کے طی ہونے پر ایلہ کی طرف بھی بڑھنا چاہیے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب کوفہ اور عراق عرب مین خالد پہنچے تو انُکے ساتھ دس ہزار مسلمانون کا گروہ تھا۔ پہلے ابن صلوبا حاکم سواد اور پھر ابن ذویب طائی حاکم حیرہ سے مڈبھیڑ ہوئی ان دونون نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ اسکے بعد خالد ایلہ کی طرف گئے۔ وہان کا گورنر خالد کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور پھر کسریٰ کے حکم سے اہواز کا گورنر قارن پچاس ہزار کی جمعیت سے خالد کے مقابلہ کو چلا۔ یہ معرکہ بہت سخت تھا۔ تیس ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جب خالد نے غنیمت کا خمس مدینہ روانہ کیا تو تمام لوگ دیکھ کر پھڑک گئے اور سب نے خالد کو دعاے خیر دی۔ اس مال کے ساتھ کچھ قیدی بھی تھے۔ حضرت حسن بصری کے باپ انھین لوگون مین تھے اسکے بعد کچھ فوج شاہ ایران کی قارن کی کمک کو آئی تھی جس سے دلجہ اور لیس مین مسلمانون سے مقابلہ ہوا تھا اور مسلمان ہی فتحیاب ہوئے تھے۔ لیس کے مقام پر جو کشت و خون ہوا اسکو مورخون نے لکھا ہی کہ دشمن کا خون پانی کی طرح بہ چلا تھا۔ اسکے بعد انبار۔ عین التمر۔ دومۃ الجندل وغیرہ چند نامی قلعے مسلمانون نے فتح کیے۔

اسی زمانہ مین اردشیر شاہ (کسریٰ) ایران نے وفات پائی۔ خالد کی طبیعت ان فتوحات سے بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور یون تبدیل سلطنت بھی خواہ مخواہ

سواد
حیرہ
اہواز
اردشیر

ایک انقلاب کی صورت پیدا کر ہی دیتی ہی۔ یہ موقع غنیمت سمجھ کر خالد نے ایک خط کسریٰ کے نام بھیجا۔

مضمون خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خالد کی طرف سے بادشاہ عجم کسریٰ کو لکھا جاتا ہی۔ اللہ جس نے تمھاری جمعیت کو متفرق کر دیا اور تمھاری سعادت بخت کو شقاوت سے بدل دیا۔ اُسکے شکر اور اُسکی تعریف کے بعد لکھا جاتا ہی کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ دو نہین تو مین ایسی قوم کو تمھارے پاس بھیجون گا جو موت کو اُسی طرح پسند کرتی ہی جس طرح تم زندگی کو چاہتے ہو۔

یہ خط پڑھ کر کسریٰ کے ہوش جاتے رہے لیکن استقلال کو اس نے ہاتھ سے جانے نہین دیا خالد کے مقابلہ کے لیے اُسنے فوراً فوج کی درستی کا حکم دیا۔

ایران کی حالت

ایران اور روم کی سلطنتین بہت قدیم تھین۔ ایران کے متعلق تو صرف اتنا کہنا کافی ہی کہ یہ ملک نہین معلوم کس زمانہ سے خود مختار رہا۔ دوسری قوم نے یہان کبھی حکومت نہین کی تھی۔ اور نہ ایران کی سلطنت کبھی مستقل طور پر اور ملکون تک پھیلی تھی۔ ترکستان۔ شام یا عرب کے بعض صوبون پر کبھی ایران کی حکومت ہو جاتی تھی لیکن اسکی حیثیت سرحدی نزاعون سے زیادہ نہ تھی۔ سکندر کے زمانہ مین ایران پر یونانیون کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن وہ زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہا۔ ایران مین آتش پرستون کا مذہب جاری تھا اور وہان کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے تھے جیسا کہ روم کے بادشاہ کو قیصر اور حبشہ کے حاکم کو نجاشی کہتے تھے۔ پیغمبر خدا کے زمانہ

مین ایرانیون اور شامیون مین کچھ نزاع ہوگئی تھی - پہلے ایرانی غالب ہو گئے اسکے بعد شامیون کو غلبہ ہوا عرب کے دو حصّے ایرانیون کے قبضہ مین تھے ایک تو یمن جو آنحضرت کے زمانہ ہی مین مسلمانون کے قبضہ مین آچکا تھا اور دوسرا عراق عرب جسمین خالد بن ولید کی مداخلت ابھی لکھی جا چکی ہے - عراق عرب کے بعد اصل ایران پر مسلمانون کا حملہ حضرت عمرؓ فاروق کے زمانہ مین ہوا جسکا تذکرہ آیندہ آسکے گا -

رومیون کی سلطنت

رومیون کی سلطنت کا ایک وہ زمانہ تھا کہ باستثنا ے ہند - چین - ایران ترکستان اور تاتار کے تمام دنیا پر وہ حکمران تھے - سکندر کے زمانہ کا یہ ذکر نہین ہے بلکہ اُس وقت کا ذکر ہے جب عیسائیت نے اٹلی کی دارالسلطنت روم مین عروج پکڑا تھا - عیسائیون کا یہ زمانہ کامل عروج کا خیال کیا جاتا ہے - تمام یورپ مین تو انکا زور تھا ہی - ایشیا اور افریقہ کے اکثر سواحل بحر بھی انکے قبضہ مین تھے - رومیون کی سلطنت کا حال کسی قدر وضاحت سے لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے -

سکندر اعظم کے بعد یونانیون کی تہذیب سے اٹلی والون نے فائدہ اُٹھا کر جو سلطنت قایم کی اُسکا پایہ تخت روم قرار پایا - عیسائیت کے پھیلنے سے پہلے ہی سے رومیون کی سلطنت کو پورا عروج ہو چکا تھا عیسوی سنہ کی تیسری چوتھی صدی مین روم کے ایک بادشاہ نے عیسوی دین قبول کیا اس سے عیسائیت کو اُسی طرح زور ہوا جیسا دنیاوی قوت کے اعتبار سے عربون کے بعد مغلون اور ترکون کے مسلمان ہونے سے اسلام کو قوت پہونچی - عیسائی ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک رومیون کی سلطنت کا عروج بدستور قایم تھا پھر زوال یا تنزل شروع ہوا

باہم خانہ جنگی ہوئی اور اس خانہ جنگی سے رومیون کی سلطنت کے دو حصے ہوگئے شرقی اور غربی۔ غربی حصہ کا دار السلطنت روم رہا۔ اور شرقی حصہ کے لیے قسطنطنیہ دار الحکومت قرار پایا۔ قسطنطنیہ کو کسٹن ٹائن اعظم نے بسایا تھا۔ اپنے موقع کے اعتبار سے قسطنطنیہ یورپ کے تمام شہرون مین اچھا سمجھا جاتا تھا اور اب بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ روم کی سلطنت مغربی یورپ پر حاوی تھی اور قسطنطنیہ کی سلطنت مین وہ تمام حصے یورپ ایشیا کے شامل تھے جو آجکل عثمانی ترکون کے ماتحت ہین اور جنکو ترکش ایمپائر سلطنت ٹرکی کے نام سے یورپین مورخ تعبیر کرتے ہین اور اسکے علاوہ سواحل افریقیہ پر بھی بعض بعض جگہ پر قابض تھے۔

روم اور قسطنطنیہ کی سلطنت مین روز بروز ضعف آتا گیا۔ روم کی سلطنت یورپ کی عام ترقیون سے ضعیف ہوگئی۔ صرف مذہبی امور مین وہ سولھوین صدی تک پیشوا سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اسکے بعد اُسکی وہ حالت بھی زائل ہوئی اور آج وہ یورپین طاقتون کے مقابلہ مین ایک چھوٹی سی ریاست سے زیادہ حیثیت نہین رکھتی۔ رہی قسطنطنیہ کی سلطنت اسمین اسلام کے پہلے ہی ضعف آگیا تھا اسکے زرخیز حصے شام اور مصر جا چکے تھے۔ شام کی جدا دار السلطنت انطاکیہ مین تھی۔ اسکے علاوہ اور بھی چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستین تھین لیکن نہ اس طرح کہ شاہ قسطنطنیہ کی مخالف ہون۔ مذہبی اور دنیوی امور مین اُس سے بے نیاز ہون یا یہ کہ اس تقسیم سے عیسائیت یا عیسائی قوت مین کمی آئی ہو بلکہ ہر ایک بجاے خود ایک مستحکم سلطنت تھی۔ ممکن ہے کہ انمین کسی وقت نفاق

رہا ہو۔ لیکن مسلمانون کے حملون نے توانکے باہمی اتفاق کو بہت کچھ بڑھا دیا۔ اور جس استقلال اور باہمی اتفاق سے ان لوگون نے مسلمانون کا مقابلہ کیا آیندہ بیان کیا جاویگا۔

شام اور مصر کی سلطنتین عمر خلیفہ دوم کے وقت ہی مین مسلمانون کے قبضہ مین یا قابو مین آگئین۔ ہان قسطنطنیہ کا بادشاہ عرصہ تک مسلمانون سے موافق رہکر اور مصلحت وقت کا پابند ہوکر عربون کی سلطنت کے زمانہ کو کسی طرح ٹالتا گیا لیکن بعد کو ترکون کی نمایان فتوحات کا مقابلہ نہ کرسکا یا یہ کہ ترکون نے قسطنطنیہ ایسے عمدہ مقام سے الگ رہنا پسند نہین کیا۔

مفصلہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ روم جدا شی ہے۔ قسطنطنیہ الگ چیز ہے۔ شام کی چھوٹی چھوٹی نیم خود مختار یا باج گزار ریاستین جدا شی ہین۔ لیکن مسلمان آسانی کے لحاظ سے ان تمام عیسائیون کو رومی لکھتے ہین اور انکے مقابلہ کو رومیون کا مقابلہ کہتے ہین کیونکہ یہ سب قوتین اجزا تھین اس زبردست عیسائی سلطنت کی جو روم (رومتہ الکبری) مین کسی زمانہ مین تھی۔ اور قانون مذہب۔ طرز معاشرت اور اخلاق خلاصہ یہ کہ تمام امور مین یہ لوگ اگر پیرو تھے تو اُن رومیون کے تھے جنکا زمانہ تاریخی صفحون مین ہمیشہ کے لیے یادگار ہے۔

اندرونی فسادات مٹنے کے بعد ۱۳ھ مین رومیون کے مقابلہ کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے طیاری کی۔ انطاکیہ کے متعلق جو نیم خود مختار ریاستین یا گورنرون کے رہنے کے بڑے بڑے چار مقامات فلسطین۔ حمص۔ دمشق اور اردان تھے اُنکے فتح کرنے کو عمر بن عاص۔ ابو عبیدہ۔ زید بن ابو سفیان اور شرجیل ابن حسنہ ۱۳ھ ۶۳۴ع

الگ الگ تعنات کیے گئے اور یہ کہا گیا کہ اگر اتفاقاً چارون لشکر ایک جگہ جمع ہو جائین تو ابو عبیدہ کو سردار یا سپہ سالار سمجھنا چاہیے ورنہ عام طور پر ہر ایک اپنے لشکر کا امیر ہے یہ لوگ جُدا جُدا جہاد کو روانہ ہوئے۔ ان سب کے ساتھ جتنی فوج تھی اُسکی مجموعی تعداد سات ہزار سے زیادہ نہ تھی جو اتنے بڑے اہم کام کے لیے مشکل کافی سمجھی جا سکتی تھی۔

عمر بن عاص جب فلسطین مین پہونچا تو اُسے معلوم ہوا کہ مسلمانون کی خبر پاکر ہرقل شاہ انطاکیہ نے اپنے بھائی تدارق کو مقابلہ کے لیے تعنات کیا ہے۔ اور پچاس ہزار سے زیادہ فوج اُسکے ساتھ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس سے اطلاع دیگئی تو اُنھون نے سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہاشم کو تین ہزار آدمیون کے ساتھ کمک کے لیے روانہ کیا اور پیچھے سے پھر برابر مسلمان جہاد مین شریک ہونے کو آتے گئے اور اسکے ساتھ ہی خالد بن ولید کو بھی حکم دیا گیا کہ عراق عرب سے شام کی طرف توجہ کرین اور بجائے ابو عبیدہ کے فوج کی امارت اُنکے تعلق رہے۔ چنانچہ خالد نے عراق عرب کی حکومت مثنی بن حارثہ کے تعلق کر کے شام کا قصد کیا۔ عراق عرب کو خالد نے ایسی حالت مین چھوڑا کہ کسریٰ کے پاس خالد کا ایلچی جا چکا تھا اور وہ لڑنے کی طیاری کر رہا تھا۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کا حکم نہ پہونچتا تو خالد ضرور فارس پر چڑھائی کرتے۔ شام کی لڑائی چھڑ جانے سے اسوقت کسریٰ کا مقابلہ ملتوی رہا۔ خالد شام کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ مین چند قلعے فتح کرتے ہوئے بصرے مین ابو عبیدہ سے آملے۔ بصرے والون نے مسلمانون کی کثرت دیکھ کر جزیہ دینے پر صلح کر لی اور اسلیے شام کے ملکون مین سے بصرہ

بصرہ کی فتح

سب کے پہلے مسلمانون کے قبضہ مین آیا - اب خالد اور ابو عبیدہ آگے بڑھے

جنگ اجنادین

ایلیا اور بیت جبرین کے قریب اجنادین ایک مقام ہی - وہین مسلمانون اور رومیون سے مقابلہ ہوا۔ مسلمانون کے لشکر کی تعداد ۳۶ ہزار تھی اور رومیون کی تعداد بیان کرنے مین مورخون نے اختلاف کیا ہی لیکن اسمین کلام نہین کہ مسلمانون سے ہر حالت مین وہ زیادہ تھے۔ مسلمانون نے جب ایک ساتھ حملہ کیا تو رومیون کے پاؤن اُٹھ گئے۔ کوئی تین ہزار آدمی دشمنون کے مارے گئے - میدان خالد کے ہاتھ رہا اور بہت کچھ نقد و جنس مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

اجنادین سے بھاگ کر دشمنون نے گرد و نواح کے قلعون مین پناہ لی - مسلمانون نے ان قلعون پر چڑھائی کا ارادہ کیا - چنانچہ پہلے دمشق کا محاصرہ کیا گیا جسمین بہت سے عیسائی اجنادین سے بھاگ کر پناہ گیر تھے - خالد نے عرصہ تک دمشق کا محاصرہ کیا لیکن اسکے فتح کرنے کی نوبت نہین آئی - خالد - ابو عبیدہ

محاصرہ دمشق

یزید بن ابی سفیان ہر طرف سے دمشق کو گھیرے تھے اندر جانے کی راہ نہ ملتی تھی نہ شہر والے مقابلے کو باہر نکلتے تھے - اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ دمشق والون کی مدد کو ۲۰ ہزار فوج رومیون کی آتی ہی - خالد نے بڑھکر مقابلہ کیا - ہزار پانچ سو مارے گئے اور باقی بھاگ گئے - یہ سب کچھ ہوا لیکن دمشق مین گھسنے کی کوئی راہ نہ نکلی -

اب وہان ہرقل کی یہ کیفیت تھی کہ اجنادین کی لڑائی کا حال سُنکر اُسنے بڑے اہتمام سے فوج فراہم کی اور کوئی تین لاکھ فوج مسلمانون کے مقابلہ کے لیے

روانہ کی ۔ خالد نے یہ حال دمشق مین سنا ۔ دمشق مین رہکر لڑنا مناسب حال نہ سمجھا اسلیے دمشق کا محاصرہ چھوڑکر خالد آگے بڑھے اور میدان یرموک مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانون کی جمعیت تیس یا چالیس ہزار سے زیادہ نہ تھی اور دشمنون کی فوج کا تخمینہ تین لاکھ کیا جاتا تھا ۔ خالد کو کسی قدر غیر معمولی اہتمام اور استقلال سے کام لینا پڑا ۔ اُنھون نے کہا کہ فتح او شکست فوج کی قلت اور کثرت پر منحصر نہین ہی بلکہ مشیت ایزدی پر موقوف ہی ۔ فوج مین سے ایک ہزار مسلمان ایسے چُنے گئے جو پیغمبرؐ کی صحبت سے بہرہ یاب تھے اور وہ سب کے آگے کیے گئے ۔ انہین کوئی سو آدمی درویش صفت تھے وہ خداے تعالی کی درگاہ مین گریہ وزاری کرنے کو الگ بٹھا دیے گئے ۔

جنگ یرموک

خالد فوج کی درستی مین مشغول تھے کہ سامنے سے ایک قاصد مدینہ سے آتا ہوا نظر پڑا ۔ خالد کے پاس چُپکے سے آکر حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کی خبر سنائی خالد نے کہا کہ یہ خبر کسی کو معلوم نہو ۔ ورنہ پھر لڑائی کا رنگ بدل جائیگا ۔ قاصد نے کہا بہت اچھا ۔ پھر خالد نے پوچھا کہ خلافت کس کو پہونچی ۔ قاصد نے کہا عمرؓ بن خطاب کو ۔ خالد کو عمرؓ بن خطاب کی طرف سے اندیشہ تھا ۔ اسلیے خالد نے کہا اُنھون نے تو مجھے معزول کیا ہوگا ۔ قاصد نے کہا ہان ۔ خالد نے کہا کچھ پروا نہین ۔ مین خدا کے لیے لڑتا ہون ۔ امارت کا مجھے شوق نہین ہی لیکن یہ خبر مین کسی پر لڑائی ختم ہونے تک ظاہر نہ ہون ۔ لڑائی شروع ہونے پر ایک لاکھ ۳۰ ہزار عیسائی مارے گئے اور تین ہزار مسلمان بھی کام آئے ۔ اخیر مین رومیون کے پاؤن اُٹھ گئے ۔ میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا اور بے انتہا نقد و جنس ملا ۔

خالد کی معزولی

لڑائی فتح ہونے کے بعد عمرؓ بن خطاب کا خط ابو عبیدہ کو دیا گیا جسکا ماحصل یہ تھا
کہ خالد ایسا شخص ہی جس نے مالک بن نویرہ کو مارا اور جھوٹ بولا۔ اسکو مسلمانون کی
سرداری زیب نہین دیتی اگر وہ اپنی خطا سے اعتراف کرے تو خیر اپنی جگہ پر رہے
ورنہ مین اُسکو معزول کرتا ہون اور ابو عبیدہ کو اُسکا قایم مقام کرتا ہون۔ ابو عبیدہ
بیت المال کا چارج لے لین اور جو دولت غنیمت کے ذریعہ سے خالد نے خالد کی معزولی
اب تک حاصل کی ہی اسمین سے نصف بیت المال مین لے لیا جاوے اور
نصف خالد کو دیدیا جاوے۔ دستور تھا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتھیار تو قاتل کو
ملتا تھا باقی مال غنیمت کا ایک جا جمع ہوکر ایک خمس بیت المال خزانہ شاہی کا جزو
ہوتا تھا اور بقیہ کا خمس سپہ سالار کو تنہا ملتا تھا اور اسکے بعد جو بچتا تھا وہ فوج مین
تقسیم ہوجاتا تھا۔ خالد نے جرم کا اقبال نہین کیا۔ فوج کی سرداری سے بخوشی الگ
ہونا قبول کیا۔ اور اپنے مال کا نصف جسکی مقدار چالیس ہزار درہم تھی ابو عبیدہ
کے سپرد کردی۔ خالد سرداری سے الگ ہوئے لیکن فوج سے علیحدہ نہین
ہوئے۔ جس کوشش اور شوق سے وہ آج تک فوجی کام انجام دیتے آئے
تھے مرتے دم تک اُسپر قایم رہے۔ ابو عبیدہ بزرگی اور ورع کے لحاظ سے
امیر تھے ورنہ جنگی امور مین خالد کی راے کو وہ بھی بالا سمجھتے تھے اور تمام فوج کے
لوگ خالد کو نائب سپہ سالار سے زیادہ موقر جانتے تھے۔

تمام مسلمان خالد کے مداح تھے۔ فوج والے توانپر جان دیتے تھے۔ یہ
ایک پورے سپاہی اور تجربہ کار سپہ سالار تھے۔ سپاہیون کو دوست رکھتے تھے
فن جنگ سے بخوبی واقف تھے۔ ایسے ایسے چُنے ہوئے لوگ اُنکے ساتھ تھے

کہ اُنکے حالات جنگ بالتفصیل بیان کیے جائین تو ناول اور فسانے کا مزا آجائے
عربی مورخ تو خالد کے مداح ہین ہی - یوروپین مورخون نے بھی انکی بڑی تعریف
کی ہی - غزوات احمدیہ کے رستم اگر علیؓ ابن ابی طالب سمجھے جائین تو مابعد کی لڑائیون
کا خالد بن ولید کو رستم ماننا پڑتا ہی - جنگی امور مین بہت کچھ احسانات ان دونون کے
مسلمانون پر ہین - یہ سب سہی لیکن جب عمرؓ کے نزدیک خالد ایک گناہ کبیرہ کے
مرتکب تھے اور اُسکے ساتھ ہی بظاہر نادم بھی نہ تھے تو وہ فوجی مسلمانون کے سردار خالد اور عمر
ہونے کے ہرگز قابل نہ تھے - اگر خالد نے اپنے اجتہاد مین مالک کے مارنے مین
غلطی نہین کی تو عمرؓ بھی خالد کے موقوف کرنے مین خطادار نہین ٹھہر سکتے - خالد کو
سب پیار کرتے تھے لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ کو کسی نے الزام نہین دیا - حضرت عمرؓ
کی نیک نیتی سب پر ظاہر تھی خصوصاً ایسی حالت مین کہ خالد کا جانشین ایسا شخص
تجویز کیا گیا جسپر پیغمبرؐ کی خلافت کا مسئلہ طے کرتے وقت نظرین پڑتی تھین - پہلے لکھا
گیا ہی کہ حضرت عمرؓ جتنے سخت دل تھے اُتنے ہی نرم دل بھی تھے - سختی کے موقع پر
سخت تھے اور نرمی کے موقع پر نرم تھے - وہ جانتے تھے کہ مسلمانون کی فوج
قطاع الطریق کا مجمع نہین ہی بلکہ صالحون کا ایک گروہ ہی جو اسلام پھیلانے اور
سچی راہ بتانے کو اطراف عالم مین بھیجا گیا ہی - اسکی امامت کے لیے ایسا شخص
لائق ہی جو تمام محاسن اخلاق مین آپ اپنا نظیر ہو اور اپنی خوبی اخلاق سے
بھی دلون کے مسخر کرنے کی قابلیت رکھتا ہو - خالد کے ظاہری اخلاق گو
بُرے نہ تھے لیکن پھر بھی ابوعبیدہ سے انکو کوئی نسبت نہ تھی اور ایک بات
اور بھی تھی کہ حضرت عمرؓ سمجھتے تھے کہ خالد اگر اللہ کے لیے لڑتے ہین تو سرداری جانے

پر بھی وہ بدستور لڑتے رہیں گے اور دنیاوی عزت یا طمع کی وجہ سے وہ شریک جنگ ہیں تو پھر وہ کسی طرح اسلامی فوج کی سپہ سالاری کے قابل نہیں ہیں -

عراق عرب مین مثنیٰ کو چھوڑ کر خالد تو شام کی طرف چلے آئے اور وہان کا حال

اردشیر کی وفات

یہ ہوا کہ اردشیر نے وفات پائی اور اسکی جگہ پر اسکا بیٹا شہریار تخت پر بیٹھا - ہرمز جادو نام ایک شجاع کو تین ہزار فوج کے ساتھ شہریار نے عراق عجم کی طرف روانہ کیا مثنیٰ نے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا - دشمنون کی فوج کے ساتھ ہاتھی بہت تھے جو معرکہ جنگ مین دیوار قلعہ کی طرح کھڑے کیے گئے تھے مسلمانون کے نیزون سے

شہریار کی وفات

ہاتھی جو پیچھے بھاگے تو خود وہ ہاتھی دشمنون کی ہزیمت کے سبب ہو گئے اور میدان مسلمانون کے ہاتھ آیا - اسکے بعد شہریار مرگیا - ایرانی سلطنت کا انتظام نابالغ لڑکون اور شاہی عورتون کے تعلق ہوا - اسلیے پھر کوئی حملہ ایرانیون کی طرف سے نہیں ہوا - لیکن عمرؓ بن خطاب کے زمانہ مین خود مسلمانون نے ایران پر چڑھائی کی اور تمام ملک فتح کرلیا - اسکا مفصل بیان آگے آئیگا -

سنہ ۱۳ھ
سنہ ۶۳۴ء
وفات ابوبکرؓ

ابوبکر صدیقؓ نے ۶۵ یا ۶۳ برس کی عمر مین ہجرت کے تیرہوین برس وفات پائی - انکی خلافت کی مدت کم وبیش دو برس تھی - مرنے کے ۲ ہفتہ پہلے انکو بخار آنے لگا اور کچھ سل کی بھی شکایت شروع ہوگئی - بعض مورخون نے لکھا ہے کہ غار حرا مین سانپ نے کاٹا تھا اُسکا زہر اب ظاہر ہوا - اور کسی نے لکھا ہے کہ ایک یہودی نے زہر دیدیا تھا اسکا اثر سال بھر کے بعد پورے طور پر نمایان ہوا - بہر حال یہ اپنی موت سے مرے اور اپنی حیات مین تحریری وصیت نامہ سے حضرت عمرؓ کو اپنی جانشینی کے لیے نامزد کرتے گئے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہ انتخاب کثرت رائے سے ہوا

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے کسی عزیز کو نامزد نہین کیا اسلیے انکی نیک نیتی مین کوئی کلام نہین ہو سکتا۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ پر نظر ڈال کر تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابوبکرؓ کے بڑے بڑے اعمال مین شمار کیے جانے کے قابل ہی۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے امور سلطنت کو اس لیاقت اور دیانت داری سے انجام دیا کہ پھر انکا سا کوئی دوسرا بادشاہ مسلمانون مین آج تک پیدا نہین ہوا۔

فصل دوم

خلافت حضرت عمرؓ بن خطاب

حضرت عمرؓ کی کنیت ابو حفصہ تھی اور الفاروق انکا لقب آنحضرتؐ کا دیا ہوا تھا۔ سنہ ۶۳۴ء
جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کا لقب الصدیق اور حضرت علیؓ کا ابو تراب تھا۔ آنحضرتؐ کے وقت مین یہ رکن اسلام تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین وزیر اعظم اور قاضی القضاۃ تھے اور اب انکے مرنے پر امور دینی کے پیشوا اور عرب شام ایران مصر کے شہنشاہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر کو لوگ خلیفہ رسولؐ کہتے تھے امیر المومنین کا لقب حضرت عمرؓ کے وقت مین مستعمل ہوا اور پھر اسکے بعد تمام عربی النسل سلاطین خلیفہ اور امیر المومنین کہلائے۔ امیر المومنین کے معنی ہین مسلمانون کا سردار۔ حضرت عمرؓ نے ازراہ انکسار اپنے لیے یہ لقب اختیار کیا اور مسلمانون سے کہا کہ خلافت رسولؐ کے لائق تو ابوبکر تھے مین محض تمھارا سردار رہون۔

آپ کے مزاج مین پرہیزگاری بہت تھی۔ عیش پسندی بالکل نہ تھی کھانا

ریاضت اور عبادت

بُرا اور تھوڑا کھاتے تھے۔ مزاج مین حلم اور تواضع بہت تھی۔ عبادت اور ریاضت کا بہت شوق تھا اور اسکے ساتھ ہی امور سلطنت کے جزئیات پر بھی خیال رکھتے تھے۔

آپ رات کو مدینہ کی بازار مین ضعیفون اور بیمارون کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے نکلتے تھے اور اُنکی دستگیری کرتے تھے۔ ایک رات کو کوئی عورت اپنے شوہر کی مفارقت کا تذکرہ کر رہی تھی اور حضرت عمرؓ فاروق پر الزام دیتی تھی کہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مزے کرتے ہین اور میرا شوہر مدت سے فوج کے ساتھ مارا مارا پھرتا ہے۔ حضرت عمر نے دوسرے ہی دن اُسکے شوہر کی طلبی کا خط بھیجا

زوجین کی مدت مفارقت

اور عام حکم جاری کر دیا کہ کوئی فوجی شخص چھ مہینے سے زیادہ اپنی بی بی سے الگ نرہے کیونکہ اس سے زیادہ عورتون کو شوہرون کی مفارقت کی برداشت نہین ہوتی

ایک روز اور آپ نے سُنا کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے کہ "دودھ مین پانی ملا دے" لڑکی نے انکار کیا۔ مان نے کہا کہ "اسوقت نہ امیر المومنین ہین نہ اُسکے اہلکار موجود ہین تجھے خوف کیا ہے" لڑکی نے کہا یہ مناسب نہین ہے کہ سامنے تو

عاصم بن عمر کا بیاہ

امیر المومنین کے حکم کی اطاعت کی جائے اور پیچھے اُسکے حکم کا خیال نرہے۔ حضرت عمر کو یہ بات بہت پسند آئی اور اپنے بیٹے عاصم کی زوجیت کے لیے اُسے پسند کیا۔ اسی لڑکی کی نسل مین یعنی اسکی بیٹی کی بیٹی سے عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئی اور اسی لڑکی کے فیض صحبت کا اثر درجہ بدرجہ عمر بن عبد العزیز پر ایسا پڑا کہ مسلمانون مین بعد خلفاے اربعہ کے کوئی قابل استناد بادشاہ ہوا تو یہ ہوا۔

ایک مرتبہ کوئی مفلس بڑھیا تنگدستی سے رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ خدا

سمجھے گا عمر سے جسکی خلافت مین میرا حال ایسا تنگ ہی اور وہ اپنی رعایا سے بیقدر
ایک بڑھیا کے ساتھ سلوک
غافل ہی۔ عمر یہ سُنکر آب دیدہ ہوئے اور فوراً واپس آکر کھانے پینے کی چیزین
خود اپنے کاندھے پر لادین اور بیت المال سے اُس بڑھیا تک پہونچا دین۔ بڑھیا
اس ہمت اور کرم کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی " اے مرد اجنبی تو خلافت
کے لیے عمر سے اولی اور انسب ہی" یہ سُنکر حضرت عمرؓ مسکراتے ہوئے گھر چلے آئے۔

صدقہ کا اونٹ گم ہوگیا
ایک مرتبہ آپ دھوپ مین پریشان پھر رہے تھے اور پھرنے کی وجہ یہ تھی کہ
کوئی صدقہ کا اونٹ گم ہوگیا تھا کسی نے کہا امیر المومنین یہ کام آپ کے لایق
نہین کسی دوسرے کے سپرد کیجیے۔ آپ نے کہا کہ حفاظت میرے تعلق ہی اور
اسلیے قیامت مین بازپرس بھی مجھی سے ہوگی۔ اگر کسی دوسرے سے بازپرس
ہوتی تو مین یہ کام اُسکے تعلق کر دیتا۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے بقدر ضرورت بیت المال سے لینا شروع کیا تھا وہ
امیر المومنین کا خرچ
طریقہ حضرت عمرؓ فاروق کے وقت مین بھی قایم رہا۔ گھر کا خرچ وہ بیت المال سے
چلاتے تھے لیکن اوسط حالت مین۔ نہ تنگدستی مین بسر کرتے تھے اور نہ تنعم مین۔
ایک اوسط درجے کے قریش کی طرح زندگی بسر کرتے تھے آپ کہا کرتے تھے کہ میرے
اختیار مین بیت المال یعنی خزانہ شاہی اس طرح پر ہی جیسے کسی یتیم کا مال اُسکے
ولی کے سپرد ہوتا ہی۔ اگر وہ اور طور پر گذر کر سکتا ہی تو مال یتیم چھونا اُسکو روا نہین اور
اگر کوئی صورت دوسری نہین ہی تو وہ اپنی گذر اوقات کے لیے کچھ لے سکتا ہی لیکن
وہین تک کہ ضرورت مجبور کرے۔ یہی سختی آپ اپنے عاملون کے ساتھ بھی رکھتے
تھے۔ جب کوئی عامل آپ تعینات کرتے تھے تو تعیناتی کے پروانہ کا یہ مضمون ہوتا تھا

عاملون پر سختی "تنعم، تجمل اور تزئین سے دور رہنا - ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا قیمتی اور باریک کپڑا نہ پہننا - میدے کی روٹی نہ کھانا - مکان کا دروازہ بند رکھنا اور نہ دروازہ پر حاجب تعنات کرنا کہ لوگون کو تم تک پہونچنے مین دقت ہو" تمام عاملون سے آپ اسی قسم کا عہد لیتے تھے اور آپکے تمام بڑے بڑے عامل ملازمان متعہدہ سمجھے جاتے تھے -

گھروالون کی تنبیہ جب آپ کوئی نئے طور کی نصیحت کسی کو کرتے تھے تو بالالتزام اپنے گھروالون کو بھی آگر شاد دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ میرے گھروالون کے فعل سے لوگ تمہین پکڑین -

عمال کی نگرانی موسم حج مین آپ تمام عمال کو بلا بھیجتے تھے - یہ موقع رعایا سے عمال کی کیفیت دریافت کرنے کے لیے بہت اچھا ہوتا تھا اُسوقت ہر طرف کے مسلمان جمع ہوتے تھے اور عمال کے چال چلن کی تفتیش شروع ہوتی تھی - بدچلن عمال پھر اپنے عہدون پر جانے نہ پاتے تھے - اس سالانہ امتحان کا خوف عمال کو جادہ اعتدال سے بڑھنے نہ دیتا تھا - حضرت عمرؓ فاروق کے وقت کی زیادہ تر مشہور باتین یہ ہین کہ اُنھون نے

عمرؓ کی یادگار (۱) امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا -

(۲) قرآن کی تدوین کا حکم دیا -

(۳) نماز تراویح قایم کی -

(۴) اسّی کوڑے شرابیون کی سزا مقرر کی -

(۵) رات کو چھپ کر رعایا کے حالات دریافت کرنے کا دستور نکالا -

(۶) قیدیون کے لیے زندان بنایا -

(۷) بیت المال کو باقاعدہ مرتب کیا۔

(۸) ہجوگوئی جو عرب مین مدت سے جاری تھی اسپر سختی سے نظر ڈالی۔

(۹) اُن لونڈیون کے بیچنے کی ممانعت کی جنسے لڑکے پیدا ہو جائین۔

(۱۰) نماز جنازہ پر چار تکبیرین متعین کردین۔

(۱۱) اسلام مین وقف کا دستور قایم کیا۔

(۱۲) بڑے بڑے شہرون مین جامع مسجدین بنوانے کا حکم دیا۔

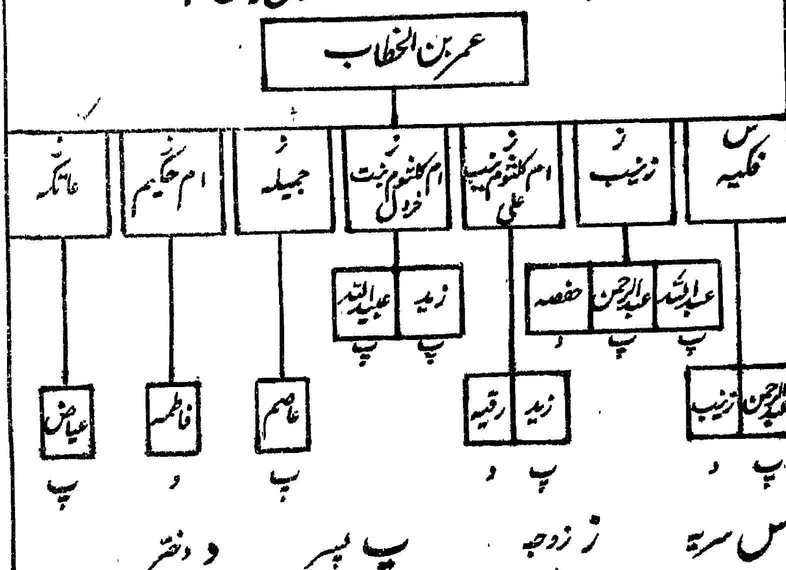
(۱۳) تادیب کے لیے دُرّے کا دستور قایم کیا۔

ممالک مفتوحہ

(۱۴) مفصلۂ ذیل مقامات انھون نے فتح کیے یا اُنکے وقت مین فتح ہوئے۔
کوفہ۔ بصرہ۔ سواد عراق۔ جبال۔ آذربائیجان۔ تُستر۔ اہواز۔ شام۔
فارس۔ کرمان۔ جزیرہ۔ موصل۔ مصر۔ اسکندریہ۔

عمرؓ کے اہل بیت

آپ کی بیبیون اور اولاد کی تفصیل یون ہے



پولٹیکل معاملات مین بیدار مغزی

آب کچھ مختصر حال فتوحات اسلام اور پولٹیکل معاملات کا بیان کیا جاتا ہی۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کی مدت دس سال چار مہینہ تھی۔ پیغمبرؐ خدا کے وقت یہ مشیر سلطنت تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ مین وزیر اعظم تھے اب خود بادشاہ ہوئے یا یون کہ علاوہ اپنی ذاتی قابلیت کے رسول اللہؐ اور خلیفہ اول کی صحبت سے جو تجربہ حاصل ہوا تھا اُس سے کام لینے کا وقت آیا۔ انکے زمانہ مین اسلام نے بڑی رونق پکڑی ملک بہت زیادہ فتح ہوئے اور ہر جگہ امن رہا۔ عمال کے انتخاب مین آپ کمال لیاقت صرف کرتے تھے اور پھر اُنکی نگرانی مین بڑی بیدار مغزی سے کام لیتے تھے مشہور ہی کہ جب ایام حج مین لوگ ہر طرف سے جمع ہوتے تھے تو عمال (گورنر) بھی آتے تھے اور رعایا سے عمال کے عادات اور حالات کا استفسار کیا جاتا تھا عمال کے لیے یہ سالانہ امتحان بہت سخت تھا جسکے خوف سے وہ جادہ اعتدال سے کبھی بہکتے نہ تھے اور جب کبھی ذرا سا بھی فرق معلوم ہوتا تھا تو پھر اُنکو گورنری پر جانا نصیب نہ ہوتا تھا۔

خالد کی معزولی

حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے جو پولٹیکل کام کیا وہ خالد کی معزولی تھی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہی۔ اسکے بعد نجران کے عیسائیون (نصرانیون) کو آپ نے جلاوطن کرنے کا حکم دیا اور مصلحت اسمین یہ سوچی کہ جب تک کل عرب مین ایک مذہب نہ ہوگا قومی اتفاق جو ایک بہت بڑی نعمت ہی پیدا نہ ہوگا۔ لیکن افسوس یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کیا کیا فتنے برپا ہونگے۔

نجران کے عیسائیون کی جلاوطنی

حضرت ابوبکرؓ ہی کے وقت مین مثنیٰ عراق عرب سے مدینہ آگیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے چاہا تھا کہ اسکو جنگ فارس کے لیے روانہ کرین کہ موت نے جلدی کی

حضرت ابوبکرؓ کی وصیت کے مطابق عمرؓ نے مثنیٰ کے ساتھ کچھ مہاجر و انصار بھیجنے چاہے۔ خالد کی معزولی سے لوگ بد دل ہو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے کہنے پر (مثنیٰ کی روانگی) لوگون کو تامل ہوا۔ اور ابھی حضرت عمرؓ کا رعب بھی خوب نہین بندھا تھا اور نہ لوگون پر انکی قابلیت اچھے طور پر ثابت ہوئی تھی۔ ابوعبیدہ بن مسعود کے کہنے سے لوگ آمادہ ہوگئے اور اسلیے وہی اس ایک ہزار فوج کا سپہ سالار قرار پایا جو مثنیٰ کے ساتھ مدد کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ایرانیون کی طرف سے پہلے رستم سپہ سالار تھا اور بہمن نئی فوج لیکر آیا۔ پہلے رستم کے وقت مین چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین مسلمان کامیاب ہوئے۔ لیکن پھر بہمن کی کمک آنے پر ایک بہت بڑی شکست مسلمانون کو ہوئی جسمین چار ہزار مسلمان مارے گئے۔ بہمن کے ساتھ ایک سفید ہاتھی تھا جسکی سونڈ کاٹنے کی بدولت ابوعبیدہ بھی شہید ہوا۔ اس لڑائی سے تمام مدینہ مین کھلبلی پڑ گئی اور لوگون کو اپنے اعزہ کے ضایع جانے کا سخت صدمہ ہوا لیکن ایک طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس لڑائی مین مسلمان ہی کامیاب ہوگئے۔

(رستم اور بہمن کی بے لطفی) رستم اور بہمن کے ساتھیون مین کچھ ایسی بے لطفی پیدا ہوئی کہ وہ باہم دو فرقہ ہوگئے۔ اس سے بہمن جادو کے لشکر مین بے دلی پھیلی اور وہ سب مدائن (پایۂ تخت) کو واپس چلے گئے۔ ایرانیون کے انقلاب سلطنت اور آپس کی نااتفاقی نے اور بھی مسلمانون کی ہمتین بڑھا دین۔ اسوقت اسکندر اعظم (شاہ یونان) کے حملون کی کیفیت یاد پڑتی ہے کہ اُسوقت بھی ایرانیون کے سپہ سالارون ہی کی باہمی نااتفاقیون نے اسکندر کو آسانی سے ایران مین در آنے کا راستہ دیدیا تھا۔

اس لڑائی مین مسلمانون کو پوری کامیابی نہین ہوئی۔ لیکن عراق عرب پر انکا قبضہ مستحکم ہوگیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے مرنے پر عراق عرب سے مسلمانون کا قبضہ اُٹھہ چلا تھا۔ مثنیٰ جب ابو عبیدہ کو لیکر آیا تھا تو عراق عرب خطرہ کی حالت مین تھا۔ جا بجا بغاوتین اور سازشین پھیل چلی تھین۔ رستم نے باشندون کو ڈراکر ہموار کرلیا تھا۔ خیر اس لڑائی سے اتنا تو ہوا کہ عراق عرب کا قبضہ مخدوش نہین رہا۔ اس زمانہ مین کوفہ۔ حیرہ (حلہ) تک مسلمانون کی سلطنت پھیل چکی تھی۔ بصرہ پہلے سے کوئی شہر نہین تھا بلکہ اسی زمانہ مین وہ حضرت عمرؓ کے حکم سے پولٹیکل مصالح پر نظر ڈال کر آباد کیا گیا اور پھر بہت جلد اسکی آبادی اور رونق مین ترقی ہوئی۔ بصرہ

فتح دمشق ۱۴ھ کی ابتدا مین دمشق فتح ہوا۔ اور یزید ابن ابی سفیان یہان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ مورخون نے فتح دمشق کا بیان یون لکھا ہے کہ خالد کی معزولی سُنکر ہرقل کو دلیری ہوئی اور اُسنے بمقام یرموک فوجین روانہ کرنا شروع کین۔ اس حال سے خلیفہ دوم (عمر بن الخطاب) کو اطلاع دیگئی یہان سے یہ ہدایت ہوئی کہ مسلمانون کو چاہیے کہ دمشق فتح کرلین اور دمشق کی لڑائی شروع کرنے سے پہلے یہ بندوبست کرلین کہ حموص اور فلسطین سے نصرانیون کی مدد وہان نہ آسکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ لوگ حموص اور فلسطین کے راستون پر تعنات کیے گئے کہ دشمنون کا آنا روکین اور باقی لوگ ابو عبیدہ اور خالد کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے۔ دمشقیون نے اپنے مین مقابلہ کی طاقت نہ پاکر فرار اختیار کیا اور کچھ شہر مین جا چھپے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کرلیا۔ مسلمانون نے عرصہ تک محاصرہ کیا اور اسکے بعد خالد نے کسی حکمت سے شہر کے اندر راستا گذر کیا اور شہر فتح ہوگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر خالد پیش دستی نہ کرتے

جب بھی وہ شہر فتح ہوتا کہ اہل شہر صلح پر آمادہ تھے۔ بہرحال شہر کا فتح ہونا بزور شمشیر سمجھا گیا اور گرد و نواح کے باشندوں پر مسلمانوں کا خوف طاری ہوا لیکن شہر والوں نے جزیہ دینا قبول کیا اور کچھ مال و متاع لیکر صلح نامہ مرتب ہوا۔ اسی طرح اور بھی کئی شہر فتح ہوئے دمشق کے آس پاس بہت سے قصبے یزید بن ابی سفیان اور معاویہ نے فتح کیے

فتح طبریہ

بیسان کو شرجیل بن حسنہ نے فتح کیا اور ابوالاعور کی طرف طبریہ کی فتح منسوب ہوئی۔ لیکن یہ کل فتوحات نتیجہ تھیں اس ہیبت کی جو خالد نے بٹھا رکھی تھی۔

فتح بعلبک

اسی سال میں بعلبک کو خالد نے فتح کیا۔ اور شرب خمر پر اجراے حد کا حکم بھی اسی وقت میں نافذ ہوا۔ خلیفہ دوم نے خود اپنے بیٹے عبیداللہ یا عبدالرحمٰن پر دُرّے لگائے جسکے صدمہ سے (غالباً) وہ مہینہ کے اندر ہی مرگیا۔ یہ تھی اسلام کی پابندی اور سختی جس سے اسلام نے استحکام کے ساتھ جڑ پکڑی تھی۔

اسی سال میں مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کو جریر مع اپنی فوج کے بھیجا گیا۔ اور لکھا گیا کہ جریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت دیکھے ہوئے ہے اسکی تعظیم مثنیٰ پر لازم ہے اب ایسی حالت میں یہ تمیز کرنا ذرا مشکل تھا کہ امر لشکر کون قرار پایا۔ بہرحال مثنیٰ اور جریر کی شرکت میں جو لڑائی فارسیوں سے ہوئی اسمیں فارسیوں کا سردار مہران تیر کھاکر گھوڑے سے گرا اور اسکے ساتھیوں کا استقلال جاتا رہا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مال غنیمت اتنا ہاتھ آیا کہ اب تک کسی لڑائی میں نہ ملا تھا۔ اسکے بعد مثنیٰ نے اُس مقام کا رُخ کیا جہاں آج بغداد آباد ہے۔ پہلے یہاں سالانہ بازار یا ایک میلہ ہوتا تھا۔ جہاں

بغداد کے قریب میلہ

دور دور سے لوگ آکر جمع ہوتے تھے اور بہت کچھ مال تجارت کا لاتے تھے۔ اس بازار کی لوٹ سے مسلمانوں نے ہزار اونٹ سونے چاندی اور جواہرات اور قیمتی

چیزون سے بھرے ہوئے پائے اور انکے تمول مین اس سے بہت زیادہ ترقی ہوئی۔

ایران پر چڑھائی

آیرانیون کی اب آنکھین کھلین انمین مشورے ہونے لگے۔ کثرت رائے سے یزدجرد کہ یہی سلاطین ایران کی اولاد ذکور مین باقی تھا تخت پر بٹھایا گیا اور عربون سے لڑنے کی فکر ہونے لگی ۱۴ھ کے اخیر مین یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی۔ آپ نے بھی طیاری شروع کی۔ تمام عربی نوجوان کو مدینہ کے باہر جمع کیا اور پھر تمام اکابر شہر سے مشورہ شروع کیا۔ بعضون نے یہ رائے دی کہ خود خلیفہ وقت کو ایرانیون کے مقابلہ مین جانا چاہیے۔ لیکن حضرت علیؓ ابن ابی طالب اسے خلاف مصلحت سمجھے اور اسی پر کثرت رائے قرار پائی۔ چنانچہ سعد بن ابی وقاص لشکر عراق کے سپہ سالار تجویز ہوئے اور کفار عجم سے یہ لڑنے کے لیے روانہ کیے گئے مثنی اور جریر کو حکم ہوا کہ وہ انکی مدد مین کام کرین۔

سنہ ۱۴ء

جنگ قادسیہ

غرضکہ ۱۵ھ کے شروع مین سعد بن ابی وقاص قادسیہ مین پہونچے اور انکی مدد کو برابر مدینہ سے فوج آتی رہی۔ جو کوئی مسلمان مدینہ مین آتا تھا اسے عمر بن الخطاب سعد کے پاس بھیجتے تھے اسی طرح بہت سا لشکر سعد کے پاس جمع ہوگیا۔ ابو عبیدہ بن جراح نے بھی کچھ فوج خلیفہ وقت کے حکم کے مطابق شام سے بھیجدی۔ علاوہ مثنی اور جریر کے مغیرہ۔ شعبہ۔ طلیحہ بن خویلد اسدی۔ عمر بن معدیکرب۔ عاصم بن عمر۔ شرحبیل کندی۔ عاصم بن زرار وغیرہ وغیرہ نامی سردار سعد کے پاس پہونچ گئے تھے۔ بہت سے لوگ تو ایسے تھے جو جنگ بدر مین شریک رہ چکے تھے۔ یزدجرد نے بھی مسلمانون کا حال سنکر خوب طیاریان کین اور رستم بن

فرخ زاد کو امیر لشکر قرار دیکر مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سعد نے کچھ لوگ رفع حجت کے لیے یزدجرد کے پاس پہلے بھیجے۔ یزدجرد سے دو بدو گفتگو ہوئی ان قاصدوں نے اپنی پچھلی ذلیل حالت کو تسلیم کر کے شاہ ایران سے کہا کہ محمدؐ رسول اللہ کے فیض صحبت سے اور اسلام کی برکت سے ہم لوگ کچھ سے کچھ ہو گئے۔ آپ اور آپ کی رعایا بھی اس سے فیضیاب ہو ورنہ ہم لوگ ایران کی تمام دولت چھین لیں گے اور کافروں کو تباہ کر دیں گے۔ یزدجرد کو بہت غصہ آیا قاصدوں کا قتل کرنا شان سلطنت کے خلاف تھا اسلیے وہ چپکا ہو رہا لیکن عربوں کے ان بیباکانہ کلمات سے جو تعجب اُسکو ہوا اور جسکو اُسنے خود اُسی مجلس مین ظاہر کیا وہ اس قطعہ کا ہم مضمون تھا۔

ز شیر شتر خوردن و سوسمار عرب را بجائے رسید است کار
کہ ملک عجم را کنند آرزو تفو بر تو اے چرخ گردان تفو

رستم مسلمانوں سے لڑنے چلا لیکن نہایت مایوسی کی حالت مین۔ علم نجوم سے وہ عربوں کی قسمت جان چکا تھا یہ تو بعض مورخوں کا قول ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ عربوں کی مستعدی اور مستقل مزاجی نے اسکی ہمت کھو دی ہو اُسکی بے دلی کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ مدائن (پایہ تخت) سے قادسیہ تک وہ چار مہینہ مین آیا۔ مطلب یہ تھا کہ فوج جمع کرنے مین عرصہ ہوتا ہے اور دلی مقصود یہ تھا کہ مسلمان لڑے بغیر ہوئے واپس چلے جائین تو اچھا۔ خلیفہ وقت کا حکم تھا کہ مسلمان قادسیہ سے آگے نہ بڑھین اور لڑائی مین ایرانیون کی طرف سے سبقت ہونے دین۔ رستم کو رستم کب تک ٹال بال مین دن کاٹتا آخر ایرانیون کی فوج عربون کے مقابلہ مین خیمہ

رن ہوئی - اور لڑائی چھڑ گئی - رستم بہت بڑا سردار اور بہادر جنرل تھا - جب اُسنے دیکھا کہ لڑے بغیر چارہ نہین ہی - عرب پیچھا نہین چھوڑتے تو نہایت مردانگی سے لڑا اور مسلمانون کو بھی معلوم ہوگیا کہ ایرانیون سے لڑنا آسان نہین تھا - تین روز تک برابر لڑائی رہی - صبح سے شام تک لڑائی ہوتی تھی - طرفین کے لوگ مارے جاتے تھے - آخر روز جنگ کا خاتمہ ہوتا تھا دوسرے دن جنگ پھر شروع ہو جاتی تھی - اگر لڑائی کا پورا حال لکھا جائے تو ایک داستان ہو جائے - غرض بڑی ایک بڑی لڑائی تھی - چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بھی تفصیلی حالات اگر بیان کیے جائین تو فسانہ کا مزا آجائے - آیندہ شام اور مصر کی لڑائیان ہین انمین سے ہر ایک لڑائی کی کیفیت شرح و بسط کے ساتھ لکھی جائے تو بوستان خیال اور داستان امیر حمزہ کا لطف دکھا جائے لیکن مجبوری ہی کہ اس کتاب مین ان فرعی باتون کے بڑھانے کا موقع نہین ہی - مختصر یہ ہی کہ ایرانیون کے نامی نامی سردار مارے گئے تیسرے یا چوتھے دن رستم کے قتل پر لڑائی کا خاتمہ ہوا - بیشمار غنیمت مسلمانون کے ہاتھ لگی اس لڑائی مین کوئی لاکھ کفار (عجمی) مارے گئے اور ساڑھے آٹھ ہزار مسلمان شہید ہوئے -

فتوحات ملک روم

اسی سال ابوعبیدہ اور خالد نے مرج الروم - حمص - لاذقیہ - قنسرین انطاکیہ اور حلب وغیرہ فتح کیے - مختصر بیان ان فتوحات کا یہ ہی کہ اس جنگ کے بعد ابوعبیدہ اور خالد حمص کے فتح کرنے کو آگے بڑھے - حمص مین اسوقت ہرقل کا تخت شاہی تھا - ہرقل نے خبر سنکر تودزر اور اسنش کو مسلمانون کے مقابلہ مین روانہ کیا - بمقام مرج الروم دونون فوجون مین مقابلہ ہوا - ابوعبیدہ نے اپنے کو اسنش کے مقابلہ مین رکھا اور خالد کو تودزر کا حملہ روکنے کو تعینات کیا -

یہان کسی قدر جغرافیہ لکھدینا مناسب معلوم ہوتا ہی تاکہ سمجھنے مین آسانی ہو دمشق تک شام کا ملک سمجھنا چاہیے۔ دمشق فتح کرنے سے گویا شام پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ دمشق سے آگے کوئی ایسی قدرتی تقسیم نہ تھی جس سے اُدھر کوئی نیا ملک سمجھا جاتا۔ زبان کا بھی چندان اختلاف نہین تھا لیکن دمشق سے اوتر جو حصہ واقع ہی اسے ارض روم کہتے تھے او اب اُسکو ٹرکی ایشیا یا ایشیا سے کوچک بولتے ہین جس طرح اب ترکون کے قابض ہونے سے اُسے ٹرکی کہتے ہین ویسے ہی روم (دارالسلطنت اٹلی جسکو عربی مین روم الکبریٰ بولتے ہین) کی سلطنت جب ان اطراف مین پھیلی تو عرب اور ایران کے لوگ رومیون کی سلطنت کہنے لگے گو پولٹیکل اعتبار سے شامیون کا مقابلہ بھی ایک طور سے رومیون ہی کا مقابلہ تھا لیکن عربی مورخون نے دمشق وغیرہ کی لڑائیون کو فتح شام اور اس سے شمال کی لڑائیون کو فتح روم سے تعبیر کرکے ان لڑائیون کو فتوح الشام والروم لکھا ہی۔

فتح مرج الروم

جب ابوعبیدہ اور خالد کی فوجین نوذر اور اسنش کے مقابلہ مین اترین تو نوذر کی راے نے مسلمانون کی قوت تولنے مین غلطی کی۔ وہ سوچا کہ اسنش ان فوجون کے مقابلہ کو کافی ہی۔ مین ذرا گھوم کر دوسری راہ سے شام کی طرف چلا جاؤن اور وہان کے ممالک جو مسلمانون کے قبضہ مین آگئے ہین چھین لون۔ نوذر کے آنے کی خبر سُنکر یزید والی دمشق مقابلہ کو بڑھا۔ اور پیچھے سے خالد بھی آگئے۔ خالد فن جنگ سے بہت واقف تھے ایسے موقع پر وہ چوکنا جانتے ہی نہ تھے۔ نوذر پر فتح پاکر خالد مرج الروم مین واپس آئے اور وہان ابوعبیدہ کے ساتھ مل کر اسنش کو مغلوب کیا اور مرج الروم پر قبضہ کرلیا۔

آسکے بعد ابوعبیدہ اور خالد حمص کی طرف بڑھے۔ ہرقل نے بطریق (گورنر حمص) کے تعلق مسلمانون کا مقابلہ چھوڑا اور خود رہا مین جاکر فوج جمع کرنے لگا۔ حمص والون نے در بدر لڑنے کی جرات نہ کی قلعہ بند ہوگئے اور امید یہ رکھی کہ ہرقل کی مدد پہونچ گی۔ جزائر سے زیادہ تر امید مدد کی تھی۔ لیکن وہان سعد بن ابی وقاص کی فتوحات نے لوگون کو ایسا سہما دیا تھا کہ وہ خود اپنی فکر مین مبتلا تھے حمصیون کی مدد کو کیا جاتے۔ غرضکہ شہر والے دمشقیون کی طرح مصالحت کو اولی سمجھے اور اس طرح حمص بھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا۔ کچھ عرصہ تک حمص مین ابوعبیدہ نے قیام کیا اور پھر اسکی حکومت عبادہ بن صامت کے تعلق کرکے وہ آگے بڑھے۔

فتح حمص

حمی اور شیراز بے لڑے بھڑے مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔ ہان لاذقیہ مین کچھ عرصہ ہوتا۔ لڑنے مین نہین بلکہ محاصرہ کی وقت اٹھانے مین لیکن اسکا انتظام یون کیا گیا کہ شہر والون پر مقابلہ سے پہلے مسلمانون کا آنا کھلنے نہ پایا اور پھر مسلمانون کے پہونچ جانے پر نہ انمین لڑنے کی قوت تھی اور نہ وہ شہر بند کرنے کا وقت تھا تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ شہر بھی فتح ہوگیا۔

فتوحات حمی رشیراز و لاذقیہ

آسکے بعد قنسرین پر چڑھائی کی گئی۔ وہان کے لوگون نے بھی اہل حمص کی طرح مصالحہ کرلیا۔ راستہ مین رومیون سے کچھ لڑنا پڑا تھا اسلیے شرائط صلح مین ذرا سختی رکھی گئی۔

فتح قنسرین

خالد نے ابوعبیدہ سے استصواب راے کرکے رہا پر جہان ہرقل مقیم تھا فوج کشی کرنا چاہی۔ ہرقل یہ خبر سنکر قسطنطنیہ کی طرف راہی ہوا۔ راستہ مین ہرقل نے لوگون سے مسلمانون کا حال دریافت کیا۔ لوگون نے بیان کیا کہ "یہ دن بھر گھوڑے پر سوار

رہتے ہین اور رات بھر خدا کے سامنے ناک رگڑتے ہین" ہرقل نے یہ سُنکر نہایت افسوس سے کہا کہ "اگر ایسا ہی ہو تو پھر سب کچھ انھین کا ہو" ہرقل نے قسطنطنیہ پہونچکر اپنی دارالسلطنت پر قناعت کی۔ اور حدود روم کے قریب جتنے شہر اجنادین قیساریہ انطاکیہ وغیرہ تھے انکو خوب فوجون سے مستحکم کیا۔

فتح حلب

میدان خالی پاکر ابوعبیدہ نے تھوڑے سے محاصرے کے بعد حلب فتح کرلیا اور نواحی حلب مین مسلمانون کا سکہ بیٹھ گیا۔

قیساریہ کی فتح کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ معاویہ تعینات کیے گئے۔ خلیفہ وقت نے ایسا ہی لکھ بھیجا۔ قیساریہ کے حاکم قیفار کے پاس پچاس ہزار فوج تھی اور اسکے بعد انطاکیہ سے بھی کچھ مدد آئی۔ فتح معاویہ کے ہاتھ رہی اور وہی وہان کے حاکم مقرر کیے گئے۔

فتح اجنادین

اسکے بعد امیرالمومنین کے حکم سے ابوعبیدہ نے عمر عاص کو غزا اور اجنادین فتح کرنے کو روانہ کیا۔ ارطیون حاکم غزا اور اجنادین نے عمر سے شکست کھا کر بیت المقدس کی راہ لی۔

جنگ یرموک

یرموک کی لڑائی خلیفہ اول کے عہد مین لکھی جا چکی ہو۔ مورخون نے خلیفہ دوم کے وقت مین بھی یرموک کی لڑائی قایم کی ہو۔ ممکن ہو کہ ایک ہی واقعہ غلطی سے دو وقتون سے منسوب کیا گیا ہو۔ لیکن صحیح یہ ہو کہ یرموک مین دو مرتبہ لڑائیان ہوئین جو خلیفہ دوم کے وقت مین ہوئی وہ بہت ہی سخت تھی۔ ہرقل جب قسطنطنیہ چلا تو شمال شام کا ملک سردارون کے تعلق کرتا گیا۔ یہ لوگ مذہبی جوش سے اور نیز اس خیال سے کہ اگر مسلمان مغلوب ہوئے تو شام کی سلطنت ہمین مل جائیگی بہت ہی ساماں سے

لڑے۔ ماہان اس لڑائی کا مدار المہام تھا۔ مسلمان یرموک سے بہت آگے بڑھ گئے تھے لیکن رومیون کی طیاریان دیکھکر پھر آگئے اور ملک عرب سے بالکل دور جانا کسی قدر خلاف مصلحت سمجھے۔ یہ پست خیالی کسی قدر حضرت عمرؓ بن خطاب کو ناپسند ہوئی۔ لیکن نتیجہ بُرا نہین نکلا۔ اسلیے اسپر کچھ خیال نہین کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس لڑائی مین کئی لاکھ فوج غنیم کی تھی۔ ستر ہزار تو صرف لڑائی مین مارے گئے۔ مسلمانون کی تعداد صرف چالیس ہزار تھی۔ اس لڑائی مین خالد نے بڑا کام کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سات تلوارین اُنکی لڑائی مین ٹوٹین اور سیکڑون آدمی اُنھون نے ہلاک کیے۔

جب ارطیون بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ عمر عاص نے اُسکا پیچھا کیا۔ ارطیون نے در شہر بند کرلیا اور عمر عاص نے محاصرہ کیا۔ کچھ دنون کے بعد ارطیون نے عمر عاص کے پاس کہلا بھیجا کہ تم ناحق کوشش کرتے ہو اس شہر کا فتح کرنا تمکو نصیب نہ ہوگا۔ اس شہر کا فتح ہونا جس شخص کے ہاتھ سے ہماری کتابون مین لکھا ہے اُسکا حلیہ تم سے نہین ملتا۔ عمر عاص نے یہ خبر مدینہ کو بھیجی۔ عمرؓ ابن خطاب نے خود بیت المقدس کا ارادہ کیا۔ انکا منشأ اس سفر سے اپنی صورت کا دکھانا تھا یا بیت المقدس کی زیارت اصلی منشاء تھا بہرحال وہ خود وہان پہونچے اور اس طرح پہونچے کہ ایک اونٹ پر بالکل معمولی کپڑا پہنے ہوئے عام لوگون کی طرح سادی وضع مین در شہر کے سامنے نمودار ہوئے دشمنون کے دل پر خلیفہ وقت کی سادگی کا بہت اثر پڑا اور اُسکے ساتھ اسلام کے سادے طریقون کی وقعت بھی اُنکے دلون مین قایم ہوئی۔ اکثر مورخون کے قول کے مطابق اس امر کے بیان کرنے مین بھی کوئی مضایقہ نہین ہے کہ دشمنون نے بیت المقدس کے فاتح کا

فتح بیت المقدس

حلیہ اپنے پیشوایان مذہب کی پیشینگوئیون کے مطابق پایا۔ ابوعبیدہ یزید بن ابی سفیان اور خالد بھی وہان آگئے۔ بیت المقدس بے لڑے بھڑے فتح ہوگیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ اسی سلسلہ مین اور بھی چھوٹے چھوٹے مقامات پر قبضہ ہوا۔ بیت المقدس کے فتح ہونے کے بعد پورے طور پر شام مین مسلمانون کا دور دورہ ہوگیا۔ جس طرح عرب کی حکومت فتح مکہ تک ادھوری تھی ویسے ہی بیت المقدس کی فتح تک شام کی حکومت سے مسلمان مطمئن نہ تھے۔

فتح مداین بابل ساباط وغیرہ

اب خلیفہ وقت نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ تم تمام اہل وعیال لشکر کو قادسیہ مین چھوڑکر فتح مداین کے لیے آگے بڑھو۔ راستے مین نہرسیر دریس۔ بابل اور ساباط کو فتح کرتے ہوئے سعد مداین کے قریب پہونچ گئے۔ سعد کے پاس ساٹھ ہزار سوار تھے۔ یزدجرد نے دیکھا کہ اُسکے امرا لڑائی کا بیڑہ نہین اُٹھاتے۔ مداین کے درمیان مین دجلہ بہہ رہا تھا جسکے ایک طرف شاہی مکانات تھے اور دوسری طرف عوام کے رہنے کا مقام تھا۔ یزدجرد نے بیچ کا حصہ مسلمانون کے لیے خالی کرادیا خود دریا پار ایوان شاہی مین جا چھپا اور بیچ کا پُل توڑ دادیا تاکہ مسلمان عبور نہ کرسکین۔ گو انمین اکثر لوگ ایسے تھے جنھون نے اپنے ملک مین دریا کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ پانی سے ڈرنا انکی فطرت کا مقتضا تھا۔ لیکن حوصلے بڑھے ہوئے تھے اور بخت مساعد تھا۔ پانی کیا آگ کا دریا ہوتا جب بھی یہ لوگ مُنھ نہ موڑتے انسب نے گھوڑے دریا مین ڈال دیے۔ یزدجرد نے دشمنون کی یہ جرأت دیکھ کر راہ گریز اختیار کی اور جہانتک ہوسکا کچھ دولت بھی اپنے ساتھ لی۔ عبور دریا مین عربون کی ایک سوئی بھی ضایع نہین ہوئی۔ صرف ایک لکڑی کا پیالہ کسی

سپاہی کا بہہ گیا تھا جو کنارے پر مل گیا اور مالک تک پہونچ گیا۔ بعضون نے اس خصوص مین عربون کے استقلال کی تصویر مبالغہ کے ساتھ یون کھینچی ہے کہ پیالہ کے مالک نے خود گھوڑا تیرا کر اُس پیالے کو اُٹھا لیا اور کہا کہ "نقد را بہ نسیہ گذاشتن کار خردمندان نیست" کل مورخون نے اس دریا کو پایاب نہین لکھا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑون کے ساتھ اونٹ بھی تھے اور اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ کسی کسی جگہ دریا ضرور پایاب تھا یزدجرد بھاگتے وقت یہ کہتا گیا تھا کہ مقابلہ آدمیون سے نہین ہے جنون سے ہے۔ جب بادشاہ کی یہ حالت تھی تو لڑنے والا کون تھا۔ بے لڑے بھڑے یا کسی قدر ردوکد کے بعد مداین پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا۔ مداین مین مسلمان

بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ چار ہزار برس کی سلطنت کا سرمایہ اندوختہ تھا سونے چاندی کے علاوہ جواہرات کی قسم سے بہت سی چیزین ملین عیش و نشاط کے سامان ایسے ایسے دیکھنے مین آئے کہ عربون کی عقل حیران ہو گئی۔ جو دولت یزدجرد ساتھ لیکر چلا تھا وہ بھی مسلمانون نے تعاقب کر کے چھین لی تھی۔ خمس غنیمت جب مدینہ مین پہونچا تو تقسیم کا نظارہ قابل دید تھا۔ ہر شخص کو اپنی قسمت پر حیرت اور عجائبات دنیا پر استعجاب تھا۔ ایک ریشمی فرش جواہرات سے مرصع نہایت قیمتی کوئی ننو ننو گز کے عرض و طول مین بادشاہ کے خاص خاص مواقع پر استعمال کرنے کا ہاتھ آیا جو بجنسہ مدینہ مین بھیجدیا گیا۔

حضرت عمرؓ کی زندگی شاہانہ زندگی نہ تھی اور نہ وہان کوئی دوسرا ایسا تھا جو اُس بساط کو خرید سکتا۔ لامحالہ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کیا گیا۔ تقسیم غنیمت مین خلیفہ نے اپنے بیٹون سے کہین زیادہ حصہ حسنینؓ کو دیا۔ عمرؓ کے بیٹون کو حسنینؓ (حضرت امام حسنؓ

اور حضرت امام حسین) کی اتنی خاطر کسی قدر گراں گزری۔ لیکن عمرؓ نے یہ کہہ کر اُن کو ساکت کر دیا کہ حسنین کا سا نانا تمھارا نہ تھا۔ یزدجرد کی لڑکی شہر بانو بھی مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آئی تھی اُسکے بدن کے زیورات تقسیم کرنے کے لیے عربوں نے اتارنا چاہے۔ وہ بے بسی میں تھی لیکن پھر بھی بادشاہ کی لڑکی تھی۔ عربوں کا یہ ندیدہ پن وہ نہایت مکروہ سمجھی۔ اُسکے چہرے کی رنگت غصہ سے متغیر ہوگئی۔ اس تغیر نے عربوں کو برافروختہ کیا۔ لیکن بغیر عقل کے بخت یاور نہیں ہوتا۔ عربوں کو اپنی حرکت پر تنبیہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اُسکی مکافات یوں کی کہ مع زیورات کے اُسے حضرت امام حسینؑ بن فاطمہؓ کے حوالے کیا اور اس طرح وہ نوجوان حسین شہزادی شاہ ایران کے نواسے کی زوجیت میں آئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا بھی کہ شہزادی شہزادہ ہی کو مناسب ہے۔

تقسیم غنیمہ

شہر بانو

فتح حلوان

یزدجرد مدائن سے حلوان چلا گیا۔ ہاشم بن عتبہ امیر المومنین کے حکم سے اُسکی گرفتاری کو تعنات ہوا۔ یزدجرد نے کچھ فوج بھیجی جو بمقام حلولا مسلمانوں سے مقابل ہوئی۔ مسلمانوں نے حلولا فتح کیا اور اُسکے بعد حلوان بھی فتح کیا گیا۔ حلوان فتح ہونے سے پہلے یزدجرد ملک رے کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

فتح موصل

مداین کی طرف سے کچھ لوگ بھاگ کر موصل پہونچے۔ وہاں ہرقل کی طرف سے ایک عیسائی حکمران تھا۔ ان عجمیوں نے حاکم موصل سے مل کر مسلمانوں سے لڑنے کا بندوبست کیا۔ عبد اللہ ابن معتم نے موصل فتح کیا۔ اسی زمانہ میں ضرار بن خطاب نے ماسندان اور شروان کو حلوان کے قریب فتح کیا اور اسکے علاوہ بہت سے شہر عیاض ابن غنم اور ابو موسی اشعری نے فتح کیے اور اسی سال میں ابو موسی اشعری

کو امارت بصرہ مفوض ہوئی۔

کوفہ

۱۷ھ مین کوفہ آباد کیا گیا۔ مداین کی آب وہوا ناموافق تھی اسلیے فوج کے رہنے کے لیے ایک ایسی زمین تلاش کی گئی جسکو عربی زبان مین کوفہ کہتے تھے پہلے وہ لشکر کے رہنے کی جگہ قرار پائی۔ پھر یہان سعد آکر رہنے لگے۔ اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت آباد ہوگیا۔ سعد نے قصر کسریٰ کے نمونے پر اپنے لیے ایک بہت بڑا گھر بنوایا۔ حضرت عمرؓ نے یہ سنکر ایک عتابی فرمان بھیجا کہ اتنا بڑا گھر غیر ضروری ہے حاکم کو محکوم کے حالات سے اسمین خبر نہ ہوگی۔ حاجب اور دربان رعایا کی خبر پہونچنے مین مانع ہونگے۔ یہ گھر فوراً جلا دیا جائے۔ اور دوسری جگہ دو نیچے نیچے گھر بنوائے جائین۔ ایک بیت المال کے لیے اور دوسرا سعد کے لیے۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر بڑے بڑے محلون مین کوئی خاص برکت ہوتی تو آج مداین پر عربون کا قبضہ نہ ہوتا۔ سعد نے حضرت عمرؓ کی نصیحت پر لفظ بلفظ عمل کیا۔ یہ جلا ہوا گھر معاویہ ابن ابی سفیان کے عہد خلافت تک یونہین ویران پڑا رہا تھا

قصر الامارہ

کے زمانہ مین جب زیاد گورنر عراق ہوا تو اُسنے اس ایوان کو درست کرکے اپنا ایوان قرار دیا اور اسکا نام قصر الامارہ رکھا۔

سنہ کا رواج

حاکم بصرہ نے امیر المومنین کے پاس لکھا کہ اکثر احکام ہمارے پاس ایسے آتے ہین جو باہم ایک دوسرے کے متضاد ہوتے ہین مقدم اور موخر معلوم نہ ہونے سے ناسخ اور منسوخ کا پتہ نہین چلتا۔ اس دقت کے رفع کرنے کو حضرت عمرؓ نے خطون مین سنہ اور تاریخ لکھنے کا قاعدہ جاری کیا اور سنہ کی ابتدا اس سال کے محرم سے کی جسمین پیغمبر خدا نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ سنہ ہجری کی ابتدا

یون ہی قایم ہوئی اور رفتہ رفتہ تمام اسلامی ممالک مین اسکا رواج ہوا۔ ورنہ عربون مین اسکے پہلے مختلف واقعات سے مختلف سنون کا شمار کیا جاتا تھا۔ یون کہنے کو تو کئی سنہ نافذ تھے لیکن لکھنے پڑھنے مین تاریخ اور سنہ کا دستور نہ تھا۔

ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ لیکن عراق اور شام مین مسلمانون کی ترقی دیکھ کر اُسے یہ خیال ہوا کہ مبادا یہ لوگ بڑھتے بڑھتے قسطنطنیہ تک آئین اور اِس خیال نے اُسے پھر مسلمانون سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ حمص مین خبر پہونچی کہ ہرقل نے مسلمانون سے لڑنے کو بڑی طیاری کی ہے اور اُسکی فوج آرہی ہے خالد کی راے سے مسلمان حمص سے نکل کر ہرقل کی فوج کثیر سے مقابل ہوئے۔ چار ہزار دشمن مارے گئے۔ اور چار ہزار نے دین اسلام قبول کیا۔ باقی لوگ مفرور ہو گئے۔ یہ لڑائی بالکل اجنبی ملک مین ہوئی۔ مسلمانون کے اہل و عیال ساتھ تھے اسلیے ابتدا مین ابوعبیدہ کو بڑا تردد تھا لیکن ختم جنگ ہونے پر پہلے سے زیادہ اطمینان ہوا اور یہ سمجھا گیا کہ اب دشمنون کی ہمتین بالکل قاصر ہو گئین۔ خالد نے اس جنگ مین بڑا نام پیدا کیا۔

معرکہ کی دوسری لڑائی

اس لڑائی کے فتح ہونے مین جو بہادری خالد نے کی تھی اُسے ایک شاعر نے منظوم کیا اور خالد نے اِس قصیدہ مدحیہ کے صلہ مین دس ہزار درہم شاعر کو عطا کیا یہ خبر امیر المومنین کو پہونچی۔ امیر المومنین نے فوراً ابوعبیدہ کو لکھا کہ خالد کا عمامہ اُتار کر اُس سے اُسکے بازون کو باندھو اور میرے پاس بھیجدو۔ خالد قیسرین سے طلب کیے گئے اور اُنکے ساتھ امیر المومنین کے حکم کے مطابق برتاؤ کیا گیا۔ بیچارے نے نجیب حاجب گردن نیچی کر لی اور مدینہ چلا آیا۔ الزام یہ تھا کہ اگر خالد نے بیت المال سے دس ہزار

خالد کا فوج سے الگ ہونا

دیا تو خیانت کی اور اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا۔ اور اللہ اسراف کو پسند نہین کرتا (اللہ لا یحب المسرفین) ؏ رموز مملکتِ خویش خسروان دانند + یہ بھی ظاہر ہے کہ خالد کو حضرت عمرؓ اچھا نہین جانتے تھے۔ بہر حال خالد ایک مرد سپاہی تھا اور فوج والونکو اُس سے کمال اُنس تھا خالد کی برطرفی نے ایک عام ناراضی پیدا کی اور پھر حضرت عمرؓ کو یہ عام طور پر کہنا پڑا کہ مین نے خالد کو الزام خیانت مین برطرف نہین کیا۔ بلکہ مصلحت ملکی پر نظر کر کے مین نے ایسا کیا۔ لوگون نے حد سے زیادہ اُسکی بڑائی شروع کی۔ مجھے خوف ہوا کہ جو فتوحات تائید ایزدی سے حاصل ہوتے ہین لوگ اُسے کہین خالد کی طرف منسوب نہ کرنے لگین۔

وسعت مسجد حرام

اِس سال امیر المومنین نے کعبہ کی زیارت کی اور مسجد حرام کو وسعت دی۔ مدینہ سے مکہ تک سرائین اور کنوئین جہان تک ہو سکا بنوا دیے تاکہ سفر مکہ مین مسافرون کو تکلیف نہ ہو۔

حد شرابخواری

۱۸ھ مین ابو عبیدہ نے لکھا کہ بعض بعض لوگ شرابین پیتے ہین اور منع کرنے سے باز نہین آتے۔ امیر المومنین نے لکھا کہ شراب کی حرمت مین جائے شبہہ نہین جو اُسے حرام نہ سمجھے اُسکی گردن مار دو کہ وہ مرتد ہو گیا اور بُرا سمجھ کر پیتا ہے تو اُسپر حد شرع (اسّی تازیانہ) جاری کر دو۔ پھر کیا تھا شراب پینا لوگون نے یک لخت ترک کر دیا۔

عام رمادہ قحط مدینہ

اِسی سنہ مین مدینہ مین بڑا قحط پڑا۔ امیر المومنین نے گوشت گھی۔ دودھ کھانا چھوڑ دیا۔ اور کہا جب رعایا کو کھانا نہین ملتا تو مجھے اچھی غذا کب روا ہے۔ امیر المومنین کے حکم پر ابو عبیدہ نے شام سے اور عمر عاص نے مصر سے غلہ بھیجے۔

جب کہین قحط رفع ہوا - اس قحط سالی کا نام مورخون نے عام رمادہ لکھا ہی -

طاعون شام

مدینہ مین قحط تھا اور شام مین طاعون (وبائی مرض) پھیلا - ابوعبیدہ نے اسی مرض مین رحلت کی اور مرتے وقت معاذ بن جبل کو اپنا قایم مقام کرتے گئے پھر معاذ نے بھی عمر عاص کو اپنا قایم مقام کرکے وفات کی - یزید بن ابی سفیان اور بہت سے اکابر اس بیماری سے مرے - مورخون نے ۲۵ ہزار مسلمانون کے مرنے کا تخمینہ کیا ہی - ابوعبیدہ اور یزید کے مرنے پر امیرالمومنین نے بڑا تاسف کیا - اور لشکر شام کی امارت یزید کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کے تعلق کی گئی -

وفات ابوعبیدہ

عمر عاص کا ذکر

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ابوعبیدہ روانہ ہوئے تھے تو انکے ساتھ سعد بن ابی وقاص اور عمر عاص بھی روانہ ہوئے تھے - ابوعبیدہ شام کے لیے سعد بن ابی وقاص عراق وعجم کے لیے اور عمر عاص مصر کے لیے مامور ہوئے تھے - لیکن اسکے ساتھ یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ جب تک تینون سردار یکجا رہین امارت ابوعبیدہ کے تعلق رہے گی - عراق عرب کی سمت ہی دوسری تھی اسلیے سعد بن ابی وقاص تو بہت جلد الگ ہوگئے لیکن عمر عاص کچھ دنون تک ابوعبیدہ کے ساتھ رہے اور اسی لیے وہ معاویہ کے پہونچنے تک معاذ کے بعد لشکر شام کے امیر تھے - لیکن عام رمادہ مین مصر سے عمر عاص کا غلہ بھیجنا یہ بتاتا ہی کہ وہ شروع ہی سے سعد کی طرح علیحدہ ہوگئے تھے - ابوعبیدہ کے پاس انکا مصر سے کبھی کبھی آجانا بھی قرین قیاس ہی بہرحال بعض مورخون کی تحریر کے مطابق عمر عاص کے کارنامے ۲۰ھ سے بیان کیے جائین گے - ناظرین کو یہ معلوم رہے کہ مصر کی لڑائی شروع ہونے کے زمانہ مین مورخون نے اختلاف کیا ہی - اور ابوعبیدہ اور عمر عاص کا

قریب قریب رہنا بس یہی سبب اس اختلاف کا ہے۔

مسجد نبوی کی وسعت

سنہ ۱۷ھ میں عباس اور مروان کے مکانات خرید کرکے مسجد نبوی کی وسعت بڑھائی گئی۔ اور اسی سال میں کوہ لبنان پر ایک قبر نکلی جسکے اندر ایک سونے کی تختی تھی اور تختی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابراہیم کے پوتے یا پر پوتے کے زمانہ کی وہ قبر تھی۔ مصریون کے دستور کے مطابق کسی امیر کے مرنے پر بڑے سامان سے اُسکا جنازہ دفن کیا گیا تھا اور تختی زرین پرستوفی کی طرف سے ناپائداری زمانہ کا بیان رومی زبان میں لکھا ہوا تھا۔

کوہ لبنان پر پرانی قبر

بیت المقدس میں چڑھائی ارطبون (یا ارطفون) کی وجہ سے کیگئی تھی لیکن ارطبون وہان بھی گرفتار یا مقتول نہیں ہوا بلکہ بھاگ کر مصر چلا آیا۔ اب امیرالمومنین نے عمر عاص کو مصر میں بھیجا۔ مصر لڑائی سے فتح ہوا اور ارطبون وہان مارا گیا عمر عاص نے رعایا سے بڑے میل کی باتین کین اور کہا کہ ہمارا پیغمبر اسمعیل کی اولاد سے ہے جو تمھارے بادشاہ مصر کا نواسہ تھا۔ اسلیے مسلمانون کو تم لوگون سے ایک خاص قسم کا تعلق ہے۔ مصر کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے اور بڑے استحکام سے وہان اسلام کی بنیاد پڑی۔

فتح مصر

اس واقعہ کو بعض مورخین نے سنہ ۲۰ھ میں بیان کیا ہے جیسا کہ بالتفصیل اوپر لکھا گیا ہے اسکے بعد سکندریہ کو مسلمانون نے صلح سے فتح کیا۔

فتح سکندریہ

اسی سنہ میں سعد بن ابی وقاص کوفہ سے بلا لیے گئے کسی تہمت سے نہین بلکہ اسلیے کہ لوگ اُنکے شاکی ہو گئے تھے اور اسلیے اُنکا وہان رہنا امیرالمومنین کے نزدیک پولٹیکل مصالح کے خلاف تھا۔ سعد کی جگہ پر عمار بن یاسر مقرر ہوئے۔

سعد کی علیحدگی

وفات ہرقل

اسی سنہ مین ہرقل نے وفات پائی اور اُسکے بیٹے قسطنطین کو سلطنت ملی۔ قسطنطین کے وقت مین مسلمانون نے رومیون کے ساتھ کیا کیا؟ اسکا حال اپنے محل پر بیان ہوگا۔

جنگ نہاوند

سعد بن ابی وقاص کی معزولی کی خبر سُنکر یزدجرد نے پھر ہمت باندھی۔ رے۔ خراسان۔ ہمدان اور نہاوند کے لوگ ڈیڑھ لاکھ کے قریب نہاوند مین جمع ہوئے۔ فیرزان امیر لشکر مقرر کیا گیا۔ امیر المومنین کو یہ خبر سُنکر کسی قدر تشویش ہوئی اور بعد مشورہ کے علیؓ ابن ابی طالب کی راے کے مطابق نعمان بن مقرن مزنی کوفہ سے مقابلہ کو روانہ کیے گئے۔ کوفہ۔ بصرہ اور مدینہ سے فوجین بھیجی گئین سنہ ۲۱ھ مین

سنہ ۲۱ھ

نعمان نے دشمنون کا مقابلہ کیا اور نہایت ہی محنت سے جنگ کی صفین آراستہ کین۔ معرکہ عظیم کے بعد فتح مسلمانون کے ہاتھ رہی۔ اور فیرزان مارا گیا۔ نعمان بھی شہید ہوئے لیکن آثار فتح دیکھنے کے بعد۔ نعمان کے بعد حذیفہ بن الیمان جیساکہ امیر المومنین نے ہدایت کی تھی امیر لشکر فارس مقرر ہوا۔ لاکھ آدمی دشمنون کے مارے گئے۔ اور بہت بڑی ناکامی یزدجرد کو حاصل ہوئی۔ اسکے بعد وہ عراق عجم کی طرف چلا گیا اور اس فتح کا نام مسلمانون نے فتح الفتوح رکھا۔ کیونکہ اسکے بعد کوئی بڑی لڑائی عجمیون سے نہین ہوئی۔ رفتہ رفتہ تمام ملک چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد مسلمانون قبضہ مین آتا گیا۔

فتح الفتوح

مسلمانی سکّے

اسکے قبل عجمیون کا سکّہ ملک مین جاری تھا۔ اب حضرت عمرؓ کو اپنا سکّہ جاری کرنا پڑا۔ سونے چاندی کے سکّے ڈھلنے لگے۔ لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ یا سورہ قل ان سکون پر مضروب ہوتا تھا۔ قل ہو اللہ احد والی اشرفیان احدیہ کہلاتی تھین۔

فتح طرابلس — اسی سنہ مین برقہ اور طرابلس (دیار مصر) کو بطریق صلح خود عمرو عاص نے فتح کیا اور عقبہ بن رافع کو بھیجکر زویلہ (صلح سے) فتح کروایا۔

فتح اصفہان — اسی سال ایران مین اصفہان عبداللہ بن عتبان کے ہاتھ پر فتح ہوا کرمان کا حکم بن عمر۔ کرمان کا سہیل بن عدی اور ناحیہ سیستان کا عاصم بن عمر کے ہاتھ سے فتح ہونا اکثر مورخون نے اسی سنہ کا واقعہ لکھا ہے۔

کوفہ کے لوگون نے امیر المومنین سے شکایت کی کہ عمار یاسر ارکان نماز عمدہ طور پر ادا نہین کرتے۔ عمار کو غصہ آیا اور انھون نے ایسی امارت پسند نہ کی انکے استعفی دینے پر مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ مقرر ہوئے۔

فتح آذربائیجان — ۲۲ھ مین مغیرہ بن شعبہ نے جو لشکر فارس کے ایک سردار تھے بطریق مصالحہ آذربائیجان فتح کیا۔ ہمدان والون نے کچھ تمردی اختیار کی تھی اسپر انکی گوشمالی کی گئی۔ کچھ لوگ وہان سے رے کی طرف بھاگ گئے تھے مسلمانون نے انکا پیچھا کیا اور اسی طرح ملک رے پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہو گیا اور اسی سلسلہ مین قومس اور دامغان بھی ہاتھ آ گئے۔

اسی سال احنف بن قیس نے امیر المومنین کے حکم سے خراسان پر چڑھائی کی یزدجرد وہان سے ترکون کے ملک مین بھاگ گیا اور خراسان پر مسلمان قابض ہو گئے

خراسان — ترکستان کے خاقان نے یزدجرد کا ساتھ دینا چاہا اور خود خراسان تک وہ آیا بھی لیکن مسلمانون سے لڑنے کی ہمت نہ پڑی۔ بے لڑے بھڑے واپس گیا اور یزدجرد بھی اسکے ساتھ ساتھ چلا گیا۔

جرجان — اسی سال والی مازندران نے گرگان اور دہستان کا خراج دینا منظور کیا۔

طبرستان والون نے بھی مسلمانون سے مصالحت کی - ابوموسی اشعری نے تستر فتح کیا -

مازندران اور طبرستان زیر حکم ہونا

۲۳ھ مین عسقلان اور دیگر بلاد روم عموریہ وغیرہ پر معاویہ نے قبضہ کیا -

عسقلان اور عموریہ کی

کرمان سہیل بن عدی کے ہاتھ سے - سیستان عاصم بن عمر تمیمی کی مدد سے اور مکران حکم بن عمیر کے ذریعہ سے فتح ہوا - اسی وقت یہ خبر پہونچی کہ شہرک حاکم فارس کچھ مقابلہ کا سامان کر رہا ہے - امیر المومنین نے اسکے مقابلہ کو فوجین بھیجین

کرمان اور سیستان مکران (فارس) کی فتوحات

اسی لڑائی مین توج اور شیراز مسلمانون کے قبضہ مین آئے اور قلعہ اصطرخ قدیم دارالملک سلیمان پیغمبر پر بھی مسلمانون کا جھنڈا گڑ گیا - فسا اور دارالجرد کی طرف جو فوج امیر المومنین نے بھیجی تھی اُسنے بھی کسی قدر وقت کے ساتھ کامیابی حاصل کی غرضکہ شام - عراق - عرب - مصر اور ملک فارس مین مسلمانون کا تسلط خلیفہ دوم کے وقت مین ہو چکا تھا -

توج شیراز قلعہ اصطخر کی فتوحات

اسی سنہ مین امیر المومنین نے حج کعبہ کا ارادہ کیا - تمام امہات مومنین (ازواج پیغمبر خدا) ساتھ تھین - بڑے وقار سے انکے ہودج روانہ ہوے - سب کے آگے عثمان بن عفان اور پیچھے عبدالرحمن بن عوف محافظت کے لیے تعینات تھے -

حج امہات مومنین

فیروز نام ایک شخص نہاوند کا رہنے والا لڑائی مین رومیون کی قید مین آکر رومی غلام بنا - پھر مسلمانون نے رومیون کی لڑائی مین اُسے قید کرکے مدینہ مین پہونچایا اور یہان وہ اپنی کنیت ابولولو سے مشہور ہوا - نہاوند کی لڑائی کے قیدی جب مدینہ مین آئے تو ابولولو ہموطنون سے لپٹ لپٹ کر بہت رویا اور بجاے اسکے کہ وہ مسلمانون کا ممنون ہوتا کہ انکی بدولت اپنے ہموطنون کی اسنے

فیروز قاتل خلیفہ دوم

صورت دیکھی۔ مسلمانون کی طرف سے اسکے دل مین گرہ پڑی اور امیر المومنین
کی طرف سے توگویا ایک خاص نفرت اُسکے دل مین پیدا ہوگئی۔ اسپر طرہ یہ ہوا
کہ ایک روز اپنے مدنی آقا کی کچھ شکایت اسنے امیر المومنین کے سامنے پیش کی
جسپر امیر المومنین نے کچھ توجہ نہ کی یا یہ کہ اسکے موافق فیصلہ نہین کیا۔ ابولولو کے
دل مین کدورت بڑھی اور اُسنے امیر المومنین کے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اُسنے
دو بدو گستاخانہ کلمات کہے۔ ایک طور پر صریح دہمکی دی اور امیر المومنین کو اُسکی بُرائی
کا پتہ بھی چلا۔ لیکن عجمی یا رومی سلطنت تو تھی نہین کہ وہ توپ دم کردیا جاتا یا قتل
کیا اُسکے ساتھ کسی قسم کی سختی بھی نہین کی گئی۔ کچھ وقفہ دیکر ایک دن وہ مسجد مین
آیا۔ ادھر امیر المومنین نے نماز صبح کی نیت باندھی اور اُدھر ابولولو نے انکے پہلو
اور پیٹ مین چاقو مارا۔ زخم ایسا کاری لگا کہ وہ جانبر نہ ہوسکے دوا پلائی تو وہ زخم سے
باہر نکل آئی۔ اسی صدمہ سے اگلے دن امیر المومنین چہارشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ قتل امیر المومنین عمرؓ بن خطاب
کو پچاس ساٹھ برس (علی اختلاف المورخین) کی عمر مین وفات پائی۔

زنا کی سزا رجم اور شراب خواری کی سزا تازیانہ ان دو باتون پر عمرؓ کی خلافت مین
سبت عمل کیا گیا۔ حالانکہ قرآن مین یہ سزائین صاف درج نہین ہین۔ عمرؓ نے رجم اور حد شراب خواری
مرتے وقت فعل رسول سے استدلال کرکے اپنے طرز عمل کے وجوہ لوگون کے
ذہن نشین کردیے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ سختی عمرؓ نے بلا وجہ کی تھی۔

حجرہ عائشہؓ مین یہ بھی دفن کیے گئے۔ محمد رسول اللہ۔ ابوبکرؓ صدیق۔ عمرؓ فاروق
ان تینون کی قبرین قریب قریب ہین اور پھر اسکے بعد وہان جگہ نہ رہی کہ پھر کوئی
دفن ہوتا۔ عمرؓ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جاکر عائشہؓ سے پوچھو وہ اپنے حجرہ مین

قبر عمرؓ بن خطاب

عمرؓ کو جگہ دینگی۔ امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں اب امیر المومنین نہیں رہا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "گو وہ جگہ میں نے اپنے لیے تجویز کی تھی لیکن عمرؓ کو میں ترجیح دیتی ہوں"

وصیت عمرؓ دربارہ امر خلافت

حضرت عمرؓ کے مرنے پر بہت بڑا امر خلافت کا پیش آیا۔ مرتے دم انھوں نے عثمانؓ بن عفان۔ علیؓ بن ابی طالب۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ زبیرؓ بن العوام۔ طلحہؓ بن عبید اللہ۔ عبد الرحمنؓ بن عوف۔ چھ شخصوں کو نامزد کیا اور کہا کہ انھیں میں سے ایک شخص خود انکے باہمی شورے سے مقرر کیا جاوے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو کیوں نامزد نہیں کیا تو حضرت عمرؓ نے بہت برا مانا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ ان چھ میں سے کسی ایک کو آپ خود کیوں نہیں نامزد کرتے۔ اسپر حضرت عمرؓ نے کہا کہ "اتنا بڑا بار اپنے اوپر رکھنا میں پسند نہیں کرتا ہوں" ہاں ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو میں بے تکلف اونکو نامزد کرتا کہ انکو محمدؐ رسول اللہ نے امین الامت کہا تھا۔ عمرؓ کو معلوم تھا کہ حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ غالباً نامزد ہونگے اسلیے ان دونوں سے حضرت عمرؓ نے بالتخصیص یہ کہا کہ "اگر خلافت تم لوگوں میں سے کسی ایک کو ملے تو اپنے اعزہ او راقربا کا بہت رسوخ نہ بڑھانا" افسوس کہ عثمانؓ نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا اور اس ذرا سی بات نہ ماننے سے بے انتہا خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہوئیں جنمیں سے کسی قدر اس کتاب میں بھی مذکور ہونگی۔

پھر اسکے بعد عمرؓ نے اپنے جانشین آیندہ کو پندنامہ یا دستور العمل کے طور پر کچھ کلمات نصیحت لکھوائے۔ جسکا سرنامہ یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد فمن عبد اللہ عمر الی الخلیفۃ بعدہ سلام علیک انی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو الخ۔ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ عمرؓ کو حکمرانی کا کیسا سلیقہ تھا۔

خلیفہ کے مرتے وقت جو لوگ مختلف مقامات پر گورنر تھے انکی تفصیل یہ ہے

مکہ	نافع بن عبد الحارث	دمشق	معاویہ بن ابی سفیان
یمن	یعلی بن امیہ	حمص	عمیر بن سعد
بحرین	عثمان بن ابی العاص	اردن	عمرو بن عتبہ
عمان	حذیفہ بن محصن	کوفہ	مغیرہ بن شعبہ
طائف	سفیان بن عبد اللہ ثقفی	بصرہ	ابوموسی اشعری

فصل سیوم

خلافت حضرت عثمان

شورہ دربارہ خلافت

حضرت عمرؓ کے بعد خلافت کا جھگڑا پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ کی دانشمندی نے معاملہ کو بہت مختصر کردیا تھا۔ لیکن پھر بھی انتخاب کا زمانہ بڑی ہی دشواری کا زمانہ تھا۔ چھو آدمی مجلس میں جمع ہوئے۔ عبد الرحمٰن نے صاف کہہ دیا کہ مجھے خلافت کی خواہش نہیں ہے اسکے بعد زبیرؓ نے حضرت علیؓ کو اور طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو اور سعد نے عبد الرحمٰن کو اپنا قایم مقام قرار دیا۔ عبد الرحمٰن کو تو خواہش خلافت تھی نہیں۔ ہاں عثمان اور علی یہ دونوں خواہشمند تھے۔ اب عبد الرحمٰن کی راے جدھر جھکے وہی پلہ بھاری ہو جب عبد الرحمٰن نے دیکھا کہ خلیفہ بنانا میری راے پر آرہا تو انھوں نے غور کرنے کے لیے دو تین روز کی مہلت چاہی اور اس اثنا میں فریقین (یعنی عثمان اور علی) کے رفقا اپنا اپنا زور لگانے لگے۔ عبد الرحمٰن عجب حیص بیص میں تھے حضرت عثمانؓ کا حلم۔ حیا۔ جود۔ سخا۔ ورع۔ تقوی۔ حسن معاش۔ مدارا۔ سہل المعاملہ ایک طرف کھینچتا تھا۔ اور حضرت علیؓ کا علم و فضل کیاست فراست۔ قرابت نسبی

جلادت - مروت - جوانمردی - عدالت یتانت - نجابت اور کرم دوسری طرف دامن دبا رہا تھا -

عثمان کا انتخاب

بنو ہاشم تو بیشک حضرت علیؓ کی طرف تھے لیکن انکے سوا اور جتنے لوگ تھے انمین کثرت رائے حضرت عثمانؓ کی طرف تھی - عثمانؓ کا بار احسان تمام مسلمانون پر تھا - اور عمر مین بھی حضرت عثمانؓ بڑے تھے - لیکن باوجود اسکے عثمانیون کو یہ خیال ہوا کہ حضرت علیؓ کے علم وجلادت پر نظر کرکے عبدالرحمن نے انکو پسند کرلیا تو بہت برا ہوگا - عمر عاص ایک ذہین شخص تھا - ذہانت کے ساتھ چالاکی اکثر دیکھی گئی ہے لوگون نے عمر سے استعانت چاہی - اسنے ایک جوڑ یہ پھڑکایا کہ جاکر حضرت علیؓ کا خیرخواہ بنا اور کہا کہ "کل عبدالرحمن عثمان اور علی دونون سے پوچھین گے کہ اگر انکو خلافت دیجائے تو وہ رسولؐ اور اُسکے دونون خلیفون کی پیروی کرین گے؟ بہتر ہے کہ تم انشاء اللہ کی شرط لگانا - لوگ یہ نہ سمجھین کہ مارے شوق کے علی اپنے اختیار سے زائد بات کا ذمہ لیتے ہین" اور وہان حضرت عثمانؓ سے جاکر کہا "کہ تم بلا شرط قبول کرلینا" پھر اسکے بعد عبدالرحمن سے جاکر اسنے یون کہا کہ "پہلے ان لوگون سے پوچھو کہ وہ رسولؐ اور اسکے دونون خلیفون کی سنت پر عمل کرنے کو بھی راضی ہین" رسولؐ خدا کے طرز عمل مین تو گفتگو ہی نہین ہوسکتی لیکن آپ کے بعد خلیفہ اول اور دوم کا زمانہ اتنا محمود تھا کہ عام طور پر لوگ خوش تھے اور عام خواہش یہی تھی کہ جو امن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے وقت مین تھا وہی قایم رہے - اس سے چندان بحث نہین کہ کون صاحب حکومت ہو - گو اکثر سردارون کی رائین حضرت عثمانؓ کی طرف تھین - لیکن عبدالرحمن کا میلان حضرت علی کی طرف تھا اور اسکا ثبوت یہ تھا کہ انھون نے پہلے

حضرت علیؓ ہی سے استفسار کیا کہ تم رسولؐ اور اُسکے خلفا کے قدم بقدم چلوگے حضرت علیؓ نے جواب دیا جہان تک ممکن ہوگا۔ اور حضرت عثمانؓ نے پوچھنے پر کہا "ہان بیشک"، ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ عمرعاص کی تعلیم نہ ہوتی جب بھی حضرت علیؓ یہی جواب دیتے اور ہر سمجھدار یہی کہہ سکتا ہے کہ جہان تک ممکن ہوگا مین کرون گا لیکن اسکا مطلب یہ سمجھا گیا کہ حضرت علی کو خلیفہ اول اور دوم کی سُنت پر چلنے مین تامل ہے اور حضرت عثمان قدم بقدم چلنے کو مُہیّا رہین۔ مجلس کا رنگ دیکھ کر عبدالرحمن کو لامحالہ حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کرنا پڑی۔ اور حضرت عثمان خلیفہ مقرر کیے گئے۔

حضرت علیؓ کی ناکامی

حضرت علیؓ کو پیغمبر کے بعد ہی خلافت کا دعویٰ تھا لیکن نہ اسطرح کہ کوئی فساد پیدا کرین بس یہی کہ وہ اپنے کو احق سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافتون مین بھی اُنکو تامل تھا لیکن اخیر مین اُنھون نے تسلیم کیا کہ دونون خلافتین بہت اچھی رہین۔ افسوس کہ حضرت عثمانؓ کا آخری زمانہ نہایت پُرشر گزرا اور علاوہ اپنی ناکامی کے اس بات پر بھی حضرت علیؓ کو ہمیشہ افسوس رہا کہ انتخاب بُرا ہوا۔ اس افسوس کا یہ مطلب نہین ہے کہ اُنھون نے موجودہ امن کے توڑنے مین کوئی حصہ لینا کیسا کبھی خوشی یا خواہش بھی ظاہر کی۔ حضرت عثمانؓ کے ورع اور تقوی مین اُنکو کلام نہ تھا صرف اُنکی لیاقت حکومت مین اُنکو تامل تھا اور رفتہ رفتہ اکثر صحابہ نے اسکو تجربہ کے بعد تسلیم کیا۔

اکثر مورخین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ رسولؐ خدا کے بعد چار خلیفون تک بادشاہت مکروہات دنیا سے بچی رہی اور رفتہ رفتہ عام بادشاہون کے سے معمولی خصائل

خلفاے مابعد مین پیدا ہوتے گئے اور سنت رسولؐ کو چھوڑ کر وہ لوگ ایشیائی بادشاہون کا ڈھنگ اختیار کرتے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافتین اکثر مورخون کے نزدیک بالکل بےلوث ہین زیادہ سے زیادہ اُنپر یہ الزام عاید کیا جاتا ہو کہ احق خلافت حضرت علیؓ کے ہوتے ہوئے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینا ان دونون کو مناسب نہ تھی بس اسی قدر۔ اسکے علاوہ کوئی چھپتی ہوئی بات مخالفین بھی انکے خلاف نہین کہہ سکتے لیکن عثمان کی خلافت کا وہ زمانہ تھا کہ تمام فتنے اور فساد کے تخم اسی وقت بوئے گئے۔ اخیر مین حضرت عثمانؓ سے فاش پولیٹکل غلطیان سرزد ہوئین۔ اگر حالات کی ایک رخی تصویر دکھائی جائے تو عام طور پر یہ راے قایم ہوگی کہ حضرت عثمانؓ ہرگز اس تعریف کے لائق نہین ہین جو اُنکی طرف منسوب کی جاتی ہو۔ لیکن تمام اعتراضات کا جواب صرف یہ دیا جاتا ہو کہ حضرت عثمانؓ نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا۔ معاملات دنیا مین وہ کسی قدر ضعیف الراے تھے مگر نہ ایسے کہ خلافت کی قابلیت اُنکی بالکل نہ تسلیم کی جائے۔ انپر سب سے بڑا الزام یہ عاید کیا جاتا ہو کہ انھون نے اپنے زمانہ خلافت مین اعزا و اقربا کی پاسداریان کین بڑے بڑے عہدے اُنکو دیے اور مُلکی معاملات مین اُنکو حصّہ لینے دیا۔ اس اعتراض کے دو جواب ہوسکتے ہین۔ ایک یہ کہ اُنمین مروت بہت زیادہ تھی اور بار مروت ڈالنے کا موقع اعزہ کو زیادہ اسلیے ملتا تھا کہ وہ ہردم اُنکے پاس رہتے تھے۔ پولیٹکل معاملات مین کبھی کبھی بذاتی مروت کو دخل دینا یہ عیب شروع سے انمین تھا رسول اللہ کو بھی دو ایک مرتبہ اسکا تجربہ ہوا لیکن کچھ خیال نہین کیا گیا

عثمانؓ کی تائید

دوسرے یہ کہ ابتدا سے خلافت سے کچھ عول بندیون کے آثار پیدا ہو چلے تھے سلطنت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ رسول خدا کے اصحاب جنپر زیادہ اعتماد کیا جاتا تھا مر چلے تھے۔ تمام ذمہ داری امیر المومنین ہونے کی وجہ سے حضرت عثمان پر عائد تھی۔ ایسی حالت مین پولیٹکل معاملات مین اپنے اعزہ پر بھروسا کرنا اچھا ہو یا برا یہ بھی ایک پہلو تھا۔ ان تمام تاویلات کو جب ہی گنجایش ہو کہ ہم انکا اعلی صفت کے ساتھ مخلوق ہونا پہلے تسلیم کر لین اور اسیلیے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ حضرت عثمان رض کے کچھ فضایل حالات خلافت شروع کرنے کے پہلے بیان کر دیے جائین۔

عثمان رض کے اوصاف اور فضائل

(۱) حضرت عثمان رض کو پیغمبر خدا کی دو لڑکیان رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے بیاہی گئین اور اسی وجہ سے اُنکو ذوالنورین لقب دیا گیا اگر انکے کمال مین کوئی نقص ہوتا تو رسول اپنی دامادی مین انکو قبول نہ کرتے۔

(۲) حضرت عثمان رض مکہ کے مالدارون مین سے تھے۔ انکے قبل صرف دو تین آدمی ایمان لا چکے تھے۔ دین آبائی چھوڑ کر ابتدائی حالت مین اسلام کا ساتھ دینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔

(۳) انکی عبادت مشہور ہو رات رات بھر یہ نماز مین کھڑے رہتے تھے اور برسون روزے پر روزہ رہتے تھے۔

(۴) جیش عشیرہ کا کل سامان عثمان رض نے اپنے روپے سے کیا۔ جب مسلمان مدینہ مین آئے تو پانی پینے کے واسطے کوئی کنوان نہ تھا۔ ایک یہودی کا کنوان تھا جسکا پانی وہ بہت گران قیمت پر فروخت کرتا تھا مسلمانون کی ابتدائی حالت پانی کی خریداری کے لایق ہرگز نہ تھی آپ نے وہ کنوان ۳۵ ہزار درم پر خرید کرکے وقف

کردیا۔ مسجد نبوی کی وسعت کے لیے عثمان ہی کے روپیے سے زمین خریدی گئی
(۵) آپ نے حبشہ کی ہجرت گوارا کی۔ اور پھر مدینہ کی ہجرت قبول کی۔ باوجود
تمول کے صرف اسلام کی محبت مین آپ نے دو دفعہ جلاوطنی اختیار کی اور
اسلیے ذو الہجرتین کہلائے۔
(۶) آپ کے مزاج مین انکسار اتنا تھا کہ ایام خلافت مین کبھی کبھی مسجد مین آکر
سو رہتے تھے۔ مجلس خلافت مین لوگون کو اچھے اچھے کھانے کھلواتے تھے
اور خود روٹی اور سرکہ پر قناعت کرتے تھے۔ ایام خلافت مین بھی اپنے غلام کو
خچر پر اپنا ردیف کرتے تھے۔
علاوہ مفصلہ بالا امور کے بہت سی حدیثین عثمان رض کی شان مین ہین اور
چند آیت قرآنی کی شان نزول مین بھی انھین کا نام لیا جاتا ہی لیکن اس حدیث
و قرآن کے معاملہ مین مسلمانون کے تمام فرقے متفق نہین ہین اور نہ اس کتاب
مین ان باتون کا زیادہ تر لکھنا مرکوز خاطر ہی۔
حضرت عثمان رض خود اپنے منھ سے کبھی کبھی کہا کرتے تھے کہ دس فضیلتین مجھ مین
ذخیرۂ آخرت ہین۔ (۱) مسلمان ہونے مین باعتبار ترتیب کے میرا چوتھا نمبر ہی
(۲) مین نے کبھی اظہار تمول نہین کیا (۳) مین کبھی جھوٹ نہین بولا۔ (۴)
جس ہاتھ سے مین نے دست رسول سے مبایعت کی پھر اُسکو شرمگاہ پر کبھی
نہین رکھا (۵) اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی ہفتہ مین نے غلام آزاد کرنے
سے نہین چھوڑا۔ ناغہ جب ہوا کہ میرے ملک مین کوئی غلام نہ تھا (۶) مین نے
اپنی عمر مین کبھی زنا نہین کیا (۷) اسلام کے پہلے بھی مین نے شراب نہین پی

کتابون مین صرف یہی باتین مذکور ہین۔ لیکن مسجد نبوی مین اضافہ کرنا۔ مدینہ مین کنوئین کا خرید کر کے وقف کرنا اور فوج عشیرہ کا تصفیہ کرنا شمار کیا جائے تو دسون باتین پوری ہو جاتی ہین۔

ابن عمر پر دعوی قصاص

قاتل عمرؓ نے خودکشی کر لی اور اسلیے اُسے سزا دینے کی ضرورت نہین ہوئی اسکے بعد عبداللہ ابن عمرؓ نے چار شخصون کو اس گمان سے قتل کیا کہ وہ شریک سازش تھے۔ عبداللہ کا یہ فعل بہ ظاہر بیجا تھا اگر عمرؓ زندہ ہوتے تو شاید قتل عبیداللہ مین وہ تامل نہ کرتے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت مین پہلا معاملہ یہی پیش ہوا کہ عبداللہ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ عبداللہ پر جرم ثابت تھا ہی اگر اُنکے قتل کا حکم امیرالمومنین صادر کرتے تو شاید کچھ غوغا نہ ہوتا۔ لوگون سے مشورہ کرنا ہی غضب ہو گیا۔ رائین مختلف ہوئین۔ کسی نے عبداللہ کو کشتنی تجویز کیا اور بعضون نے مقتولون پر جرم عاید کیا اور یہ بھی نہین سوچا کہ ایک نابالغ لڑکی اور ایک مسلمان بھی مقتولون مین شامل تھا۔ بحث اتنی بڑھی کہ گفتگو اعتدال سے بڑھ چلی۔ عمر عاص نے یہ راے پیش کی کہ یہ واقعہ خلافت عثمانؓ سے پہلے کا ہے۔ حضرت عثمانؓ کو خواہ مخواہ دخل دینا فرض نہین ہے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ شنکر کارروائی روک دی۔ ممکن ہے کہ اُس وقت کا سکوت باقتضاے حکمت عملی مناسب تھا لیکن اس سے لوگون کو یہ پتہ چل گیا کہ آئندہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا کیا رنگ رہے گا۔ لیکن عبداللہ بن عمر کو بالکل بری بھی نہ سمجھنا چاہیے۔ عثمان بن عفان کے بعد جو فساد برپا ہوئے انمین انکا خفیہ ہاتھ نہ ہونا بڑی وقعت انکی پیدا کرتا ہے۔ انکی شعلوب الغیظی پر بھی نظر ڈالنا چاہیے یہ اُس باپ کے بیٹے تھے جس نے محمد رسول اللہ کی وفات پر تلوار نیام سے کھینچ لی

تھی کہ جو محمدؐ کا منہ تمھہ سے کہے گا اسکا سر اُڑا دیا جائیگا یمغلوب الغیظی کبھی کبھی جنون دوری کی حدتک بھی پہونچ جاتی ہی اور انسان بالکل مجبور ہوجاتا ہی۔

خلیفہ دوم کی وفات سے چھ مہینے کے بعد اہل ہمدان نے نقض عہد کر کے بغاوت اختیار کی۔ اہل رے نے بھی انکا تتبع کیا۔ مغیرہ بن شعبہ۔ ابوموسیٰ اشعری براءبن عازب اور قرظ بن کعب کی کوشش سے یہ ممالک خلیفہ سیوم کے وقت مین پھر مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔ اسکندریہ والون نے بھی کچھ سر اُٹھایا تھا لیکن وہ فوراً دبا دیے گئے۔

ہمدان۔ رے اور اسکندریہ کی بغاوتیین

عبداللہ بن مسعود عامل بیت المال کوفہ سے اور سعد سے کچھ رنج بڑھا۔ خلیفہ سیوم نے یہ سُنکر سعد کو برطرف کردیا اور اُنکی جگہ پر اپنے رضاعی بھائی ولید بن عقبہ عامل جزیرہ کو مقرر کردیا۔ ولید ایک مرد فاسق و فاجر تھا اور سعد نہایت شجاع۔ کریم اور زاہد تھے۔ کوفیون کو یہ انقلاب بہت ناپسند ہوا۔ شروع مین تو ولید نے اپنے کو بہت سنبھالا۔ لیکن اخیر مین جب اسکے خصایل ظاہر ہوئے تو بدمزگیان پیدا ہوئین۔ اور سعد خلیفہ دوم کے وقت مین حکومت کوفہ سے معزول ہوچکے تھے۔ خلیفہ دوم کے مرتے دم کوفہ مین مغیرہ حاکم تھا پھر حضرت عثمانؓ کے وقت مین سعد کا معزول ہونا ایک بے جوڑ بات معلوم ہوتی ہی۔ اور اسلیے یہ فرض کرنا پڑتا ہی کہ شروع خلافت سیوم مین سعد مقرر ہوئے اور آیندہ چل کر پھر معزول کیے گئے۔

ولید بن عقبہ کی ترقی

ولید نے عتبہ بن فیروز کو امارت آذربائیجان سے معزول کیا اور اسلیے وہان فتنہ اور فسا د شروع ہوا۔ ولید خود مفسدون کی سرکوبی کو روانہ ہوا اسکے

آذربائیجان اور آرمنیا کی فتح

اسکے پہونچنے پر آذربائیجان مین پھر مسلمانون کا تسلط جما اور ملک آرمینیا صلح سے فتح کیا گیا - اسی زمانہ مین سلمان بن ربیعہ کو ولید نے معاویہ کی مدد کے لیے شام کی طرف بھیجا اور معاویہ نے بہت سے شہر روم کے فتح کیے -

بلاد روم کی فتوحات

بعض مورخون نے لکھا ہی کہ آرمینیا کی فتح کو پہلے معاویہ حاکم شام کی طرف سے حبیب روانہ ہوئے تھے - اور خلیفہ سوم کے حکم سے سلمان کو ولید نے کونی فوج کے ساتھ مدد کو روانہ کیا تھا - حبیب کے لشکر نے فتح پائی ہی تھی کہ سلمان پہونچا - سلمان نے مال غنیمت مین حصہ مانگا - حبیب نے انکار کیا طرفین سے تلوار چلی اور کچھ لوگ ضایع بھی ہوگئے - مسلمانون مین باہم تلوار چلنے کا یہ پہلا واقعہ تھا - اخیر مین دونون سردارون نے سمجھ بوجھ کر خلیفہ سے استصواب کیا اور انھون نے دونون فوجون کو حصہ دینا تجویز کیا - شامیون اور کوفیون مین اسی وقت عداوت کی بنیاد پڑی جسکے نتایج آگے بیان کیے جائینگے - ایسا ہی ایک واقعہ خلیفہ دوم کے وقت مین بھی پیش آیا تھا اور یہی فیصلہ انھون نے بھی صادر کیا تھا - لیکن واقعات مین اتنا فرق ہوا کہ اب کے تلوار چلنے کے بعد خلیفہ سے استصواب کی ضرورت معلوم ہوئی - اور پہلے یہ سمجھا گیا تھا کہ بلا اجازت حضرت عمرؓ کے کوئی فعل کرنا ہی نہایت برا ہو - یہان لکھنا بےموقع نہین ہی کہ خلیفہ دوم صرف بادشاہ نہ تھے بلکہ فوج کی سپہ سالاری بھی کرتے تھے - مدینہ ہی سے بیٹھے بیٹھے وہ یہ لکھا کرتے تھے کہ جنگ مین آگے کون رہے اور پیچھے کون رہے داہنی طرف کس کی نگرانی رہے اور بائین طرف کون کھڑا ہو - بعض بعض لڑائیان انکے حکم سے اس طرح ہوئین گویا شطرنج کی بازی بچھی ہی اور غائب کھیلنے والا مدینہ سے

حبیب اور سلمان کی باہم جنگ

بیٹھا ہوا مصر والوں کے ٹڑھنے کی چالیں بتا رہا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بھی فتوحات ہوئے لیکن اکثر اہل الرائے متفق ہیں کہ حضرت عمرؓ کے بعد جو کچھ ہوا وہ زیادہ تر حضرت عمرؓ ہی کی باندھی ہوئی دھاک کے ذریعہ سے ہوا۔

عبداللہ بن آسی سال میں عمر عاص نے عبداللہ ابن سعد کو فوج مصر کے ساتھ ممالک افریقیہ کے فتح کرنے کو بھیجا۔ دور تک جاکر وہ بے نیل و مرام لیکن صحیح او رسالم واپس آئے۔

وسعت مسجد ۲۶ھ میں حضرت عثمان نے مکہ کی مسجد حرام کو کسی قدر اور وسعت دی اور اسی سال عثمان بن ابلاس نے شہر گازروم اور قلعہ بجرہ کو سلطنت اسلامی میں شامل کیا۔ اسی سال عبداللہ بن سعد خراج مصر کے عامل مقرر کیے گئے اور فوجی امارت بدستور عمر ابن عاص کے متعلق رہی۔ اِن فوجی اور ملکی حاکموں میں بے لطفیاں ہوتی رہیں جنکا نتیجہ ہوا کہ عمر عاص بالکل برطرف کیے گئے اور عبداللہ ابن سعد کو مصر اور اسکندریہ میں پورے اختیارات دیے گئے۔ عمر عاص نے مدینہ میں آکر رہنا اختیار کیا اور خلیفہ سیوم سے خلش پیدا ہوئی۔ خلیفہ سیوم کے حلم نے عمر عاص کو زیادہ تیز کیا۔ عمر عاص نے خلیفہ کی بہن کو اپنی زوجیت سے الگ کر دیا (طلاق دیدی) اور کھلم کھلا رنجش کا اظہار کرنے لگے۔

گازروم اور بجرہ کی فتح

عمر عاص کی معزولی اور امیر المومنین سے رنجش

افریقیہ پر چڑھائی آسی سال خلیفہ سیوم نے عبداللہ ابن سعد کو پھر افریقیہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور عبداللہ ابن نافع انکی مدد کو بھیجے گئے۔ عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمرؓ بھی اس فوج میں ساتھ تھے۔ پہلے شہر طرابلس پر مسلمانوں نے حملہ کیا پھر افریقیہ میں داخل ہوئے اور مختلف مقامات سے لڑائی شروع کر دی۔

طرابلس فتح ہوا

جغرافیہ حال مین افریقیہ اس براعظم غربی کا نام ہی جسمین حبشہ (ابی سینیا) مصر مراکو سوڈان وغیرہ بہت سے ممالک شامل ہین - لیکن ملک افریقیہ سے مسلمان مورخون نے اسکندریہ سے پچھم جانب جو حصہ ملک واقع ہی وہی مراد لیا ہی - جغرافیہ مین طرابلس کا پتہ نہین لگتا - ٹریپولی ایک شہر ساحل بحر پر واقع ہی کیا عجب ہی کہ اسی کو طرابلس لکھا ہے

افریقیہ

ملک افریقہ مین برائے نام قیصر روم کی بادشاہت تھی - جرجیر نام وہان کے عیسائی حاکم کو خودمختار حکمران سمجھنا چاہیے - جرجیر نے بڑی ہمت سے مقابلہ کیا - چالیس روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی - اخیر مین عبداللہ ابن زبیر بھی مدینہ سے فوج لیکر پہونچے عبداللہ ابن زبیر نے اس لڑائی مین بڑا کام کیا - اُنھون نے دیکھا کہ عبداللہ ابن سعد فوج سے دور دور رہتے ہین اور وجہ یہ معلوم ہوئی کہ جرجیر نے عبداللہ ابن سعد کے قاتل کو اپنی بیٹی دینے کا وعدہ کیا ہی جسے سنکر عبداللہ بن سعد متخوف رہتے ہین عبداللہ ابن زبیر کی صلاح سے مسلمانون نے بھی مشہور کیا کہ جرجیر کے مارنے والے کو جرجیر کی لڑکی انعام مین دیجائیگی اور لاکھ دینار سُرخ غنیمت سے ملین گے اب جرجیر کے قتل کے لیے مسلمان مستعد ہوئے اور جرجیر نے اپنی فوج سے علیحدگی اختیار کی - عاقبۃ الامر جرجیر عبداللہ ابن زبیر ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اور جرجیر کی لڑکی عبداللہ ابن زبیر ہی کو دیگئی -

جرجیر اور فتح افریقیہ

مشہور ہی کہ جو خمس افریقیہ کی غنیمت کا مدینہ مین آیا اُسے مروان ابن حکم نے پانچ لاکھ پر خرید کیا - قیمت لیتے وقت ایک لاکھ خلیفہ سیوم نے چھوڑ دیا اسپر اہل مدینہ بہت بھنائے - مروان کو خلیفہ سیوم سے کیا تعلق تھا اسکا ذکر آگے آئیگا -

ساتھ رعایت

ایک سال تین مہینہ تک عبداللہ ابن سعد افریقیہ مین مقیم رہے اور اُسکے

بن نافع ... افریقیہ

بعد امیر المومنین کے حکم سے افریقیہ کی حکومت عبد اللہ ابن نافع کو سپرد کر کے مصر کو پھر آئے۔

۲۷ھ میں عبد اللہ ابن نافع کچھ اور پیچھے بڑھے اور اندلس پر بھی قبضہ کر لیا خلیفہ سیوم کے وقت میں افریقیہ ہی ایک ایسا مقام تھا جسکی غنیمت مدینہ میں زیادہ تر آئی۔ اندلس سے غالباً فیض مراد ہے۔ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ اسپین بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آکر اندلس مشہور ہوا

جزیرہ قبرس کی چڑھائی ۲۸ھ میں جزیرہ قبرس پر جسکو انگریزی میں سائپرس کہتے ہیں معاویہ نے چڑھائی کی اور شاید یہ مسلمانوں کی پہلی بحری لڑائی تھی۔ جزیرہ قبرس مصالحت سے فتح ہوا اور اہل جزیرہ سے ایک سالانہ رقم خراج کی مقرر کرالی گئی۔ جزیرہ رودس بھی اسی سلسلہ میں فتح ہوا۔

عبد اللہ حاکم ۲۹ھ میں ابوموسیٰ اشعری اہل بصرہ کی شکایت پر معزول کیا گیا اور اسکی جگہ پر عبد اللہ ابن عامر امیر المومنین کا خالہ زاد بھائی مقرر کیا گیا۔ اسی سال اہل فارس نے عبد اللہ ابن عمر کو قتل کر کے بغاوت اختیار کی تھی جسکو عبد اللہ ابن عامر نے جا کر فرو کیا اور اسی سلسلہ میں قلعہ اصطخر اور جور جس سے غالباً فیروز آباد۔ شیراز مراد ہے ہاتھ آیا۔ قلعہ اصطخر فتح ہوا

حج اسی سال کے حج میں حضرت عثمانؓ نے بمقام منا خیمہ نصب کروایا۔ عرب اسے بدعت سمجھے کیونکہ رسولؐ خدا اور اُنکے بعد دونون خلیفون کے وقت میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اسی سفر میں حضرت عثمانؓ نے ایک بیوہ عورت کو الزام زنا میں رجم کا حکم محض اس ثبوت پر دیا کہ شوہر کے مرنے سے چھ مہینے پر اُسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوا تھا۔ لیکن اسکے بعد ہی حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے سمجھانے پر اُنھون نے غلطی اجتہادی

تسلیم کیا کہ حمل کی اکثر مدت دو برس اور اقل مدت چھ مہینہ خود قرآن سے مستنبط ہوسکتی ہے لیکن افسوس کہ فیصلہ کی نظر ثانی رجم ہوچکنے کے بعد عمل مین آئی۔

ولید کی معزولی

اب ولید ابن عقبہ کی شراب خواری بہت بڑھ گئی تھی لوگون نے امیر المومنین کے پاس اطلاع کی۔ امیر المومنین نے مسامحہ اور مساہلہ کو راہ دیا تو لوگون نے طعن شروع کی۔ آخر مین ولید حکومت کوفہ سے معزول کرکے طلب کیا گیا۔ چالیس کوڑے اُسپر لگائے گئے اور کوفہ کی حکومت سعد ابن ایلاس کے سپرد ہوئی۔

[سعد] ابن ایلاس حاکم کوفہ

اسی سال سعد ابن ایلاس نے طبرستان کی طرف فوجکشی کی اور اُنکے ساتھ حضرت علیؓ کے دونون بیٹے حضرت حسنؓ۔ حضرت حسینؓ۔ عبداللہ ابن عباس۔ عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن زبیر۔ عبداللہ ابن عمر۔ عمر ابن عاص اور حذیفہ بن الیمان وغیرہ بہت سے صحابہ تھے اور جرجان مصالحت سے فتح کیا گیا۔

[طبرستا]ن اور جرجان [کی] فتوحات

اسی سال معاویہ ابن ابی سفیان اور ابوذر غفاری مین ایک شرعی مسئلہ پر نزاع ہوئی۔ ابوذر کو حضرت عثمانؓ نے شام سے طلب کرلیا اور پھر اُسے حکم دیا کہ مدینہ سے وہ نکل کر نواحی مدینہ مین کسی جگہ سکونت اختیار کرے۔ اسی سال رسول اللہؐ کی مُہر جس سے اب تک مُلکی کاغذات پر مُہرین ہوتی تھین گم ہوگئی اور اتفاق سے مُہر کا گم ہونا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے لیے فتنہ اور فساد کے دروازے کُھل گئے۔

سنہ ۳۱ھ مین اہل خراسان نے نقض عہد کیا انکی گوشمالی کو لوگ روانہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ طخستان اور کرمان مین بھی بغاوت ہے۔ ان مقامات کی بغاوتین رفع ہوئین اور بہت سے نئے شہر اسی سلسلہ مین مسلمانون کے قبضہ مین آئے منجملہ انکے ایک مقام

نیشاپور بلخ کی فتوحات

مشہور نیشاپور بھی تھا بلخ طخارستان اور جوزجان۔ طالقان بھی مسلمانون کے قبضہ مین آئے۔ ان فتوحات کی شکرگزاری مین عبداللہ ابن عامر نے زیارت مکہ کا قصد کیا اور نیشاپور ہی سے احرام باندھا۔

سالہ ۳۱ھ سنہ ۶۵۱ء

اب ۳۱ھ (۶۵۱ء) مین مسلمانون کے مفتوح ملکونکی حد شمالی و شرقی دریاے جیحون تک تھی دریا پار کے ٹکڑے کا نام ماوراءالنہر (دریا پار) اسی وقت سے مشہور ہوا اس طرح بلخ اور ہندوکش کے سلسلہ کے تمام شمالی حصے ممالک مفتوحہ مین داخل ہوگئے اور حد شرقی وہ ناہموار ٹکڑہ قرار پایا جو ہندوکش کے سلسلہ سے سمندر تک شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا۔

یزدجرد کا خاتمہ

یزدجرد نے بیس سال سلطنت کرکے اب وفات پائی۔ چار سال اسکے عیش مین اور سولہ سال مصیبت مین کٹے تھے۔ اسکے نوکر نے خاقان چین سے اسکو چینی فوج سے گھروا دیا تھا وہ بیچارہ کوٹھے سے کود کر کسی غریب کے مکان مین چھپا جہان لالچیون نے بدن کے کپڑون کی طمع سے اسکو ہلاک کیا۔ یزدجرد کے مرنے پر مسلمانون کا تسلط خراسان مین مستحکم ہوگیا۔ اور بعض مورخون نے لکھا ہے کہ خراسان کی بغاوت دیکھکر یزدجرد مقابلہ مین آیا اور مسلمانون کے ہاتھ سے دریاے جیحون (آکسس) کے قریب مارا گیا۔

اسی سال ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے مصر۔ اسکندریہ۔ اندلس (فیض) اور افریقیہ کو مسلمانون سے چھین لینے کے قصد سے بحر کی طرف سے چڑھائی کی عبداللہ ابن سعد کشتی مین بیٹھکر آگے بڑھے۔ دریا کے اندر فریقین مین مقابلہ ہوا۔ پہلے تو

قسطنطین سے بحری لڑائی

مسلمان بہت گھبرائے۔ ایک تو بحری لڑائی جس سے مسلمان کم واقف تھے اور اسپر طرہ یہ کہ دشمن بڑے سامان سے آئے تھے اور یہان بے سروسامانی تھی۔

بالآخر کشتی سے کشتی ملاکر مسلمانون نے تلوارین مارین اور مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی قسطنطین نے ہزیمت اُٹھاکر مراجعت اختیار کی - اسی لڑائی مین محمد ابن ابوبکر اور عبداللہ ابن سعد مین کچھ بے لطفی پیدا ہوئی اور بات اتنی بڑھی کہ ابن سعد کے سامنے خلیفہ سیوم کی شان مین بھی بے ادبی کی باتین محمد کے مُنھ سے نکل گئین - محمد نے بہت سی باتین خلیفہ سیوم کی سنت نبوی اور سیرت شیخین کے خلاف ثابت کین - عبداللہ بن سعد نے یہ باتین سُنکر بہت بُرا مانا اور محمد کو مع اُنکے ساتھیون کے کشتی سے نکلوا دیا -

عبداللہ ابن سعد اور محمد کا جھگڑا

۳۲ھ مین عبدالرحمن ابن ربیعہ نے کالنجر کا محاصرہ کیا اور وہین وہ شہید ہوا - جیلان اور جرجان مین بھی بغاوت کے آثار ظاہر ہوئے - اور عبداللہ ابن عامر کے مکہ چلے آنے سے قارن ایک عجمی شخص نے خراسان مین خروج کیا اور اُسی کی دیکھا دیکھی طلبسین - ہرات - بادغیس اور قہستان وغیرہ مین بھی غیر قومون نے خروج کرکے نیشاپور پر چڑھائی کی - قیس ابن ہشیم نیشاپور سے بھاگ کر عبداللہ ابن عامر کے پاس خبر دینے چلا - عبداللہ ابن حازم بموجب وصیت عبداللہ ابن عامر کے قارن کے مقابلہ کو بڑھا - قارن مع بہت سے ساتھیون کے ہلاک ہوا - حازم نے اس فتح کی خبر مع خمس غنیمت کے مدینہ روانہ کی اور اُسی وقت سے عبداللہ ابن حازم حاکم خراسان مقرر ہوا - بلخ - جوزجان - طالقان - جبال غور اور گرجستان کی قومون نے بھی جابجا بغاوت کے جھنڈے بلند کیے - لیکن اخیر مین احنف بن قیس کی کوششون سے وہ سب ذلیل وخوار ہوئے -

خراسان مین پورا تسلط

(سنہ ہجری کا تینتیسوان ۳۳ سال شروع ہوا اور مسلمانون کی ترقی ذرا رُکی -

مانع نفاق

اس تینتیس ۳۳ برس مین مسلمانون کے جو کارنامے ہین وہ صفحہ دنیا پر اپنا نظیر نہین رکھتے
۳۳ برس پہلے مسلمانون کی وہ حالت یاد کرو کہ مسلمانون کے پیشوا آنحضرت محمد اجمال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کے لیے مکہ مین ایک گز زمین کا ملنا دشوار تھا
اور اُنکے اصحاب کی یہ بے سروسامانی تھی کہ اپنے گھرون مین رہنے نہ پاتے تھے
اپنے بیگانے بھی دشمن تھے۔ مدینہ مین جانے کے بعد پانی پینے کو کنوان ملتا نہ تھا
حضرت عثمانؓ آدھا کنوان نہ خریدتے تو مسلمان پانی نہ ملنے سے زندہ نہ رہ سکتے
اور اب وہی مسلمان تھے کہ ۳۲ سال کے اخیر تک دنیا کے اکثر زرخیز حصے اُنکے
قبضے مین تھے۔ جنوب مین یمن اور مغرب مین ساحل افریقہ تک پھیل چکے تھے
شمال مین قسطنطنیہ کے قریب تک اور مشرق مین سرحد ہندوستان تک انکی حکومت
تھی۔ اسکے پہلے رومیون کی سلطنت بہت بڑھی لیکن یہ اقتدار انکو بھی حاصل نہوا
کہ ایرانیون کی سلطنت کو وہ اپنے مین شامل کر لیتے۔ مسلمانون کی یہ کمال ترقی تھی
کہ رومیون اور ایرانیون کی سلطنتین بھی عرب مین شامل کر لی گئین۔ مسلمانون نے
پھر اس سے بھی زیادہ ترقی کی۔ لیکن یہ بات کہ ایک بادشاہ کل اسلامی مقبوضات ممالک مفتوحہ
پر حکمران ہو نصیب نہ ہوئی۔ عرصہ تک ایسا بھی رہا کہ ایک ہی بادشاہ کی عام حکمرانی
تھی۔ لیکن اُس بادشاہ کو مسلمانون کا بادشاہ کہنا صرف دنیوی امور سے تعلق رکھتا ہے
کہ محمد رسول اللہ کا قایم مقام تمام دینی اور دنیاوی امور مین مسلمانان روے زمین کا
سردار ہو اور یکسان حکم تمام مسلمانون کے لیے نافذ ہو اور عام مسلمانون کے دل
مسخر ہون تیس ۳۰ سال کے ختم ہونے پر ختم ہو گیا۔ انتظام عالم اس امر کا مقتضی نہین
ہے کہ تمام بنی نوع انسانی ایک دل ہو کر بسر کرین ۳۲ھ تک خدا کو اپنا نمونہ قدرت

دکھانا تھا جو اُسنے دِکھادیا اور اسکے بعد وہی اختلاف شروع ہوا جو ابتدائے عالم سے
چلا آتا ہے اور انتہائے عالم تک چلا جائیگا

ت عثمانؓ کے ل پر بحث

سنہ ۳۳ھ کے ساتھ جو اختلاف مسلمانون کا ظاہر ہونے لگا وہ عثمان ابن عفان کی سوءِ تدبیری کی طرف منسوب کیا جائے یا سوءِ اتفاق زمانہ کی طرف اسکی نسبت کی جائے۔ بہرحال اسکی ابتدا یون ہوئی کہ مالک ابن حارث مشہور مالک اشتر مع چند سوارون کے کوفے مین عثمان ابن عفان کی سوءِ تدابیر کا تذکرہ علانیہ کرنے لگا اِن لوگون کے اعتراضات بیجا نہ تھے لیکن حضرت عثمانؓ کو پولیٹیکل امور پر نظر کر کے یا تو اُنکے اعتراضات کا رفع کرنا تھا یا سختی سے اُنکو دبانا تھا۔ سعید ابن عاص کی تحریر پر خلیفہ سیوم نے بس اتنا ہی کیا کہ اُن لوگون کو کوفہ سے دمشق مین بھیجدیا اور معاویہ کو لکھا کہ اِن لوگون کو سمجھاؤ۔ جب معاویہ کا سمجھانا کارگر نہوا تو حمص مین عبدالرحمن بن خالد کے پاس بھیجدیا۔ عبدالرحمن نے انکے ساتھ سخت برتاؤ کیے لیکن اسکا کچھ عمدہ نتیجہ نہوا۔ اور وہ لوگ خود حمص سے کوفہ مین چلے آئے یہ وہ زمانہ تھا کہ سعید کوفہ سے حضرت عثمانؓ کے پاس چلا آیا۔ جب یہ پھر واپس چلا تو راستہ مین معلوم ہوا کہ مالک اشتر برسرِ فساد ہے اور وہین سے پھر مدینہ چلا آیا۔ حضرت عثمانؓ نے کچھ سوچ سمجھ کر ابوموسی اشعری کو پھر کوفہ مین تعنات کیا۔ ابوموسی کے ساتھ وہان کے باشندے بڑی اطاعت سے پیش آئے اور کہا کہ عثمانؓ کی اطاعت سے ہمین گریز نہین اور نہ تمھاری حکومت مین کچھ عذر ہے۔ سعید کی حکومت ہم پر بار تھی اور بہتر ہوا کہ وہ اُٹھادیا گئی۔ خلیفہ سیوم کو کوفہ کی طرف سے اطمینان ہوا لیکن اسکے سوا اور بھی بہت سے فتنے تھے جنکے رفع کرنے مین حضرت عثمانؓ کو کامیابی نہوئی۔

۳۳ھ مین بعض صحابہ رسولؐ نے مدینہ مین آکر حضرت عثمانؓ کے طرزِ عمل پر نکتہ چینیان شروع کین اور اُنکی رائین یہ قرار پائین کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ سے جاکر شکایت کی جائے اور اُنکے ذریعہ سے حضرت عثمانؓ سمجھائے جائین۔ یہان تک اُن لوگون کی سراسر نیک نیتی تھی۔ حضرت علیؓ نے جاکر حضرت عثمان کو سمجھایا کہ "تم پر نکتہ چینیان کرنے والے اگر تمھارے دوست ہین تو نصیحت دوستانہ پر عمل کرو۔ اگر تم اُنکو دشمن سمجھتے ہو جب بھی کچھ کرو۔ اُنکو جھوٹا ثابت کرو۔ یا یہ کوشش کرو کہ دشمنون کو زبان ہلانے کا موقع نہ ملے" اسکے علاوہ بہت سی باتین مناسب حال نصیحت کے پیرایہ مین حضرت علیؓ نے بیان کین۔ حضرت عثمانؓ کے جواب سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی باتین اُنکو پسند نہ آئین۔ اُنھون نے کہا کہ "علی اگر تم خلیفہ ہوتے اور اقارب کے ساتھ احسان کرتے تو مین بُرا نہ مانتا۔ مغیرہ بن شعبہ کی خصلتین اچھی نہ تھین اور عمرؓ نے اسکو بصرہ کی ولایت عطا کی تھی پھر کوفے کا بھی اُسے والی کیا اور کسی کی مجال نہ ہوئی کہ زبان کھولے۔ پھر عبداللہ ابن عامر وغیرہ کو مین نے صلہ رحم کے اعتبار سے جگہین دین تو کیا بُرا کیا" حضرت علیؓ نے جواب مین کہا "یہ صحیح ہے کہ حضرت عمرؓ نے بعض ایسون کو حاکم اور امیر مقرر کیا جنسے اچھے موجود تھے لیکن اسکے ساتھ وہ ڈانٹ ڈپٹ ایسی رکھتے تھے کہ اُن لوگون کو اعتدال سے متجاوز ہونے کی ہمتین نہ ہوتی تھین۔ جب کوئی بات اُنکے کان مین پڑتی تھی وہ فوراً ہی تحقیقات شروع کردیتے تھے اور جرم ثابت ہونے پر سخت سزائین دیتے تھے۔ تم اسکے برعکس تحقیقات کرنے سے جی چُراتے ہو اور سزائین دینے سے بھاگتے ہو" حضرت عثمان نے کہا "اچھا معاویہ تو عمرؓ کے وقت سے حاکم شام ہے۔ پھر اس بارے مین لوگ مجھ پر کیا الزام رکھتے ہین" حضرت علیؓ نے

عثمانؓ کے طرز بحث

کہا کہ " حضرت عمرؓ کے وقت مین معاویہ دبتا تھا اور اب وہ تم سے دبتا نہین کتنی باتین اپنے جی سے گڑھ لیتا ہے اور نام تمھارا لیتا ہے - تم سنتے ہو اور کچھ نہین بولتے " حضرت عثمانؓ نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت علیؓ اُٹھ کر اپنے گھر چلے آئے اسکے بعد حضرت عثمانؓ نے جاکر مسجد مین خطبہ پڑھا جسکو دوسرے لفظون مین یہ کہہ سکتے ہین کہ دربار عام مین اسپیچ دی - جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت عمرؓ سے لوگ دبتے تھے اور اُنکی سختیون کو برداشت کرتے تھے - مین نے تم لوگون پر نرمی کی میرے تحمل کا نتیجہ ہوا کہ لوگ مجھسے گستاخیان کرنے لگے - بتاؤ تو سہی مین نے تمھارا کیا بگاڑا تمھارے بیت المال سے مین نے کبھی ایک دانہ نہین لیا اور ابوبکرؓ مع اپنے اہل وعیال کے بیت المال سے بسر اوقات کرتے تھے - اگر تم یہ کہو کہ مین اپنے اعزہ کو زیادہ دیتا ہون تو کیا سلطان وقت کو بیت المال پر اتنا بھی اختیار نہین ؟ - ان باتون سے تم لوگ مجھے رنجیدہ نہ کرو -

مروان حضرت عثمانؓ کا چچیرہ بھائی تھا اور بڑا مفسد تھا - رسولؐ خدا نے اسکے باپ کو مع اسکے مدینہ سے نکلوا دیا تھا - خلیفہ اول اور دوم کے وقت مین بھی یہ آنے نہ پایا تھا - حضرت عثمانؓ نے ایک یہ بھی غلطی کی تھی کہ اپنے عہد خلافت مین اُسے بُلا بھیجا اور اسے اپنا عقل کل بنایا صحابہ کبار کو حضرت عثمانؓ سے ایک یہ بھی شکایت تھی - حضرت عثمان سے جتنے افعال لایق اعتراض صادر ہوئے وہ اکثر مروان ہی کی تحریک پر مبنی تھے - اس موقع پر مروان نے زہر اوگلنا موقوف نہین کیا حضرت عثمانؓ کے خطبہ ختم ہونے پر مروان کھڑا ہو گیا - اور حضار سے نہایت سختی سے باتین کین - گو حضرت عثمانؓ نے اُسے ڈانٹ کر بٹھا دیا لیکن لوگون کے دلون کی حالتین

ن کا تذکرہ

مروان کی تقریر سے کچھ اور ہی رنگتین بگڑ گئین۔

عبداللہ ابن سبا مخالف عثمانؓ

اسی سال عبداللہ ابن سبا نے حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ یہ صنعا یمن کا رہنے والا تھا اور حضرت عثمان ہی کے وقت مین مسلمان ہوا تھا۔ کسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اسکے دل مین خلش پیدا ہوئی یہ ایک قابل شخص تھا اور اپنے مذہب کا متعصب عالم تھا۔ اسکا مسلمان ہونا غالباً ایک منافقانہ فعل تھا۔ حضرت عثمانؓ سے یہ دل مین کدورت لیکر یمن سے حجاز۔ پھر وہان سے بصرہ۔ پھر کوفہ پہونچا۔ وہان سے شام اور شام سے مصر مین داخل ہوا۔ ان تمام مقامات پر حضرت عثمانؓ کے خلاف تقریرین کر کے وہ لوگون کو ابھارتا گیا۔ مصر کے لوگ عبداللہ بن سعد سے بہت آزردہ تھے۔ عبداللہ ابن سعد کی شکایت حضرت عثمان نہ سنتے تھے اسلیے حضرت عثمانؓ سے بھی وہ لوگ کشیدہ خاطر تھے۔ مصر مین ابن سبا کا خوب رنگ جما۔ باہم خط و کتابت ہو کر یہ قرار پایا کہ مصر۔ کوفہ اور بصرہ سے لوگ مدینہ مین آئین اور خلیفہ سیوم سے مقابلہ کرین۔

مخالفون کا مدینہ مین آنا

یہ لوگ ایک خاص وقت مین مدینہ پہونچ گئے اور حج کا ارادہ ظاہر کیا تاکہ کہین سے شبہ نہ پیدا ہو۔ یہ تینون جماعتین حضرت عثمانؓ کے معزول کرنے مین تو متفق تھین۔ لیکن خلیفہ چہارم کون ہو۔ اس امر مین مصریون کی خواہش حضرت علیؓ کو چاہتی تھی۔ اہل بصرہ طلحہ کی طرف جھکتے تھے۔ کوفی زبیر کے خواہان تھے ان تینون گروہون کے سردار اپنے اپنے مطلوب یعنی علی۔ طلحہ اور زبیر کے پاس چھپ چھپ کر آئے۔ لیکن ان تینون نے اُن لوگون کو اس بیجا ارادے

سے منع کیا۔

عثمانؓ کی تشویش

حضرت عثمانؓ یہ حال سنکر بوقت شب حضرت علیؓ کے پاس آ کے اُن سے اعانت چاہی اور کہا کہ اِن دشمنون کو کسی طرح پھیرنا چاہیے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کس طرح۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا جس طرح مناسب ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا "اب تک تم نے میرا کہنا نہ مانا۔ مروان۔ سعید۔ معاویہ۔ عبد اللہ ابن ابی سرح کے کہنے پر تم چلے اور انھین کے مشورہ نے یہ فتنہ کھڑا کیا"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "اب اُنکی رایون سے مین الگ ہوکر تمھارے کہنے پر مین چلون گا۔ حضرت علیؓ نے دوسرے دِن تمام باغیون کو سمجھا بجھا کر پھیر دیا۔

اب جب حضرت عثمانؓ کی خاطر جمع ہوئی تو مروان پھر اپنی چال چلا۔ مروان نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ تم نے بالکل بدرعبی کر دی۔ اب لوگ سمجھتے ہین کہ تم دب گئے حضرت عثمانؓ نے مروان کے اشارے سے ایک خطبہ پڑھا جسکا مطلب یہ تھا میرے دشمنون کو معلوم ہو کہ مجھ پر بیجا تہمت لگائی گئی تھی اسلیے پشیمان ہوکر واپس گئے۔ عمر عاص بھی اُس مجمع مین موجود تھا وہ بولا کہ "عثمان خدا سے ڈرو۔ توبہ کرو اِن آدمیون کو تم نے حسن تدبیر سے ٹالا۔ وہ سب پر ظاہر ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عمر کو ڈانٹا کہ پہلے تو خود توبہ کر لے۔ مصر کی حکومت سے مین نے تجھے معزول کیا وہی رنج تیرے دل مین ہے۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ عثمان نادم اور تائب ہے حضرت عثمانؓ نے گردن پھیری کہ بولنے والے کی صورت دیکھنے مین آ سکے کہ تمام مسجد سے آواز بلند ہوئی کہ "عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر" لوگ عثمان ہی عثمان کہتے تھے امیر المومنین کوئی نہ کہتا تھا۔ حضرت عثمانؓ یہ حالت دیکھکر گھبرا گئے

مومن کو توبہ سے کیا باک ہوسکتا ہی۔ فوراً ہاتھ اُٹھاکر اُنھون نے کہا "اللھم انی اتوب الیک فانی اول تائب" عمر نے اسکے بعد کُھلّم کُھلّا حضرت علیؓ۔ طلحہ اور زبیر سے کہا کہ "عثمان کو خلافت سے الگ کرنا چاہیے"۔

ایک روایت یہ بھی ہی کہ حضرت علیؓ اُن دشمنون کو ہٹاکر آئے تو اُنھون نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ تم مسجد نبوی مین جاکر عام طور پر اظہار کردو کہ آیندہ تمام بُرائیون کی اصلاح کی جائے گی تاکہ ہر جگہ امن قایم ہوجائے۔ ورنہ اسی طرح لوگ خروج کرکے آتے رہین گے مجھے باربار سمجھانا پڑے گا اور ملک مین بدامنی پھیلی رہے گی۔ حضرت عثمانؓ نے ایسا ہی کیا۔ عام طور پر کہا کہ "مین انسان ہون دعوی عصمت نہین کرسکتا۔ آدمی ہی سے خطا ہوتی ہی۔ مین آیندہ اسکی تلافی بہت اچھی طرح سے کرونگا۔ اب مین گھر پر چلتا ہون تمھارے سردار مجھ سے ملاقاتین کرین مین اُنکی شکایت رفع کرونگا۔ مروان سے تم لوگ آزردہ ہو۔ مین اب اُسے مُلکی معاملات مین دخل دینے نہ دونگا" لوگ خوشی خوشی چلے کہ اب حضرت عثمانؓ کے در سے دربان اُٹھ گیا۔ آسانی سے اپنی حاجتین پیش کرینگے حضرت عثمانؓ کی خوبیون مین کیا کلام تھا۔ اپنی غلطیون پر اُنکا نادم ہونا لوگون پر بڑا اثر کرگیا۔ حاضرین زار زار رونے لگے۔ حضرت عثمانؓ بھی روتے ہوئے گھر چلے۔

اس خطبہ کے وقت مروان اور اکثر بنی امیہ غیر حاضر تھے۔ مروان نے گھر پر پہونچکر حضرت عثمانؓ سے کہا "کہیے مین بھی کچھ اسمین بولون یا نہ بولون" حضرت عثمانؓ کی بی بی نائلہ بڑی دانشمند تھی۔ مروان کی شرارتون کو خوب پہچانتی تھی۔ مروان کی شرارت

وہ بول اُٹھی کہ "مروان تمکو بولنے کی ضرورت نہیں ہے" وہ کچھ اس طور سے گریہ سکین ہو کر بیٹھا کہ حضرت عثمانؓ متاثر ہو گئے اور دو ہی کلمون مین تمام خیالات حضرت عثمانؓ کے اُسنے پلیٹ دیے وہ بولا کہ "ابو طالب کا لڑکا علی آپ کو لوگون کے سامنے فضیحت کرنا چاہتا تھا اُسکا مطلب حاصل ہو چکا۔ اب بہتر یہ ہے کہ ان لوگون کو آپ اپنے یہان آنے نہ دیجیے۔ یہ آئین اور کچھ بے ادبی کرین تو اور بھی بُرا ہو گا" حضرت عثمانؓ نے کہا ہان مجھے بھی شرم آتی ہے۔ مروان کو اتنا اشارہ کافی تھا۔ اُسنے نہایت رسوائی کے ساتھ اکابر قوم کو حضرت عثمانؓ کے پاس جانے سے روکا۔ لوگ محزون اور ملول واپس گئے۔ اور حضرت علیؓ کو ماجرا سنا تے گئے حضرت علیؓ نے عبدالرحمن بن اسود سے کہا "دیکھا مضمون خطبہ کیا تھا اور عملدرآمد کیا ہوا۔ مین عجب کشمکش مین ہون اگر کنارے رہتا ہون تو عثمان کہتے ہین تو مدد نہین دیتا اور اگر اُنکے کام مین دخل دیتا ہون تو اُسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مروان کے سامنے کسی کی چلنے نہین پاتی" حضرت علیؓ نہایت غصہ مین حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ "مروان تمھین پورے طور سے رسوا کیے بغیر نہ چھوڑے گا اور تم مروان کے حکم سے باہر ہو گے۔ آئندہ مین تمھارے کام مین دخل نہ دونگا" حضرت علیؓ کے اُٹھ جانے پر نائلہ نے حضرت عثمانؓ کو بہت نشیب و فراز سمجھایا اور حضرت علی کی باتون کو اچھا بتایا۔ حضرت عثمانؓ اسپر حضرت علیؓ کے پاس معذرت کرنے آئے لیکن پھر حضرت علیؓ کی ہمت نہ پڑی کہ حضرت عثمانؓ کے کامون مین دخل دیتے جب تک حضرت عثمانؓ زندہ رہے حضرت علیؓ الگ الگ رہے بلکہ جب فساد زیادہ بڑھا تو انھون نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا کہ دوست یا دشمن کوئی بھی نہ آسکے۔

عثمان رض اور طلحہ کی عداوت

حضرت طلحہ اور حضرت عثمان رض مین کھلی کھلی رنجش ہو گئی تھی۔حضرت عثمان رض کو یہ خیال تھا کہ حضرت طلحہ کے پاس انکے دشمن جمع ہوتے ہین۔حضرت عثمان رض نے حضرت علی رض سے شکایت کی۔حضرت علی رض حضرت طلحہ کے پاس گئے دیکھا کہ اہل غوغہ جمع ہین۔حضرت علی رض کے پوچھنے پر حضرت طلحہ نے کہا کہ یہ لوگ میرے اختیار سے باہر ہین۔حضرت علی رض نے بیت المال کا خزانہ اُن لوگون پر تقسیم کیا ؏ زر بر سر فولاد نہی نرم شود + وہ لوگ حضرت علی رض کے پاس جمع ہوئے اور حضرت علی رض نے اُنکو متفرق کر دیا۔حضرت طلحہ کسی ضرورت سے حضرت عثمان رض کے پاس آئے تو معذرت کرنے لگے۔حضرت عثمان رض نے کہا " طلحہ تم تائب اور نادم نہین ہو جب مخذول اور مغلوب ہوئے تو کوئی چارہ نہ دیکھا۔

عثمان رض کی سوء تدبیر

حضرت عثمان رض ظلم سے مقتول ہوئے۔صحابہ نے بے شبہ اُنکی مدد مین پہلوتہی کی لیکن وہ پہلوتہی کے وجوہ معقول رکھتے تھے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ابتدا مین خلافت عثمان رض کا رنگ بہت اچھا تھا اور جب تک اُنسے لغزش نہین ہوئی کسی نے خرخگیری نہین کی۔اسکے بعد اُنکی طبیعت کا رنگ بدلا اور اُنکی طبیعت کے ساتھ زمانہ بدل گیا۔آپنے اقارب کے ساتھ اُنھون نے طرفداری شروع کی۔نوجوان بچون کو صحابہ کرام پر ترجیح دیتے تھے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو ملک کی حکومتین سپرد کرتے تھے۔لوگون کو یہ بات ناگوار گزری اور اسی سے ملک مین فساد پھیلا۔مثلاً اُنھون نے عبداللہ ابن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا اسکے ظلم اور تعدی کی شکایت مدینہ مین پہونچی تو کچھ خیال نہین کیا گیا۔اسکے پہلے عبداللہ ابن مسعود اور ابوذر غفاری اور عمار ابن یاسر کی شان مین

غیرمناسب باتین ہوچکی تھین اور ان لوگون کے اعزا اور لواحقین کے دل حضرت عثمانؓ سے صاف نہ تھے - اسیطرح یہ ہوا کہ ابن ابی سرح کے حالات سے جب حضرت عثمانؓ کو واقفیت ہوئی تو یہان سے عتابی حکم بھیجا گیا - ابن ابی سرح نے خلیفہ کے حکم کا کچھ خیال نہین کیا اور جن لوگون نے حضرت عثمان تک شکایتیں پہونچائی تھین اُنپر ابن ابی سرح نے بے حد سختیان کین - اور اُنہین سے ایک کو مار بھی ڈالا - سات آدمی مصر سے پھر فریاد لیکر آئے اور ابن ابی سرح کے عزل اور قصاص مقتول کے دعوی دار ہوئے - حضرت علیؓ حضرت طلحہ اور حضرت عائشہؓ نے حضرت عثمانؓ کو بہت دبایا - اسپر حضرت عثمانؓ نے کہا اچھا تمھین کوئی حاکم مصر کے لیے تجویز کرو - محمد ابن ابی بکر کو لوگون نے منتخب کیا - جب یہ اپنی تقرری اور ابن ابی سرح کی معزولی کا پروانہ لیکر چلے تو راستہ مین حضرت عثمانؓ کا غلام حضرت عثمانؓ کے شتر پر سوار راہ کترا تا ہوا مصر کی جانب اونٹ بھگاتا ہوا نظر آیا - محمد کے ساتھیون نے غلام کو روکا اور مشتبہ ناشی ہونے پر اُسکی جامہ تلاشی شروع کی - بدقت تمام ایک خط حضرت عثمانؓ کا ابن ابی سرح کے نام نکلا جسکا مضمون یہ تھا کہ "محمد تمھارے پاس جاتا ہے اسکو اور اسکے ساتھیون کو جس طرح ممکن ہو مار ڈالو اور اپنے کام پر بدستور بحال رہو - اور جن لوگون نے تمھاری شکایت مجھ تک پہونچائی ہے اُنسے اچھی طرح سمجھو" یہ خط محمد نے بہت سے انصار اور مہاجرین کے سامنے جو اُنکے ساتھ تھے پایا اور پڑھا - بالآخر راستہ سے محمد واپس آئے - حضرت علیؓ - زبیر طلحہ اور سعید کو خط دکھایا - حضرت عثمانؓ کی لاعلمی مین تو کسی کو شک نہ ہوا لیکن سب سمجھے کہ یہ مروان کی شرارت ہے - حضرت عثمانؓ سے کہا گیا کہ وہ مروان کو الگ کرین

محمد بن ابی بکر کے قتل کا اقدام

اور تحقیقات جرم کے لیے اِن لوگون کے حوالے کرین۔ مروان نے حضرت عثمان
کے دل مین یہ جما یا کہ خط مفسدون نے بنالیا ہی اور مروان اگر حضرت علی رض۔ طلحہ اور زبیر
کے سپرد کیا گیا تو فوراً مار ڈالا جائیگا۔ حضرت عثمان رض نے مروان کو علیحدہ کرنے مین
تامل کیا اور اِس تامل نے تمام صحابہ کرام کو حضرت عثمان رض سے منحرف کر دیا۔ لوگ
سمجھ گئے کہ مروان نے بطرح حضرت عثمان رض کے دل مین جگہ پکڑی۔ معزز صحابی
حضرت عثمان رض کے دشمن نہین ہوئے لیکن اسقدر ضرور ہوا کہ حضرت عثمان اور اُنکے
دشمنون کے درمیان مین صحابیون نے دخل دینا یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ جب وہ کسی کا
کہنا نہین مانتے تو پھر جو جی مین آئے خود ہی کیا کرین۔ اور حضرت عثمان رض نے
یہ ٹھان لی کہ حالت کتنی ہی ردی ہو لیکن مین اپنے وقت مین مسلمانون مین
تلوار چلنے کا سبب نہ ہونگا۔ صحابہ کی کنارہ کشی اور حضرت عثمان رض کا سکوت اِن دو
باتون نے اُن غوغائیون کو اور دلیر کر دیا جو حضرت عثمان رض کو بہ جبر معزول کرنا چاہتے
تھے۔ اسوقت اُنکے معزول کرنے مین عبد اللہ ابن مسعود۔ عمار ابن یاسر ابوذر
غفاری اور محمد ابن ابو بکر کے معاون قبیلے بنو زہرہ۔ بنو مخزوم۔ ہذیل بنو تمیم زیادہ
تر ساعی تھے اور کچھ لوگ مدینہ کے بھی اُنسے متفق تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اِن لوگون نے
حضرت عثمان رض کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ضد یہ کی کہ وہ خلافت سے الگ ہون یا
مروان کو مسلمانون کے سپرد کر دین۔ یہ محاصرہ چالیس۴۰ روز تک قایم رہا اور بعضون
نے تو اس سے بہت زیادہ عرصہ تک قایم رہنا اسکا بیان کیا ہی۔ حضرت عثمان رض
اندر سے نکلتے نہ تھے۔ موذن دروازے پر پکار کے امامت کے لیے کسی کی
نسبت اجازت لے لیتا تھا اور پھر یہ بات بھی جاتی رہی اہل غوغا خود ہی امام

مروان کے قتل پر لوگون کا اصرار

عثمان رض کے گھر کا محاصرہ

مسجد منتخب کرنے لگے۔

حضرت عثمان خلافت سے دست کش نہوتے تھے اور کہتے تھے کہ "جو عزت مجھے خدا نے دی ہین اُسے خود کھو نہین سکتا" مروان کے حوالے کرنے مین بھی آپکو کد تھی۔ یہ آپ کے اختیار مین تھا کہ اہل غوغا سے لڑجاتے انصار نے لڑنے کو کہلا بھیجا تھا۔ آپ کے آزاد کردہ غلام مدینہ مین ہزارون تھے اور وہ ذرا اشارہ پاتے تو دشمنون سے جھپٹ جاتے خود اُنکے غیر آزاد غلامون نے ایک مرتبہ ہتھیار لگا کر دشمنون سے لڑنا چاہا۔ حضرت عثمانؓ نے منع کیا اور اُنکو اپنے ارادے سے پھرتا ہوا نہ دیکھ کر یہ لالچ دکھایا کہ جو ہتھیار کھول ڈالے گا میری ملکیت سے آزاد ہوجائیگا۔

نا کا اپنی رائے قایم رہنا

ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ نے کوٹھے پر سے منہ نکال کر کہا کہ "تم لوگ عثمان کو دس کنوئین کا پانی پینے نہین دیتے حسکو خود عثمان نے مسلمانون کے لیے خرید کرکے وقف کردیا تھا۔ اور اُس مسجد مین نماز پڑھنے سے روکتے ہو جسکی وسعت خود اُسکے روپیے سے ہوئی ہے" لیکن اُنھون نے کچھ خیال نہ کیا۔ محاصرہ کے زمانہ مین کچھ لوگ تو ایسے تھے کہ حضرت عثمانؓ سے ملتے نہ تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ حضرت عثمانؓ سے ملتے تھے لیکن معاملہ خاص مین عثمانؓ کی ایسی مدد نہ کرتے تھے جس سے اہل غوغا کو کچھ ہراس ہوتا۔ لوگون کو یہ گمان ہی نہ تھا کہ اس اجتماع کا نتیجہ حضرت عثمانؓ کے قتل تک منجر ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ مروان کی گرفتاری یا علیحدگی سے یہ معاملہ رفع دفع ہوجائیگا۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے گھر مین پانی نہین ہے۔ آپ نے بہت سا پانی بھجوادیا اور پھر کسی کی یہ مجال نہوئی

کہ پانی لیجانے والوں کے مقابلہ مین ہتھیار کرنا۔ اسی طرح اگر بنو ہاشم چاہتے تو بنو امیہ کے ساتھ مل کر حضرت عثمان رض کی بہت کچھ مدد کر سکتے تھے۔ لیکن مشکل تو یہ تھی کہ محمد و اسے معاملہ کے بعد بھی مروان حضرت عثمان رض کے ساتھ رہا اور اس سے ہر ایک بجائے خود ساکت تھا۔

حضرت عثمان رض محاصرے کی حالت مین برابر روزہ رکھتے تھے۔ ایک روز انھیں افطار کو پانی نہ ملا بے پانی پیے سو رہے اور دوسرے دن پھر انھون نے روزہ رکھا۔ پشت مکان سے کچھ لوگ قتل عثمان رض کے لیے اندر گھس آئے اُنکے ساتھ محمد ابن ابی بکر بھی تھے محمد نے حضرت عثمان رض کے قتل پر سبقت کی۔ عثمان رض نے اُنکی طرف دیکھ کر کہا "صاحبزادے تم جانتے ہو کہ مین تمھارے باپ کا بڑا دوست ہون اگر وہ زندہ ہوتے تو آج تم ایسا نہ کرتے" محمد یہ سُنکر شرمندہ ہوگئے اور وہان سے چلدیے اور پھر اسکے بعد دو شخصون نے حضرت عثمان رض کو قتل کیا اور پھر ایسا موقع نہ ملا کہ قاتلون کی تفتیش اور سراغرسانی مین کوشش کی جاتی۔

قتل عثمان رض

نائلہ اپنے شوہر کے بچانے کو بڑھی تھی کہ اُسکی اُنگلیان قاتلون کی تلوار سے کٹ گئین۔ کٹی ہوئی اُنگلیان حضرت عثمان رض کے خون آلودہ کرتے کے ساتھ معاویہ کے پاس دمشق مین پہونچائی گئین۔ روز جمعہ تیرہوین یا اٹھارہوین ذی الحجہ ۳۵ھ کا یہ واقعہ ہے۔

نائلہ زوجہ عثمان رض

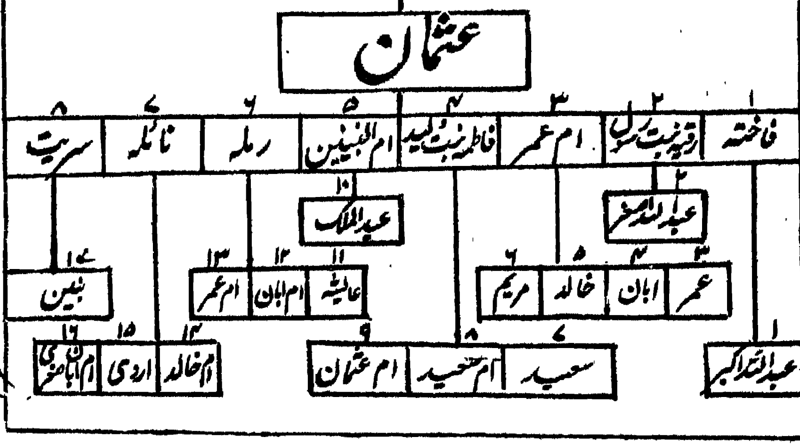
تاریخ قتل عثمان رض

حضرت علی رض نے اہل غوغا کی سختیون پر نظر کرکے آخر آخر حسنین کو حضرت عثمان رض کی حفاظت کے لیے تعنات کر دیا تھا طلحہ کے بیٹے محمد اور زبیر کے بیٹے عبد اللہ بھی اسی غرض سے عثمان رض کے گھر کے محافظ بنائے گئے تھے۔ حضرت عثمان رض کا قتل

غفلت سے ہوا۔ تمام لوگ دروازے پر بیخبر بیٹھے تھے کہ اندر سے صدا آئی حضرت عثمانؓ مارے گئے۔ یہ خبر سنتے ہی تمام لوگ جمع ہو گئے اور ایک حشر برپا ہو گیا حضرت علیؓ نے آکر حسین کو مارا (بعض مورخین کے قول کے مطابق) اور محمد ابن طلحہ اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی بھلا برا کہا حضرت علیؓ اسوقت نہایت ہی غصہ مین تھے انکا یہ خیال تھا کہ طلحہ نے بھی اس قتل پر اشارہ کیا ہو تو عجب نہین طلحہ نے علیؓ کے گھر آکر پوچھا تم نے حسینؓ کو بلا وجہ کیون مارا حضرت علیؓ نے کہا کہ کیا تمھارے نزدیک یہ تھوڑی بات تھی کہ عثمان ایسا شخص ظالمون کے ہاتھ سے مارا گیا طلحہ نے کہا کہ مروان کو وہ سپرد کر دیتا تو کچھ نہ ہوتا۔

اسکے بعد غوغائیون نے عثمانؓ کا گھر لوٹ لیا اور پڑوس مین ہونے کی وجہ سے حضرت ابوہریرہ وغیرہ کے گھر بھی لوٹے گئے۔ رات کو بارہ آدمیون کی مدد سے حضرت عثمان کی لڑکی عائشہ نے حضرت عثمانؓ کی نعش دفن کی۔

حضرت عثمانؓ کی کل بیبیون اور لڑکون کی تفصیل ذیل مین درج کی جاتی ہے لیکن یہ پتہ نہین چلتا کہ انکے مرنے پر کتنے زندہ تھے۔



۸ لڑکے اور ۹ لڑکیاں ہوئین - انمین سے بنین کی نسبت روایت غیر مشہور ہے
جو بیبیاں بے اولاد تھین انکا ذکر مورخون نے نہین لکھا ہے اور اسی وجہ سے
رسول اللہ کی دوسری لڑکی حضرت ام کلثوم جسکی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین
کہتے ہین یہان مذکور نہین ہوئین -

فصل چہارم

خلافت حضرت علیؓ

خلافت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت عثمانؓ کے خلیفہ مقرر ہونے کے وقت جن لوگون پر نظرین پڑتی تھین اب بھی وہی لوگ مرجع عوام تھے - صرف عبدالرحمن ابن عوف شاید مر چکے تھے - طلحہ اور زبیر نے اس ہنگامہ بے تمیزی مین امیر المومنین ہونے کی جرات نہ کی لامحالہ علیؓ کی طرف سب رجوع ہوئے - حضرت علیؓ نے پانچ روز تک کسی سے ملاقات نہ کی - اسکے بعد جب لوگون نے بہت گھیرا تو یہ راضی ہوئے اور قتل عثمانؓ کے ساتوین دن بروز جمعہ انکے ہاتھ پر لوگون نے بیعت کی - بیعت کی ابتدا طلحہ اور زبیر سے ہوئی - بہت کم لوگ تھے جنھون نے بیعت نہین کی - حضرت عثمانؓ کے مرنے پر تمام مدینہ مین سناٹا تھا - تمام صحابہ کبار بہ سکوت تھے - مالک اشتر غوغائیون کا سردار تھا اور اُسی کو خلیفہ مقرر کرنے کی زیادہ فکر تھی - حضرت علیؓ کی خلافت مین اُسے کچھ دلچسپی نہ تھی - لیکن صورت ایسی پیدا ہو گئی کہ خواہ مخواہ عوام کو یہ کہنے کا موقع ہاتھ آیا کہ حضرت عثمانؓ کی سخردلی اور قتل مین جو ساعی تھا وہی حضرت علیؓ کی خلافت کا باعث ہوا -

حضرت علیؓ نے مروان کو طلب کیا لیکن اُسکا پتہ نہ چلا - نائلہ زوجہ حضرت

عثمانؓ سے حضرت عثمانؓ کے قاتلون کا پتہ پوچھا گیا تو اُسنے دو نا معلوم الاسم شخصون کو بتایا اور محمد کی نسبت یہ اُسنے صاف شہادت دی کہ قتل کے پہلے یہ مکان سے باہر ہو چکے تھے۔ مسلمانون کے قانون مین قصاص کے لیے دعویدار کا ہونا ضرور ہی۔ نائلہ کے سوا دوسرا دعویدار نہ تھا اور نائلہ کسی کا نام بتا سکتی نہ تھی۔ قاتل عثمانؓ کا خود پتہ لگانا حضرت علیؓ کا کام تھا اور حضرت علیؓ نے مختلف مواقع پر یہ ظاہر بھی کیا کہ قاتلان حضرت عثمانؓ سے سخت برتاؤ کیا جائیگا۔ لیکن قاتل عثمانؓ کی سُراغ رسانی پر حضرت علیؓ کا دل رجحان سے متوجہ ہونا ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ موجودہ فساد کے اور پھیلنے کا سبب ہوتا اسلیے حضرت علیؓ نے مصلحت وقت پر نظر کرکے کسی دعویدار خون کے پیدا ہونے تک کارروائی روک دی۔

عثمانؓ کے قتل کی تفتیش

سعد ابن وقاص۔ عبداللہ ابن عمر۔ محمد ابن مسلمہ اور اسامہ ابن زید نے بیعت نہین کی۔ حضرت علیؓ نے اِن لوگون کو طلب کیا۔ عبداللہ ابن عمر نے صاف لفظون مین کہا کہ مسلمانون مین خونریزی کے سامان مہیا ہین۔ سعد ابن وقاص نے کہا کہ مجھے بیعت کرنے مین کوئی تامل نہین ہی لیکن مجھ سے یہ نہوگا کہ تمھارے حکم سے مسلمانون پر تلوار چلاؤن اور اسی کے قریب قریب سب کا جواب تھا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ خلیفہ بغیر چارہ نہین اور خلیفہ کا حکم ماننا بھی ضرور ہی۔ مجھے نہین تو کسی اور کو منتخب کرو۔ یہ سُنکر وہ مجلس سے اُٹھ گئے اور زبان حال سے کہتے گئے کہ انھین وقتون سے تو ہم سکوت اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہین۔

علیؓ کی پالیسی

خلیفہ ہوتے ہی حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے طرفدار حاکمون کو معزول کرنا چاہا۔ لوگون نے سمجھایا کہ یہ امر دانشمندی سے بالکل بعید ہی لیکن حضرت علیؓ نے

نہایت سیدھے طور پر اسکا جواب دیا کہ مین اُمتِ رسولؐ پر بُرے لوگون کو حکمران نہین رکھ سکتا - اور نہ اپنے ایمان اور یقین کے خلاف کسی حکمت عملی کو قایم رکھ سکتا

طلحہ اور زبیر کی سرکشی

طلحہ اور زبیر نے بصرہ اور کوفہ کی گورنری کی درخواستین کین - حضرت علیؓ کے دل کی بات خدا جانے - زبان سے اُنھون نے یہ کہا کہ اسوقت تم لوگون کا مدینہ سے باہر جانا مناسب حال نہین ہے - تم سے یہان مجھے ہر طرح کی مدد ملے گی - بات معقول تھی لیکن اُن دونون کو بُری معلوم ہوئی - طلحہ اور زبیر نے حضرت علیؓ پر یہ اعتراض قایم کیے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلون کے پتہ لگانے مین حضرت علیؓ سبب تساہل کرتے ہین - اور اِن لوگون نے یہ بھی کہا کہ ہم نے بہ جبر اور بہ اکراہ بیعت کی تھی - طلحہ اور زبیر نے جو آگ مدینہ مین بھڑکانا چاہی تھی وہ آسانی سے یون رفع ہوگئی کہ حضرت علیؓ نے جلسۂ عام مین نہایت مستعدی سے کہا کہ کوئی میرے سامنے دعویدار ہو اور قاتلون کا نام لے مین ابھی ابھی تحقیقات کرنے اور سزا دینے کو مستعد ہوتا ہون - حضرت علیؓ کے قول سے لوگون کو پوری تسکین ہوگئی -

حضرت عائشہ کی بے دلی

ایک بڑے فساد کی بنیاد حضرت عائشہؓ کی ذات سے قایم ہوئی - حضرت عائشہ مدینہ سے حج کرنے گئی تھین - واپسی مین حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کی خلافت کا حال اُنھین معلوم ہوا - حضرت عثمانؓ کو وہ بُرا سمجھتی تھین اور حضرت علیؓ کو اچھا لیکن حضرت علیؓ کی طرف سے اُنکو ایک خاص کد تھی جسکی بنیاد رسولؐ خدا ہی کے وقت مین قایم ہو چکی تھی - آنحضرتؐ عائشہ کو زیادہ پیار کرتے تھے اور اُسکے ساتھ ہی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ پر بھی از حد فریفتہ تھے - عائشہ کو با قتضاے انسانیت اسکا رشک تھا اور وہ رشک مختلف واقعات سے نفرت کی حد تک پہنچ گیا تھا

حضرت عائشہ راستہ سے واپس گئیں اور کہتی گئیں کہ جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو مدینہ مین سیرار ہنانہ ہوگا۔ طلحہ اور زبیر نے موقع غنیمت سمجھ کر خود کو حضرت عائشہؓ کے پاس مکہ مین پہونچایا اور عبداللہ ابن عباس یہ تمام خبرین لیکر مکہ سے مدینہ آگئے عبداللہ ابن عباس بھی ان جھگڑون سے کنارہ کرتے تھے لیکن اُنکے مزاج مین بڑا ہی اعتدال تھا۔ جب تک حضرت عثمانؓ زندہ تھے وہ حضرت عثمانؓ کے طرفدار رہے اور حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے پر حضرت علیؓ کے مشیر بنے۔ عبداللہ ابن عباسؓ حضرت علی سے کہا کہ آپ نے خلافت اختیار کرنے مین غلطی کی۔ اب مکہ مین جاکر زاویہ نشینی اختیار کیجیے۔ آپ سے اچھا خلیفہ لوگ نہ پائینگے تو تھک کر آپ کی طرف رجوع کرینگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور نہایت مناسب جواب دیا کہ خلافت قبول کرنے کے لبعد اب اس راے پر کیونکر عمل کیا جاسکتا ہی۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ ابن عبّاس کو حکومت دمشق عطا کرنا چاہی لیکن اُنھون نے انکار کیا اور کہا کہ "معاویہ سے چھیڑ اچھی نہین۔ اسوقت کسی کو معزول نہ کیجیے جب پورا تسلط ہو جائے تو آہستہ آہستہ ایک ایک کو دارالخلافت مین طلب کرکے بتدریج برطرف کردیجیے گا۔ حضرت علیؓ نے اسکے جواب مین کہا کہ جان بوجھ کر مین ان لوگون کو امت نبی پر کیونکر ظلم کرنے دون۔

حضرت علیؓ نے حاکمون کا جو انتظام کیا اسکی تفصیل یہ ہی۔

علیؓ کے گورنر

(۱)	عبداللہ ابن عبّاس	کو	یمن	کا حاکم کیا
(۲)	سماجبد ابن عبّاس	"	تہامہ	"
(۳)	عون بن عباس	"	یمامہ	"

(۴) سعید بن عباس	کو	بحرین	کا حاکم کیا
(۵) قثم بن عباس	"	مکہ	"
(۶) عمارہ بن ہشام	"	کوفہ	"
(۷) قیس بن سعد بن عبادہ	"	مصر	"
(۸) سہل بن حنیف	"	شام	"
(۹) عثمان بن حنیف	"	بصرہ	"

سہل کا نواح سے واپسی

سہل جب نواح شام میں پہونچا تو اُسے معلوم ہوا کہ تمام بنو امیہ یعنی حضرت عثمانؓ کے اہل خاندان شام میں جمع ہیں وہ لوگ قاتلان عثمان سے خون کا دعوی رکھتے ہیں اور حضرت علیؓ کی خلافت کو اسلیے تسلیم نہیں کرتے کہ اُنھوں نے قاتلان عثمانؓ اور اُنکے معاونوں کو پناہ دی۔ سہل مدینہ میں واپس آیا اور معلوم ہوا کہ معاویہ اور اُنکے ساتھی چال چل گئے۔

عائشہ کا خروج

طلحہ اور زبیر نے مکہ میں پہونچکر عائشہ کو ترغیب دی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کو حضرت علی پر خروج کریں۔ ناظرین کے ذہن میں یہ گزرا ہوگا کہ جب لوگ موافق نہ تھے تو حضرت عثمانؓ کو خلافت سے الگ ہو جانا کیا بُرا تھا یا خلافت سے دست کش نہ ہونے پر اُنھیں کیوں اصرار تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ معاویہ اور عائشہ کا حضرت علیؓ سے منحرف ہونا کتنا بُرا تھا اور اسوقت حضرت علیؓ کا خلافت سے الگ ہو جانا کیسی کچھ بدنظمی پھیلا دیتا۔ اگر حضرت عثمانؓ اپنے طرز عمل سے خلافت سے دست بردار ہوتا یا دوسروں کو تمرد کی اجازت دینا جائز قرار دے جاتے تو آج حضرت علیؓ کی دقتیں دوبالا ہو جاتیں اور مسلمانوں میں بدعملی کی کوئی انتہا

نہ ہوتی۔ یہاں یہ ظاہر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے تمام ہاشمیوں کو بڑے بڑے عہدے دینے شروع کردیے تھے۔ بنو ہاشم بیشک ملک پر بہت بڑا حق رکھتے تھے اور تینوں خلافتوں میں انکے حقوق پامال کیے گئے تھے۔ حضرت علیؓ کو کچھ تو تلافی مافات منظور تھی، اور کچھ حالت کا مقتضا یہی تھا کہ اپنوں پر زیادہ بھروسا کیا جاتا۔ حضرت علیؓ نے جو کچھ کیا برا نہیں کیا۔ اُنپر جو کچھ اعتراض ہوسکتا تھا وہ اسی قدر ہے کہ دنیا چلانے زور ہی حکمت عملیوں کے بغیر جس سے اُنکو نفرت تھی کام نہیں چلتا۔ حضرت علی پر تو کوئی جایز اعتراض نہ ہوسکا لیکن حضرت علی کی دقتوں نے حضرت عثمانؓ کو بہت کچھ الزام سے بری کیا۔ اور جو لوگ جھگڑوں سے الگ تھے اُنکی راے یہ قایم ہوئی کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں کا برسر حق ہونا قابل تسلیم ہے۔ جب آیندہ چل کر برے دن آئے اور مذاہب کی تفریق سے اسلام کی کمزوری دکھانا زمانہ کو مقصود ہوئی تو اہل اعتدال اور اُنکے تابعین اہل سنت اور جماعت کہلائے۔ حضرت عثمانؓ کے تابعین شامی کہے گئے اور شعیان علی اہل تشیعہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن یہ تفریق بہت دنوں تک مذہبی تفریق کی حد تک نہ پہونچی تھی مذہبی تفریق کا درجہ اسکو زمانہ اخیر میں حاصل ہوا جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

معاویہ کے خیالات کو طلحہ۔ زبیر اور حضرت عائشہ کے طرز عمل سے زاید تقویت پہونچی۔ ان لوگوں نے تو غضب ہی کردیا۔ عبداللہ ابن عامر بصرہ سے اور یعلی ابن امیہ یمن سے اپنی معزولیوں کی خبر سنکر مع نقد وجنس کے مکہ میں پہونچے۔ حضرت ام سلمہ زوجہ رسول نے تو حضرت عائشہ کی راے بالکل ہی بدل دی تھی۔ لیکن عائشہ کے بھانجے عبداللہ ابن زبیر کا اصرار حد سے زیادہ بڑھا اور ادھر

عبداللہ

عبداللہ ابن عامر اور یعلی ابن امیہ کی ترغیب نے بھی جوش رُکنے نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب کے سب بصرہ کی طرف چلے اور ارادہ کیا کہ وہان سے حضرت علیؓ پر خروج کیا جائے جمل یعنے اونٹ سواری مین زیادہ تر یعلی نے دیے تھے اسلیے جو لڑائی علی اور عائشہ کے درمیان مین ہوئی اُسکا نام جنگ جمل رکھا گیا۔ عبداللہ بن حضرمی امیر مکہ بھی ان لوگون کے ساتھ ہوا۔

ان لوگون نے پہلے شام چلنے کا ارادہ کیا اور سمجھے کہ معاویہ انکا شریک ہوگا معاویہ کا ارادہ دوسرا تھا۔ وہ خود خلیفہ بننا چاہتا تھا بھلا شام مین انکا گھسنا وہ کب پسند کرتا۔ کسی کے نام ایک چٹھی اس نے مکہ مین بھجوائی جسکا مضمون تھا کہ "معاویہ ایک بڑا آدمی ہو وہ تم لوگون کا شریک نہ ہوگا۔ اگر شرکت اُسکو منظور ہوتی تو خود حضرت عثمانؓ کی مدد کو وہ مدینہ کیون نہ جاتا۔ تم یہان آؤ گے تو ناحق آپس مین فساد ہوگا"۔ زبیر نے کہا کہ "یہ چٹھی ضرور معاویہ کی تحریک سے لکھی گئی ہو۔ خیر ہم لوگ شام کی طرف نہ چلین بصرہ کو جائین تو اچھا ہو"۔

عمارہ ابن ہاشم جب کوفہ کے قریب پہونچا تو اُسکو معلوم ہوا کہ ابو موسیٰ اشعری کے سوا اور کسی کی حکومت وہان کے لوگ پسند نہ کرینگے غرض کہ عمارہ بھی ناکام مدینہ مین واپس آگیا۔

مصر کی کیفیت

عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح عثمانؓ کا برادر رضاعی تھا۔ اہل مصر اُس سے ناراض تھے قتل عثمانؓ کے بعد اُسنے اپنا مصر مین رہنا مناسب نہ سمجھکر شام کا رُخ کیا اور مصر کو یونہین چھوڑ دیا۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد عثمانیون سے ایک قسم کی ہمدردی مسلمانون کے دلون مین پیدا ہوئی اور اسی بھروسہ پر عبداللہ ابن

عامر کو نواحی مصر مین پہونچکر فساد پھیلانے کی جرأت ہوئی۔ قیس مصر مین پہونچ گیا اور حکومت بھی اُسکے ہاتھ آئی۔ لیکن تمام لوگون کو اپنی طرف جیساکہ چاہیے اسنے متوجہ نہین پایا۔ بعض نے تو حضرت علیؓ کے لیے اُسکے ہاتھ پر بیعت کی اور بعض نے عزلت اختیار کی۔ اور بعضون نے یہ کہا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلون کی سزا ہوے جب بیعت کی جائیگی۔ جب تمام کے حالات حضرت علیؓ کو معلوم ہوئے تو اُنکا اضطراب بڑھا اور بولے "مین پہلے ہی سے کہتا تھا کہ فساد جب بڑھ گیا تو فرو کرنا مشکل ہے" اور یہ بھی کہا کہ "اب بجز اسکے کہ استقلال سے کام لیا جائے کوئی چارہ نہین ہے حتی الوسع کلمہ گو کے مقابلے مین تلوار اُٹھانے سے مجھے احتراز ہے۔ لیکن جب اسکے بغیر چارہ نہ ہوگا تو مجبوری ہے"۔

علیؓ کی غلطی

حضرت علیؓ ایسا سمجھ دار اور ایسی فاحش غلطی کرے تعجب ہوتا ہے۔ لیکن ہم اسکو یون سمجھتے ہین کہ آنحضرت محمدؐ رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت علی کو پولٹیکل معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ مسلمانون کے قلوب ویسے ہی ہونگے جیسے آنحضرتؐ کے وقت مین تھے اور اسی بھروسے پر وہ سیدھی سیدھی چال چلے۔ انکو معلوم نہ تھا کہ طبیعتون مین بہت کچھ فرق آگیا ہے۔

عائشہ کا بصرہ جانا

اُم سلمہ سے حضرت عائشہ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلا لینا ضرور ہے۔ اسپر ام سلمہ نے جواب دیا کہ "عائشہ کل تم حضرت عثمانؓ کو امور خلافت کی بابت بُرا بھلا کہتی تھین اور آج اُنکی حامی ہوکر بے وجہ حضرت علیؓ کے مقابلہ مین خروج کرتی ہو مجھے تم پر سخت تعجب آتا ہے"۔ اسکے بعد حضرت حفصہؓ سے اُنھون نے شرکت کی درخواست کی۔ عبد اللہ ابن عمر نے حفصہ کو دبایا۔ امہات مومنین مین سے جب کسی نے

ساتھ نہین دیا تب حضرت عائشہ نے تنہا اپنے ساتھیون کے ساتھ بصرہ کی طرف خروج کیا۔ ام سلمہ نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی اور حضرت علیؓ نے چاہا کہ راستہ مین یہ لوگ روکے جائین۔ لیکن اہل جمل راہ چھوڑکر چلے اس طرح کہ ایک طرف حضرت عائشہ کی فوج بصرہ چلی اور دوسری طرف حضرت علی نے کوفہ کا ارادہ کیا حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نے میرے نزدیک تین غلطیان کین۔ پہلی غلطی تو یہ کی کہ جب حضرت عثمانؓ کے محاصرے کا زمانہ تھا مین نے آپ سے کہا کہ کہین ہم لوگون کو لیکر باہر نکل چلیے ورنہ آپ کو لوگ متہم کرین گے لیکن آپ نے کچھ خیال نہ کیا۔ اسکے بعد مین نے کہا کہ جب تک تمام لوگ بیعت نکرین گھر سے باہر نہ نکلیے۔ لیکن آپ نے اسپر بھی عمل نہ کیا۔ پھر جب لوگ بصرہ چلے تو مین نے کہا کہ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجیے جس کسی کو قاتل عثمانؓ سمجھین گے قتل کرین گے۔ آپ سے کیا تعلق؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ "محاصرہ عثمانؓ کے زمانہ مین باہر نکل چلنے کا میرا ارادہ اسلیے نہین ہوا کہ مین معاملہ کا اسدرجہ تک پہونچنا بعید از قیاس سمجھتا تھا بیعت کے معاملہ مین مین گھر سے جب ہی نکلا کہ سب راضی ہوچکے تھے۔ اب بیعت کے بعد کوئی منحرف ہوجائے تو کیا کیا جائے اور تیسرے امر کی نسبت مین خوب جانتا ہون کہ مخالفین کو عثمانؓ کے خون کا دعوی نہین ہے۔ یہ لوگ کچھ اور ہی نیت رکھتے ہین۔ مین بھلا کسطرح انکو مطلق العنان چھوڑ سکتا ہون۔"

باپ بیٹے کی گفتگو

طلحہ زبیر اور عائشہ کی رائین کبھی کبھی بدل جاتی تھین۔ لیکن یہ لوگ کچھ ایسی حالت مین تھے کہ انکو روگردانی سے چارہ نہ تھا۔ جب قریب بصرہ کے

حضرت عائشہ کا لشکر پہونچا تو احنف بن قیس کو حضرت عائشہ نے بلا بھیجا اور مدد کی درخواست کی۔ احنف نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ "جب حضرت عثمانؓ قریب ہلاکت تھے تو مین نے آپ سے پوچھا تھا کہ حضرت عثمانؓ مقتول ہون تو مین کس پر بیعت کرون۔ اُسوقت آپ نے کہا کہ "حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے بڑھ کر دوسرا نہین ہے" حضرت عائشہ نے کہا کہ "ان باتون کو تم مجھ سے زیادہ بڑھ کر نہین سمجھ سکتے،، احنف نے کہا "کچھ ہی ہو مین آپ کی مدد نہین کر سکتا" یہ کہہ کر وہ مجلس سے اُٹھ گیا۔ اور چار ہزار آدمیون کی جماعت الگ کر کے بصرہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ امیر المومنینؓ مناسب سمجھے کہ کوفہ سے بھی کچھ فوج لی جائے اور وہان کے لوگون کا ارادہ بھی معلوم کر لیا جائے۔ کوفہ کے قریب امیر المومنین علیؓ ٹھہرے اور عمار یاسر اور اپنے بیٹے امام حسن کو کوفہ بھیجا اور اسکے بعد مالک اشتر کو بھی روانہ کیا ابو موسی اشعری حضرت علیؓ سے مخالف تھے ہی کیونکہ اُنکی معزولی کا حکم امیر المومنین صادر کر چکے تھے اُنھون نے بہت ہی زور مارا کہ لوگ حضرت علیؓ کا ساتھ ندین اور لوگ بھی عرصہ تک تذبذب مین تھے لیکن بالآخر کوفیون نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا اور نو ہزار سے کچھ اوپر کوفی فوج آپ کے ساتھ ہوئی۔

راستہ سے امیر المومنین علیؓ نے طلحہ اور زبیر کو خط لکھا اور یہ بھی متحقق ہے کہ ایک خط ام مومنین عائشہ کے پاس بھی بھیجا۔ خطون کے جواب مین کوئی مطلب برآری نہین ہوئی بلکہ عبداللہ ابن زبیر نے قاصد کے سامنے اپنے ساتھیون سے مخاطب ہو کر کہا کہ "علیؓ وہ شخص ہے جس نے تمھارے خلیفہ عثمانؓ کو مارا۔ اور اب تمھارے ساتھیون کو بہکانے اور تمھارے ہتھیار چھیننے کو یہان آیا ہے۔ واضح رہے

کہ یہ قول ابن زبیر کا محض فرط جوش مین تھا ورنہ یہ امر متفق علیہ ہی اور اسمین ذرا بھی شبہ نہین ہی کہ حضرت علیؓ قتل عثمانؓ مین کسی طرح شریک نہ تھے۔ جب یہ خبر حضرت علی کو معلوم ہوئی تو امام حسن نے اُنکے حکم سے اپنی فوج مین خطبہ پڑھا کہ عبد اللہ ابن زبیر علیؓ کو قاتل عثمان کہتا ہی۔ حالانکہ تمام مہاجر اور انصار پر روشن ہی کہ زبیر ہمشیہ حضرت عثمانؓ کا عیب جو تھا اور طلحہ ابن عبد اللہ بھی قتل عثمانؓ کے پہلے غوغائیون کے ساتھ تھا۔ ہم لوگون کی لڑائی ہرگز انصار عثمانؓ سے نہین ہی بلکہ اہل جمل سے ہی۔

عائشہ اور عثمان بن حنیف کی لڑائی

حضرت عائشہ کے بصرہ پہونچنے سے پہلے عثمان ابن حنیف حضرت علیؓ کی طرف سے وہان کا حاکم ہوچکا تھا۔ عثمان ابن حنیف نے اہل جمل کو روکا۔ اہل جمل حضرت عائشہ۔ طلحہ اور زبیر کے ساتھ عثمان بن حنیف کے سامنے صف آرا ہوگئے عائشہ۔ طلحہ اور زبیر حضرت عثمان غنی کا خون یاد دلا کر ساتھیون کو جوش دلا رہے تھے اہالی بصرہ نے جب ان لوگون کے مقولات سنے تو اُنمین سے بعض نے ان تینون کی راے سے اتفاق کیا اور اکثر نے یہ سمجھکر کہ انکا اشارہ حضرت علیؓ کی طرف ہی یہ کہا کہ "ایسا ہی تھا تو طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین علیؓ سے بیعت ہی کیون کی۔ پہلے انھون نے بیعت کی اور اب منصب خلافت کی طمع سے خون عثمانؓ کا بہانہ دھونڈھا"۔ عثمان ابن حنیف کے بعض ساتھیون نے کہا کہ امیر المومنین عثمانؓ کے قتل سے یہ امر زیادہ سخت ہی کہ لوگون نے حرم رسولؐ کو یہان حاضر کیا ہی اسکے بعد عثمان بن حنیف کے لشکر سے حکم بن جبلہ نے حضرت عائشہ کے لشکر پر حملہ کیا اور شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ دوسرے روز بھی تمام دن لڑائی ہی

حضرت عائشہ نے عثمان ابن حنیف سے صلح کرنا چاہی۔ عثمان ابن حنیف نے کہا جب تک طلحہ اور زبیر آپ کے لشکر سے الگ نہ ہونگے صلح نہیں ہوسکتی رات کو اہل جمل نے عثمان ابن حنیف کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ بہت سے مسلمانون کو جان سے مارڈالا۔ اور عثمان ابن حنیف کو گرفتار کرلیا۔ عثمان ابن حنیف کے مددگار مدینہ مین بہت تھے اسلیے اُسے جان سے نہین مارا۔ لیکن اُسکے تمام ڈاڑھی مونچھ۔ سر اور ابرو کے بال اُکھیڑ ڈالے اور پھر چھوڑ دیا۔ یہ روتا ہوا مدینہ کی طرف چلا۔ راستہ مین امیرالمومنین علیؑ سے ملاقات ہوئی۔ امیرالمومنین نے پہلے پہچانا نہین۔ اُسنے کہا "مین عثمان بن حنیف ہون" آپ نے کہا "یہ تمھارا بوڑھاپا اڑکپن سے کیونکر مبدل ہوگیا" حضرت علیؑ نے جب کل ماجرا سُنا تو رنجیدہ ہوئے اور بصرہ کی طرف بڑھے بصرہ مین جب اہل جمل جمع ہوئے تو یہ گفتگو پیش ہوئی کہ امور مذہبی کے انجام دینے کے لیے امام بغیر چارہ نہین۔ محمد نے اپنے باپ طلحہ اور عبداللہ نے اپنے باپ زبیر کو نامزد کیا۔ جب حضرت عائشہ کو یہ خبر پہونچی تو وہ سمجھ گئین کہ ایک دوسرا ہی رنگ پیدا ہوا چاہتا ہے۔ انکے حکم سے عبدالرحمن بن اسید۔ عبداللہ ابن زبیر اور محمد ابن طلحہ انھین سے ایک یاسب باری باری نماز پڑھانے لگے کوئی شخص مسلمانون کا امام نامزد نہین ہوا۔

حضرت علی کو مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اٹھانا ناگوار تھا۔ یہ بار بار صلح کی گفتگو پیش کرتے تھے لیکن کوئی سماعت نہ کرتا تھا۔ جب بصرہ کچھ دور رہگیا تو آپ نے قعقاع ابن عمر کو مصالحت کے لیے بھیجا لیکن اس سے بھی کچھ کشود کار نہ ہوئی قعقاع نے طلحہ زبیر اور حضرت عائشہ سے خوب خوب بحثین کین لیکن کچھ مطلب

علی مسند کارزار ہوا

نہ نکلا۔ پہلے کچھ اسید بندھی۔ حضرت عائشہ نے قعقاع سے کہا کہ "اگر علی چاہین تو نزاع رفع دفع ہو جائے"، قعقاع سے علیؓ نے کہا کہ ام مومنین نے رسولؐ خدا کی وصیت کے خلاف وطن سے قدم باہر نکالا۔ مجھے طلحہ اور زبیر سے سخت ملال ہے کہ وہ بیعت کر کے پھر منحرف ہو گئے۔ میرے آنے کی غرض صرف یہ ہے کہ طلحہ اور زبیر کو پھر اُنکے عہد پر قایم کرون اور ام مومنین کو باحترام تمام مدینہ پہونچا دون" اہل بصرہ جو قعقاع کے ساتھ حضرت علیؓ کے پاس آئے تھے واپس جا کر اُنھون نے حضرت علیؓ کی بحید تعریف اپنے ساتھیون سے کی۔ اُن لوگون مین عاصم بن کلیب ایک سردار تھا جو مع اپنے ساتھیون کے حضرت علی کا مطیع ہو گیا۔ جب اہل بصرہ کے قاصد بصرہ کی طرف پھرے تو پیچھے حضرت علی کی فوج بھی بصرہ مین پہونچ گئی۔ امیر المومنین نے اہل جمل کے قریب پہونچ کر طلحہ اور زبیر کو پکارا۔ جب وہ قریب آئے تو پوچھا کہ جب اللہ جل شانہ قیامت کے دن تم سے اس لڑائی کی وجہ پوچھے گا اور ضرور پوچھے گا جیسا کہ آیۃ " فوربک لنسالنہم اجمعین عما کانوا یعملون " سے ظاہر ہوتا ہے تو بتاؤ تم کیا جواب دوگے۔ میرے تمھارے اخوت اور قرابت کے حقوق تو تھے ہی۔ پیغمبر اخرالزمان کی مصاحبت نے جو ہمارے تمھارے درمیان مین رشتہ قایم کیا یہ سب پر بالا ہے پھر تم ہم سے کیون مقابلہ کرتے ہو؟ اُنھون نے کہا کہ اسلیے کہ قتل عثمانؓ ابن عفان تمھاری تحریک سے ہوا" حضرت علیؓ کو یہ سُنکر غصہ آیا اور بگڑ کر آپ نے کہا آؤ ہم تم مباہلہ کرین۔ قبلہ کی طرف ہاتھ اُٹھائین اور دعا کرین کہ جس نے عثمان کے خون بہانے مین رضا یا ترغیب اہل غوغا کو دی ہو اُسپر خدا کا غضب نازل ہو تا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ یہہ داغ ہم مین سے کسکی پیشانی

فوج علی بصرہ مین

پر ہے۔ اسکا اُن لوگون نے کچھ جواب نہ دیا۔

زبیر ابن عوام بنو ہاشم سے تھے اور حضرت علیؓ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ کبھی کبھی انکا میلان حضرت علیؓ کی طرف ہوجاتا تھا۔ طلحہ نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ مروان ابن حکم بھی وہان پہونچ چکا تھا۔ اُسنے فوراً اتفاق کیا لیکن زبیر نے اس رائے کو پسند نہ کیا۔ احنف ابن قیس جسکا حال ہم اوپر لکھ چکے ہین حضرت علیؓ کے پاس آیا اور حضرت علی سے پوچھا کہ اہل بصرہ کو یہ خوف ہے کہ آپ فتحیاب ہونگے تو مردون کو قتل کر ڈالینگے اور عورتون کو لونڈیان بنائینگے حضرت علیؓ نے کہا "بھلا مین مسلمانون کے ساتھ ایسا کر سکتا ہون۔ مین ظفریاب ہوا تو اپنے دشمنون کے ساتھ نیکیان کرونگا۔ لیکن تو یہ تو بتا کہ تو میرا ساتھی ہے یا میرے دشمنون کا" اُسنے کہا "مین آپ کا مطیع ہون۔ اگر مجھے آپ اپنی طرف بلائین تو دو سو آدمیون کے ساتھ آسکتا ہون۔ اور اگر نہ بلائین تو دشمنون کی جماعت سے چار ہزار آدمی لیکر کنارہ کر سکتا ہون" امیر المومنین نے پچھلی شق پسند کی۔

حضرت علیؓ بصرہ مین

عبداللہ ابن عباس بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ غالباً اہل جمل کی خبر سُنکر وہ اطراف یمن سے چلے آئے تھے۔ جب دونون صفین لشکر کی ایک دوسرے کے مقابل ہوئین۔ تو عبداللہ ابن عباس نے بیچ مین کھڑے ہو کر پیغام مصالحت کا حضرت علیؓ کی طرف سے اہل جمل کو سُنایا اور ابن زبیر کے دل پر کچھ ایسا اثر پہونچایا کہ مصالحت پر غور کرنے کے لیے اُنھون نے رات بھر کی مہلت لی۔ اسمین کلام نہین کہ معاملہ بہت پیچیدار تھا حضرت عثمانؓ کے دشمن حضرت علیؓ کے طرفدار تھے۔ حضرت عثمانؓ کا قتل ایک بڑا ہی اہم واقعہ تھا ممکن ہے اور قیاس بھی یہی

زبیر کا تذبذب

جانا ہے کہ طلحہ - زبیر اور عائشہ ان تینوں کی شرکت جنگ جمل مین نیک نیتی سے تھی اور بعض بُری نیتی سے تھی اور غلط فہمیون پر مبنی تھی - اخیر مین ہر ایک نے اپنی غلطی تسلیم کر کے کنارہ کشی کی اور مصالحت منظور کی جیسا کہ آگے مذکور ہوگا امیر المومنین نے لوگون کے کہنے سے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قتل عثمانؓ کے وقت غوغائیون مین شریک تھے اُنکی جماعت الگ ہو جائے وہ لوگ الگ تو ہو گئے لیکن مصلحت وقت سمجھ نہ سکے - خیالات اُنکے پراگندہ ہوئے - وہ ڈرے کہ مبادا اس طور سے ہماری جمعیت مین اختلاف پیدا ہو وہ لشکر سے دور جا کر ٹھہرے اور رات کو کچھ سوچ کر اہل جمل پر شب خون مارا - طلحہ اور زبیر کو یہ گمان ہوا کہ یہ حرکت حضرت علیؓ کے استصواب سے ہوئی ہے اور کچھ رات رہے طلحہ اور زبیر نے کوفیون پر حملہ کر دیا اور چاہا کہ حضرت علیؓ سوتے ہوئے گھیر لیے جائین - حضرت علیؓ اسوقت تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اُنھون نے جلدی نماز ختم کر کے فوج کی آراستگی کا حکم دیا اور کہا یہ بھی طلحہ اور زبیر کی بد ولت ہے اور اس طرح جنگ شروع ہو گئی -

شب خون

اہل جمل کی فوج مین حضرت عائشہ کا ہودج اونٹ پر بمنزلہ لوا نمایان ہوا اور ادھر سے امیر المومنین حضرت علی پیراہن - چادر اور دستار کے ساتھ رسول اللہ کے اونٹ دُلدُل پر سوار دونون فوج کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور زبیر کو آواز دی - زبیر ذرا تامل کر کے آئے - حضرت عائشہ نے زبیر کو روکا - لوگون نے کہا کچھ ہرج نہین زبیر مسلح جاتے ہین اور علیؓ کے پاس ہتھیار نہین ہے - علیؓ ابن ابی طالب نے زبیر سے پوچھا کہ تم یہان کیون

جنگ جمل

آ گئے۔ زبیر نے کہا کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کو۔ حضرت علی نے کہا کہ تم اور تمھارے دوستون نے اُسے قتل کیا تمکو اپنے نفس سے قصاص طلب کرنا چاہیے۔ اور اسکے بعد پیغمبر خدا کے وقت کی باتین حضرت علی نے یاد دلائین جس سے زبیر کی یہ کیفیت ہوئی کہ گویا اب تک وہ بدحواس تھے اور اب حواس مین آ گئے۔ پھر اُنکے ساتھیون نے بہت سمجھایا لیکن وہ اُنکے قابو مین نہ آئے۔ بیٹے سے بھی اسی بات پر تکرار ہو گئی۔ فوج کو چھوڑ کر اُنھون نے مدینہ کا راستہ لیا۔

زبیر کا عائشہ سے منحرف ہونا

زبیر نے حضرت عائشہ سے کہا کہ مجھے معلوم نہین ہوتا ہی کہ مین کہان قدم رکھتا ہون۔ یعنے یہ ٹھیک نہین ہی کہ اس جنگ مین رہنا مناسب ہی یا نہین۔ عائشہ نے کہا کہ تم حضرت علیؓ کی تلوار سے ڈر گئے یہ سنکر اور کچھ اپنے بیٹے کی گفتگو سے بھی متاثر ہو کر وہ گھوڑا دوڑا کر حضرت علیؓ کی فوج مین آ گئے۔ حضرت علیؓ نے کہا انپر کوئی ہتھیار نہ اُٹھائے اور راستہ دیدے یہ گھوڑا اُڑاتے ہوئے لشکر سے گزر گئے اور پھر اُسی طرح اپنی طرف آ گئے نہ انپر کسی نے ہتھیار چلایا اور نہ اُنھون نے کسی پر ہاتھ اُٹھایا۔ زبیر نے حضرت عائشہ اور اپنے بیٹے سے کہا "دیکھا ڈرنے والے کی یہی شان ہی۔ مین ڈرتا نہین بلکہ سمجھتا ہون کہ مین برسرِ خطا ہون" یہ کہا اور وہان سے چلے گئے۔

آخر کو حضرت علیؓ بڑھے اور اپنے ایک ساتھی کے ہاتھ مین قرآن دیدیا۔ یہ ایک بات قطع حجت کے لیے اختیار کی گئی تھی کہ ہم لوگ اہل قرآن ہین اور ہمارا خون بہانا مباح نہین ہی۔ طلحہ دیکھ کر بولے کہ ابن ابی طالب کی چالاکی ہی کہ

جنگ جمل

دن کو صلح کرتے ہین اور رات کو شب خون مارتے ہین اور انکے اشارے سے قرآن اُٹھانے والے کو ایک جوان نے مار ڈالا اور قران ہاتھ سے گر پڑا یہ کیفیت

دیکھکر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ پیغمبر خدا کے بعد اس شخص نے اپنی تلوار چھپا ڈالی تھی آج ۲۵ برس کے بعد یہ پھر نکلی۔ اور جب تک یہ زندہ رہے نکلی ہی رہی۔ حضرت علیؓ کی لڑائی کچھ ایسی ویسی نہ تھی داہنے اور بائین یہ جدہر جھکتے تھے صفائی کردیتے تھے آپ کی تلوار مین خم آگیا تو آپ نے اپنی ران پر دباکر اُسے سیدھا کرلیا۔ لوگون نے مدد دینا چاہی۔ آپ نے کہا مجھے خدا کی خوشی مطلوب ہے۔ مین اس خفیف کام مین کسی سے کیا مدد لون۔

الغرض اہل جمل بہت مارے گئے۔ حضرت عائشہ کا لوگ احترام کرتے تھے اور حضرت عائشہ کا اونٹ ہٹتا نہ تھا اور اسوجہ سے لڑائی ختم ہوتی نہ تھی۔ مالک نے حضرت علیؓ کے اشارے سے مہار شتر اپنے ہاتھ مین لینا چاہی۔ اہل جمل اس موقع پر خوب لڑے ستر آدمی یکے بعد دیگرے مہار پکڑتے گئے اور قتل ہوتے گئے۔ آخر مین مہار شتر ایک کوفی کے ہاتھ مین آئی لیکن اونٹ جگہ سے ہلتا نہ تھا۔ امیرالمومنین کے حکم سے اونٹ کے دونون پاؤن کاٹ دیے گئے اور سینہ کے بھل وہ بیٹھ گیا اُسکے بعد ہودج کی رسّیان جوکٹین تو ہودج زمین پر گر پڑا۔ ہودج کے گرجانے سے سپاہ بصرہ بیدل ہوئی اور بھاگ نکلی۔ حضرت علی نے کسی کو اُنکا تعاقب نہ کرنے دیا۔ علی کے حکم سے محمد اپنی بہن عائشہ کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ اُنکو کوئی گزند تو نہین پہونچا معلوم ہوا کہ نہین۔ اسکے بعد عبداللہ ابن زبیر جنکو عائشہ نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا زخمی ملے۔ حضرت عائشہ کے کہنے سے حضرت علیؓ نے عبداللہ کو امان دی اور پھر محمد اپنی بہن اور بہن کے ساتھیون کو

اہل جمل پر علی کی؛

ہمراہ لیکر شہر بصرہ مین گئے اور ایک مکان مین ان سب کو ٹھہرایا۔

زبیر ابن عوام جو فوج بصرہ سے نکل کر مدینہ کی طرف چلے تھے راستہ مین مقتول ہوئے۔ قاتل نے اپنی دانست مین حضرت علیؓ کو خوش کرنے کے لیے ایسا کیا تھا۔ لیکن حضرت علیؓ اس سے سخت ناراض ہوئے اور قاتل کے ہاتھ مین زبیر کی تلوار کو جو قتل زبیر کے بعد اُٹھالایا تھا دیکھکر کہا افسوس یہ وہ تلوار ہی جس نے ایک مدت تک رسولؐ خدا کی اعانت کی ہو۔ قاتل نے جب اپنے کام کا یہ صلہ دیکھا تو خودکشی کرلی۔ قتل زبیر

طلحہ میدان جنگ مین مارے گئے اور خود اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مارے گئے حالت جنگ مین یہ ایک طرف کھڑے تھے اور بعضون کا قول ہو کہ علیؓ کی گفتگو سے متاثر اور اپنے فعل سے نادم ہوکر الگ کھڑے تھے۔ مروان ابن حکم نے انکو دیکھا اور کہا یہ بھی عجیب شخص ہو کہ غوغائیون مین قتل عثمانؓ کی ترغیب دے رہا تھا اور آج تعزیہ دارون مین داخل ہوکر خون کا بدلہ چاہتا ہو۔ مروان کے غلام نے مروان کے منھ پر چادر ڈال دی تاکہ اُسے کوئی پہچان نہ سکے مروان نے ایک تیر زہرآلود سے طلحہ کے پاؤن کو نشانہ بنایا۔ طلحہ بعد زخمی ہونے کے فوج سے شہر کی طرف روانہ کیے گئے اور راستہ مین جان بحق تسلیم ہوئے۔ مرنے سے پہلے اُنھون نے ایک کوفی سوار کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا "مین علیؓ کے لیے تیرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون" حضرت علیؓ نے یہ سُنکر کہا کہ خدا نے نہ چاہا کہ علی کی بیعت حاصل کیے بغیر طلحہ بہشت مین جائے۔ قتل طلحہ طلحہ کا انجام

عائیشہ کو کچھ رنج بھی تھا اور کچھ غصہ بھی تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ سب باتین

انفعال سے بدل گئیں۔ حضرت علیؓ نے محمدؓ کے ساتھ اُنکو مدینہ بھیجا اور بہت سی عورتوں کو مردانہ لباس پہنا کر اُنکے ساتھ کیا۔ عورتوں کو احترام کی نظر سے ساتھ کیا اور مردانہ لباس اُنکو اسلیے پہنایا کہ راستہ میں کوئی متعرض ہونے کی جرأت نکرے

عائشہ سے

حضرت عائشہ نے چلتے وقت حضرت علیؓ سے کہا کہ معاویہ تمھارا سخت دشمن ہو اور اُسکی لڑائی بھی سخت ہو۔ بہتر ہو کہ تم مجھے ساتھ لو کہ میری وجہ سے تمھارے مقابلہ میں مسلمان بہت کم کھڑے ہونگے۔ حضرت عائشہ کی راے ایک اعتبار سے معقول تھی۔ لیکن حضرت علیؓ عملی حکمتوں کو سچائی کے مقابلہ میں بالکل بیوقعت سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا زبیر اور طلحہ پر یہی اعتراض تھا کہ وہ اپنی مطلب براری کے لیے حرم رسولؐ کو ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہین اور بالکل احترام رسولؐ کا خیال نہین کرتے۔ کیا یہ امر ممکن ہو کہ جو امر مین نے دوسرون کے لیے پسند نہین کیا وہ اپنے لیے پسند کرون۔

عائشہؓ کا انفعال

حضرت عائشہؓ نے اخیر مین اپنی حرکتون پر بہت افسوس کیا۔ جب تک وہ زندہ رہین اپنی حرکت پر نادم رہین۔ جنگ جمل کے واقعات یاد کرکے وہ اکثر رویا کرتی تھین اور توبہ کرتی تھین۔

عائشہ۔ طلحہ اور زبیر کو شیعان علی آج تک بُرا کہتے ہین۔ اہل سنت اور جماعت کا یہ مقولہ ہو کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان"۔ خاتمہ ان تینوں کا اچھا ہوا اور اسلیے ؔ وہ ایک معینہ کے لیے جو خطائین ان لوگون سے صادر ہوئین اور جنسے یہ لوگ منفعل بھی ہوئے کیا اُنکے تمام پچھلے کارنامون پر پانی پھیر دینگی رسولؐ خدا کے زمانہ مین جو حالتین ان تینون کی تھین وہ اس کتاب سے

ظاہر ہین اہل الراے رائین قایم کرلین۔ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ ان لوگون
کی حرکتین نیک نیتی سے غلط فہمیون پر مبنی تھین اور فی الواقع تھا بھی ایسا ہی تو
پھر کچھ بھی بحث کی گنجایش نہین رہتی۔ "الاعمال بالنیات"۔

مقتولونکی تعداد

جنگ جمل مین حضرت علیؓ کی طرف بیس ۲۰ ہزار آدمی تھے جنمین سے ایک ہزار
ستر مارے گئے اور عایشہ کی طرف تیس ۳۰ ہزار سے زیادہ تھے جنمین ۹ ہزار
مارے گئے۔

حضرت عایشہ کے نہ ہٹنے سے لوگون پر بڑا اثر پڑا۔ اگر حضرت عایشہ کے اونٹ
کے پاؤن نہ قلم کیے جاتے تو سب کے سب وہین کھیت رہتے۔ حرم رسولؐ
کو چھوڑکر بھاگ جانا وہ لوگ پسند نہین کرتے تھے۔ حضرت عایشہ بمنزلہ لوا تھین
جنگ مین جب تک لوا قایم رہتا تھا عرب بھاگنا جانتے ہی نہ تھے۔ عایشہ پر کوئی
حملہ کرتا نہ تھا اسلیے اخیر تک لوا کا قایم رہنا متیقن تھا اور اس طرح گویا عایشہ کی تمام
فوج کا مرکھپ جانا ضروری تھا۔ زبیر اور طلحہ کے چلے جانے سے انکی ہمتین چھوٹ
گئین۔ اچھی طرح ہتھیار بھی نہ کرسکتے تھے لیکن جان دینے کے لیے پروانہ کی
طرح شمع کے گرد کھڑے تھے۔

مصر مین محمد ابن حذیفہ

اسقدر اوپر لکھا جاچکا ہے کہ محمد ابن ابو بکر فوج مصر مین عبداللہ ابن سعد ابن سرح کے
ماتحت تھے اور عبداللہ ابن سعد ابن سرح سے ناخوش ہوکر مصر سے چلے آئے تھے
ناخوشی کی وجہ صرف یہ تھی کہ محمد ابن ابی بکر امیر المومنین عثمانؓ کے طرز عمل پر نکتہ چینیان
کرتے تھے اور عبداللہ ابن سعد ابن سرح انکو بازرکھنا چاہتا تھا۔ محمد ابن ابی بکر کا ہمخیال
محمد ابن حذیفہ مصر مین باقی رہ گیا تھا۔ امیر المومنین عثمانؓ کی وفات پر جب عبداللہ ابن سعد

ابن سرج مصر سے نکل کر شام کی طرف چلا تو محمد ابن حذیفہ وہان کا حاکم بن بیٹھا
قیس بن سعد — اسکے بعد قیس ابن سعد جناب امیر المومنین علی کی طرف سے مصر مین پہونچا اور حاکم مصر ہوا لیکن لوگ اسکے مطیع نہو سے۔

معاویہ کی نیت خود خلیفہ ہونے کی تھی اور وہ اپنے ملک مین لوگون سے بعیت لے چکا تھا اور یہ بھی جان چکا تھا کہ علیؓ سے لڑے بغیر چارہ نہوگا۔ قیس ایک مدبر شخص تھا معاویہ نے اُس سے استمالت شروع کی۔ معاویہ کو خوف تھا کہ حضرت علی نے اگر کوفہ سے چڑھائی کی اور مصر سے قیس نے دھاوا کیا تو مین بیچ مین گھر جاؤنگا لیکن قیس اسکے دام مکر مین نہ آیا۔

پیغمبر خدا کو مرے ہوئے پچیس برس ہو چکے تھے اُنکے فیض صحبت کا اثر طبیعتون سے زائل ہو چلا تھا۔ جنگ جمل تک کھینچ کھانچ کر نیک نیتی اور غلط فہمی کو کھپایا گیا۔ لیکن اب اسکی گنجایش نہین رہی۔ اب صاف طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نیک نیتی کے قدم بہ قدم تھے یعنے دین اور دنیا دونون کو علیؓ بے قصور — وہ ساتھ رکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہ گوارا نہین کر سکتے تھے کہ امت محمدی پر کوئی نااہل حکمران یا امیر ہو اور یہ بھی پسند نہین کرتے تھے کہ جسکو وہ سب سے اچھا سمجھین (یعنی اپنی ذات کو) اُسے پولیٹکل معاملات سے الگ رکھین۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھتے تھے۔ مسلمانون کے مقابلہ مین وہ تلوار بھی اُٹھائے تھے تو اسلیے کہ بغاوت کا رفع کرنا اور نا سزاؤن کو سزا دینا ضروریات سے تھا۔ یہ بھلا یا بُرا بس اسکے سوا اور کوئی فعل وہ ایسا نہ کرتے تھے جو کسی فریق کے نزدیک مذہب کے خلاف یا اخلاقی خوبیون کے منافی ہوتا۔ مسلمانون کا دوسرا گروہ اُن لوگون کا مجموعہ

تھا جو دنیا دی لذتون کو مقدم سمجھتے تھے اور دنیا زور ولا یحصل الا بالزور پر عمل کرنے مین تامل نہ کرتے تھے - یہ گروہ دیکھا دیکھی بڑھتا گیا - اور سنت نبوی سے الگ ہوکر شام اور عجم کے سلاطین اور اُنکے اراکین کا رنگ پکڑتا گیا - معاویہ اس گروہ کا سردار تھا - اتفاق زمانہ نے اُسکو سردار بنادیا یا یون کہیے کہ اسکے ذریعہ سے لوگون کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا موقع ملا -

عثمان کے بعد تین گروہ

تیسری قسم مین وہ لوگ داخل تھے جو ان جھگڑون سے الگ ہوکر عزلت گزین ہوگئے تھے - امیر المومنین علیؓ کا ساتھ وہ اسلیے دیتے نہ تھے کہ اُنکے ساتھ ہوکر مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانا پڑتی - اور معاویہ کے دربار مین اسلیے حاضر نہ ہوتے تھے کہ سنت نبوی سے اُسے خلاف پاتے تھے -

پہلے اور تیسرے گروہ کا دوسرے سے اچھا ہونا اسمین تو کلام ہی نہین لیکن اسمین گفتگو ہے کہ اول اور سیوم جماعتون مین سے کسکو ترجیح دی جائے تیسرا گروہ کہتا تھا کہ ہم مسلمانون پر تلوار نہ اُٹھائین گے - اور امیر المومنین علی کے گروہ کا یہ مقولہ تھا کہ مسلمانون سے ملک مین فساد پھیلا ہوا ہے تو اُسکے رفع کرنے مین تلوار سے کام لینا کوئی مضایقہ نہین رکھتا -

معاویہ کے بعض ساتھیون کو مکر کرنے - جھوٹ بولنے اور مسلمانون کا خون ناحق بہانے مین کوئی تامل نہ تھا - اور یہان علی ابن ابی طالب کو بڑی دقت یہ تھی کہ وہ خود کو احکام شرعی کا پابند رکھتے تھے - شروع مین وہ تلوار سے کام نہ لیتے تھے - تلوار جب اُٹھاتے تھے کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو جاتا تھا - اور اسپر بھی ایک دقت یہ تھی کہ اُنکے ساتھی بھی کبھی کبھی مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اٹھانے

سے رُک جاتے تھے ممکن ہی کہ معاویہ کے گروہ مین بھی ایسے لوگ ہون جو حضرت عثمانؓ کے قتل ناحق سے متاثر ہوکر نیک نیتی سے شیعان علی کے مخالف بنے ہون۔ غرض کہ علیؓ کی حالت اپنی خلافت کے زمانہ مین عجیب کشمکش مین تھی اور رسولؐ اللہ کے صحابیون سے کسی نے بھی حضرت علیؓ کی سی روحانی تکلیف نہین اُٹھائی۔ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کو نہایت سخت سمجھتے ہین۔ لیکن میرے نزدیک حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی حالت کشمکش زیادہ تر ہمدردی کے لائق ہی۔ اگر واقعہ کربلا کو طاعون سے نسبت دین تو حضرت علیؓ کی دقتون کو عارضہ سل سے تشبیہ دیسکتے ہین۔

اسقدر تمہید کے بعد اب یہ بیان کیا جاتا ہی کہ معاویہ نے علیؓ ابن ابی طالب کے مقابلہ مین کیونکر کامیابی حاصل کی۔ بعض کج رائے مورخون کا بیان ہی کہ حضرت علیؓ کی خودرائی ناکامی کا سبب ہوئی۔ لیکن حضرت علی پر خودرائی کا الزام غلط ہی۔ علم۔ شجاعت۔ متانت اور حکمت اُنکے حصہ مین تھی۔ خودرائی چہ معنی دارد۔ خودرائی نہین بلکہ وہ حالات اُنکی ناکامیون کے سبب ہوئے جنکا خلاصہ اوپر بیان کیا گیا۔

اوپر لکھا گیا ہی کہ معاویہ نے قیس کو دام مین پھنسانا چاہا تھا جب وہ قابو مین نہ آیا تو معاویہ ایک دوسری چال چلا یعنی قیس بن سعد کی تعریف اور تذکرے اپنے دربار مین اس طور پر شروع کردا دیے کہ گویا وہ علیؓ ابن ابی طالب کا دشمن ہی۔ امیرالمومنین علیؓ کے مخبرون نے یہ خبر کوفہ پہونچائی اور امیرالمومنین کو شبہ ہوا امیرالمومنین نے قیس بن سعد کی جگہ پر محمد ابن ابی بکر کو تعینات کیا۔ قیس

معزول ہوکر سیدھا مدینہ چلا آیا۔ محمد ابن ابی بکر سے مصر کا انتظام نہ ہوسکا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ کا تسلط مصر مین جم چلا۔ معاویہ کو وہان لوگ اچھا نہ جانتے تھے لیکن معاویہ کے ساتھیون کا یہ کہنا کہ "علیؓ قاتلان عثمانؓ کا سردار ہی اور خلافت کسی طرح اُسکو زیبا نہین ہی۔ دیکھو عثمان کے خونخواہ تمام مسلمان معاویہ کی طرف رجوع ہوتے جاتے ہین" جادو کا کام کرتا تھا۔ لوگ اصلی حالات سے تو واقف نہ تھے آسانی سے لوگون کے ذہن نشین کردیا جاتا تھا کہ علیؓ باغیون کا سردار بنا ہی۔

جنگ جمل کے بعد علیؓ ابن ابی طالب کو بڑی قوت ہوگئی تھی۔ شام سے دکھن اور پورب جتنے ممالک تھے وہ سب حضرت علیؓ کے قبضہ مین تھے اور مصر بھی ایک طور پر علیؓ ہی کے قبضہ مین تھا۔ امیر المومنین علی کو یہ خوف ہوا کہ مبادا معاویہ عراق اور فارس پر اپنا تسلط جمالے تو بڑی مشکل ہوگی اس خیال سے امیر المومنین علیؓ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافت قرار دیا۔ معاویہ نے موقع پاکر مروان کو مدینہ بھیجدیا کہ وہ مخبری کرتا رہے اور طبیعتون کو حضرت علیؓ سے مخالف کرتا رہے اس طرح پر اہل مدینہ کی طرف سے امیر المومنین علیؓ کے دل مین خدشہ پیدا ہونے کی وجہ قایم ہوئی۔ مدینہ پہنچکر قیس کو مروان نے بہت اُبھارا لیکن وہ علیؓ سے بدعقیدہ نہین ہوا اور مدینہ سے کوفہ چلا گیا۔ کوفہ دار الخلافت علیؓ

مصری کھلم کھلا علیؓ کے مخالف تھے اور معاویہ کے تو کسی طرح طرفدار نہ تھے قیس تدبیر سے کام لینا چاہتا تھا اور امیر المومنین علی کے دل مین یہ بات جمی تھی کہ قیس کو لڑائی سے گریز ہی۔ محمد ابن بکر نے پہونچتے ہی اُن لوگون سے جو تذبذب مین تھے جنگ شروع کردی۔ اس جنگ نے مخالفین کو ہزیمت دی لیکن اسکے

ساتھ ہی حضرت علیؓ کی عداوت اور معاویہ کی محبت کا بیج بھی اُنکے دلون مین بودیا۔

جب امیرالمومنین عثمانؓ کو غوغائیون نے گھیرا تھا تو عمر ابن عاص مدینہ سے چلا گیا تھا۔ حضرت علیؓ کی خلافت اُسنے پسند نہین کی۔ لیکن اہل جمل کا بھی اُسنے ساتھ نہین دیا۔ وہ کہتا تھا کہ حضرت علیؓ ان لوگون سے اچھے ہین۔ پھر جب اہل جمل پر حضرت علیؓ کو فتح ہوئی اور معاویہ کے سر اُٹھانے کی خبرین آنے لگین تو عمر عاص نے اپنے لڑکون سے مشورہ کیا۔ لوگون نے راے دی کہ عمر عاص ایسے با تدبیر شخص کی قدر معاویہ کے دربار مین زیادہ ہوگی۔ حضرت علیؓ خود صاحب حکمت ہین۔ اُنھین ایسے لوگون کی چندان ضرورت نہین ہی عمر عاص کی طبیعت پولٹیکل مذاق رکھتی تھی۔ یہی تعجب ہی کہ جنگ جمل مین وہ کنارہ کش رہا۔ عمر بن عاص جب دمشق پہونچا تو وہان اُس نے سب کو یکدل خون عثمانؓ کا بدلہ لینے پر آمادہ پایا۔ عمر عاص نے بھی اپنا رسوخ بڑھایا اور معاویہ کے خاص مشیرون مین داخل ہوگیا۔ معاویہ کو اگر بادشاہ سمجھین تو یہ وزیر بنا۔ ایک حضرت عثمانؓ کا خون آلود پیراہن ہر جمعہ کو نکال کر لوگ نالہ و فریاد کرتے تھے۔ عمر عاص نے یہ صلاح دی کہ روز کا رونا رنگ پھیکا کردے گا۔ اسے لگا رکھو خاص خاص وقتون مین اس سے جوش بڑھایا جائیگا۔ معاویہ نے قیس کو معزول کرانے کی نسبت جو چال اختیار کی تھی وہ عمر عاص ہی کی صلاح کا نتیجہ تھی۔ محمد ابن ابوبکر قتل عثمانؓ مین متہم تھے انکا امیر مصر مقرر کیا جانا معاویہ کو وہ نفع دے گیا جو عمر کے خیال مین بھی نہ تھا۔

عمر عاص مین

ماہوی مرزبان نے صلح

امیر المومنین علیؓ کے وقت مین ماہوی مرزبان جو یزد جرد کے بعد آتش پرستونکا سردار بنا تھا کوفہ مین حاضر ہوا اور علیؓ سے مصالحت کی۔ امیر المومنین علیؓ نے اُسکے ساتھ خالد بن ولید مردہ کو حاکم خراسان مقرر کرکے روانہ کیا۔

جریر قاصد علی

جریر ابن عبداللہ حاکم ہمدان کو حضرت علیؓ نے معاویہ کے پاس بھیجا کہ وہ معاویہ کو بیعت پر آمادہ کرین۔ عمر ابن عاص نے جریر کو تمام شامی لشکر کا معائنہ کروایا۔ اور باتون مین وہ جوش انتقام بھی دکھا دیا جو شامیون کے دلون مین تھا۔ جریر کے واپس آنے پر حضرت علیؓ کو معاویہ کے اہتمام کا پورا پتہ چلا اور یہی عمر کی غرض بھی تھی۔ مالک اشتر نے جھلا کر کہا کہ مین جاتا تو بآسانی معاویہ کو مطیع کر لیتا۔ امیر المومنین علی نے کہا کہ تم جاتے تو زندہ بھی نہ آتے۔ جریر کی رنجش کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن صورت ایسی پیدا ہو گئی کہ وہ ان باتون سے دل گرفتہ ہو گیا اور شیعان علیؓ سے الگ ہو کر کوفہ سے چلا گیا اور پھر اُسکو معاویہ نے خط لکھ کر اپنے پاس بُلا لیا۔

آب شیعان علی کو معاویہ سے لڑنے کی ضرورت معلوم ہوئی۔ امیر المومنین حضرت

علیؓ کا شام کی طرف چلنا

علیؓ نے عبداللہ ابن عباس کو بلوایا۔ مکہ اور مدینہ سے فوجین طلب کین۔ ابو مسعود انصاری کو کوفہ مین اپنا خلیفہ کرکے امیر المومنین علیؓ شام کی طرف چلے۔ لوگون کی رائے تھی کہ امیر المومنین خود لڑنے نہ جائین۔ لیکن امیر المومنین علی اپنا ہی جانا قرین مصلحت سمجھے۔

خبر سنکر معاویہ بھی طیار رہا۔ اسنے عمر ابن عاص کو لشکر کا سپہ سالار کیا۔ عمر نے پہلے اپنے غلام وردان کو روانہ کیا پھر خود چلا اور سب کے پیچھے معاویہ چلا۔ حضرت علیؓ نے مداین مین پہونچ کر لشکر کی روانگی باقاعدہ شروع کی۔ زیاد ابن نضر

اور شریح ابن حامی کو پہلے روانہ کیا اُسکے بعد مالک کو بھیجا پھر خود چلے۔ دونوں لشکر بمقام صفین جمع ہوئے۔ دشمنوں کا لشکر فرات کے قریب تھا اور امیر المومنین علیؓ کی فوج فرات سے دور تھی۔ حضرت علیؓ نے معاویہ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ پانی کے لیے نہیں لڑتے دین کے لیے لڑتے ہیں۔ پانی بند نہ کرو اور پھر لڑو حق اور باطل کا فرق لڑائی سے ظاہر ہوگا۔ حضرت علیؓ کی یہ درخواست عمر عاص کی صلاح سے منظور ہوئی۔ عمر عاص نے یہ مصلحت سوچی کہ علی کے پانی بند ہونے سے ممکن ہی کہ ہماری فوج کے لوگ اُنکی بے بسی پر ترس کھائین اور اُنکی طرف ہو جائین۔ فریقین مین صف آرائیان ہوئین اور بمقام صفین لڑائی شروع ہو گئی۔ علیؓ نے اپنی فوج کے سات ٹکڑے کیے اور ان ٹکڑون کے سردار۔ مالکؒ ابن اشتر۔ حجر ابن عدی۔ شبیث ابن ربعی۔ خالد بن المعم۔ زیادؓ ابن النضر۔ معاویہ بن ربائی قیسؒ بن سعد بن عبادہ تھے۔ معاویہ نے بھی اپنی فوج کے سات ٹکڑے کیے جنکے سردار عبدالرحمن بن خالد مخذومی۔ ابوالاعور سلمی۔ حبیبؒ بن مسلم فہری ذوالکلاع حمیری۔ عبیدؓ اللہ بن عمر بن خطاب۔ بشر بن مالک کندی اور حمزہؓ بن مالک ہمدانی لڑائی مین ایک شخص آتا تھا اور مبارز طلب کرتا تھا اور جب دھوپ سخت ہوتی تھی تو واپس جاتا تھا۔ ذی الحجہ مین یونہین مہینہ بھر تک لڑائی ہوا کی اور زیادہ لوگ ضایع نہین ہوئے۔ محرم ۳۷ھ شروع ہوا۔ حضرت علیؓ نے محرم کے احترام سے لڑائی روک لی اور مہینہ بھر تک لڑائی نہین ہوئی۔ حضرت علیؓ نے موقع پاکر مصالحت کی طرف معاویہ کو راغب کرنا چاہا۔ معاویہ کے دربار مین قاصدون کے اجتماع سے جو مباحثہ پیش ہوا وہ ٹھیک ایسا ہی تھا جیسا چند مسلمان اِس زمانے کے

جنگ صفین

مذہبی مسائل پر بیٹھ کر جھگڑتے ہین۔ پاس سخن کے لیے ہر شخص قرآن اور حدیث رسول پر تمسک کرنا چاہتا ہی لیکن کوئی بات طی نہین ہوتی۔ وہان تو مذہبی نزاع کے ساتھ ملکی نزاع بھی شامل تھی۔ جھگڑون کا طی ہونا آسان نہ تھا۔ معاویہ کی یہ حجت تھی کہ قاتلان عثمانؓ علیؓ کے لشکر مین ہین وہ مجھے ملجائین اور مین اُنکو مارلون پھر ہر طرح حاضر ہون شیعان علیؓ نے کہا کہ تم لوگ عمار ابن یاسر پر تہمت رکھتے ہو اور وہ یاران پیغمبرؐ اور بہترین اُمت سے ہی۔ ظاہرا معاویہ کی غرض صرف یہ تھی کہ اسطرح پر علی کے لشکر مین نفاق پھیلے گا اور اس نفاق سے معاویہ فایدہ اُٹھائیگا۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ اسکی غرض ٹھیک وہی ہو جو الفاظ سے ظاہر ہوتی تھی۔ واللہ اعلم مورخون کو اس سے بحث نہین۔ معاویہ نے یہ بھی کہلابھیجا کہ اگر علی کو قاتلان عثمان کے سپرد کرنے مین تامل ہی تو مین بزور تیغ اس تامل کو رفع کرونگا۔ اور پھر مسلمانون پر چھوڑ دونگا کہ وہ جسے چاہین خلیفہ منتخب کرین۔ یہ ویسی ہی باتین ہین جیسی غوغائیون نے عثمان بن عفان کے سامنے پیش کی تھین اور جس طرح امیرالمومنین عثمانؓ غوغائیون کی درخواست نہ ماننے مین نیک نیت کہے جاتے ہین اُسی طرح امیرالمومنین علی معاویہ کی بات نہ ماننے مین حق بجانب تھے۔

ماہ محرم گزرجانے کے بعد لڑائی شروع ہوگئی۔ اول صفر کو علیؓ اور معاویہ مین خوب لڑائی ہوئی۔ سات روز تک صبح سے شام تک برابر لڑائی ہوا کی اور کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ یہ لڑائیان بھی سردارون مین الگ الگ ہوتی تھین۔ کچھ کشود کار نہ ہوتی تھی۔ آٹھوین روز حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ کل فوج ایک مرتبہ حملہ کرے۔ آپ نے لڑائی کے طریقے فوج والون کو تعلیم کیے۔ قلب لشکر مین کھڑے ہوکر دعا پڑھی اور اُسکے بعد لڑائی

جنگ صفین کا خاتمہ

شروع ہو گئی۔ آٹھویں تاریخ کو شام تک خوب لڑائی ہوئی۔ نویں روز عمر عاص کے اشارے سے جو حملہ حضرت علی کی میمنہ فوج پر ہوا تو وہ بھاگ چلی اور امیر المومنین علیؓ کے پکارنے پر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ پھر حضرت علیؓ نے میسرہ اور قلب فوج سے بڑھنے کو کہا لیکن کوئی جگہ سے نہ ہلا۔ حضرت علیؓ کو جلال آیا اور وہ تنہا تلوار لیکر بڑھے اور پیچھے پیچھے اُنکے بیٹے امام حسن اور امام حسین اور محمد چلے یہ کیفیت دیکھ کر اور لوگ بھی بڑھے اور خوب لڑائی ہوئی۔ حضرت علیؓ کی تلوار اُس روز ویسی ہی بیباک تھی جیسی جنگ جمل میں آخر آخر ہوئی تھی۔ طرفین سے بہت مسلمان مارے گئے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے عمار بن یاسر اور معاویہ کی طرف سے عبید اللہ ابن عمر مقتول ہوئے۔ مالک ابن اشتر اور حضرت علیؓ کا کوئی مقابلہ کرتا نہ تھا۔ یہ جہان پہونچتے تھے میدان صاف کر دیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے معاویہ کو دیکھ کر پکارا کہ تم خود میدان میں کیوں نہیں آتے کہ جلدی سے تصفیہ ہو جائے۔ عمر نے معاویہ کو ترغیب بھی دی لیکن وہ نہ بڑھا اور کہنے لگا کہ حضرت علیؓ کے سامنے سے کوئی زندہ نہیں آتا۔ تاریکی شب نے لڑائی روک دی لیکن معاویہ والے اُس روز بہت مایوس میدان سے واپس گئے۔

حضرت علیؓ کا دلیری

دوسرے روز جمعہ کا دن تھا۔ صف آرائی تو صبح ہی سے ہوئی لیکن امیر المومنین علیؓ نے نماز جمعہ کے بعد پورے زور سے حملہ کیا اور معاویہ کی فوج نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ معاویہ کو سخت انتشار رہا۔ دنیاوی امور میں تدبیر کو بھی دخل ہے۔ عمر ابن عاص کا ایک جوڑ یہاں بھی چل گیا۔ نیزہ میں قرآن باندھ کر آسمنے بلند کیا اور یہ آواز دی کہ دو مسلمانوں میں تمکو دین کی طرف بلاتا ہوں یعنے میری لڑائی شرعی غرض سے ہی تھیں

قرآن نیزہ پر

اختیار ہو اسے مانو یا نہ مانو۔ لڑائی سے تم الگ ہو گئے تو ہمیں آسایش ملے گی۔"
عبداللہ ابن عباس بھی لڑائی میں تھے۔ قرآن دیکھتے ہی اُنکے مُنھ سے نکلا کہ
لڑائی ختم ہوئی اور مکر شروع ہوا۔ اکثر شیعان علی نے قرآن دیکھ کر تلوار روک لی حضرت
علی کتنا ہی چلاتے رہے کہ یہ بالکل دھوکا ہے ڈر سے حیلہ کیا گیا ہے۔ ذرا جمے رہو ابھی ابھی
فتح ہوتی ہے لیکن کسی نے نہیں سُنا لوگوں نے کہا کہ کتاب اللہ کی طرف ہم بُلائے
جاتے ہیں ہم کیونکر اجابت نکریں مسعود تمیمی اور زید بن حصین بولے کہ "علی تم خدا
کی کتاب کو مار نہیں سکتے مجھے وہ دین کی طرف بلاتے ہیں اور تم مجکو باز رکھتے ہو
تمھارا خون حلال ہے۔ ہم لوگوں نے عثمانؓ کو اسی لیے مار ڈالا کہ اُسنے کتاب اللہ کے
خلاف عمل کرنا شروع کیا" حضرت علیؓ نے کہا تمھاری خوشی لڑو یا نہ لڑو۔ جو لوگ
شیعان علی سے تھے اور پھر منحرف ہو گئے اُنکو مورخین نے اہل خوارج لکھا ہے خوارج
نے حضرت علیؓ سے کہا یہ کچھ نہیں مالک ابن اشتر کو بھی روک دو۔ مالک اُسوقت
بڑی ہی تاک میں تھا۔ دشمنوں کے پاؤں اُٹھتے ہوئے گویا دیکھ رہا تھا۔ حضرت علیؓ
کے بُلانے پر نہ آیا۔ مہتران خوارج نے علیؓ کو گھیر لیا اور کہا کہ مالک کو بلاؤ نہیں تو ہم
تمھیں ابھی مارے ڈالتے ہوں۔ حضرت علیؓ نے پھر مالک کے پاس آدمی بھیجا مالک نے
کہا یہ آنے کا وقت نہیں ہے ابھی ابھی فتح ہو جاتی ہے۔ علیؓ نے مالک سے کہلا بھیجا کہ
یہاں میری جان پر بنی ہے اور تمکو دشمنوں کی فکر ہے۔ پھر مالک فوراً آیا۔ مالک نے بھی
سمجھایا لیکن مہتران خوارج نے ایک نہ مانا۔ مالک نے مہتروں سے کہا کہ دشمنوں نے
تمھیں ایسا دھوکا دیا ہے کہ تمھیں عراق جانا مشکل ہو جائیگا۔ مالک کو غصہ آیا اور زبان پر
اسکا قابو نہ رہا۔ لوگوں نے مالک پر حملہ کیا۔ حضرت علیؓ نے سمجھایا کہ "جاؤ یہ سے تم نہیں

لڑتے نہ لڑو مالک کو کیون مارتے ہو۔ غرضکہ لڑائی فرو ہو گئی۔

معاویہ کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ دو شخص حکم کیے جائین اور اُنکا فیصلہ فریقین منظور کرین۔ معاویہ کی طرف عمر ابن عاص حکم مقرر ہوئے اور حضرت علیؓ کی طرف سے ابوموسی اشعری۔ علیؓ نے عبداللہ ابن عبّاس کو اور در صورت انکار فریق ثانی مالک بن اشتر کو حکم کرنا چاہا تھا۔ لیکن ان زبردست شخصون کو معاویہ کے طرفدارون نے پسند نہ کیا پیچھے سے ابوموسی اشعری کا نام لیا گیا۔ ابوموسی معاویہ کے طرفدار تھے لیکن حضرت علیؓ کے ایسے زبردست خیرخواہ بھی نہ تھے کہ عمر عاص کے شریک غالب ہو سکتے۔ امیر المومنین اپنے ساتھیون کی کم فہمیون سے بہت بددل تھے اُنھون نے بزبان حال ع انچہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم۔ کہکر اپنی قسمت کا فیصلہ عمر عاص ایسے مکار دشمن اور ابوموسی ایسے سست دوست پر چھوڑ دیا۔

حکمین یعنی دا… مقرر ہوئے

مضمون صلحنامہ

صلحنامہ مین یہ لکھا گیا کہ ابوموسی اور عمر ابن عاص اپنے اپنے گھر پھر جائین آیندہ رمضان مین بمقام دومۃ الجندل یہ دونون آدمی آئین۔ وہان چارسو آدمی حضرت علیؓ کی طرف سے اور چارسو معاویہ کی طرف سے جملہ آٹھ سو آدمی اور جمع ہون۔ ابوموسی اور عمر عاص تنہائی مین بحث کرین۔ اگر اُنکی رائین علیؓ یا معاویہ مین سے کسی ایک کی نسبت قایم ہو تو وہ امیر المومنین قرار پاوے اور اگر دونون کی رائے کسی ایک پر نہ جمے تو آٹھ سو آدمی جو موجود ہون اُنکی کثرت رائے سے کوئی دوسرا امیر المومنین مقرر کیا جاوے۔

جب صلحنامہ ہو گیا تو طرفین کے لوگ میدان جنگ سے روانہ ہونے لگے۔ خوارج نے اس صلح پر بھی شور مچایا کہ علیؓ نے حکم پر رضامندی ظاہر کی تو وہ

مسلمان نہین رہا جو حکم اللہ دیتا وہی ٹھیک تھا یعنے لڑائی سے فیصلہ کرلیا جاتا عمر
اور ابوموسی کیا فیصلہ کرین گے" علیؓ نے کہا کہ تم لوگون نے نیزہ پر قرآن دیکھ کر بھی
پر ہاتھ صاف کرنا چاہا تھا۔ اور کہتے ہو کہ حکم کیون مقرر کیے گئے۔ کوفہ تک پہونچتے
پہونچتے انکی تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی اور انھون نے اپنے گروہ کا ایک امیر
مقرر کیا اور حضرت علیؓ سے لڑنے کا ارادہ کیا۔

خوارج کی سرکشی

حضرت علیؓ کو کچھ تو اسلام کا پاس تھا اور کچھ یہ خیال تھا کہ باہمی نفاق کی خبر شائع
ہوئی تو اچھا نہ ہوگا۔ کسی طرح انکو سمجھایا اور راضی کیا۔ کہا کہ کچھ دنون اور صبر
کرو اتنے کچھ روپیہ بھی خرچ کے لیے آجاتے ہین اور ہملوگ سستا بھی لیتے ہین
پھر دیکھین گے کیا ظہور مین آتا ہی اگر کتاب اللہ کے موافق ہوا تو ہم سب منظور کرین گے
اور نہین تو پھر دیکھا جائیگا۔ خیر بمشکل تمام وہ لوگ رام ہوئے۔

آٹھ مہینے کے بعد رمضان المبارک مین بمقام دومۃ الجندل معاویہ کی طرف سے
عمر بن عاص اور امیر المومنین علیؓ کی طرف سے ابوموسی آئے اور اسکے علاوہ چار
چارسو آدمی طرفین سے اکٹھا ہوئے۔ عجب مقام اور عجب بحث تھی۔ سوا ے
سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ معاملات دنیا سے الگ ہوکر جنگل مین بکریان چراکر
گذر کرتے تھے اور تمام صحابی رسول اللہ کے یہان آکر جمع ہوئے۔ ہان ایک
محمد بن ابی بکر بھی موجود نہ تھے۔ شاید مصر کے معاملات سے آنے کی فرصت
نہ پائی۔ اکثرون کو گمان تھا کہ ابوموسی معاویہ کو پسند نہ کرین گے اور نہ عمر ابن عاص
علیؓ کو چاہین گے نتیجہ یہ ہوگا کہ دونون الگ ہونگے اور تیسرا منتخب ہوگا۔ اس
انتخاب مین ہر ایک شخص بجاے خود امیدوار تھا جس طرح معاویہ کا عقل کل عمر ابن عاص تھا

حکم جمع ہوئے

اسی طرح حضرت علیؓ کی طرف مدار المہام عبداللہ ابن عباس تھے۔ حضرت علی کی طرح یہ بھی شرعی حدود سے متجاوز نہ ہوتے تھے اور اسلیے معاویہ اور عمر ابن عاص کی چالون کا جواب دینے والا ادھر کوئی نہ تھا۔

بموجب شرط کے ابوموسیٰ اور عمر ابن عاص ایک خیمہ مین بیٹھے اور بڑی دیر تک گفتگو ہوا کی۔ عمر عاص نے ابوموسیٰ سے کہا کہ آپ کے معلومات بہت بڑے ہین اور آپ کا درجہ بھی بڑا ہی پہلے آپ اپنی راے بتا ئیے۔ انھون نے کہا کہ مسلمانون کی فلاح تو اسمین نظر آتی ہی کہ علی اور معاویہ دونون الگ ہو جائین۔ عمر ابن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کیا بُرے ہین۔ ابوموسیٰ نے جواب دیا کہ یون تو علی معاویہ سے کہین اچھے ہین۔ مین رفع شر چاہتا ہون۔ عمر ابن عاص نے پوچھا کہ اچھا پھر آپ کی نظر کس پر پڑتی ہی۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر پر کہ وہ کبھی جھگڑون مین شریک نہین ہوئے وہ اپنے باپ کے طریقہ پر چلین گے تو امن قایم ہو جائیگا عمر ابن عاص نے کہا مین اُنکو پسند نہین کرتا۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ دونون برطرف کردیے جائین اور پھر شورہ سے انتخاب ہو رہے گا۔ عمر عاص نے کہا یہی راے میری بھی ہی اب دونون خیمہ سے نکلے اور لوگ فیصلہ سُننے کو ہمہ تن گوش ہوئے۔ عمر نے ابوموسیٰ سے کہا کہ ”آپ اپنی راے بیان کیجیے“ ابوموسیٰ کہنے کو کھڑے ہوئے اور عبداللہ ابن عبّاس کو کھٹکا پیدا ہوا انھون نے چُپکے سے ابوموسیٰ کے کان مین کہا کہ ”عمر کی باتون مین نہ آجانا“ ابوموسیٰ نے کھڑے ہو کر کہا ”لوگو گواہ ہو کہ مین نے علی اور معاویہ دونون کو اس کام سے الگ کیا تم لوگ کوئی دوسرا امام منتخب کرو جیسا کہ عمرؓ کے مرنے پر انتخاب عمل مین آیا تھا“ اسکے بعد عمر کھڑا ہوا اور بولا کہ

ثالثین کے فیصلہ کا نتیجہ۔

ابوموسیٰ نے علی اور معاویہ دونون کو برطرف کردیا۔ ابوموسیٰ کی رائے سے جہان تک اُسکو علی کی برطرفی سے تعلق ہے مین اتفاق کرتا ہون اور مین بھی علی کو برطرف کرتا ہون لیکن معاویہ کو مین برطرف نہین کرتا بلکہ کام خلافت کا مین اُنکے سپرد کرتا ہون کہ وہ عثمانؓ کے ولی ہین اور اُنکے خون کا بدلہ چاہتے ہین۔ ابوموسیٰ کو غصہ آیا اور اُنھون نے کہا عمرؓ مکار اور جھوٹے ہو ہم لوگون مین ہرگز یہ تجویز نہین ہوئی تھی جیسا تم نے ظاہر کیا۔ غرضکہ شوروغل مین بات جاتی رہی اور عمرو عاص نے یہ موقع نہ دیا کہ بجائے علی اور معاویہ کے کوئی دوسرا شخص منتخب ہوتا بلکہ اس واقعہ سے معاویہ کو اتنا نفع پہونچ گیا کہ اب تک وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک درجہ اُسکے لیے قایم ہوگیا۔ امیرالمومنین نہین تو امیر معاویہ کہکر اُسکا پکارا جانا بھی قریب نہ رہا۔ اسکے بعد شام کی فوجون نے بڑی خوشیان کین اور معاویہ کو وہ خلیفہ کہنے لگے اور گویا اسی وقت سے یہ سمجھا گیا کہ علی عراق کے لیے امیرالمومنین ہین تو معاویہ شام کے لیے ہے۔

خوارج کا حال قابل تذکرہ ہے کہ جب ابوموسیٰ کو حضرت علیؓ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تو خوارج کے جنون دوری نے پھر زور پکڑا اور وہ کہنے لگے "علی تم نے اللہ کے حکم کو چھوڑکر دو شخصون کے حکم کو بڑا سمجھا۔ تم نے سخت گناہ کیا۔ جلدی توبہ کرو اور فوج جمع کرکے دمشق کی طرف چلو" حضرت علی نے کہا کہ تمھارے ہی دباؤ سے تو مین نے عہد کیا خیر جو ہونا تھا وہ ہوگیا اب مین کسی طرح سے نقض عہد نہین کرسکتا۔ وہ علی سے کہتے تھے "خیر ہم نے معصیت کی اور ہم توبہ کرتے ہین تم بھی اپنے گناہ کا اقرار کرو اور اس سے توبہ کرو اور پھر لڑنے کو چلو" حضرت علیؓ کہتے تھے کہ مین نے گناہ نہین کیا تو اقرار گناہ کیا کرون۔ امیرالمومنین علیؓ کی نرمی نے انکو

سخت بنایا۔ یہ لوگ تعداد میں روز بروز بڑھتے گئے۔ بسمی دون میں یہ پکارتے تھے کہ حکم اللہ کا ہی دنیا میں کوئی حاکم یا امیر نہیں ہی۔ یہ لوگ علی یا معاویہ کسی کی خلافت تسلیم نہیں کرتے تھے۔ چونکہ معاویہ سے لڑنے پر یہ لوگون کو ترغیب دیتے تھے اسلیے شروع شروع انکی سخت کلامیان شیعان علی کو زیادہ شاق نہ گزرتی تھین آخر مین یہ لوگ اعتدال سے بہت زیادہ بڑھ گئے۔ اگر علیؓ طرح نہ دیجاتے تو علیؓ کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانے پر آمادہ تھے۔ امیر المومنین علی ذرا سبقت کرتے تو یہ لوگ لڑپڑتے۔ جب خوارج کی تعداد ۱۵ ہزار سے کچھ اوپر ہوئی تو اُنھون نے کوفہ چھوڑدیا اور یہ کہہ کر باہر نکل گئے کہ کوفہ والے تمام کافر ہین۔ انکے ساتھ رہنا ٹھیک نہین۔

خوارج کا کوفہ سے جانا

جب یہ لوگ کوفہ سے نکلے تو عبداللہ ابن وہب کو ان لوگون نے اپنا سردار مقرر کیا اور اُنکے انداز رفتہ رفتہ اس طور کے ہوتے گئے جیسے آجکل یورپ مین نہلسٹ اور انارکسٹ وغیرہ کے فرقے پائے جاتے ہین۔ یہ لوگ جاکر نہروان مین ٹھہرے۔ بصرہ کی حکومت عبداللہ ابن عباس کے تعلق تھی اور یہ کسی کام کو کوفہ گئے تھے کوفہ مین یہ خبر پہونچی کہ عبداللہ ابن وہب نے اپنا اثر فوج بصرہ پر بھی پہونچانا چاہا ہی۔ عبداللہ فوراً بصرہ روانہ کیے گئے اور حضرت علی نے کوفیون کے سامنے جنگ شام کا تہیہ کیا اور یہ بیان کیا کہ جب پنچایت کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے موافق کوئی فیصلہ نہین ہوا تو اب مجکو شامیون پر حملہ کرنے مین کوئی تامل نہین ہی۔ اسی مضمون کا ایک خط عبداللہ ابن وہب کے پاس نہروان بھیجا گیا۔ اسکے جواب مین اُسنے لکھا کہ ہم لوگون کے کہنے کو تم نے نہین مانا اور پنچ مقرر کرکے تم کافر ہوچکے تم اپنے کفر کا اقرار کرکے مسلمان ہو تو ہم آسکتے ہین۔ امیر المومنین نے یہ جواب

کوفیون کو سنایا اور کہا کہ انکو صرف فساد بڑھانا ہی کچھ کرنا نہین ہی۔

جنگ کی طیاری

آسکے بعد بصرہ مین عبداللہ ابن عباس کے پاس فوج کے لیے حکم بھیجا گیا عبداللہ ابن عباس نے بہت زور مارا لیکن ساٹھ ہزار فوج مین سے صرف تین ہزار آدمی لڑائی کے لیے قوی ہوئے۔ امیرالمومنین علیؓ نے اہل کوفہ کے سامنے بصریون کی بیوفائی کا تذکرہ کیا۔ ۲۵ ہزار کوفی لڑنے مرنے کو طیار پائے گئے۔ کوفیون نے یہی کہا کہ پہلے نہروان چل کر خوارج سے بھگت لینا چاہیے حضرت علیؓ نے کہا نہین۔ پہلے شامیون سے لڑو کہ انسے زیادہ خطرہ ہی۔"

خوارج نہروان کی شکست

پھر اسکے بعد خبر آئی کہ خوارج نے فساد پھیلا رکھا ہی مسلمانون کو کافر کہکر بلا تامل وہ مار ڈالتے ہین۔ امیرالمومنین علیؓ سوچے کہ "ہم شام جاتے ہین ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین خوارج کوفہ پر قابض ہوجائین" اسلیے بہ مجبوری خوارج سے لڑنے کو آپ نہروان چلے۔ اور خوارج کو لڑائی پر آمادہ پا کر اُنکے مقابلہ مین ہتھیار اُٹھایا۔ پہلے خوارج نے حملہ کیا اسکے بعد حضرت علی کی فوج نے تمام خوارج کو جنکی مقدار چار ہزار سے زیادہ نتھی گھیر لیا اور سب کو تہ تیغ کرکے بے گور وکفن چھوڑ دیا۔

التوائے جنگ

آب امیرالمومنین علیؓ نے براہ موصل شام چلنے کا ارادہ کیا۔ لیکن سرداران فوج کی یہ راے ہوئی کہ ہتھیار خراب ہوگئے ہین کوفہ چل کر نئے ہتھیار لیے جائین اور پھر وہان سے شام کا ارادہ کیا جائے۔ کوفہ مین چل کر سپاہیون نے ہاتھ پاؤن پھیلا دیے جس سے علیؓ نے ارادہ ملتوی کردیا۔ پھر لوگون نے امیرالمومنین علیؓ سے معذرت کی اور انھون نے بہ مجبوری معذرت قبول کی

سعذرت قبول نہ کرتے تو ادر کیا کرتے۔

جنگ نہروان ۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ ۳۸ھ کی ابتدا میں پہلے محمد ابن ابوبکر کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ قیس کی جگہ محمد کو امیرالمومنین علیؓ نے تعنات کیا اور محمد نے دشمنوں کو ہزیمت بھی دی۔ مصر میں امیرالمومنین علیؓ کے خلاف سازش کرنے والا معاویہ بن حذیفہ تھا۔ جنگ صفین اور فیصلہ پنچایت کے بعد جب اسکو معلوم ہوا کہ اہل شام نے معاویہ کو امیرالمومنین کا لقب دیدیا تو اُس نے محمد ابن ابی بکر پر خروج کیا۔ محمد نے امیرالمومنین علی سے مدد مانگی۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ مصر میں مالک ابن اشتر اور قیس ابن سعد کے سوا دوسرا کام نہیں کر سکتا قیس نے جانا قبول نہیں کیا۔ مالک کی جگہ قیس حاکم جزیرہ مقرر کیا گیا اور مالک مصر کی طرف بھیجے گئے۔ مالک کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ مالک کی خبر سنکر معاویہ کو سخت تشویش ہوئی۔ راستہ میں مالک کو زہر دیا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ کی سازش سے ایسا ہوا۔ مالک کی موت نے امیرالمومنین علیؓ کو سخت صدمہ پہونچایا۔ آپ نے محمد کو لکھا کہ میں نے عبداللہ ابن عبّاس کو بھیجنا چاہا۔ اُنھوں نے منظور نکیا۔ مالک کو راستہ میں زہر دیا گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ تمھارے لیے کوئی دوسرا مقام تجویز کیا جاتا جہاں تمکو آسانی ہوتی۔ مالک کے مرجانے پر اب کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جس طرح ممکن ہو وہاں کا انتظام کرو۔

اب اسکے بعد عمرو بن عاص شام سے مصر کی طرف چلا۔ معاویہ بن حدیقہ بھی آکر اُسکے ساتھ ہولیا۔ محمد نے خوب مقابلہ کیا۔ معاویہ بن حدیقہ کا بیٹا کنانہ محمد کی فوج کا سپہ سالار تھا اور محمد کے بھائی عبدالرحمن ابن ابی بکر عمرو ابن عاص کے

قتل محمد بن ابی بکر

مالک کی موت

لشکر میں سب سے آگے تھے۔ معاویہ نے اپنے بیٹے کنانہ کو لڑائی میں مارڈالا اور کہا تو ہی نے امیرالمومنین عثمانؓ کے گلے پر چھری پھیری تھی۔ ایک تو محمد کی فوج کم تھی اسپر سے اسکا بھی سپہ سالار مارا گیا۔ محمد کے ساتھیوں نے فرار اختیار کیا محمد بھاگ کر جھاڑی میں چھپے اور گرفتار ہوئے۔ محمد کے بھائی عبدالرحمن نے اپنے بھائی کے لیے امان طلب کرنے کا ارادہ کیا لیکن معاویہ نے محمد کے مارنے میں جلدی کی اور کہا کہ جب میں نے اپنے بیٹے کا خیال نکیا تو محمد کو کب چھوڑتا ہون۔ محمد کی نعش کو نہایت برے طور پر جلایا جسکا صدمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ ہوا۔ محمد کے مرنے پر مصر کی حکومت سے امیرالمومنین علی کا بالکل قطع تعلق ہو گیا۔

عبداللہ ابن عباس زیاد ابن ابی سفیان کو بصرہ میں اپنا قایم مقام کر کے امیرالمومنین علیؓ کی دلدہی کے لیے کوفہ میں آئے اور کہا کہ اب میرا آپ سے الگ رہنا مناسب حال نہیں ہے۔ میدان خالی پاکر معاویہ نے کچھ آدمی اپنے بصرہ میں روانہ کیے اور اہل بصرہ نے زیاد سے نافرمانی کی۔ عبداللہ ابن عمر حضرمی کو جو امیر معاویہ کی طرف سے آیا تھا کوفیون نے آکر شکست دی۔ وہ ایک گھر میں آکر چھپا گھر میں آگ لگادی گئی اور وہ اپنے ساتھیون کے ساتھ وہین جل گیا۔ اس طرح زیاد کا پھر تسلط شہر بصرہ میں ہوا۔

خوارج نے پھر سر اٹھایا۔ اصفہان۔ کرمان۔ اور سجستان کی طرف زیاد انکی گوشمالی کو روانہ کیا گیا۔ اسوقت حارث خوارج کا سردار تھا۔ دن بھر لڑائی ہوئی اور رات کو دشمن پہاڑ دن میں گھس گئے۔ زیاد بصرہ واپس چلا آیا۔ پھر دوسرے لوگ خوارج

کی گوشمالی کو تعنات کیے گئے ۔ خوارج کا سردار حارث مارا گیا ۔ اسکے بعد امیر المومنین نے زیاد کو فارس کی طرف بھیجا ۔ زیاد نے نہایت سنجیدگی سے ملک کا خراج وصول کر کے امیر المومنین علی کے پاس روانہ کیا اور حضرت علی کو بہت مسرور کیا ۔ زیاد کا ملک فارس مین بہت اچھی طرح سے تسلط ہوگیا ۔ زیاد کا رسو

مصر پر قبضہ کر کے امیر معاویہ کو یہ فکر ہوئی کہ مختلف مقامات پر فوجین بھیجکر امیر المومنین علیؓ کو زچ کرنا چاہیے معاویہ نے سب کے پہلے نعمان ابن بشیر کو عین التمر کی کی طرف بھیجا جہان وہ خود امیر المومنین علی سے ہزیمت اُٹھا کر واپس آیا ۔ حضرت علی کو اس لڑائی مین یہ معلوم ہوا کہ کوفی لڑائی کے وقت بیوفائی کرتے ہین ۔ اسکے بعد امیر معاویہ کی طرف سے کوی موصل کی طرف چلا اور راستہ مین بہ مقام ہیت امیر المومنین علی کا عامل اشرس بن حسان ملا ۔ اسکے ساتھی تو بھاگ گئے لیکن یہ خود تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ میدان مین قایم رہا اور مارا گیا ۔ حضرت علی نے یہ خبر سنکر تنہا روانگی کا قصد کیا کیونکہ اپنی فوج کی بیوفائی سے وہ بے خبر نہ تھے ۔ فوج پر اسکا بڑا اثر ہوا ۔ لوگون نے حضرت علیؓ کو باز رکھا اور اُنکی جگہ پر سعد ابن قیس کو بھیجا یہ گئے تو دشمنون سے مقابلہ نہین ہوا ۔ کچھ فوج معاویہ کی عبد اللہ ابن سعدہ کی ماتحتی مین بہ مقام تیما گئی تھی جہان اسکو ہزیمت ہوئی ۔ معاویہ کا بڑھنا

اسوقت تک عراق اور فارس کے علاوہ مکہ مدینہ مین بھی حکومت حضرت علی کی تھی ۔ امیر معاویہ نے سوچا کہ مسلمانون کا امیر مین اسوقت تک نہین ہوسکتا کہ ارکان حج میرے اہتمام سے ہون ۔ معاویہ نے ضحاک ابن قیس کو بڑی فوج کے ساتھ تعنات کیا ۔ امیر المومنین علیؓ نے راستہ مین حجاج کی آرام کے

لیے جا بجا آدمی بٹھا دیے تھے اور کھانے پینے کا سامان مہیا کر دیا تھا۔ ضحاک نے
اِن سب کو غارت کرنا شروع کیا اور حجاج کو روکا کہ بغیر کسی میر کے تم حج نہ کرو۔ امیرالمومنین
علیؓ نے حاجر ابن کندی کے ذریعہ سے ضحاک کو پسپا کیا۔ قثم ابن عباس امیرالمومنین
علیؓ کی طرف سے مکہ کے امیر تھے اور وہی حج میں پیشوا ہوئے تھے۔ امیر معاویہ
کے آدمیوں نے قثم کو پیشوائی سے روکا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو پیش کیا
نوبت تلوار چلنے کی پہونچی نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے ایک تیسرے شخص یعنے
شیبت بن عثمان رضی اللہ عنہ کو حج کا پیشوا کیا اور یہی غرض معاویہ کی تھی کہ حضرت
علیؓ کی امارت حرمین میں مسلم نہ سمجھی جائے۔

اسی سال معاویہ دجلہ تک آکر واپس گیا۔ حضرت علیؓ یہ خبر سنکر فوراً موقع پر پہونچے
اور امیر معاویہ کا مطلب صرف علیؓ کا منتشر کرنا تھا۔ امیر معاویہ نے بشیر کو کچھ فوج دیکر
مدینہ۔ مکہ۔ حجاز اور یمن کی طرف بیعت لینے کو بھیجا۔ بشیر نے مدینہ پر قبضہ کرکے
ابوہریرہ کو خلیفہ کیا اور وہان سے وہ مکہ میں پہونچا۔ امیرالمومنین علی کے اکثر
ساتھی مسلمانون پر تلوار چلانا پسند نہیں کرتے تھے اور امیر معاویہ کے لوگ اس
خصوص میں کسی قدر بیباک تھے اور یہی وجہ اسکے فروغ کی تھی۔ حضرت علیؓ نے
مجبور ہو کر وہب ابن مسعود کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ ابوہریرہ بھاگ گئے اور امیرالمومنین
علیؓ کا پھر تسلط ہوا۔ حرمین میں یہ بے ترتیبیان دیکھ کر امیرالمومنین علی نے امیر معاویہ
سے کہلا بھیجا کہ شام کے حملے عراق پر اور عراق کے حملے شام پر کب تک ہوتے
رہیں گے۔ بہتر ہو کہ شام میں تم رہو اور عراق میں میری حکومت ہو۔ یہ تحریک کسکی
جانب سے ہوئی اسمین مورخون نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن یہ سب نے لکھا ہے کہ

عراق اور شام کی تقسیم کا تصفیہ

یہ بات فریقین نے منظور کی۔ پھر بسر مکہ سے یمن گیا اور امیر المومنین علیؓ کی حیات تک وہ وہین رہا۔ اخیر اخیر امیر المومنین اور عبداللہ ابن عباس کے باہمی لطف مین بھی شاید کچھ یون ہی سا فرق آگیا تھا۔ اسی سال امیر المومنین کے بھائی عقیل بھی امیر معاویہ سے جا ملے۔

قتل علی کرم رمضان ۴۰ھ مین بوقت نماز صبح عبدالرحمن بن ملجم نے علیؓ ابن ابی طالب کو زہر آلود خنجر مارا جسکے صدمہ سے آپ دو تین روز کے بعد جان بحق تسلیم ہوگئے۔ صورت قتل کی یون ہے کہ خوارج جو آخر آخر کہتے تھے کہ حکم اللہ کا ہے امیر المومنین کی ضرورت نہین ہے۔ انمین سے تین شخصون نے امیر المومنین علیؓ امیر معاویہ اور عمرو ابن عاص کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور یہ ٹھانا کہ ایک وقت اور ایک تاریخ مین یہ تینون صفحۂ دنیا سے اُٹھا دیے جائین۔ عبدالرحمن ابن ملجم کوفہ کی مسجد مین بیٹھا۔ مبارک ابن عبداللہ دمشق کی مسجد مین اور عمر ابن ابی بکر تمیمی مصر کی مسجد مین جا کر چھپا۔ عمر تمیمی نے تو عمرو عاص کے دھوکہ مین دوسرے کو مار ڈالا اور مبارک کی تلوار معاویہ پر اوچھی پڑی۔ کچھ دنون کے بعد امیر معاویہ اچھے ہوگئے ابن ملجم کی تلوار سے امیر المومنین علیؓ کو زخم کاری لگا اور وہ جانبر نہ ہو سکے حضرت علیؓ نے زخم کھاتے ہی کہا "فزت درب الکعبہ" آپ کی زندگی ایسی کشمکش مین تھی کہ موت کو آپ فائز المرامی سے تعبیر کرنے کی وجہ رکھتے تھے۔ امیر المومنین علیؓ کو کوفہ مین دفن کیا۔ لیکن غیر متعارف مقام پر تاکہ بنو امیہ کے ہوا خواہ یا اُن کفار اور یہود کے ورثا جو لڑائی مین آپ کے ہاتھون سے قتل ہوئے تھے نعش سے بے ادبی نکرین۔ مشہور ہے کہ آپ نے اسی مضمون کی وصیت بھی کی تھی۔ مرتے

وقت لوگون نے چاہا کہ امیر المومنین علیؓ اپنے بیٹے حسن کو اپنا خلیفہ کر جائین - حضرت علیؓ نے کہا کہ اتنا بڑا بار مین اپنے سر پر نہین لے سکتا اور یہ کہا کہ مین خود اپنے حال مین مشغول ہون تم لوگ جو مناسب سمجھو کرو۔ اس سے ضمناً حضرت علیؓ کی رضامندی پائی گئی اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے بعد کوفہ مین حضرت حسن امیر المومنین ہوئے

تفصیل اولاد علیؓ ابن ابی طالب

نمبر سلسل	نام	مان کا نام	کیفیت
نمبر ۱	حسن	فاطمہ بنت رسولؐ	انکو زہر دیا گیا۔
نمبر ۲	حسین	ایضاً	کربلا مین شہید ہوئے۔
نمبر ۳	محسن	ایضاً	لڑکپن مین مرے۔
نمبر ۴	عبّاس	ام بنین	کربلا مین شہید ہوئے۔
نمبر ۵	جعفر	ایضاً	ایضاً
نمبر ۶	عبید اللہ	ایضاً	ایضاً
نمبر ۷	عثمان	ایضاً	ایضاً
نمبر ۸	عبد اللہ	لیلی	ایضاً
نمبر ۹	ابوبکر	ایضاً	ایضاً
نمبر ۱۰	یحییٰ	اسما	
نمبر ۱۱	عون	ایضاً	
نمبر ۱۲	عمر	ام حبیبہ	
نمبر ۱۳	محمد	حنفیہ	

آنکے علاوہ اٹھارہ لڑکیاں آپ کی اور تھیں۔ تمام عمر میں آپ نے ۹ بیبیاں کی تھیں لیکن فاطمہ کی حیات میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہیں کیا تھا۔

باب ۵ پنجم

قریشی النسل خلفا

فصل اوّل

بنو اُمیّہ

حسنؓ کا خلافت علیحدہ ہونا

امیر المومنین علیؑ کے بعد شیعان علی نے امام حسن ابن علی کے ہاتھ پر بیعت کی حسن رضی اللہ عنہ باپ کی جگہ پر بیٹھے لیکن اُنکی طبیعت لڑنے بھڑنے کی طرف مائل نہ تھی۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ اس طرف مائل نہیں ہوتے اور سمجھے کہ ایک روز معاویہ کا دور دورہ ہوگا تو آہستہ آہستہ لوگ امیر معاویہ کی طرف جانے لگے۔ عبد اللہ ابن عبّاس ایسا شخص بھی معاویہ کی طرف کچھ راغب ہوا۔ حسن نے لوگوں کا رخ دیکھ کر اور امیر المومنین علی کے ساتھ جو سلوک لوگوں نے کیے تھے اُنھیں سوچ کر امیر معاویہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور شرط یہ ٹھہری کہ حضرت علیؓ کو کوئی بُرا نہ کہے۔ حسن کے مدینہ جانے میں کوئی مزاحم نہ ہو۔ حضرت علیؓ کے اہل بیت تعداد میں بہت زیادہ ہیں اُنکو فقر اور فاقہ سے بچانے کے لیے عراق اور کوفہ کا خزانہ جسکی مقدار ۵ ہزار درم سے زاید نہ تھی امام حسن ساتھ لیجائیں اور بصرہ کے قریب جو ایک شہر "دار آب گرد" ہے اُسکا خراج سالانہ گزر اوقات کے لیے امام حسنؑ کو برابر ملتا رہے۔ امام حسنؑ نے یہ خواہش اسلیے ظاہر کی کہ امیر المومنین علی نے ورثا کے لیے کوئی مال یا دولت چھوڑی نہ تھی۔ معاویہ اس صلح کو بہت ہی غنیمت سمجھا

اور فوراً راضی ہو گیا۔ حسن نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بار خلافت سے اپنا پیچھا چھوڑا کر الگ ہوئے۔ امام حسن اور امام حسین کی طبیعتوں میں فرق تھا۔ حسین نے بھی اُسوقت بیعت کی مگر باستکراہ۔ سچ ہی مصرع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ معاویہ اصحاب رسولؐ سے ضرور تھا۔ لیکن یہ ظاہر ہی کہ اسکا خاندان شروع میں کیسا دشمن رسولؐ تھا اور اُسکے خاندان کا رسولؐ پر ایمان لانا باستکراہ اور بمجبوری تھا۔ ابوسفیان ایسا شخص اُسکا باپ تھا۔ ہندہ جسنے حمزہ عم رسولؐ کا کلیجہ چابا تھا اُسکی ماں تھی۔ ابتدا میں معاویہ ایک ادنیٰ سپاہی یا چھوٹے درجہ کا سپہ سالار تھا پھر باغی بنا جنگ صفین کے بعد معاویہ سے امیر معاویہ ہوا۔ اب عرب۔ یمن۔ شام۔ مصر۔ عراق فارس اور خراسان کا شہنشاہ ہو کر امیر المومنین ٹھہرا۔ آج ابوسفیان زندہ ہوتا تو دیکھتا کہ رسول اللہ کی جن کوششوں سے وہ ہمیشہ اختلاف کرتا تھا آج وہی کوششیں ہفت اقلیم کی سلطنت کو اسکے خاندان میں لانے پر منتج ہوئیں۔

معاویہ کی عادات

خلفائے اربعہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ سے تو امیر معاویہ کو کوئی نسبت تھی ہی نہیں۔ لیکن اسکے بعد کے سلاطین پر نظر ڈال کر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ جب اس سے کہیں بڑے بڑے سلاطین کو لوگوں نے بے تکلف امیر المومنین کہا تو اسے کیوں نہ امیر المومنین کہیں کہ یہ ابوالمومنین یعنی یاران رسولؐ کا بھی امیر تھا اور اسکے بعد کے زمانہ پر نظر کی جائے تو اسکا عہد بھی بیعت حسنین کے بعد فرد غنیمت معلوم ہوتا ہی۔

قیس ابن سعد حسن کے علیحدہ ہونے پر بھی دس ہزار فوج کے ساتھ معاویہ سے منحرف رہا۔ لوگوں نے کہا کہ بے امیر کے تم کیا جنگ کروگے۔ قیس نے جواب دیا کہ معاویہ ایسے گمراہ امیر کے مطیع ہونے سے بے امیر کے لڑنا اچھا ہی۔ قیس حسب تدبیر

قیس ابن سعد مطیع ہوا

تھا اسلیے معاویہ نے اسے روپیہ کے زور سے دباکر اپنی راے مین کرلیا اور لڑنا پسند نہین کیا۔

حسن کو زہر دیا گیا

اسماز وجہ حسن کے ذریعہ سے حسن کو مدینہ مین زہر دیا گیا۔ معاویہ کے اشارہ سے ایسا ہوا یا اُسکے بیٹے یزید کے ایما سے۔ یہان مورخون کا اختلاف ہی۔ حسن کو مزار رسوؐل اللہ کے قریب لوگون نے دفن ہونے نہین دیا۔ اور یہان بھی مورخون کا اختلاف ہی کہ حضرت عائشہ کے ایما سے ایسا ہوا یا اُس شخص کے حُکم سے ہوا جو مدینہ مین معاویہ کے حُکم سے تعنات تھا حسین ابن علی آمادہ قتال ہوئے لیکن پھر اُنکو امام حسن کی وصیت یاد آئی کہ مزار رسوؐل کے قریب لوگ جگہ نہ دین توکہین اور دفن کرنا۔ قبر کھُد چُکی تھی کہ فساد ہوا امام حسن کے جنازہ پر تیرون کی بارش ہوئی اور وہ مزار رسوؐل کے قریب دفن نہین ہوئے۔ اس واقعہ سے امام حسین بددل ہوکر مع تمام اہل بیت کے مدینہ سے مکّہ چلے آئے۔

زیاد کا رسوخ

زیاد ابن ابی سفیان جو حضرت علی کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا شروع شروع کچھ معاویہ سے منحرف رہا پھر وہ بھی معاویہ کے اختیار مین آگیا۔ اب تک لوگ اسے ابن ابی سفیان نہین کہتے تھے۔ سفیان نے اپنی لونڈی زیاد کی مان سے ہمبستری کی تھی۔ جب وضع حمل کو تین مہینے رہ گئے تو اُسنے مادر زیاد کو الگ کردیا اس راز سربستہ سے معاویہ واقف تھا اُسنے مصالح وقت پر نظر ڈال کر زیاد کو اپنا بھائی ثابت کیا۔ اسی زمانہ مین عمرو ابن عاص مصر مین مرا اور معاویہ نے بجاے عمرو عاص کے زیاد کو اپنا قوت بازو تصور کیا۔ معاویہ نے زیاد کو بصرہ کا گورنر کیا اور پھر مغیرہ کے مرنے پر کوفہ کی گورنری بھی زیاد کو ملی۔ کوفہ اور بصرہ دونون جگہ یہ حکمرانی

کرتا تھا۔ یہ بہت ہی سخت مزاج تھا اور اسکے ساتھ ہی مدبر بھی تھا۔ کوفہ اور بصرہ کے سرکشون کو اُس نے خوب زیر کیا۔ اسکے بعد خراسان۔ نیمروز۔ کرمان۔ سندھ اور ہند کی حد تک جتنے ممالک مقبوضہ تھے سب اسی کے تعلق کر دیے گئے۔

معاویہ نے اس سال حج کیا راستہ مین مدینہ پڑا اسنے چاہا کہ مسجد نبوی سے ممبر رسول اُٹھا لے چلے۔ لوگ مزاحم ہوئے تو اسنے بات بنا کر دفع الوقتی کر دی۔ — ممبر رسولؐ

اسی وقت مین ماوراء النہر اور ترکستان کے چند شہر مسلمانون کے قبضہ مین آگئے۔

زیاد کا زور حکومت اور انتظام دیکھ کر معاویہ بہت خوش ہوا۔ زیاد نے لکھا کہ بائین ہاتھ سے مین یہ کل کام کرتا ہون۔ داہنا ہاتھ میرا خالی ہی۔ حرمین یعنے مکہ اور مدینہ بھی میرے سپرد کیجیے تو یہ میری کمال آرزو ہی۔ معاویہ نے اسے بھی منظور کر لیا اور جمعہ میں مدینہ تک معاویہ کے نام کے بعد زیاد کا نام بھی مکہ اور مدینہ کے خطبہ مین لیا گیا۔ — زیاد کا حرمین پر قابض ہونا

اسکے بعد زیاد نے انتقال کیا۔ مدینہ کے لوگ اسکے ظلم سے تنگ تھے وہ لوگ اسکے مرنے سے خوش ہوئے۔ خصوصاً عبداللہ ابن عمرؓ تو اسکے مرنے کی دعا کرتے تھے۔ — زیاد مرا

اسکے مرنے پر کوفہ۔ بصرہ۔ عراق۔ اور خراسان اسکے بیٹے عبیداللہ کے سپرد کیا گیا۔ مکہ مین سعید ابن ابی العاص مقرر ہوا اور مدینہ مین مروان ابن حکم کی حکومت ہوئی عبیداللہ ابن زیاد کو ۲۵ برس کی عمر مین حکومت ملی یہ اپنے باپ زیاد سے بھی زیادہ سنگدل تھا۔ کربلا کا معرکہ اسی کی سنگدلی کا نتیجہ ہی۔ اسی عبیداللہ کے وقت مین ترکون کا ایک شہر بیکند مسلمانون کے قبضہ مین آیا اور بعضون کے نزدیک یہ فتح اسکے عہد مین نہین ہوئی۔ — عبیداللہ بن زیاد کا زمانہ — فتح بیکند

۵۶ھ میں امیر المومنین معاویہ دشمنون کی طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا اور اُسنے یہ چاہا کہ روم اور عجم کی طرح میری سلطنت خاندانی میراث ہوجائے۔ اُسکا بیٹا یزید اسلامی حیثیت سے بالکل نااہل تھا۔ امیر المومنین معاویہ نے چاہا کہ اُسی کو ولیعہد مقرر کرے۔ اور اِس غرض سے اُسنے یزید کے لیے بیعت لینا شروع کردی۔

یزید کے لیے بیعت

معاویہ کے دربار مین لوگ ایسے نہ تھے کہ اُنکو بیعت مین تامل ہوتا۔ زمانہ کا رنگ دیکھ کر سب نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُسکے بعد تمام بلاد اسلام مین بیعت ہونے لگی۔

یزید کے مخالف

حسینؓ ابن علی۔ عبد اللہؓ ابن عباس۔ عبد الرحمنؓ بن ابی بکر۔ عبد اللہؓ ابن زبیر ان چار شخصون نے بیعت نہ کی۔ انکا بیعت نہ کرنا فرطِ اتقا کی وجہ سے تھا یا محض اسلیے کہ معاویہ کے بعد طریقہ انتخاب جاری رہنے کی حالت مین وہ اپنے کو بھی امیدوار خلافت سمجھنے کی وجہ رکھتے تھے۔ مورخون کا اجماع اسی پر ہے کہ یزید ایسے گمراہ کو اپنا امیر کہنا یہ لوگ اپنا ننگ جانتے تھے۔ سعید ابن عثمانؓ نے یزید سے بیعت کر لی تھی لیکن اِن چارون کا انکار سنکر وہ بھی پشیمان ہوئے تو خراسان کی حکومت دیکر معاویہ نے انھین راضی کر لیا۔

یزید کیلیے مکہ بیعت

یہ محض حکمت عملی تھی تھوڑے دنون کے بعد پھر خراسان عبید اللہ کے سپرد کر دیا گیا۔ جب خراسان کی طرف سعید روانہ ہوئے تو عمرہ کے بہانے سے معاویہ مکہ مین آیا اور اُن چارون آدمیون پر بیعت یزید کے لیے بہت زور ڈالا لیکن وہ راضی نہ ہوئے۔

انتظام ملکی

اسی زمانہ مین معاویہ نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مکہ کا عامل کیا عبید اللہ ابن زیاد سے کوفہ نکال لیا۔ ضحاک بن قیس کو مصر کا حاکم کیا۔ اور کوفہ

اپنے بھانجے عبدالرحمن ابن ربیعہ کے سپرد کیا پھر ابن ربیعہ سے بھی کوفہ نکال کر خراسان اُنکے تعلق کیا۔ زیاد کے دوسرے بیٹے عباد کو سیستان کا امیر کیا۔

معاویہ کی موت

رجب سنہ ۶۰ھ مین معاویہ بیمار ہوکر مرا اور اُسکا بیٹا یزید اُسکے بعد تخت سلطنت پر

یزید کی تخت نشینی

آکر اب بجاے خلافت نبوت کے تخت سلطنت سے خلافت کا تعبیر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جلوہ افروز ہوا۔

بادشاہ کے جیتے جی یا کم سے کم اُسکے مرنے سے پہلے جانشین مابعد کا معین ہوجانا بہت اچھا ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے مرتے وقت حضرت عمرؓ کا نامزد ہوجانا کیسا اچھا ہوا۔ حضرت عمرؓ نے کسی کو نامزد نہین کیا لیکن پھر بھی اتنا بتا دیا کہ انھین چھہ مین سے ایک ہو۔ بالکل نامزد نہ کرنے سے تو یہ اچھا ہوا۔ لیکن کوئی شخص انکے سامنے ہی

اصول انتخاب

معین ہوجاتا تو اور بھی اچھا ہوتا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت مین جو فساد اُٹھے انھین کسی قدر لوگون کے اس خیال کو بھی گنجایش تھی کہ جو عزت عوام نے دی ہے اُسے عوام واپس بھی لے سکتے ہین۔ حضرت عثمانؓ ابن عفان نے انتظام مابعد کی نسبت کچھہ مہلت نہین پائی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ اور علی کے جیتے جی یہ امر طے نہ ہوسکا کہ امیر المومنین کسکو کہا جائے۔ معاویہ نے اپنے جیتے جی جانشین مابعد کی فکر کی اسمین کوئی عیب نہین تھا۔ لیکن بڑا عیب یہ تھا کہ اوسنے ایسے شخص کو نامزد کیا جو کسی طرح مومنون کے امیر ہونیکے لائق نہ تھا۔ لیکن اس سے یہ خیال کرنا چاہیے کہ پیغمبر خدا نے اپنے جانشین نامزد نکرنے مین غلطی کی۔ پیغمبر خدا کو ہر مسلمان اپنا باپ یا اپنے باپ سے بھی بڑھکر سمجھتا تھا۔ پیغمبرؐ اگر کسیکو اپنا جانشین مقرر کرتے تو اسلام کے پھیلنے مین دقت ہوتی۔ آج سیکڑون فرقے مسلمانونکے ہین لیکن پیغمبرؐ کا برا کہنے

والا کوئی نہین ہی۔ اگر آپ نے فضل سے پیغمبر خدا ایک کو دوسرے پر ترجیح دے جاتے تو یہ لطف نرہتا اور اگر کہین اپنے خاندان کے کسی شخص کو آنحضرت ولیعہد کر جاتے تو پیغمبری کی شان مین بٹہ لگ جاتا۔ لوگ سمجھتے کہ اپنے خاندان مین سلطنت قایم کرنے کے لیے آنحضرتؐ نے باپ بیٹے اور بھائی بھائی مین تلوارین چلوائی تھین۔

یزید سے مخالفت

جو لوگ معاویہ کے جیتے جی یزید کی بیعت سے منکر تھے وہ اب بھی منکر رہے اُنکی حجت یہ تھی کہ تقرر امیر کا انتخاب سے ہونا چاہیے۔ معاویہ ہرگز ایسا نہ تھا کہ اُسکا نامزد کرنا پسند کیا جاتا اور اسپر طرہ یہ کہ اُسنے خودغرضی سے نااہل کو نامزد کیا۔ بیعت کرنے کے یہ معنی ہین کہ جسکے ہاتھ پر بیعت کی گئی اُس سے گویا یہ قول و قرار ہوا کہ ہم تمھارے حکم کے پابند ہونگے۔ کوئی سمجھدار شخص جب تک کہ وہ اپنے ایمان پر قایم ہی کسی نااہل سے یہ اقرار نہین کرسکتا کہ مین تمھاری اطاعت کرونگا۔ انھین معنون مین بعض لوگون نے جنپر یزید کا خارجی دباؤ نہین پہونچ سکتا تھا یا جو اپنے ایمان کے سامنے رفتار زمانہ کی کچھ پروا نہین کرتے تھے بیعت یزید سے انکار کیا۔

اُس زمانہ مین بادشاہ وقت سے منحرف ہونا بغاوت کہا جاتا تھا اور بغاوت بہت بڑا اخلاقی جرم ہی۔ لیکن جس زمانہ کا یہ ذکر کیا جاتا ہی اُس زمانہ کو زمانہ حال پر قیاس کرنا غلطی ہی۔ اور پھر یون بھی سمجھو کہ اگر کوئی نااہل مستقل بادشاہ ہوجائے تو سمجھداروں کے لئے بیشک یہ مناسب ہی کہ۔

ناسزائے را چو بینی باختیار عاقلان تسلیم کردند اختیار

پر عمل کرین۔ لیکن وہان یہ بات بھی نہ تھی۔ نااہل لوگون نے شور مچا کر اپنا زور قایم

کرنا چاہا اور مسلمانوں کے اس خیال سے کہ وہ مسلمانوں سے لڑنا پسند نہ کریں گے اپنی ناجائز غرض میں ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا تو کیا ایسی حالت میں نالائقوں کی کامیابیوں کا مزاحم ہونا بغاوت کہا جائیگا۔ ہرگز نہیں۔ معاویہ تک تو خیریت تھی کہ وہ بیعت نہ کرنے والوں پر دباؤ نہیں ڈالتا تھا۔ لوگ لالچ سے طمع سے۔ فریب اور دھوکے میں پڑکر یا مصلحت وقت دیکھ کر اُسکے گرد جمع ہوتے تھے۔ یزید نے تو یہ غضب کیا کہ بیعت نہ کرنے والوں کا خون مباح کر دیا۔ وہ اس امر کی مہلت بھی نہ دیتا تھا کہ لوگ ہاں یا نہیں پر غور کر لیں۔

یزید کی زیادتی

ناظرین سمجھتے ہونگے کہ اُسوقت کے مسلمان کیسے سخت اور کیسے وحشی تھے رسول خدا کے اعزہ پر ظلم کرتے تھے آپس میں لڑتے تھے اور پھر مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اُسوقت سے اچھے مسلمان اس زمانہ میں موجود نہیں ہیں اس شبہ کے رفع کرنے کے لیے چند امور بیان کیے جاتے ہیں۔

آج کل ہندوستان میں کسی کے پاس ہتھیار نہیں ہے۔ لڑنا کیسا لڑنے والوں کی سی صورت بنانا بھی معیوب ہے۔ جہاں طرز معاشرت میں ہتھیار کا استعمال کرنا غیر معمولی اور انوکھی بات سمجھی جاتی ہے وہاں فی الواقع لڑنے جھگڑنے کو بد ترین اعمال سمجھیں گے۔ لیکن یہ معلوم رہے کہ لڑنا بھڑنا اتنا بڑا اخلاقی جرم نہیں ہے جیسا سمجھا جاتا ہے۔ راستی اور بہادری کی ایک شان ہے کہ ہتھیار کے ذریعہ سے دل کا غبار نکال لیا جاوے۔ یورپ کے بعض شہروں میں ڈوئیل لڑنا اب تک جرم نہیں ہے۔ فرینچ میں اب تک آپس میں تلوار سے فیصلہ کر لیا کرتے ہیں۔ دو شخصوں میں بعض بڑھا دونوں نے ہتھیار اٹھائے اور کہا آؤ قسمت کا فیصلہ کرلیں۔ گورنمنٹ

جنگ کی نوعیت

اِن لڑائیون مین مزاحم نہین ہوتی جتنی لڑائیان حضرت علی کے زمانہ مین ہوئین انہین سے اکثر اسی قبیل کی تھین۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کو خطاوار کہتا تھا اور چاہتا تھا کہ تلوار حق اور باطل کا فیصلہ کرے۔ ہان معاویہ کے بعد یزید نے کچھ اسپر مستزاد کیا۔ بنیاد ظلم درجہان اندک بود + ہر کہ آمد بران مزید کرد + پھر بھی صحابہ کرام تک اور اُنکے بعد اُنکے فیض صحبت سے کئی نسلون تک بہت اچھا زمانہ گزرا۔ صحابہ کے زمانہ مین ناجائز خونریزیان بھی ہوئین لیکن نہ اتنی کہ وہ زمانہ غنیمت نہ سمجھا جائے تاریخ دنیا کے صفحے اُلٹنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ملکی لڑائیون مین ایسے ایسے ظلم اور خونریزیان ہوئی ہین کہ سنکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ ان ظالمون کے دل درندہ جانورون سے بدل لیے گئے تھے۔ صحابہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ پھر بھی لاکھ غنیمت معلوم ہوتا ہو۔

ایک بات اور بھی لکھنے کی ہو کہ رسولؐ خدا نے اپنے طرز عمل سے لوگون کو یہ باور کرادیا کہ تمام مسلمان اُنکی نظر مین یکسان ہین۔ رسولؐ اللہ کے اعزہ جتنا اپنے کو رسولؐ خدا کی خدمت مین مقرب سمجھتے تھے اُتنا ہی تقرب آن تمام مسلمانون کو تھا جو دایرہ اسلام مین داخل ہوکر تمام اصحاب رسوؐل سے اخوت قایم کرتے تھے اور یہی وجہ ہو کہ رسولؐ کے ازواج امہات مومنین کہلاتے تھے۔ رسوؐل اللہ کو لوگ باپ اور اُنکی بیبیون کو مائین سمجھتے تھے۔ عقد ثانی مین کوئی کسی قسم کا عیب یا اُسمین کسی قسم کی سبکی عربون کے نزدیک نہ تھی بیوگان رسوؐل کا دوبارہ عقد محض اسلیے نہین ہوا کہ ماؤن کا عقد بیٹون کے ساتھ کیونکر ہوتا۔

ایک خیال یہ پیدا ہوتا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ مین غیر قومون نے

ممالک مفتوحہ کو مسلمانون کے قبضہ سے چھین کیون نہین لیا۔ اسکا جواب صرف اسقدر ہی کہ حضرت علی اور معاویہ کا اتفاق ایسا نہ تھا جو اسلام کی ملکی قوت کے ضعف کا سبب ہوتا۔ آپس مین اُنکے یہ جھگڑتے تھے لیکن وہ اتفاق جو رسولؐ عربی نے مسلمانون مین قایم کیا تھا غیر قومون کے مقابلہ مین اب بھی باقی تھا۔ حضرت علیؓ کے ساتھی معاویہ یا خوارج کے مقابلہ مین تلوار اُٹھانے سے کبھی کبھی رُک جاتے تھے یہ اُنکے اجتہاد کی غلطی تھی یا اس نازک معاملہ مین جو اُنکو پیش تھا یہ اُسکا نتیجہ تھا۔ کافرون کے مقابلہ مین جان مارنے پر غازی اور مرنے پر اپنی دانست مین یقیناً شہید ہوتے وہ لوگ ویسے ہی امیر المومنین کے فرمانبردار تھے جیسے کہ حضرت عثمان کے وقت تک تھے۔

بیعت کے لیے یزید کی سختی

یزید نے ولید ابن عقبہ والی مدینہ کو لکھا کہ حسین ابن علی عبد اللہ ابن زبیر عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر سے جلد بیعت لو۔ ولید نے مروان سے مشورہ کیا۔ مروان نے یہ مشورہ دیا کہ اگر یہ لوگ راضی نہ ہون تو انکے سر قلم کر ڈالو ولید نے امام حسین کو بُلایا لیکن اُنھون نے غور کرنے کی مہلت چاہی ولید کے پاس سے اُٹھ کر چلے آئے۔ اور پھر ہاتھ نہ آئے۔ ولید نے مروان کے کہنے کے مطابق سختی نہ کی اسلیے وہ مدینہ سے بُلا لیا گیا۔ لیکن اُسکے سامنے ہی تمام اہل مدینہ نے بخوشی یا بہ جبر یزید کے واسطے بیعت کر لی تھی۔

عبد اللہ بن زبیر مکہ مین

عبد اللہ ابن زبیر اور حسینؑ مکہ چلے گئے۔ عبد اللہ ابن زبیر نے مکہ مین پہونچکر حارث امیر مکہ کو نکال دیا اور اپنے کو پیشوا بنایا۔ امام حسین مکہ مین تھے لیکن عزلت گزین تھے۔ عبد اللہ ابن زبیر کی سرکوبی کو اُنکے بھائی عمر تعنات کیے گئے

عمر کو ہزیمت ہوئی اور تیسرے بھائی عبید اللہ نے جو ملکی معاملات سے الگ تھا اُسکو اپنے گھر مین امان دی۔ اب عبد اللہ ابن زبیر کا پورا تسلط مکہ مین ہو گیا سب نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن حسین ابن علی الگ رہے۔ عبد اللہؓ کے ہاتھ پر خود اُنکے اہل بیت نے بھی بیعت نہ کی اور نہ اُنھون نے اصرار کیا۔ یہ واقعہ

سنہ ۶۰ھ عبد اللہ ابن زبیر کے ہاتھ پر بیعت

ذی حجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے۔ کوفی لوگ عبید اللہ ابن زیاد سے تنگ تھے اور یون خود اُنمین بیوفائی اور سرکشی کا مادہ تھا جب اُنھون نے سُنا کہ عبد اللہ ابن زبیر نے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔ لیکن حسینؓ نے ابھی تک عبد اللہ سے بیعت نہین کی ہے تو کوفہ والون کے خیالات پراگندہ ہوئے اور اُنھون نے چاہا کہ حسینؑ کو مکہ سے بلا کر اُنکے ہاتھ پر بیعت کی جائے اور وہی امیر مقرر کیے جائین۔ معاویہ کی سلطنت بہت مستحکم تھی۔ وہ زندہ ہوتا تو کسی کو سر اُٹھانے کی مجال نہ ہوتی۔ لیکن یزید کا امیر المومنین ہونا صریح بے جوڑ بات تھی اور اسلیے جا بجا طبیعتون مین تحریک پیدا ہو گئی

کوفیون کا خط حسینؑ کے نام

حسین کے پاس کوفیون کا خط آیا۔ حسین نے دریافت حال کے لیے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ کوفہ مین خبر ہوئی کہ حسین کے بھائی مسلم آئے ہین اور پیچھے حسین بھی آتے ہین یا آئین گے۔ اسپر کوئی بارہ ہزار آدمیون نے مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مسلم نے نہایت خوشی سے حسین ابن علی کو مطلع کیا حسین نے کوفہ کا ارادہ کر دیا۔ حسین کو جو ذرا توقف ہوا تو پے در پے طلبی کے خطوط آئے۔ کوفہ والون کی جلدی حق بجانب تھی۔ مسلم کو بیعت لینا مناسب نہ تھی اُنکو چاہیے تھا کہ عندیہ دریافت کرکے واپس چلے آتے۔ اور جب وہ بیعت لے چکے تھے تو حسین کو جانا ہی مناسب تھا کہ فوج بے سردار کے کیا کرتی۔ یزید کی اطاعت

سلم کوفہ مین

سے وہ لوگ الگ ہو چکے اور بیان کوئی دوسرا شخص نہین جسکے سہارے یہ وہ قوت پکڑتے مسلم سے بیعت کرنے کی خبر منتشر ہوئی تو ہوا خواہون نے یزید کو مطلع کیا اور لکھا کہ کوفہ مین حسینؑ کا آمار دکا جائے۔ ورنہ غضب ہو جائیگا۔ یزید اب تک زیاد اور اُسکے لڑکون سے کشیدہ خاطر تھا۔ معاویہ نے جو انکو نسل ابوسفیان مین داخل کرلیا تھا اسکا اسکو رنج تھا اور اسی وجہ سے یزید کی ابتداے حکومت مین کوفہ کی حکومت نعمان کے تعلق تھی۔ ابن زیاد کے قبضہ مین صرف بصرہ تھا لوگون کی صلاح سے یزید نے عبید اللہ ابن زیاد کو پھر بصرہ اور کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اُسکو حسینؑ سے مقابلہ کرنے کا حکم بھیجا۔ عبید اللہ ابن زیاد کے کوفہ پہونچنے کے قبل کوفہ کی یہ حالت تھی کہ نعمان بن بشیر کی واقفیت مین لوگ مسلم کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے اور وہ سکوت کرتا تھا۔ رسولؐ اللہ کے نواسے کا احترام اُسے مزاحمت سے روکتا تھا۔

عبید اللہ رات کے وقت تنہا اونٹ پر سوار امام حسین کا سا لباس پہنے کوفہ مین پہونچا اور سیدھا نعمان کے گھر کی طرف چلا۔ تمام خلقت عبید اللہ کے پیچھے ہولی عبید اللہ نعمان کے دروازہ پر جاکر خاموش کھڑا ہوا۔ نعمان نے دروازہ کھولنے مین تامل کیا۔ لوگون نے نعمان سے کہا کہ رسولؐ اللہ کا نواسہ کھڑا ہے اور تم دروازہ نہین کھولتے۔ نعمان نے کہا کہ "مین یہ نہین چاہتا کہ میرا وقت حسینؑ کے قتل سے بدنام کیا جائے۔ حسینؑ آپ واپس جائے یزید پر آپ غالب نہونگے" اسکے بعد جب معلوم ہوا کہ حسینؑ کی جگہ پر عبید اللہ کھڑا ہے تو نعمان نے دروازہ کھول دیا اور اُسی وقت سے خلقت کا رنگ بدل گیا کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ عبید اللہ کے

پہونچ جانے پر اپنے کو حسینی کہتا۔

مسلم چھپے

یہ حالت دیکھ کر ہانی بن عروہ کے مکان مین مسلم چھپے اور اُنکی تلاش ہونے لگی۔ جب ہانی کی جان پربنی تو مسلم باہر نکلے اور لوگون سے کہا کہ اب میرا چھپنا ممکن نہین اور عبید اللہ مجھے قتل کیے بغیر نہ چھوڑے گا۔ لوگون نے کہا کہ بے حسین کے ہم تمہارا ساتھ نہین دے سکتے۔ چار ہزار آدمی مسلم کے ہمدرد بھی ہوئے تو وہ کون تھے درویش بے سلاح۔ کوئی فوجی آدمی انکا ساتھی نہین تھا۔ ان چار ہزار آدمیون کے ساتھ مسلم دارالامارت مین پہونچے۔ جمعیت دیکھ کر عبید اللہ چھپ گیا۔ طرفین سے تیر کی بارش شروع ہوئی۔ ایک دن تو محاصرہ قایم رہا گھر سے کھانا آتا تھا اور لوگ کھا لیتے تھے۔ دوسرے دن صورت دگرگون ہوئی۔ عورتین آکر اپنے مردون کو کھانا کھلانے کے لیے گھر لیجاتی تھین اور وہ کھانا کھا کر واپس نہ آتے تھے۔ شام تک مسلم تنہا رہ گئے رات کو یہ پھر کسی کے گھر مین چھپے لوگون نے گھر گھیرا۔ تو ہانی کے گھر کی طرح انھون نے اس گھر کو بھی چھوڑا اور شمشیر بکف باہر نکل آئے۔ لیکن انکے انکو دھوکا ہوا لڑنے کی نوبت نہین آئی۔ لوگون نے کہا کہ تم امیر کے پاس چلو ہم تمھین امان دلوا دین گے۔ جب یہ آئے تو ہانی کے ساتھ قید کیے گئے۔ دوسرے دن اُن دس ہزار آدمیون کو غیرت آئی جنھون نے حسین کے لیے بیعت کی تھی۔ لیکن اُنکی غیرت ناپائدار تھی۔ لوگون

قتل مسلم

کا مجمع دیکھ کر عبید اللہ نے ہانی اور مسلم کو کوٹھے پر قتل کیا اور اُنکے سر نیچے پھینک دیے۔ فوج والون نے دیکھ کر گریہ کیا اور اُنکے آنسوؤن کے ساتھ غیرت غصہ اور رنج سب بہہ گیا اور پھر وہ اپنے اپنے گھر چلے آئے۔ پھر کیا تھا عبید اللہ کا رنگ

جم گیا اور کوفہ میں کوئی حسینؑ کا نام بھی لینے والا نہیں رہا۔

مسلم کے قتل ہونے کا حال حسینؑ کو کہیں نہیں معلوم ہوا بلکہ کوفہ کے قریب پہونچ کر معلوم ہوا۔ جس روز مسلم قتل ہوئے اسی روز حسینؑ مکہ سے روانہ ہوئے عبداللہ ابن عبّاس نے بہت منع کیا۔ عبداللہ ابن زبیر بھی مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ "یہ سفر تمھیں سزاوار ہوتا نظر نہیں آتا۔ لوگ کہیں گے کہ عبداللہ ابن زبیر نے اپنی خلافت کو قوت پہونچانے کے لیے حسینؑ کو فریب دیکر مکہ سے باہر کردیا۔ اگر تمکو خواہش ہو تو میں تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون تم یہیں رہو" حسین سے غلطی ہوئی کہ وہ اپنے کنبہ سمیت چلے اپنی غلطی پر امام حسین بھی متنبہ ہوئے لیکن کوفہ کے قریب پہونچ کر امام حسینؑ کی راے لوگون کے سمجھانے سے بدل جاتی۔ لیکن دقت یہ تھی کہ جب ہزارون آدمیون نے انکے لیے یزید سے مخالفت کی۔ لوگون کو یہ زبان دے چکے۔ لوگ انکے منتظر تھے تو پھر یہ کیا مناسب تھا کہ یہ اُن مسلمانون کو دھوکا دیکر کہیں کا نہ رکھتے۔ یہ حضرت امام حسینؑ کے خیالات تھے یہ خبر کہاں تھی کہ کوفہ میں نہ اب کوئی اُنکا ساتھی ہے اور نہ کوئی اُنکا منتظر ہے۔

امام حسینؑ تو مکہ سے کوفہ چلے اور وہان عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کے انتظام سے مطمئن ہونے کے بعد یہ فکر ہوئی کہ حسین کو راستہ میں روکنا چاہیے عمر ابن سعد بن ابی وقاص کو رے کی حکومت کی پروانہ بھی ابھی ملا تھا۔ عبیداللہ ابن زیاد نے اسی کو منتخب کیا۔ عمر ابن سعد نے کہا کہ حسینؑ سے مزاحمت کرنے کا کام میرے سپرد نہ ہو تو اچھا۔ لیکن جب حکومت رے سے معرضِ زوال میں

نظر آئی تو یہ راضی ہوگیا اور مکہ کی راہ چلا۔ عمر ابن سعد کے لشکر میں ایک شخص
یزید تمیمی کا بیٹا حُر نام تھا یہ لشکر سے آگے آگے چلتا تھا۔ آگے بڑھکر امام حسینؑ
سے اسکی ملاقات ہوئی اور یہ ملاقات نواحی کوفہ میں ہوئی جہاں امام حسینؑ
بالکل بے بس تھے۔ حُر کو آل علیؓ سے اُنس تھا۔ اُسنے تمام خبر حسینؑ کو سُنائی
حسینؑ کے ساتھ کل چالیس سوار اور سَو پیادے ہتھیار چلانے کے لائق تھے
حُر سے یہ حالات سُنکر امام حسینؑ منتشر ہوگئے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن
تنہا ہوتے تو کہیں چھپ جاتے۔ اہل وعیال پاؤں کی بیڑی تھے۔ حُر نے
یہ صلاح دی کہ راستہ چھوڑکر آپ غیر متعارف راہ سے مکہ واپس جائیں۔
آپ نے اسپر عمل بھی کیا کوئی فایدہ نہ نکلا آپ کربلا تک پہونچنے نہ پائے
تھے کہ عمر ابن سعد کا لشکر آگیا اور آپ کو بہ مجبوری سینہ سپر ہونا پڑا۔ عمر سعد نے
حسینؑ کو سمجھایا اور کہا کہ گو تمھیں لوگ احق ہو لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے
علی سے زیادہ تم لڑنہیں سکتے۔ علی نے کتنی کوششیں کیں لیکن اُنکو کامیابی
نہ ہوئی اور مرتے دم تک وہ مصیبت میں رہے۔ تم اس جھگڑے سے الگ
رہو تو زندگی آرام سے کٹے گی اور اگر الگ نہ رہوگے تو معلوم نہیں کون مارا جائیگا
امام حسینؑ نے کہا اگر تم چاہو تو میں مکہ پھر جاؤں اور اللہ کی عبادت کرتا رہوں
یا یزید کے پاس شام چلا چلوں۔ عمر ابن سعد نے عبید اللہ ابن زیاد کے
پاس خط بھیجا۔ عبید اللہ نے لکھا حسین کو میرے پاس آنا چاہیے میں اُنکو
یزید کے پاس بھیجوں گا۔ امام حسین نے کہا نہیں میں خود یزید کے پاس چلوں گا
کسی کو میرے ساتھ کردو" عبید اللہ نے اپنی بات پر اصرار کیا اور کہا نہیں

حسین کو میرے پاس آنا ہوگا" لیکن علماے شیعہ کہتے ہین کہ امام حسینؑ نے کبھی یزید کے پاس جانا قبول نہین کیا۔ خط وکتابت کا سلسلہ ایک ہفتہ تک رہا اور اس اثنا مین پہلی محرم سے حسین ابن علی بحالت رجا وبیم کربلا مین مقیم یا دشمنون مین محصور تھے۔ عبید اللہ ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو نرم دل سمجھ کر جویرہ اور شمر ذی الجوشن کو تعینات کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو حسین کو زندہ یا مردہ میرے پاس لاؤ۔ یہ صورت دیکھ کر عمر ابن سعد تیز ہوا اور ۹ محرم کو اُسنے خیمہ حسینؑ کے پاس آکر کہا کہ "مین نے بہت چاہا کہ خونریزی نہ ہو لیکن مجبوری ہے۔ جو تم کہتے ہو امیر یعنی عبید اللہ ابن زیاد نہین مانتا اور جویرہ کہتا ہے تم نہین مانتے دیکھو یہ قاصد آیا ہے اور پیغام لایا ہے کہ عمر ابن سعد کو لڑائی مین تامل ہو تو اُسے قید کر کے جویرہ سردار فوج بنے اور لڑائی کرے" فی الواقع جویرہ کے ساتھ عبید اللہ نے ایسا ہی حکم بھیجا تھا اور اُسکے بعد شمر کو اُسنے یہ سمجھ کر بھیجا کہ مبادا جویرہ اور ابن سعد کی بے لطفی سے حسین کو کوئی فائدہ پہونچ جائے۔ مسلم کے ساتھ عبید اللہ ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ ظاہر تھا۔ اسی لیے حسینؑ اسکے پاس جانے سے تامل کرتے تھے۔

۹۔ محرم کی لڑائی حسین کی درخواست پر ملتوی رہی۔ دوسرے دن صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور عبید اللہ کے حکم کے مطابق نہر فرات کا پانی نوین شب سے بند کر دیا گیا۔ پانی بند ہونے کا حال حسینؑ کے ساتھیون کو پہلے سے معلوم نہ تھا اور اسلیے ضرورت سے زیادہ پانی انکے پاس نہ تھا۔ صبح ہی سے پیاس شروع ہوئی اُسپر سے دھوپ کی سختی نہایت تکلیف دہ تھی لیکن کیا کیا جاتا۔ لڑنا

لابدی تھا۔ بے بس ہو کر جان دینے سے تو لڑ کر مرنا اچھا تھا۔

جو لوگ اہل بیت سے نہ تھے اُنسے حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ لوگ تمہارے دشمن نہیں ہیں تم واپس جاؤ میں مرنے پر طیار ہوں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اہل بیت رسولؐ کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کر جا نہیں سکتے۔ کسی نے حسینؑ کو یہ صلاح دی کہ لوگوں کو چھوڑ کر آپ تنہا نکل جائیے جب اور لوگ یہاں ہونگے تو آپ کے چلے جانے کا پتہ نہ لگے گا۔ حسینؑ نے جواب دیا کہ میں اُن لوگوں کو کیونکر تنہا چھوڑ دوں جو اپنی جان بچانے کے لیے مجھے تنہا چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔

دونوں صفوں کے درمیان جو خطبہ امام حسینؑ نے پڑھا وہ بہت ہی پُر اثر تھا۔ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ حسینؑ کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ ایک گمراہ (یزید) کو اپنا رہنما بنانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس قصور پر لوگ اُنکے خون کے پیاسے کھڑے تھے۔ یہ سب اپنے کو مسلمان بھی کہتے تھے۔ دنیا کو چھوڑ دینا کوئی آسان کام نہ تھا اُس پُر اثر خطبے نے بجز حُر کے کسی کے دل پر اثر نہ کیا۔ حُر امام حسینؑ کی طرف چلا آیا اور آپ پر جان نثار ہو گیا۔ حسینؑ کے ساتھیوں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا بہت سے دشمن مارے گئے۔ حسینؑ کے ساتھیوں نے دکھا دیا کہ بنو ہاشم کے بازو میں کتنی قوت تھی۔ امام حسینؑ کو تو کبھی لڑنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آج ہی معلوم ہوا کہ الولد سر لابیہ علیؑ کی طرح انکی لڑائی بھی بہت سخت تھی۔ یہ جدھر پہونچ جاتے میدان صاف کر دیتے تھے۔ لیکن یہ بیچارے ہزاروں کا مقابلہ کہاں تک کرتے۔ وہ گر پڑتے تو یہ پس جاتے۔ آلآخر امام حسین مع اپنے تمام ساتھیوں کے

شہید ہوئے۔ کوئی شیر خوار بچہ بھی نہین رہا۔ امام حسینؑ کی نسل کا قایم رہنا تھا صرف علی ابن حسین جنکا لقب آیندہ چل کر زین العابدین ہوا خیمہ کے اندر بیمار پڑے رہنے سے بچ گئے۔ حسینؑ کے ساتھ ۸۸ یا ۱۴۰ آدمی شہید ہوئے۔ عمر ابن سعد سب کو دفن کر کے کوفہ چلا۔ اور اپنے ساتھ علی ابن حسین کو اور اُنکے ساتھ کی سب عورتون کو ساتھ لیتا گیا۔ علی اپنے گھر کی عورتون سمیت پہلے ابن زیاد کے پاس کوفہ پہونچائے گئے۔ پھر وہان سے یزید کے سامنے دمشق پہونچائے گئے۔ ان عورتون کے ساتھ بجز اسکے اور کوئی رعایت نہین ہوئی کہ یہ لونڈیان نہین بنائی گئین۔ اور یہ بھی معلوم نہین کہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے یا مسلمان ہونے کی وجہ سے

اہل بیت حسینؑ کے ساتھ سلوک

امام حسینؑ کا سر بھی نیزہ پر اِن آفت زدون کے ساتھ ساتھ دمشق تک تھا جس سے اِن قیدیون کو مصیبتین روز بروز بڑھتی جاتی تھین۔ یہ بڑا سخت واقعہ تھا۔ علی

علی ابن حسین

ابن حسینؑ جب تک زندہ رہے اس سے متاثر رہے۔

امیر المومنین علی تک مذہبی اور ملکی پیشوا ایک ہوتا تھا۔ بعد انکے معاویہ کے وقت مین کچھ کیا بات کچھ گڑبڑ شروع ہوا۔ یزید کے وقت سے تو یہ دو فرقے الگ الگ ہوگئے۔ یزید اور اُسکے بعد کے سلاطین بھی اپنے کو خواہ مخواہ امیر المومنین کہلاتے تھے۔ لیکن بعض سچے مسلمان جو سنت نبوی کے پیرو تھے اُنسے دور رہتے تھے۔ اس کتاب مین صرف پولٹیکل معاملات کی تصویر دکھائی گئی ہے ناظرین یہ نہ سمجھین کہ بس ایسے ہی لوگ مسلمانون کے پیشوا تھے اور انھین پر مسلمانون کو ناز ہے اِس کتاب مین صرف جنگی اور ملکی آدمیون کے تذکرے ہین۔ عابد۔ زاہد۔ خدا ترس جنکی ذات سے دین قایم رہا۔ جو رکن دین تھے اور سنت نبوی پر چلنے والے تھے

اُنکے قصّے دوسرے ہین - یزید کے بعد سچے مسلمانون کا فرقہ کھلم کھلا الگ ہو گیا وہ مسلمان بادشاہون کے سامنے جانا معیوب سمجھنے لگے - حدیث نبوی جمع کرتے تھے قرآن کی تفسیرین لکھتے تھے - فقہ کی تدوین کرتے تھے - اسمار الرجال ترتیب دیتے تھے - عبادت کرتے تھے تجارت کرتے تھے - لوگون کے ساتھ سلوک کرتے تھے - ابنائے جنس کو اچھا نمونہ دکھاتے تھے اور اخلاف کے لیے عمدہ ذخیرہ چھوڑتے تھے - جہان جہان ملکی مسلمان تلوار لیکر پہونچتے تھے وہان یہ لوگ اپنا سجادہ لیکر پہونچتے تھے - اہل فوج جہان سو آدمیون کو بزور تلوار اپنا مطیع کرتے تھے وہان یہ لوگ لاکھون کو اپنے طرز عمل سے سنت نبوی کا نمونہ دکھاکر اسلام کی دام محبت مین پھنساتے تھے -

مسلمانون کے فرقے

جب مسائل شرعی کی تدوین کی ضرورت ہوئی تو آرا مین اختلاف واقع ہوا - ابو حنیفہ - امام شافعی - احمد بن حنبل - امام مالک یہ چار بڑے مقنن (فقیہ) گذرے ہین جنھون نے قرآن اور سنت نبوی سے دینی اور دنیاوی - اخلاقی اور ملکی قانون کے لیے مجموعہ قواعد مرتب کیا - ان چار شخصون کو حدیث دریافت کرنے مین اُن مسلمانون کی تلاش ہوئی جنکا دامن ملکی معاملات سے کبھی اس طرح ملبس نہین ہوا کہ اُنکے افعال بظاہر بہت بڑی خطاؤن کی حد تک پہونچے ہون - باعتبار فقہ کے شافعی مذہب قریب قریب اہل تشیع کے مذہب کے ہے - باہم ایک بہت اہم امر مین اختلاف ہے اور یہ اختلاف شاہان صفوی کے وقت مین ملکی مصالح کے اعتبار سے زیادہ قوی کر دیا گیا ورنہ اسکے پہلے شافعیون کی ایک شاخ مین اہل تشیع بھی داخل تھے جسکا ثبوت سُنیون کی ایک معتبر کتاب صحیح بخاری سے ہوتا ہے کہ

حضرت عمرؓ کو تبرا کہنے والے بھی اسکے راویون مین داخل ہین - بہرحال اب پہلے مسلمانون کی دو قسمین کی جاتی ہین ایک سُنّی یعنی اہل سُنت وجماعت - دوسرے اہل تشیع یعنی شیعہ - سُنیون کی تقسیم باعتبار اختلاف آرا کے چار گروہ مین ہی حنفیؒ شافعیؒ - حنبلیؒ اور مالکیؒ - لیکن انمین سے ایک گروہ دوسرے گروہ کو تبرا نہین کہتا انکی مثال ایسی ہی جیسے ہائیکورٹ کے جج باہم مختلف الرائے ہوتے ہین - یون تو ہر ایک اپنی رائے کو باوقعت سمجھتا ہی لیکن دوسرے کی رائے کو ذلیل نہین جانتا - اہل تشیع مین ضمنی تقسیمین بھی ہین - جنمین سے دو اثنا عشریہ اور اسمعیلیہ زیادہ مشہور ہین - وہ بڑا امر جسمین سُنیون اور شیعون مین اختلاف ہی یہ ہی کہ سُنی اُن تمام صحابہ رسولؐ کے ذریعہ سے پیغمبر خدا کی حدیثین لیتے ہین جنکو اپنے نزدیک کسی وجہ سے ناقابل وثوق نہین سمجھتے اور اہل تشیع زیادہ تر اہل بیت رسولؐ کے ذریعہ سے جو حدیثین منقول ہین انھین کو صحیح مانتے ہین اور حجت یہ کرتے ہین کہ اہل بیت کو ذریعہ واقفیت زیادہ تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ علیؓ وصی (ولیعہد) رسولؐ تھے - جب صحابہ کبار نے وصیت رسولؐ کا خیال نہ کیا تو ان آفتاب پر خاک ڈالنے والون کا کیا اعتبار کیا جائے -

حضرت علیؓ کے بعد امر خلافت معاویہ اور یزید کی طرف منتقل ہوا لیکن شیعان علی نے (جو ایک عرصہ تک اپنے خیال مین زیادہ مستقل نہ تھے کیونکہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد شیعان علی مین استقلال ہوتا تو امام حسن خلافت ہی سے کیون دست بردار ہوتے) دینی امور مین اپنا پیشوا حسنینؑ کو سمجھا اور حسنین کے بعد انکو جو انکی اولاد مین سب سے زیادہ باوقعت نکلے - اہل تشیع کے نزدیک حضرت علیؓ

امام حسن اور امام حسین کے علاوہ آٹھ ائمہ اُنکی نسل مین اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ برگزیدہ ہین۔ آٹھ اور تین گیارہ یہ ہوئے۔ اور انکا خیال ہے (جس سے سُنی بھی چنداں مخالف نہین ہین) کہ اسی نسل سے ایک بارھوان امام کسی زمانہ مین غالباً قیامت کے قریب پیدا ہو کر راہ رہت کی ہدایت کرے گا یہ اصلیت ہے اس مقولہ کی جو عام طور پر مشہور ہے کہ شیعان علی سوا رسول ؐ اور فاطمہؓ کے بارہ شخصون کو مذہبی پیشوا مانتے ہین۔ یہ بارہ امام اہل سنت اور جماعت کے نزدیک بھی بہت باوقعت ہین۔ رسول ؐ خدا کو تو سب افضل جانتے ہین۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بھی سبھون کا یہ خیال ہے کہ اپنے عہد کی تمام بیبیون مین وہ اچھی ہین بلکہ اُن چار بیبیون مین ہین جنسے افضل کوئی دوسری عورت نہین ہوئی اور جنکا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے اہل سنت اور جماعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باعتبار خلافت کے چوتھے درجہ مین مانتے ہین۔ لیکن بعض سُنی ایسے بھی ہین جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بعض خصائل مین تمام صحابہ رسول ؐ پر ترجیح دیتے ہین ان تمام بزرگان دین کے حالات لکھنے کی تو گنجایش نہین ہے جنکو اہل سنت اور جماعت مذہبی امور مین اپنا مقتدا مانتے ہین یا دوسرے لفظون مین جنکی بدولت آج تک دنیا مین مسلمانون کی صورت دکھی جاتی ہے۔ لیکن بارہ امام جنکو دونون فریق بزرگ سمجھتے ہین اور اسمین شک نہین کہ مذہبی امور مین ان لوگون کے بہت کچھ احسانات مسلمانون کی گردن پر ہین اُنکے نام بھی اس کتاب مین درج کیے جاتے ہین۔

بارہ امام

نمبر	نام	لقب	کنیت	باپ کا نام	پیدائش	فوت	کیفیت
۱	علی	مرتضی	ابو تراب	ابو طالب	۱۳ رجب	سنہ ۴۰ھ	[illegible]
۲	حسن	[illegible]	ابو محمد	علی	سنہ ۳ھ	سنہ ۵۰ھ	مدینہ مین انکو زہر دیا گیا اور وہین مدفون ہوئے۔
۳	حسین	سید الشہدا	ابو عبد اللہ	علی	سنہ ۴ھ	سنہ ۶۱ھ	کوفہ کے قریب کربلا مین شہید ہوئے اور وہین لاشہ دفن ہوا سر دمشق بھیجا گیا۔
۴	علی	عابد یا زین العابدین	ابو محمد	حسین	سنہ ۳۸ھ	سنہ ۹۵ھ	یہ بڑے عابد تھے یزید اور عبد الملک کے عہد خلافت مین تھے لیکن پولیٹیکل معاملات سے دور۔
۵	محمد	باقر	ابو جعفر	علی	سنہ ۵۷ھ	سنہ ۱۱۴ھ / ۱۱۷ھ	یہ بڑے ذی علم تھے اور اسی لیے باقر لقب پڑا۔
۶	جعفر	صادق	ابو عبد اللہ	محمد	سنہ ۸۳ھ	سنہ ۱۴۸ھ	منصور کے وقت مین یہ تھے خلقت انکی طرف سب گرویدہ تھی
۷	موسی	کاظم	ابو ابراہیم	جعفر	صفر سنہ ۱۲۸ھ	سنہ ۱۸۳ھ	انکو کبھی غصہ نہ آیا اسلیے کاظم الغیظ کی رعایت سے کاظم انکا لقب ہوا ہارون رشید انکا بڑا معتقد تھا [illegible] ارکین سلطنت نے حسد سے انکو زہر دیدیا۔

نمبر	نام	لقب	کنیت	باپ کا نام	پیدائش	فوت	کیفیت
۸	علی	رضا	ابو الحسن	موسیٰ	سنہ ۱۴۸ھ	سنہ ۲۰۳ھ	مامون رشید انکی بہت قدر کرتا تھا بلکہ انکو اپنا ولیعہد بھی مقرر کیا تھا ارکین دولت شاہی نے بغض سے انکو زہر دیدیا
۹	محمد	تقی جواد	ابو جعفر ثانی	علی	سنہ ۱۹۵ھ	سنہ ۲۲۰ھ	مامون رشید کے یہ داماد تھے یہ قصہ مشہور ہے کہ انکی بی بی نے اپنے بادشاہ وقت سے شکایت کی کہ محمد نے دوسری عورت سے شرعی تعلق قایم کرلیا ہے مامون نے جواب دیا کہ تمھاری خاطر مین یہ حکم نہین دیسکتا کہ جو شی اللہ نے محمد پر حلال کی ہو وہ اسکو حرام سمجھین -
۱۰	علی	ہادی	ابو الحسن	محمد	سنہ ۲۱۴ھ سنہ ۲۱۳ھ	سنہ ۲۵۴ھ	متوکل کے زمانہ مین یہ تھی منتصر کے عہد مین اپنی موت سے مرے
۱۱	حسن	زکی یا عسکری	ابو محمد	علی	سنہ ۲۳۲ھ	سنہ ۲۶۰ھ	
۱۲	محمد	مہدی	۰	۰	۱۵ شعبان		انکو مہدی آخر الزمان کہتے ہین یہ پیدا نہین ہوئے لیکن بعض مسلمانونکا خیال ہے کہ یہ پیدا ہو [illegible]

یہین یہ بھی ذکر کیا جانا مناسب ہو کہ مذہب کی تقسیم یزید کے بعد بہت دنون تک ظاہر نہین ہوئی۔ یہ تقسیمین اُسوقت ظاہر ہوئین جب مذہب اسلام کے دن برے آئے اور بجز تُو تُو مَین مَین کے اُنکے پاس کچھ نرہا اور زیادہ تر سُنیون اور شیعون کی تفریق ایران کے خاندان صفوی کی بدولت عمل مین آئی جسنے بعض مورخون کے نزدیک شیعون کو سُنیون سے الگ کرکے اپنی سلطنت کی بنیاد مستحکم کی۔ اب بھی بعض بعض (لیکن بہت کم) سمجھدار مسلمان ایسے ہین جو اپنے کو محمدی کہتے ہین۔ سُنّی۔ شیعہ۔ حنفی یا شافعی وغیرہ فرقون کے ساتھ خود کو موسوم کرنا عیب جانتے ہین۔ لیکن اکثر ایسے بھی ہین جو اس تفرقہ کے ساتھ اپنے نام کا ظاہر کرنا شعار اسلام سمجھتے ہین۔ مولف کے نزدیک ضعف اسلام کی ایک وجہ یہ بھی ہو۔

یزید کے بعد ہی مذہبی فرقون کے الگ نہ ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یزید کے بعد ابھی مسلمانون کو دنیادی ترقی کرنا باقی تھی۔ یہ مذہبی تقسیم یعنی نفاق کی بو اقبال مندی کے زمانہ مین کیون قریب آتی۔ قومین جب آپس مین تلوار سے (زبان سے نہین) لڑتی ہین تو انکا زور کبھی بڑھ جاتا ہو۔ دیکھو درخت چھٹنے سے اور بڑھتے ہین۔ دُنیا کی تاریخین بھی ایسی بہت سی مثالین رکھتی ہین۔ فرانس مین پہلے اندرونی خونریزیون کی حد نرہی تھی تب وہان کے بادشاہ نپولین نے ہفت اقلیم مین فرانس کا جھنڈا اگاڑا۔ پہلے دیکھو قریش آپس مین کس طرح لڑے۔ لیکن جب آپس مین لڑ چکے تو دس ہی پندرہ برس مین تمام عرب مصر شام اور ایران پر قابض ہو گئے۔ ممکن تھا کہ اب مسلمان عیش و عشرت مین مبتلا ہوکر خراب ہو جاتے لیکن زمانہ اُنکو اور ترقی دینا چاہتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کے بعد یہ عبد الملک بن مروان تک آپس مین لڑتے رہے اور کچھ کچھ برائے نام غیر قومون کو دباتے رہے لیکن عبد اللہ ابن زبیر کے مرنے پر جب اندرونی فساد رفع ہوا تو انکی تلوار جو باہمی لڑائیون مین تیز ہو چکی تھی پھر غیر قومون پر برق کی طرح جا چمکی اور پورب پچھم ۔ اوتر جانب سلطنت کی فتوحات شروع ہو گئے ۔ ہان اتنا ہوا کہ جو فتوحات اس زمانہ مین ہوئے اُنمین صحابہ رسولؐ شریک نہ تھے اور اسلیے جو ممالک اب مفتوح ہوئے اُنپر وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی بھلائیان جو اصحاب رسولؐ کے فیض صحبت سے پہونچتی تھین نہ پہونچ سکین ۔

عبد اللہ بن زبیر و یزید

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد یزید سمجھا کہ میری حکومت مین اب کوئی خدشہ نہین رہا لیکن اسکے بعد ہی اُسے یہ معلوم ہوا کہ عبد اللہ ابن زبیر امام حسن سے کہین زیادہ سخت دشمن اسکا مدینہ مین موجود ہی ۔ عبد اللہ ابن زبیر نے امام حسینؑ کے بعد کچھ قدم اور آگے بڑھائے ۔ یزید خود فاسق اور فاجر تھا ہی اُسپر سے قتل حسینؑ کا الزام جو اسپر عاید ہوا تو ابن زبیر کو یزید کے خلاف سازش آسان ہو گئی اور یزید سمجھا کہ امام حسینؑ کے قتل کرنے مین عبید اللہ ابن زیاد سے سخت غلطی ہوئی ۔

عبید اللہ ابن زیاد کو یہ توقع تھی کہ سر حسینؑ کے صلہ مین خراسان کی حکومت اُسے ملجائیگی ۔ لیکن یزید نے اسکا کوئی درجہ نہین بڑھایا ۔

عبید اللہ بن زیاد کی بے دلی

اسی زمانہ مین مسلم بن زیاد نے خراسان کی حکومت یزید سے پائی ۔ سمرقند اور خوارزم وغیرہ اُسنے مفتوح کیے ۔ یزید کے مرنے تک مسلم خراسان مین تھا اور مسلم کی طرف سے سیستان طلحہ کے تعلق تھا ۔ عبید اللہ ابن زیاد خراسان کا

خواہان تھا مسلم کا وہاں تعنات ہونا اور بھی عبید اللہ بن زیاد کے رنج کا باعث ہوا۔

یہان عبداللہ ابن زبیر نے لوگون سے علانیہ مکہ مین بیعت لینا شروع کردی۔ ولید اسوقت یزید کی طرف سے مدینہ مین حاکم تھا۔ ولید کی طرف سے جو شخص مکہ مین خلیفہ تھا اُسے عبداللہ ابن زبیر نے مکہ سے نکال دیا اور اپنے کو مکہ کا حاکم بنایا۔ عبداللہ ابن زبیر کے ساتھی الگ نماز پڑھتے تھے اور یزید کے ہواخواہون کی الگ جماعت ہوتی تھی۔

ولید کی جگہ پر عثمان ابن محمد بن ابی سفیان مدینہ مین تعنات ہوا۔ عثمان ابن محمد نے دس آدمیون کو یزید کے پاس روانہ کیا۔ یزید نے اُنکے ساتھ بہت کچھ لطف وعنایت سے سلوک کیا اور اسید یہ رکھی کہ وہ لوگ مدینہ مین واپس آکر یزید کے مداح ہونگے لیکن نتیجہ برعکس ہوا۔ وہ لوگ جو واپس آئے تو عام طور پر یزید کی شرابخواری اور بدا طواری کا اظہار کیا اور عثمان ابن محمد کی اطاعت سے منحرف ہوکر اُسے قید کرلیا۔ باستثنا رعبدالملک ابن مروان کے کہ وہ ہر وقت مسجد مین عبادت کرتا تھا اور علم فقہ پڑھتا تھا اور تمام بنی امیہ مع مروان کے عثمان کے ساتھ قید کیے گئے۔ یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کو لکھا کہ مدینہ کی جلد خبر لو۔ یزید سے ابن زیاد آزردہ تھا ہی اُسنے پہلو تہی کی اور لکھا کہ مین نے آل رسول کو قتل کیا اب خانہ رسول کی بربادی کسی دوسرے کے متعلق کیجیے۔ دونون کام مجھی سے لینے مناسب نہین ہین۔ مدینہ کے سرکشون کا سردار پہلے علی ابن حسین کے پاس آیا جب انکو متوجہ نہ پایا تو عبداللہ ابن زبیر کے ہاتھ پر سب لوگون نے بیعت

یزید کے فسق وفجور کا اعلان

کی - یہ خبرین سُنکر یزید نے مسلم بن عقبہ کو روانہ کیا - لیکن حرمین کا اتنا احترام کیا
یا مصالح ملکی پر نظر کرکے یہ ہدایت کی کہ حتی الوسع خونریزی نہ کرنا اور جب چارہ نہ ہو
تو دریغ بھی نہ کرنا - جب مُسلم بن عقبہ کا لشکر قریب پہونچا تو قیدیان بنی اُمیہ بھی
کسی طرح ان تک پہونچ گئے - عبداللہ ابن حنظلہ مدینیون کا سردار مارا گیا اور مسلم
نے غلبہ پاکر شہر والون کو بڑی تکلیف پہونچائی - تین روز تک شامیون نے مدینہ
والون کا خون حلال رکھا اور یاران رسول چھپے چھپے پھرتے تھے -

مدینیون پر آفت

عبداللہ ابن زبیر کے مقابلہ کو پہلے اُنکا بھائی عمر بن زبیر یزید کی طرف سے
متعینات ہوکر آیا - عمر بن زبیر کو ہزیمت ہوئی - عبداللہ ابن ز[illegible] اثنا مین
بہت قوت پکڑ گئے تھے ممکن تھا کہ وہ مدینہ مین آکر شامیون کا مقابلہ کرتے لیکن
امام حسین کے واقعہ نے اُنھین ایسا سبق دیا تھا کہ وہ مکہ سے باہر نکلنے کی جرات
نہ کرتے تھے -

سنہ ۶۴ھ مین عبداللہ ابن زبیر نے حج کیا - اور یہ اُنکے مکہ مین امیر ہونے کا پورا
ثبوت تھا مسلم بن عقبہ عبداللہ ابن زبیر کے دبانے کے لیے مدینہ سے مکہ آیا
اور اپنے بیمار ہوجانے سے حصین بن نمیر کو شامیون کا سپہ سالار کیا - دو مہینہ
تک شامیون نے مکہ کا محاصرہ قایم رکھا سپاہ شام جسمین بعض کافران حبشہ بھی
تھے منجنیق سے شہر مین پتھر برساتے تھے - مسجد کعبہ کو ضرر پہونچا اور اُسکے بعد
روئی مین گندھک بھرکر شامیون نے اس طرح پھینکی کہ خانہ کعبہ کے پردہ مین
آگ لگ گئی اور تمام دیوارین سیاہ ہوگئین -

خانہ کعبہ جلا

مورخون نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ مین آگ لگنے اور یزید کے مرنے کی ایک تاریخ

ہے۔ سپاہ شام نے مکہ سے واپس جانے کا ارادہ کیا اتنے مین یزید کے مرنے
کی خبر شایع ہوئی حصین نے سُنا کہ یزید کا بیٹا معاویہ گدی پر بیٹھا ہے۔ حصین نے عبداللہ
ابن زبیر کو یہ راے دی کہ وہ شام چلین اور مسلمانون سے بیعت لین۔ حصین
کی یہ تقریر بظاہر نیک نیتی سے تھی۔ لیکن عبداللہ ابن زبیر واقعہ کربلا سے ایسے
متاثر تھے کہ باہر جانے کی قسم کھالی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر نے کہا کہ مین شام
کیون جانے لگا۔ مین اہل مدینہ کے خون کا بدلا شامیون سے لینے والا ہون
حصین [illegible] کہا تم لڑکے ہو مین تمکو شہنشاہ بنانے کا بندوبست کرتا ہون اور تم
اہل مدینہ کی حمایت کی فکر مین ہو مجھے تمھاری عقل کا اندازہ مل گیا۔ اس عقل پر
تم بادشاہی نہین کر سکتے۔ اسکے بعد حصین نے علی ابن حسین (زین العابدین)
سے مل کر کہا کہ آپ مستعد ہون کہ آپ کے سوا کوئی دوسرا خلافت کے لائق نہین
ہے۔ پانچ ہزار آدمی تو ابھی آپ کی بیعت کرتے ہین۔ پھر آگے بڑھے تمام اہل شام
آپ کے مطیع ہونگے لیکن علی ابن حسین نے منظور نہین کیا۔

یزید کی موت

یزید کی موت ۳۹ برس کی عمر مین ہوئی۔ تین سال آٹھ مہینے تک اُسنے بادشاہی
کی تمام لوگون نے یزید کی وصیت کے مطابق یزید کے مرنے پر اُسکے بیٹے
معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عمر ابن معصوم نے معاویہ سے کہا کہ اگر عمرؓ اور ابوبکرؓ
کی طرح سے تم انصاف کروگے تو سب کچھ ہے اور نہین تو دوزخ تمھاری جگہ
ہے۔ معاویہ یہ سُنکر ممبر پر چڑھا اور بولا " مین اپنے کو اس کام مین کمزور پاتا ہون۔
ابوبکر اور عمر سا تم کسی کو ڈھونڈھو مین الگ ہوتا ہون " یہ کہکر وہ ممبر سے اوترا
گھر مین گھس گیا اور کیواڑ اندر سے بند کرلیے۔ اسکے بعد وہ چالیس روز تک زندہ

رہا اور پھر مر گیا - چالیس روز تک شامیون نے کسی دوسرے کو خلیفہ کرنا
نہین چاہا - معاویہ سے اصرار کرتے تھے وہ ہاتھ مین عنان حکومت لینا پسند (معاویہ بن یزید)
نہین کرتا تھا - لیکن اسکی حیات مین کوئی خلیفہ نہین کیا گیا اسلیے یہ کہہ سکتے ہین
کہ معاویہ ابن یزید کی خلافت ۴۰ روز تک تھی -

معاویہ کے مرنے پر خلیفہ بنانے کی فکر شامیون کو پیدا ہوئی - عثمان
بن عتبہ بن ابی سفیان کی طرف لوگ رجوع ہوئے لیکن اُسنے انکار کیا
اور کہا کہ مین اس شرط پر خلیفہ ہوتا ہون کہ کسی سے نہ لڑونگا - ظاہر ہے کہ ایسا شخص
کسی طرح خلیفہ نہین ہوسکتا تھا - اسکے بعد عثمان عبداللہ بن [illegible] کے پاس مکہ
چلا آیا - عبیداللہ ابن زیاد نے معاویہ کے لیے بیعت حاصل کرنے مین کچھ
کامیابی حاصل کی تھی کہ معاویہ کے مرنے کی خبر آئی - عبیداللہ ابن زیاد نے
موقع پا کر کوفہ کا خزانہ چھپا دیا - ابن مسعود اور عبداللہ ابن حارث بن نوفل
بن حرب بن عبدالمطلب اور انکے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ حجاج خلافت
کی خواہشین کرنے لگے - عبداللہ ابن زبیر نے تو خوب ہی موقع پایا اب عام
طور پر یہ امیر المومنین بولے جانے لگے - حجاز - مکہ اور مدینہ مین انکا پورا تسلط
ہوگیا - لوگ شام مین انکو بلاتے تھے - لیکن یہ کہتے تھے کہ مین مکہ سے باہر
نہین جا سکتا - کوفہ اور بصرہ مین بھی عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے حاکم
بھیج گئے تھے -

مختصر یہ کہ ۶۵ھ تک عبداللہ ابن زبیر کی خلافت تمام ممالک شرقی اور (عبداللہ ابن زبیر کا عروج)
جنوبی مین قایم ہوچکی تھی -

جب عراق مین عبداللہ ابن زبیر کی حکومت جم چکی تو شامیون نے انکو شام مین بلایا لیکن انھون نے پھر بھی مکہ چھوڑنا پسند نہین کیا - ایک حاکم اپنا انھون نے مصر مین بھی بھیجا - عبداللہ ابن زبیر نے تمام بنوامیہ کو مدینہ سے شام بھیجدیا شام مین مختلف لوگون کے نام لیے جاتے تھے - عبداللہ ابن زبیر پر بھی لوگون کی خواہش تھی - حصین نے شامیون سے کہا کہ عبداللہ ابن زبیر شام مین نہ آئین گے مین نے بہت کہا لیکن وہ مکہ چھوڑنا پسند نہین کرتے ہین اور شامی یہ چاہتے تھے کہ جو خلیفہ ہو وہ دمشق مین رہے -

مروان کی چال

آخیر مین لوگون کا خیال خالد بن یزید کی طرف رجوع ہوا اتنے مین مروان ابن حکم مدینہ سے دمشق پہونچا اور لوگون کے دل مین یہ جمانا چاہا کہ خالد ۱۶ برس کا لڑکا خلافت کا کام نہین کرسکتا - اس کام کے لیے کوئی تجربہ کار بوڑھا آدمی چاہیے ابھی تک مروان کی طرف کسی کا بھی خیال نہ تھا - عبداللہ ابن زبیر کا عروج کو ذہین دیکھ کر عبیداللہ ابن زیاد شام مین پہونچا آخر آخر اسے یزید سے رنج آگیا تھا یزید کے خاندان مین سلطنت کا رہنا اسے پسند نہ تھا اسلیے یہ ان کوششون مین

مروان خلیفہ ہوا

ساعی ہوا جو مروان کو خلیفہ بنانا چاہتی تھین - مروان اس اقرار سے خلیفہ ہوا کہ اسکے مرنے پر سلطنت خالد کو ملے لیکن اسنے آیندہ چل کر ایسا نہین کیا بلکہ اپنے بیٹے عبدالملک کو نامزد کیا جسکی کیفیت آگے بیان کی جاوے گی -

مروان جب تخت پر بیٹھا علاوہ عبداللہ ابن زبیر کے بہت سے دعویدار پیدا ہوگئے تھے اکثر لوگ حسین ابن علی کے خون کی دعویداری سے اپنا رنگ جمانا چاہتے تھے ان خروج کرنے والون سے عبداللہ ابن زبیر ایک طرف لڑتے تھے - اور دوسری طرف

اہل خروج
مروان اور اُسکا بیٹا عبدالملک پے در پے لڑتا رہا اور اسلیے مروان یا اُسکے بیٹے عبدالملک کو عبداللہ ابن زبیر سے لڑنے کا موقع عرصہ تک نہیں آیا۔

مختار
جن لوگون سے مروان بن عبدالملک اور عبداللہ ابن زبیر کو لڑنا پڑا تھا انمین مختار ایک شخص قابل تذکرہ ہے۔ اصل وجہ تحریک تو خواہش سلطنت تھی۔ لیکن حیلہ اسنے امام حسین کے خون کے عوض لینے کا کیا جس سے بہت سے مسلمانون کو یہ اپنا ہمزبان کر سکا۔

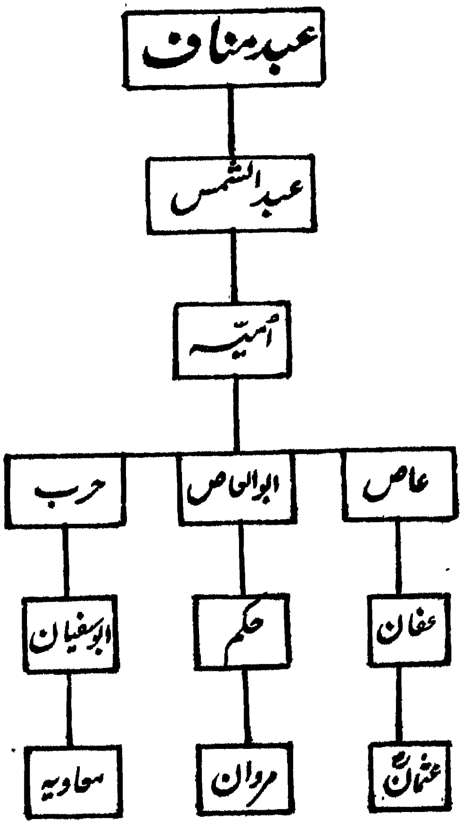
مختار ابن عبیدہ بن مسعود اُسوقت جب کہ عمر ابن زبیر نے چڑھائی کی تھی عبداللہ ابن زبیر کا ساتھی تھا۔ حصین کے محاصرہ کے وقت بھی یہ عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ تھا۔ عبداللہ ابن زبیر نے کوفہ اور بصرہ پر قبضہ کیا تو مختار کی خواہش کے مطابق عبداللہ ابن زبیر سے سلوک نہ ہو سکا۔ مختار بیدل ہو کر مدینہ سے کوفہ چلا گیا اور وہان یزید کے خلاف سازش کرنے مین قید ہوا۔ اسکے بعد قید سے چھوٹا تو عبداللہ ابن زبیر کے خلاف سازش کرنے مین پھر قید ہوا۔ اور پھر چھوٹا تو عبدالملک ابن مروان کے زمانہ مین مختار کے مقابلہ کو عبیداللہ ابن زیاد بھیجا گیا۔ یہ سنہ ۶۶ھ کا واقعہ ہے مختار نے اپنے کو محمد ابن علی[۲] کا خلیفہ قرار دیکر شیعان علی سے مدد مانگنا شروع کر دی۔ محمد ابن علی پر ابن زبیر نے مختار کے حالات سُنکر دباؤ ڈالے یہ بھاگ کر دمشق چلے۔ پھر راستہ سے واپس آ گئے۔ مختار نے عبیداللہ

قاتلان حسین کی بربادی
ابن زیاد کو شکست دی اور اُسکو مار ڈالا اور پھر اُسنے اُن تمام لوگون کو چن چن کر مارا جو قتل امام حسین مین شریک تھے یا اُنکے خلاف سازش مین ذرا بھی متہم تھے ابن زبیر کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو مختار مارا گیا۔ مختار کے مارے جانے سے ابن زبیر

کی خلافت بہت زیادہ رونق پکڑ گئی اسکے بعد عبدالملک بن مروان نے حجاج ابن یوسف کو زبیر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا جسکا تذکرہ آگے آئیگا۔

عثمانؓ۔ مروان اور معاویہ یہ تینوں اشخاص امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف کی نسل سے تھے جیساکہ ذیل کے شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ عبدمناف کے بیٹے ہاشم سے بنو ہاشم کا سلسلہ چلا جسمیں رسول اللہ کا خاندان بھی شامل ہے۔ اور دوسرے بیٹے عبدالشمس سے بنو امیّہ کا خاندان شروع ہوا۔

شجرۂ خاندان بنو امیّہ



سمجھانے کے لیے صرف اتنے ہی نام لکھدیے گئے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اُمیّہ کی

صرف اتنی ہی اولاد تھی۔

عثمان بن عفان سے لیکر ابراہیم بن ولید تک جو زمانہ گزرتا ہی یہ سلطنت بنوأمیہ کا زمانہ کہا جاسکتا ہی۔ لیکن مورخون نے عثمان ابن عفان کو خلفاے اربعہ مین شمار کرکے معاویہ سے سلاطین بنوأمیہ کا شمار کیا ہی کیونکہ یہ سب کے سب امیہ کی نسل سے تھے۔ لیکن مروان سے لیکر ابراہیم بن ولید تک اگر مروانیون کی سلطنت کہی جائے جب بھی مناسب ہی۔

مروان کی موت

مروان صرف دس مہینہ تک سلطنت پر بیٹھا اُسکے بعد خالد ابن یزید کی مان نے اُسکو زہر دیا زہر دینے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہی کہ مروان نے اُسکو اپنی زوجیت مین داخل کرلیا تھا۔ جب مروان نے معاہدہ کے خلاف عبدالملک کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تو خالد نے اپنی مان سے گلہ کیا۔ مان کو اس بدعہدی پر غصہ آیا اور اُسنے مروان کو مار ڈالا۔ بعضون نے یہ بھی لکھا ہی کہ اُسنے زہر پلاکر نہین مارا بلکہ سوتے مین گلا گھونٹ دیا۔ مروان کی سلطنت کا زمانہ ۹ مہینے سے کم نہین تھا۔ لیکن چونکہ عبداللہ ابن زبیر دعویدار خلافت موجود تھے اور اپنے دعوی مین کامیاب بھی نظر آتے تھے۔ اسلیے اسکو امیر المومنین یعنی کل مسلمانون کا بادشاہ نہین کہہ سکتے ہان شام مین اُسکی خود مختار حکومت ضرور تھی۔

سنہ ۶۵ھ عبدالملک بن مروان ۲۱ سال

عبدالملک بن مروان اپنے باپ مروان کے بعد تخت پر بیٹھا اُسکے حکم سے حجاج بن یوسف نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ لوگ محاصرہ کی تکلیف سے گھبراکر باہر نکل گئے۔ عبداللہ ابن زبیر تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ لڑے اور مارے گئے اس لڑائی مین حرم کعبہ بھی خون سے آلودہ ہوا مسلمان اس لڑائی کو بہت

سخت سمجھتے ہین - اس کارگزاری کے صلہ مین عبدالملک نے حجاج کو کوفہ کی گورنری عطا کی اور پھر تمام ممالک شرقی اسی کے تعلق کردیا - زیاد اور ابن زیاد سے کہین زیادہ حجاج نے ظلم کیا - ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک خود کو کُل بلاد اسلام کا سلطان سمجھا - اور جو لوگ وقتاً فوقتاً مختلف مقامات سے خروج کرتے رہے اُنکی پروا اسنے نہ کی -

ابن زبیر کا قتل سنہ ۷۳ھ مین ہوا - اسی وقت سے عبدالملک کو سلطان سمجھنا چاہیے اور یون تخت نشینی کے وقت سے شمار کیا جائے تو ۲۱ برس تک اسنے سلطنت کی سنہ ۶۵ھ مین تخت پر بیٹھا اور سنہ ۸۶ھ مین مرا - اسکے کوٹھے کی کھڑکی کھُلی تھی - اسکی نظر ایک دھوبی پر پڑی اسنے کہا کہ کاش مین دھوبی ہوتا اور اسی طرح کھڑا کپڑا دھوتا تو سلطانی محل مین مرنے سے اچھا ہوتا - یہ بڑا ادیب اور فقیہ تھا - مدت تک اسنے مسجد نبوی مین عام لوگون کی طرح تحصیل علم کی تھی - اسکے عہد تک کچھ کچھ عربون کا رنگ دربار مین تھا پھر اسکے بعد سلاطین عجم اور شام کی تقلید شروع ہوئی -

سنہ ۸۶ھ ولید بن عبدالملک ۹ سال ۶ ماہ

ولید بن عبدالملک اپنے باپ کے مرنے پر تخت پر بیٹھا - یہ بڑا ظالم بادشاہ تھا - اسکے عہد مین فتوحات بہت ہوئے - ترکستان کا بہت حصہ فتح ہوا اندلس (اسپین) مین مسلمان اسی کے وقت مین پہونچے - محمد قاسم نے اسی کے عہد مین کچھ حصہ ہندوستان کا فتح کیا تھا - ماوراء النہر سے فرغانہ تک اور کابل سے ملتان تک اسنے سلطنت کو وسعت دی - اسکے پہلے دربار خلافت مین ہر شخص بول سکتا تھا - اسی نے یا اسکے باپ عبدالملک نے یہ حُکم دیا کہ بلا اذن بادشاہ کے

کوئی لب نہ ہلا سکے۔ حجاج کا ظلم اسکے وقت مین اور بھی ترقی پکڑ گیا تھا۔ اسکا عہد مسلمانون مین زیادہ مشہور ہی کہ دمشق کی مشہور جامع مسجد اسی کے وقت مین بنی۔ مدینہ مین اسنے مسجد نبوی کو وسعت دی اور بیت المقدس مین مسجد اقصیٰ بنوائی۔ مشہور ہی کہ اسی کے عہد مین حجاج نے قرآن کے لیے زیر۔ زبر۔ پیش (اعراب) ایجاد کیا تا عربی زبان نہ جاننے والے بھی اُسے صحت سے پڑھ سکین حجاج اسی کے عہد مین ۹۵ھ مین اپنی موت سے مرا۔

سنہ ۹۶ھ سلیمان بن عبد الملک ۲ برس ۸ ماہ

سلیمان بن عبد الملک اپنے بھائی کے مرنے پر تخت نشین ہوا اسکے مزاج مین اعتدال تھا۔ حجاج اور اُسکے ساتھیون کے مظالم سے یہ واقف تھا۔ حجاج تو مر چکا تھا لیکن اُسکے ساتھی زندہ تھے جنکے ساتھ اسکا برتاؤ بہت سخت رہا۔ حجاج کے بعد یزید ابن مہلب کوفہ کا گورنر ہوا۔ خراسان اور جرجان مین اس نے بہت فتوحات کیے۔ اسکے حکم سے مسلمہ بن عبد الملک نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ شاہ قسطنطنیہ شہر مین چھپا اور مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور اہل شہر کو بہت عاجز کیا۔ یہ بادشاہ نیک نیت تھا اسکی نیک نیتی کا ایک ثبوت یہ بھی ہی کہ اپنے پیچھے عمر بن عبد العزیز ایسے برگزیدہ شخص کو اسنے اپنا ولیعہد کیا۔ عمر کے ولیعہد قرار پانے کی رسم یون ادا ہوئی کہ ایک کاغذ پر اُنکا نام لکھا گیا اور کاغذ موڑ دیا گیا۔ کاغذ پر لوگون نے بیعت کی۔ کاغذ پر نام کسکا تھا اسکی شہرت سلیمان کے مرنے پر ہوئی سلیمان نے اسمین مصلحت کیا سوچی تھی؟ معلوم نہین۔ اسکے عہد مین کچھ لوگ نواحی سندھ (ہندوستان) کے مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن وہ ہشام کے وقت مین مرتد ہو گئے۔

سنہ ۹۹ھ عمر بن عبد العزیز بن عبد الملک ۲ سال ۵ ماہ

عمر بن عبد العزیز بعد سلیمان کے تخت پر بیٹھا - یہ بہت ہی اچھا بادشاہ تھا - مسلمانون کا خیال ہے اور بہت سچا خیال ہے کہ بعد خلفاے اربعہ کے پھر اس سے اچھا کوئی مسلمان بادشاہ نہین ہوا - جب اسے لوگ تخت پر بٹھانے کو لائے تو تزک اور احتشام سے یہ نہین آیا اپنے معمولی گھوڑے پر آیا اور جب تک سلیمان کے لڑکے بالے اپنی خوشی سے ایوان شاہی سے الگ نہین ہوئے اسنے ایوان شاہی مین قدم نہین رکھا - ۲ درہم روزانہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچ کو یہ بیت المال سے لیتا تھا اور جتنی دولت اسکے پاس پہلے سے تھی خلیفہ ہوتے ہی اسنے بیت المال مین داخل کر دی - ایک نقل اسکی عقل اور اعتدال کی سننا چاہیے مسلمہ کو اسنے قسطنطنیہ سے بُلا بھیجا تو اُسکو معلوم ہوا کہ مسلمہ کے مطبخ مین ایک ہزار درہم روز خرچ ہوتا ہے مسلمہ کو اسنے ایکدن مدعو کیا - اور باتون مین اتنی دیر کی کہ مسلمہ بھوک سے بیتاب ہوا - دیر کے بعد مسور کی دال اُبلی ہوئی اسکے سامنے پیش کی گئی - مسلمہ نے خوب پیٹ بھر کے کھا لیا - اسکے بعد عمدہ عمدہ کھانے پیش کیے گئے تو مسلمہ نے سیر شکم ہونے کا عذر پیش کیا - عمر نے کہا مسور کی دال ہی سے تمہارا شکم سیر ہو گیا تو ہزار درہم روزانہ مطبخ کا خرچ رکھکر تم کیون مسرف بنتے ہو - مسلمہ نے یہ نصیحت نہایت خوشی سے سُنی - معاویہ کے وقت سے یہ دستور تھا کہ خطبہ کے بعد حضرت علیؓ کو بُرا کہا کرتے تھے - اور غرض اس سے صرف حفظ سلطنت تھی کہ لوگ آل علی کی طرف رجوع نکرین - عمر نے اس دستور کو مٹایا - اور حضرت علی کو بُرا کہنے کی جگہ یہہ "ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان" اور ایک روایت کے مطابق آیتہ "ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاے ذی القربی وینہی عن الفحشاء

والمنکر والبغی"۔ داخل کیا یزید مہلب والی خراسان کو اس بادشاہ نے نا اہل سمجھ کر حکومت خراسان سے معزول کیا۔ باغ فدک کو حضرت ابوبکرؓ صدیق خلیفہ اول کے وقت میں فاطمہ زہرا بنت رسولؐ نے ارث پیغمبرؐ کی بنیاد پر طلب کیا۔ خلیفہ اول نے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبرؐ کی کوئی ملکیت نہ تھی جس پر ارث جاری ہو مشہور ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ورثائے فاطمہؓ کو بلا کر باغ فدک حوالے کر دیا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ خلیفہ اول سے عمر بن عبد العزیز نے مخالفت کی۔ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اب مسلمانوں کے دن ایسے تھے کہ لاکھوں کروڑوں روپیہ فضول لوگوں کو دیدیا جاتا تھا۔ آل رسولؐ کو ایک باغ اگر بلا وجہ بھی دیدیا گیا تو نہ دیے جانے سے کہیں اچھا ہوا۔

یزید بن عبد الملک ۱۰۱ھ ۴ سال

یزید بن عبد الملک بعد عمر کے تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا شہوت پرست تھا کھانے پینے سے اور عورتوں کی مصاحبت سے اسے بڑا اُنس تھا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ولید کو عمارت سے زیادہ شوق تھا تو اسکے وقت میں یہی چرچا ارکین سلطنت میں ہوتا تھا۔ عمر کے وقت میں روزے نماز کا ذکر اکثر رہتا تھا۔ یزید کے وقت میں کھانے پینے اور نکاح کے متعلق ہر وقت لوگ رائیں دیا کرتے تھے عمر سے اسکو کوئی نسبت نہ تھی۔ کچھ اوپر چار سال تک اسنے سلطنت کی۔

ہشام بن عبد الملک ۱۰۵ھ ۱۹ سال ۹ ماہ ۲ یوم

ہشام بن عبد الملک بعد اپنے بھائی کے تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ کفایت شعار اور منتظم تھا اسکے وقت میں آذربائیجان اور آرمینیا پر مسلمانوں کا پورا تسلط ہوا۔ اسکے عہد میں بہت سے شہر خراسان کے فتح ہوئے اور شاہ ترکستان کو ہزیمت ہوئی۔ زید بن علی بن حسین نے اسی کے وقت میں خروج

کیا اور بالاخر وہ مارے گئے۔

۱۲۵ھ ولید بن یزید بن عبد الملک ایک سال

ولید بن یزید بن عبد الملک بعد ہشام کے خلیفہ ہوا۔ اسکے وقت مین زید بن علی کے بیٹے یحیی بڑی بیرحمی سے مارے گئے۔ ولید کو لوگون نے مار ڈالا۔

۱۲۶ھ یزید بن ولید ۶ ماہ

یزید بن ولید اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ صرف چھ مہینے تک اس نے بادشاہت کی اور پھر اپنی موت سے مرا۔

۱۲۷ھ ابراہیم بن ولید بن عبد الملک ۲ ماہ

ابراہیم بن ولید اپنے بھائی یزید کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسکی سلطنت صرف دو مہینہ تک تھی مروان بن محمد دعویدار تخت ابراہیم کی خلافت کے وقت آذربائیجان مین تھا یہ سنتے ہی چڑھ دوڑا۔ راستہ مین مزاحمت کرنے والون کو شکست ہوئی اور دمشق کے قریب پہونچنے پر خود ابراہیم نے مروان کی خلافت تسلیم کر لی۔

۱۲۷ھ سے ۱۳۲ھ تک مروان ثانی بن محمد ۵ سال ۱۰ ماہ

مروان بن محمد دمشق مین پہونچکر اور ابراہیم کو تخت سے اوتار کر خود سریر آرا ہوا اسنے پانچ سال دس مہینے تک سلطنت کی لیکن نہایت ضعف کے ساتھ اور اسکے بعد بنو امیہ کی خلافت کا زمانہ ختم ہوا اور بنو عباس (بنو ہاشم) کی بادشاہت کا زمانہ آیا۔ شورش کی ابتدا تو آرمینیا اور آذربائیجان کے خوارج نے کی لیکن وہ خروج جسنے بنو امیہ کا تخت اولٹ دیا خراسان سے شروع ہوا اور کوفہ تک پہونچتے پہونچتے عباسیون نے اس گروہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیکر اپنا نام بلند کیا۔ مروان کا قتل اور بنو امیہ کی تباہی آگے چلکر بیان کیجاتی ہے۔ اس مروان کو مروان الحمار کہتے ہیں

فصل دویم

بنو عباس

خلافت کے خیالات

عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ مین محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس عم رسولؐ کو

دعویٰ خلافت کا ایک خیال سا پیدا ہوا - اسی زمانہ مین ابومسلم نام ایک آزاد غلام جسکا دماغ پولٹیکل خیالات سے بھرا ہوا تھا حج کرنے کی غرض سے مکہ آیا - وہان محمد ابن علی سے یہ اتفاقاً ملا - رسم ملاقات بڑھنے پر محمد نے اپنے خیالات سے ابومسلم کو آگاہ کیا اور کہا کہ "ایک صدی کے بعد زمانہ کو پلٹا کھانا چاہیے - بنوامیہ کی سلطنت کی پہلی صدی ختم ہونے کو آئی اور اب غالباً اس خاندان کی تباہی کا زمانہ آئے گا - بنوامیہ کی تباہی کے بعد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم کو ترقی ہوگی - بنو ہاشم مین اسوقت زیادہ تر مین اپنے خاندان کو پولٹیکل معاملات مین بظاہر قوی پاتا ہون اگر وقت آئے تو تم میرے لڑکون کی مدد کرنا - یہ خیال کوئی نیا نہ تھا - بنوامیہ کے وقت مین اور اُسکے بعد بنو عبّاس کے وقت مین بھی اس قسم کے بہت سے لوگ مسلمانون مین پیدا ہوئے اور اپنے سر اپنے خیالات کی نذر کر گئے - لیکن کچھ عجب اتفاق ہے کہ اس سے واقعہ کو مطابق ہونا تھا - اسکے بعد ابومسلم خراسان مین چلا آیا - اور یہان محمد مر گیا - لیکن جو خیالات ابومسلم کے ذہن مین جم چکے تھے وہ محو نہین ہوئے -

محمد بن علی اور ابومسلم

برسون کے بعد خراسان مین ایک صورت یہ پیدا ہوئی کہ مروان کے گورنر نصر سیار کے طرز حکومت نے رعایا کے دلون مین نارضامندی پھیلا دی ناراضمند گروہ کا سردار یوسف کرمانی مقابلہ کو کھڑا ہوا اور نصر کو شکست ہوئی - یہ کیفیت دیکھ کر ابومسلم کو محمد کا قول یاد آیا - اور وہ یوسف کرمانی کا شریک حال ہوا - یوسف کرمانی کو اُسکے دشمنون نے مار ڈالا اور اس طرح اُس گروہ کی سرداری ابومسلم کو ملی ابومسلم نے اپنی فوج کے لیے سیاہ لباس اختیار کیا اور اُسکے بعد یہی رنگ بنو

خراسان

نصر اور کرمانی

عباس کے زمانہ مین برابر مقبول رہا۔ سیاہ رنگ ہیبت پھیلانے کے لیے اختیار کیا گیا یا اسلیے اختیار کیا گیا کہ بنو امیہ کا رنگ سبز تھا اور مقصود یہ تھا کہ اُسکی خلاف کوئی رنگ پیدا کیا جاوے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ زید اور یحییٰ کی عزاداری مین سیاہ رنگ اختیار کیا گیا کہ رسولؐ اور آل رسول کے محبون پر ایک خاص پولٹیکل اثر پہونچے۔

مرو تک ابومسلم نے نصر کا تعاقب کیا۔ پھر وہ خود وہین ٹھہر گیا اور اسکا سپہ سالار قحطبہ نصر کے تعاقب مین چلا۔ گرگان۔ نہاوند۔ اصفہان تک قبضہ کرتا ہوا وہ نصر کے تعاقب مین چلا گیا۔ اصفہان مین شامیون نے مقابلہ کیا اور ہزیمت اُٹھائی۔ سردار فوج عامر کا سر ابومسلم کے پاس بھیجا گیا۔ اور اُسکے پہلے نصر مرگ ناگہانی سے مر چکا تھا۔ خراسانیون کے لیے میدان صاف ہو گیا۔ اصفہان کے قریب قحطبہ اتفاقاً دریا مین ڈوب کر مر گیا اور اپنے بیٹے حسن کو اپنا ہی سا جانشین قایم مقام چھوڑتا گیا۔ حسن جب کوفہ مین پہونچا تو ابوسلمہ ایک باتدبیر شخص (جو محبان خاندان رسولؐ سے تھا) اُسکا مشیر بنا۔ اب تک تو ایک طوفان بے تمیزی کا رنگ تھا۔ اب خراسانیون کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شامیون سے مقابلہ کے لیے کوئی ہمسر کھڑا کرنا چاہیے۔ قریش مین بنو ہاشم اور بنو ہاشم مین بنو عباس اور بنو عباس مین محمد کا خاندان اسکے لایق ثابت ہوا۔ اور لوگون نے محمد کے بیٹے ابوالعباس سفاح کو خلیفہ بنایا۔

ابوالعباس سفاح ۱۳۲ھ مین بمقام کوفہ خلافت کے لیے منتخب ہوا۔ سنہ ۱۳۲ھ ۴ سال
کوفہ مین معلوم ہوا کہ مروان ابن محمد (بنو امیہ کا اخیر خلیفہ) مقابلہ کو چلا ہے تو

ابو العباس کا بھائی عبد اللہ ابن علی مقابلہ کو روانہ ہوا۔ لڑنے مین شامیون سے کچھ ایسی بے ترتیبی ہوئی کہ غلط فہمیون سے مروان ابن محمد کی فوج پسپا ہوئی۔ مروان بھاگا اور عبد اللہ نے تعاقب کیا۔ دمشق مین پہونچکر مروان نے دیکھا کہ اکثر لوگ اُسکے مخالف ہین۔ نہایت عبرت سے اُسنے یہ رنگ دیکھا اور مصر کا راستہ پکڑا۔ عبد اللہ کے پہونچنے پر مروان کے ہوا خواہون نے کچھ مقابلہ کیا۔ لیکن بے سود ہوا۔ عبد اللہ نے دمشق پر قبضہ کیا اور مروان کے تعاقب مین عامر ابن مروان کو روانہ کیا۔ مروان ملا اور محاربہ کرکے مقتول ہوا۔ مروان کے مرنے پر ابو العباس امیر المومنین ہوا۔ حرمین یعنے مکہ اور مدینہ کی ولایت اپنے چچا داؤد ابن علی کے تعلق کی۔ داؤد اور عبد اللہ ابن علی امیر المومنین ابو العباس کے حکم سے بنو امیہ کا خون مباح سمجھے۔ کوشش یہ کیگئی کہ بنو امیہ مین کوئی ایسا شخص باقی نرہے جو کسی وقت سر اُٹھا سکے۔ دمشق مین تو بنو اُمیہ کی قبرین کھودی گئین اور مردون کی ہڈیان جلائی گئین مشہور ہے کہ معاویہ کی قبر سے صرف خاک نکلی تھی۔ یزید ابن معاویہ کی قبر سے ہڈیان نکلین لیکن سیاہ اور بوسیدہ ان خونریزیون سے ابو العباس کو سفاح لقب ملا لیکن اسکا ظلم بنو امیہ کے ساتھ جنکے مظالم سے زمانہ تاریک تھا محدود تھا۔

امیر المومنین ابو العباس کے وقت کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ابو العباس کے سامنے شام کے چند مشایخ آئے۔ ابو العباس نے پوچھا کہ تم لوگ بنو امیہ کے ہوا خواہ رہے کبھی بنو ہاشم کے پاس تک نہین آئے۔ تم کبھی یہ نہ سمجھے کہ بنو ہاشم رسول اللہ کے اہل بیت ہین اور اس اعتبار سے تمام عالم پر انکو فضیلت ہے

اُن مشائخ نے قسم کھا کر کہا کہ ہمکو آج تک نہین معلوم تھا کہ بنو ہاشم رسول کے یگانہ ہین ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ جو کچھ ہین بنو امیہ ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابتدا امیر معاویہ اور مابعد سلاطین نے عوام کے سامنے کتنا رسوخ قایم کرلیا تھا اور کس کس طرح سے امر حق کے چھپانے مین کوشش کی تھی۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ بنو اُمیہ کی تباہی کا سبب ابو مسلم تھا ابتدا مین اُسے خیال بھی نہ تھا کہ اُسکی تحریک بنو امیہ کی گڑی ہوئی ہڈیون کو بھی جلوا چھوڑے گی ابو العباس کی خلافت مین اُسنے کوشش نہ کی تھی اور نہ اُسے اس بات کا علم تھا کہ اُسکی کوششین ابو العباس کی خلافت تک منتج ہونگی۔ ابو مسلم سے کوئی فعل خلاف ظاہر نہین ہوا تھا۔ لیکن کوفہ اور دمشق پر پورا تسلط حاصل کرنے کے بعد امیر المومنین ابو العباس نے خراسان کی خبر لینا چاہی اور اپنے بھائی ابو جعفر کو اس کام کے لیے تعنات کیا۔ ابو جعفر مرو تک پہونچا تھا کہ ابو مسلم پیشوائی کو حاضر ہوا اور ابو جعفر کے ہاتھ پر ابو العباس امیر المومنین کے لیے بعیت کی۔ ابو مسلم اسکے بعد حج کرنے کعبہ چلا گیا۔

ابو مسلم کا انجام

تین سال سے کچھ زیادہ ابو العباس نے سلطنت کی اور مرتے وقت ابو جعفر کو ولیعہد مقرر کر گیا۔ ابو العباس تک بنو عباس اور بنو علی (آل علی) کی غرض مشترک تھی بنو اُمیہ کا تباہ کرنا۔ لیکن اسکے بعد جب ابو جعفر منصور کو پورا عروج ہو چکا اور بنو اُمیہ کے مظالم دلون سے محو ہوگئے تو بنو ہاشم مین بھی تفرقہ ہوگئی۔ بنو عبّاس اور بنو علی مین وہ خلوص باقی نہ رہا جو پہلے تھا۔

بنو عباس اور بنو علی

ابو جعفر منصور دوانیقی اپنے بھائی کے مرنے پر خلیفہ ہوا اُسکا چچا عبد اللہ ابن علی

۲ ابو جعفر منصور ۱۳۶-۱۵۸ھ ۲۲ سال

دمشق مین حاکم تھا اور اسی کی کوشش نے مروانیون کا خاتمہ کیا تھا اور اُسکا یہ بھی بیان تھا کہ ابو العباس نے دمشق فتح کرنے کے صلہ مین مجھے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ عبد اللہ نے ابو جعفر سے سرتابی کی۔ ابو جعفر نے ابو مسلم کو اُسکے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ عبد اللہ کو ابو مسلم نے قتل کیا اور مشہور ہے کہ ابو مسلم کو بھی کسی حیلہ سے ابو جعفر نے مروا ڈالا کیونکہ کچھ سرکشی کے آثار نمایان ہو چلے تھے۔ ۲۲ سال تک ابو جعفر منصور نے سلطنت کی ۱۵۸ھ مین حج سے پھرتے ہوئے اثناء راہ مین یہ مرا۔ کوفہ کو پُر آشوب سمجھ کر اُسنے مداین کے قریب ایک نیا شہر بغداد بسایا اور اسی کو دار السلطنت قرار دیا یہ شہر ۱۴۵ھ مین طیار ہوا تھا۔ یہ بادشاہ ہر دلعزیز اور منتظم تھا۔ خالد برمکی اسکا وزیر تھا۔

۳ مہدی ابن منصور ۱۵۸-۱۶۹ھ ۱۱ سال

مہدی ابن منصور اپنے باپ ابو جعفر منصور کے مرنے پر ۱۵۸ھ مین بمقام بغداد تخت خلافت پر بیٹھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُسنے اُن تمام قیدیون کو جو حق العباد یا خون کی علت مین قید تھے چھوڑ دیا۔ اسی زمانہ مین ابن مقنع نے بمقام ماوراءالنہر خروج کیا۔ یہ ایک ذی علم شخص تھا۔ اپنی علمی کرامتین دکھا کر لوگون سے کہتا تھا کہ مین خدا کا اوتار ہون۔ چاہ نخشب اسی نے بنایا تھا جس سے مصنوعی مہتاب نکل کر دو فرسخ تک روشنی پھیلاتا تھا۔ جب مہدی کی فوج سے عاجز آکر یہ اپنے قلعہ مین بند ہوا تو اپنے تمام ساتھیون کو اُسنے تیزاب مین گلا دیا اور خود بھی ناند مین تیزاب بھر کر کود پڑا۔ اسکی لونڈی نے جو چھپ کر بچ رہی تھی اس راز سے لوگون کو واقف کیا ورنہ بعض جاہلون کا یہ خیال تھا کہ وہ خدا تھا اور اپنے ساتھیون سمیت آسمان پر چلا گیا۔ اور یہی خیال پیدا کرنے کو اُسنے تیزاب مین کودنے

ابن مقنع چاہ نخشب

کی تدبیر سوچی تھی -

۱۶۹ھ مین گیارہ سال سلطنت کرکے اس خلیفہ نے وفات پائی - اس بادشاہ نے اپنے باپ کا تمام خزانہ اڑا دیا - اسکے وقت کا یہ قصہ مشہور ہو کہ ایک مرتبہ یہ شکار مین اپنے لشکر سے الگ ہوکر تنہا ایک اعرابی کا مہمان ہوا - کھانے کے بعد دور ساغر چلنے لگا - پینے کے بعد اسنے کہا کہ مین ایک امیر کا نوکر ہون - اعرابی نے کہا تمھین یہ نوکری مبارک ہو - دوسرا ساغر پی کر مہدی نے کہا - مین نوکر نہین ہون بلکہ ارکین دولت سے ہون اور امیر ہون - اعرابی نے کہا اور بھی اچھا تیسرا ساغر پی کر مہدی نے کہا کہ مین امیر نہین بلکہ امیر المومنین خلیفہ وقت ہون - اعرابی نے یہ دیکھ کر بادہ و ساغر ہٹا دیا اور کہا بس - زیادہ نہین - چوتھا ساغر پیو گے تو کہنے لگو گے کہ مین رسول اللہ ہون - اس حکایت سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ جب بڑے لوگ کہین چھوٹون سے ملتے ہین تو اپنے درجہ کا چھپانا پسند کرتے ہین - لیکن بادۂ ناب ہر وقت اسکے برعکس خیال کو بلند رکھنے کی تحریک کرتا ہو اور راز دل چھپنے نہین دیتا - اور اسی حکایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ سلاطین بنو امیہ کی طرح بنو عباس کے زمانہ مین بھی میخواری شروع ہوگئی تھی - پہلے صحابہ رسول اور انکے تابعین کا زمانہ تھا اسلیے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے - لیکن اب زمانہ اور ہوا - "ہرچہ سلطان بہ پسند د ہنر است" - ہارون کے زمانہ مین تو اسکو اور ترقی ہوئی ہو علما اور فقہا تو اس سے الگ رہے لیکن ارکین دولت کو کوئی باک نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ ارکین دولت سے مذہبی خیال کے لوگ اجتناب کرتے تھے -

موسیٰ ابن مہدی اپنے باپ مہدی کے مرنے پر تخت پر بیٹھا - لوگ اسکو ہادی

اعرابی کی گفتگو

موسیٰ ابن مہدی ۱۶۹ھ-۱۷۰ھ ایک سال ۲ ماہ

کہتے تھے۔ اسکے وقت مین حسین ابن علی حسینی نے عباسیون کے مقابلہ مین کچھ سرکشی کی تھی۔ جب حسین کا سر ہادی کے دربار مین مکہ سے لایا گیا تو لوگ انعام کے خواہان ہوئے اور اظہار مسرت کرنے لگے۔ ہادی نے یہ سُنکر غصہ کیا اور کہا کہ ترک اور دیلم کے کسی بادشاہ کا یہ سر نہین ہی کہ تم لوگ خوشی کرتے ہو بلکہ اولاد رسولؐ مین سے یہ ایک کا سر ہی۔ انتظام ملکی نے مجبور کیا جو ایسا ہوا۔ مسرت کا کوئی مقام نہین ہی اسنے چاہا کہ اپنے چھوٹے بھائی ہارون کی حق تلفی کرکے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد کرے۔ خالد برمکی کا بیٹا یحیٰی اسوقت وزیر تھا اسنے ہادی کو روکا۔ ہادی نے یحیٰی کو قید مین بھیجدیا۔ بعض مورخون نے لکھا ہی کہ یحیٰی کو پھر اسنے قید سے رہا کیا۔ اور بعضون نے لکھا ہی کہ ہادی کے مرنے پر یحیٰی نے رہائی پائی۔ ہادی کی مان بھی ہادی سے نالان تھی۔ اسکی خلافت کا زمانہ ایک سال تین ماہ ہی مرگ مفاجات سے یہ مرا سبب صاف ظاہر نہین ہوتا۔ اس بادشاہ کا مزاج بڑا سخت تھا۔ اسی بادشاہ کے وقت مین مسلمانون کا ایک فرقہ دہریہ نکلا تھا جسکو مورخین زنادقہ لکھتے ہین۔ ان لوگون کا قلع وقمع اسی کے عہد مین ہوگیا۔

ہارون ۱۷۰ھ-۱۹۳ھ ۲۳ سال

ہارون رشید ابن مہدی اپنے بھائی کے مرنے پر ۱۷۰ھ مین ۲۲ برس کی عمر مین خلیفہ ہوا۔ ہارون نے اپنی وزارت یحیٰی کے تعلق کی۔ تمام سفید اور سیاہ یحیٰی کے ہاتھ مین تھا۔ اسکے چار بیٹے فضل۔ جعفر۔ محمد۔ موسیٰ ایک سے ایک بڑھکر لائق اور فیاض تھے۔ عرصہ تک زمام حکومت انھین لوگون کے خاندان مین تھی۔ یہ لوگ حد سے زیادہ سخی تھے۔ تمام بلاد اسلام مین انکی سخاوت سے

برامکہ

فائدہ اُٹھانے والے پھیلے ہوئے تھے۔ یہ برامکہ کہلاتے تھے۔ برامکہ کے عروج کا یہی

زمانہ ہی۔ لیکن ہارون ہی کے وقت مین یہ خاندان ستٹ بھی گیا۔ بادشاہ کے دل مین چندر چند شکایتین پیدا ہوئین۔ جعفر قتل ہوا اور باقی اعزہ اُسکے زندان مین بھیجے گئے۔ اسی زمانہ مین عبدالرحمن اندلس کے بادشاہ نے انتقال کیا۔ مسلمانان اندلس کے حالات آیندہ بیان کیے جائینگے۔ ہارون نے اپنے دو بیٹون امین اور مامون مین سلطنت تقسیم کی۔ شرقی حصہ جسمین کرمان نہاوند قم۔ کاشان۔ اصفہان۔ رے۔ کومس۔ طبرستان۔ خراسان۔ زابل۔ کابل سندستان۔ ماورا النہر اور ترکستان تھے مامون کو دیا۔ اور مرو کو اُسکا تختگاہ قرار دیا۔

بغداد۔ واسط۔ بصرہ۔ کوفہ۔ شامات۔ عراق۔ موصل۔ جزیرہ۔ حجاز۔ مصر انتہاے مغرب تک امین کو دیے اور وصیت کی کہ میرے مرنے پر امین بغداد مین اور مامون مرو مین سریر آراے سلطنت ہون اور آپس مین ہرگز نہ لڑین۔ ان لڑکون سے اس تقسیم پر حلف لیا اور نوشتہ کو مزید اہتمام کے لیے در کعبہ پر لٹکا دیا۔ اس بادشاہ نے بڑے اہتمام سے حج کیا۔ اور حرمین مین بہت کچھ روپیہ خرچ کیا۔ طوس مین یہ بادشاہ تیئیس ۲۳ برس سلطنت کرکے سنہ ۱۹۳ھ مین مرا۔ یہ بادشاہ بڑا نیک اور فیاض تھا۔ کئی بار یہ حج کرنے گیا۔ شاعرون۔ عالمون اور درویشون کی بڑی قدر کرتا تھا۔

ایک روز ایک درویش نے ہارون سے کہا کہ رشید تم اللہ سے ڈرا کرو۔ رشید نے اُس درویش کو بُلا کر پوچھا کہ مین فرعون سے بدتر ہون۔ درویش نے کہا نہین۔ پھر ہارون نے پوچھا کہ تم موسیٰ سے بڑھکر ہو۔ درویش نے کہا ہرگز نہین۔ ہارون رشید نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہی کہ موسیٰ نے فرعون سے نرمی سے

حصہ سلطنت

تقسیم سلطنت بیٹون مین

درویش سے گفتگو

گفتگو کی تھی - پھر تم نے میرے ساتھ کیون سخت کلامی کی - درویش نے معذرت کی اور معافی چاہی - ہارون نے آٹھ ہزار درم درویش کو دینا چاہا اُسنے لینے سے انکار کیا - اُسوقت ایک وزیر بولا جاہل تو بادشاہی انعام سے انکار کرتا ہے - بادشاہ نے اُس امیر کو کہا چپ کہ رہ باتین مجھسے ہوتی ہین - تجھسے نہین - بادشاہ نے درویش سے کہا کہ مین تمکو محتاج نہین سمجھتا - خلفا کا دستور ہے کہ ایسے لوگون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین - تمکو جسقدر احتیاج ہوسے لو - فقیر نے دو ہزار درم اُسمین سے لیے اور وہین لوگون مین تقسیم کر دیے -

محمد امین ۱۹۳ھ-۱۹۸ھ چار سال ۸ ماہ

محمد امین بن ہارون رشید اپنے باپ کے مرنے پر ۱۹۳ھ مین تخت نشین ہوا اور وہان عبداللہ مامون مرو مین حکمران ہوا - ہارون رشید کی ایک وصیت یہ بھی تھی کہ ایک بھائی کے مرنے پر دوسرا بھائی کل بلاد اسلام پر قابض ہو - امین اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد کرنا چاہتا تھا اور اسلیئے مامون کا استیلا وہ واجب سمجھا - باپ کی وصیت کا خیال دل سے محو کرکے اُسنے مامون کے قتل کا ارادہ کیا اور حیلہ سے اُسکے بُلانے کو قاصد بھیجا - فضل ابن سہل ایک بڑے عالم اور مدبر شخص کی صلاح پر عمل کرکے مامون نے آنے سے انکار کیا اور یہان امین نے مامون کی گرفتاری کے لیے علی ابن موسیٰ کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرو کی طرف بھیجا - مامون کی طرف سے طاہر مقابلہ کے لیے روانہ کیا گیا - طاہر نے علی کو ہزیمت دی اور بغداد کی طرف بڑھا

بھائیون مین لڑائی

امین بڑا نازک اندام اور لہو ولعب کا شائق تھا - شراب بہت پیتا تھا اور عیش مین بسر کرتا تھا - علی کے مارے جانے کی خبر امین کے پاس اُسوقت آئی کہ وہ مچھلی کا شکار کھیل رہا تھا - قاصد سے امین بولا ٹھہرو - کوثر نے دو مچھلیان پھنسائین اور

امین نے ابھی تک ایک بھی نہین مچھلی نہ پھنسنے کا اُسے افسوس تھا لیکن اپنی فوج کی شکست کا کچھ غم نہین ہوا۔ کچھ لوگ بغداد سے ادھر گئے لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا مامون کی فوج نے بغداد کا محاصرہ کیا۔ بغداد فتح کیا گیا اور امین کا سر مامون کے پاس روانہ کیا گیا۔ امین کا زمانہ خلافت ۴ سال ۸ ماہ ہے۔

مامون ۱۹۸ھ–۲۱۸ھ ۲۰ سال

مامون عبد اللہ بن ہارون اپنے بھائی امین کے مرنے پر ۱۹۸ھ مین خلیفہ ہوا اور بدستور مرو مین کچھ دنون تک مقیم رہا۔ فضل وزیر ہوا۔ اور لوگ فضل سے حسد کرنے لگے۔ مامون نے امام علی ابن موسیٰ رضا کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اور انکے بیٹے محمد کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کی۔

علی ابن موسیٰ رضا

ابن موسیٰ رضا کو عباسیون نے ہلاک کیا اور فضل کو اُسکے دشمنون نے مار ڈالا۔ بعض یہ کہتے ہین کہ ان دونون امور مین بادشاہ کا اشارہ تھا۔ ابن موسیٰ رضا کے زندہ رہنے سے بادشاہ کو عباسیون کی سرکشی کا ڈر تھا اور فضل کی وجہ سے عربون کے دل مامون سے پھر چلے تھے لیکن اسمین کچھ شک نہین کہ مامون کو اولاد علی کرم اللہ وجہہ سے ایک خاص اُنس تھا اور یہ خیال تھا کہ انکے حقوق کی نگہداشت بنو عباس کے عہد مین نہ ہوئی تو افسوس ہے۔

ابراہیم کا خروج

اسی زمانہ مین ابراہیم ابن مہدی عباسی نے بغداد مین لوگون سے بیعت لینا شروع کردی۔ مامون کو اب بغداد مین آنا اور اُسکو اپنا دار الحکومت قرار دینا مناسب معلوم ہوا۔ مامون کے آنے پر ابراہیم چھپا۔ اور ابراہیم کے پکڑنے کا انعامی اشتہار دیا گیا۔ ابراہیم عورتون کے لباس مین پھرتا تھا تاکہ کوئی اسکو پہچان نہ سکے بالآخر یہ پکڑا گیا۔ مامون نے اسکا قصور معاف کردیا اور اپنے مصاحبین مین اسکو داخل کیا۔

ممالک روم کی فتح

مامون کے وقت مین ممالک روم کے ۱۲ قلعہ فتح ہوئے اسکے وقت مین

یونان کے علوم عربی مین ترجمہ کیے گئے۔ عالمون - درویشون اور شاعرون کا یہ بھی قدردان تھا۔ عفو تقصیر مین اسے بڑا ہی لطف آتا تھا۔ اپنے باپ ہارون کی طرح یہ بھی نیک نام بادشاہ سمجھا جاتا ہی۔ کچھ کم ساڑھے بیس سال سلطنت کر کے ۲۱۸ھ مین اسنے بعمرہ ۴۸ سال دُنیا سے رحلت کی۔ مرنے کے وقت "یا من لایموت ارحم من یموت" (ترجمہ۔ اے نہ مرنے والے مرنے والے پر رحم کر) اسکی زبان پر تھا۔

۸ معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

المعتصم باللہ ابو محمد اسحاق ابن ہارون رشید اپنے بھائی مامون کے مرنے پر تخت نشین ہوا مامون کے بیٹے عباس نے بھی خوشی سے اپنے چچا کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اسنے بغداد کی سکونت چھوڑ کر قاطون کے قریب سُرمن راے نام ایک شہر بسایا (جو کثرت استعمال سے سامرہ ہو گیا) اور اُسی مین وہ زیادہ رہتا تھا۔ لیکن بغداد برابر دارالخلافت بنا رہا۔ بابک نام ایک زبردست شخص اسکے وقت مین بغاوت کے الزام مین قتل ہوا۔ فتوحات اسلامی کو اسکے وقت مین بھی ترقی ہوئی۔ ہندوستان سے بھی کسی راجہ نے اسکی خدمت مین تحفے بھیجے تھے جنمین ایک بڑا ہاتھی تھا۔ معتصم ایک شجاع اور باہمت شخص تھا۔

معتصم باللہ کے بعد جتنے خلفا ہین اُنکا تذکرہ سلاطین ہمعصر کے ساتھ دوسرے مقامات پر کیا جائیگا یہان بالاختصار اُنکے حالات درج ہوتے ہین۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
۹	واثق باللہ	معتصم	۲۲۷ھ	۵ سال	یہ علما اور سادات کی بڑی خاطر کرتا تھا اسحاق نے اسے ہر دل عزیز بنا رکھا تھا۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
۱۰	متوکل باللہ	معتصم	سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال	یہ بادشاہ متعصب تھا اور نشہ شراب مین بڑی خفیف الحرکتی کرتا تھا پھر بھی رعایا اس سے خوش تھی۔ ترکی خادمون نے اسکے بیٹے منتصر کے اشارہ سے اسے مارا۔
۱۱	منتصر باللہ	متوکل	سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ	لوگ اس سے ناراض رہے سرسام ہوکر مرا اور بعضون نے لکھا ہے کہ ترکون نے کچھ زہر کا اثر فصاد کے ذریعہ سے اسکے بدن مین پہونچا دیا تھا۔ ان خلفا کے وقت مین ترک بہت زیادہ مداخل ہو گئے تھے۔
۱۲	مستعین باللہ	منتصر باللہ	سنہ ۲۴۷ھ	۳ برس ۹ ماہ	اسکو ارکین دربار نے جو اکثر ترک تھے تخت پر بٹھایا اسکے چچا معتضد باللہ نے اسکو قتل کرایا۔
۱۳	معتز باللہ	متوکل	سنہ ۲۵۱ھ	۳ برس ۶ ماہ	اسکو ارکین دولت نے جنمین اکثر ترک تھے تخت سے اوتار کر قید کیا اور مہتدی باللہ کو تخت پر بٹھایا۔
۱۴	مہتدی باللہ	واثق	سنہ ۲۵۵ھ	ایک سال	یہ بالکل عمر بن عبدالعزیز کا پیرو تھا اسکی تخت نشینی سے خلافت کا رنگ بالکل بدل گیا زمانہ پرشور تھا ایسی خلیفہ کی قدر کون کرتا۔ لوگون نے اسکو مار ڈالا۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
۱۵	معتمد باللہ	متوکل	سنہ ۲۵۶ھ	ایک سال	سلطنت بالکل اسکے وزیر کے ہاتھ مین تھی اسے عیش و عشرت سے فرصت نہ ملتی تھی یہ اپنی موت سے مرا۔
۱۶	معتضد باللہ	متوکل	سنہ ۲۷۹ھ	۹ سال ۹ ماہ	یہ بادشاہ شجاع اور کفایت شعار تھا۔
۱۷	مکتفی باللہ	معتضد	سنہ ۲۸۹ھ	۶ سال ۱۹ ماہ	یہ بھی مال جمع کرنے پر اپنے باپ کی طرح حریص تھا
۱۸	مقتدر باللہ	معتضد	سنہ ۲۹۵ھ	۲۴ سال ۱۱ ماہ	بڑا ہی فضول خرچ تھا لوگون نے تخت سے اوتارنے کی غرض سے اسکو قتل کیا۔
۱۹	قاہر باللہ	معتضد	سنہ ۳۲۰ھ	ایک سال ۶ ماہ	یہ بڑا ظالم بادشاہ تھا اسکو لوگون نے اندھا کرکے تخت سے اُتار دیا۔
۲۰	راضی باللہ	مقتدر	سنہ ۳۲۱ھ	۶ سال ۱۰ یوم	اخیر مین قاہر باللہ پر یہ مہربان ہوا لیکن قاہر نے اسے پھر خفا کر دیا۔
۲۱	متقی باللہ	مقتدر	سنہ ۳۲۹ھ	۳ سال ۱۱ ماہ	اسکی آنکھ مین بھی سلائی پھیری گئی اور یہ تخت سے اوتار دیا گیا۔ مقتدر سے متقی تک ترکی امرا کے ہاتھ مین زمام سلطنت تھی اور پھر ترکی امرا کو نکالکر دیالمہ نے زور پایا۔ قادر کی تخت نشینی تک دیالمہ کا زور تھا۔ پھر وہ جاتا رہا۔
۲۲	مستکفی باللہ	مکتفی باللہ	سنہ ۳۳۳ھ	۳ ماہ	اسکی آنکھ مین بھی سلائی پھیری گئی اور تخت سے

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					اتار اگیا۔
۲۳	مطیع باللہ	مقتدر	۳۳۴ھ	۲۹ سال ۵ ماہ	یہ خلیفہ کٹھ پتلی کی طرح وزیروں کے ہاتھ مین تھا اور اسی لیے اتنے روز تک سلطنت پایا تھا۔ فالج کے عارضہ مین مبتلا ہونے سے یہ خلافت سے علیحدہ ہو گیا۔
۲۴	طائع باللہ	مطیع	۳۶۳ھ	۱۷ سال ۹ ماہ	اسکو بہاء الدولہ نے تخت سے اتار کر قادر باللہ کو بٹھایا۔
۲۵	قادر باللہ	اسحق بن مقتدر	۳۸۱ھ	۴۱ سال ۳ ماہ	یہ بادشاہ متقی اور پرہیزگار تھا اسکی صفت یہ بھی تھی کہ اپنے جانشین سابق طائع کو اسنے اپنا مصاحب بنایا اسکو کچھ ایذا نہین دی اسکے وقت مین دیالمہ کا جو بادشاہ کو کھیل سمجھے تھے زور جاتا رہا اور اسنے عباسیہ خاندان کو گویا نئے سر سے زندگی دی۔
۲۶	قایم بامر اللہ	قادر باللہ	۴۲۲ھ	۴۴ سال ۸ ماہ	اسکے وقت مین بڑے بڑے انقلاب ہوئے دیالمہ کا خاندان بالکل تباہ ہوا جس سے خلافت مین طاقت آئی طغرل بیگ سلجوقی کو عروج ہوا لیکن وہ خلافت کا مٹانا پسند نہین کرتا تھا مستنصر باللہ علوی کی مدد سے

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					بساسیری نے اس خلیفہ کو مغلوب کرکے قید کرلیا اور سال بھر تک بغداد مین مستنصر کا خطبہ پڑھا گیا۔ طغرل نے آکر علویون کو بھگایا اور نہایت تعظیم سے اسکو تخت خلافت پر بٹھایا۔
۲۷	مقتدی باللہ	قایم بامر اللہ	سنہ ۴۶۷ھ	۱۹ سال ۵ ماہ	دختر ملک شاہ سلجوقی سے اسنے نکاح کیا اور بڑا جشن کیا۔ شرع کا یہ بڑا پابند تھا۔
۲۸	مستظہر باللہ	مقتدی باللہ	سنہ ۴۸۷ھ	۲۵ سال	کیارق بن ملک شاہ سلجوقی نے بھی اسکے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔
۲۹	مسترشد باللہ	مستظہر	سنہ ۵۱۲ھ	۱۷ سال	سلطان مسعود سلجوقی پر اسنے لوگون کی ترغیب سے چڑھائی کی۔ لڑائی مین ہزیمت ہوئی اور یہ گرفتار ہوا اسنے سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا اسکی رہائی ہونے کو تھی کہ اور لوگون نے سلطان مسعود کی لاعلمی مین اسکو مار ڈالا۔
۳۰	راشد باللہ	مسترشد باللہ	سنہ ۵۲۹ھ	ایک سال	مسترشد کے مرنے کی خبر بغداد مین آئی تو اسکا بیٹا راشد تخت پر بیٹھا۔
۳۱	مقتفی باللہ	مستظہر باللہ	سنہ ۵۳۰ھ	۲۴ سال ۳ ماہ	یہ بادشاہ عادل۔ نیک اور بیدار مغز تھا۔

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					دیا اور اسکے وقت سے اب تک بجز اسکے اور کوئی ایسا بادشاہ نہین ہوا تھا جسنے خاندان عباسیہ کو رونق دی۔
۳۲	مستنجد باللہ	مقتفی باللہ	سنہ ۵۵۵ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	بڑا سمجھدار خلیفہ تھا۔
۳۳	مستضیٔ بنور اللہ	مستنجد باللہ	سنہ ۵۶۶ھ	۹ سال ۶ ماہ	یہ بادشاہ بڑا سخی اور عادل تھا۔
۳۴	ناصر لدین اللہ	مستضیٔ بنور اللہ	سنہ ۵۷۵ھ	۴۶ سال ۲۸ یوم	مزاج کا سخت اور بیدار مغز بادشاہ تھا۔ سلطان محمد شاہ خوارزم نے بغداد پر چڑھائی کی اور نسل امام حسین سے سید علاء الدین کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ مگر فوج برف باری سے تباہ ہوئی اور وہ واپس گیا اور اسکے بعد ہی چنگیز خان کے حملے شروع ہوئے اور خوارزم شاہیون کی بیخ کنی ہو گئی۔
۳۵	ظاہر باللہ	ناصر لدین اللہ	سنہ ۶۲۲ھ	۹ ماہ ۱۴ یوم	بڑا رحیم المزاج اور نیک نیت بادشاہ تھا۔
۳۶	مستنصر باللہ	ظاہر	سنہ ۶۲۳ھ	۱۶ سال ۱۱ ماہ ۷ یوم	باپ کی طرح یہ بھی خیر و برکت کا بادشاہ تھا نیک نیت اور سخی تھا علمی مدرسہ مین اسکی ذات سے بڑی رونق تھی۔
۳۷	مستعصم باللہ	مستنصر	سنہ ۶۴۰ھ	۱۶ سال	عباس عم رسولؐ سے ۳۵ دین درجہ مین تھا اور عباسیون کا سینتیسواں خلیفہ

نمبر	نام	باپ کا نام	سنہ جلوس	مدت سلطنت	کیفیت
					تھا۔ سنہ ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان نے رکن الدین خورشاہ اسمعیلی کو شکست دیکر بغداد پر چڑھائی کی خلیفہ کو مع اسکے لڑکون اور ہزارون عباسیون کے قتل کیا اور اسی کے ساتھ خلفاے عباسیہ کا خاتمہ بغداد مین ہوگیا۔ یہ بڑا سخت واقعہ تھا سعدی شیرازی کہتے ہین۔ آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین اے محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک سر برآور وین قیامت درمیان خلق بین خون فرزندان عم مصطفے شد ریخته ہم بران خاکے کہ سلطانان نہادندی جبین لیکن خلفا کی عظمت سلاطین ترکی کے عروج تک مصر مین قایم تھی جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔

عباسیون کی خلافت پر سرسری نظر

عباسیہ خاندان سنہ ۱۳۲ھ (سنہ ۷۵۰ء) سے سنہ ۶۶۱ھ (سنہ ۱۲۵۸ء) تک حکمران رہا۔ ابو العباس سفاح سے ابتدا ہوئی اور مستعصم پر خاتمہ ہوا۔ کل زمانہ خلافت کا

سوا پانچ سو برس ہوتا ہی۔ جو حکومت ان خلفا کی منصور ہارون اور مامون کے وقت مین یا زیادہ سے زیادہ تیسری صدی تک تھی وہ پھر بعد کو قایم نہین رہی۔ یورپ مین جو حصہ اسپین کا ولید بن عبد الملک کے عہد مین فتح ہوا تھا اُسمین تو منصور ہی کے وقت مین ایک جدا اسلامی سلطنت قایم ہو چکی تھی۔ لیکن اور ممالک مین برابر خلفاے عباسیہ کی عظمت اخیر تک تسلیم کی جاتی تھی۔ کچھ دنون تک تو سلطان اعظم ہونے کی حیثیت سے اور پھر اسکے بعد پیشواے مذہب قابض حرمین شریفین اور اولاد عم رسولؐ ہونے کے لحاظ سے۔ تین صدی کے بعد عرصہ تک ترکی سلاطین کے قبضہ مین یہ خلفا رہے۔ پھر براے نام انکی عظمت ایشیا اور افریقہ مین قایم رہی۔ اخیر اخیر جیسی رومن کیتھولک کے پوپ اعظم کی عزت عیسائیون مین تھی ویسی ہی مسلمانون مین خلفاے عباسیہ کی حیثیت تھی۔ تیرہوین صدی عیسوی کے طوفان مغل گردی نے خلافت کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو بھی گل کر دیا۔ حرمین پر قابض رہنے سے اب بھی سلاطین ترکی مسلمانون مین امید کی نگاہون سے دیکھے جاتے ہین لیکن خلافت کا لفظ بنو ہاشم پر ختم ہو گیا دوسرے کے لیے مناسب نہین معلوم ہوتا۔

اسپین کی خود مختار سلطنت سب کے پہلے منصور خلیفہ بغداد سے الگ ہوئی۔ لیکن خلفاے مابعد کی فتوحات نے یہہ کمی پوری کر دی۔ مامون رشید کے بعد جا بجا خود مختار سلطنتین قایم ہوئین جنکا تذکرہ آئندہ باب ششم مین کیا جائیگا۔

باب ششم

سلاطین بالعبد

فصل اوّل

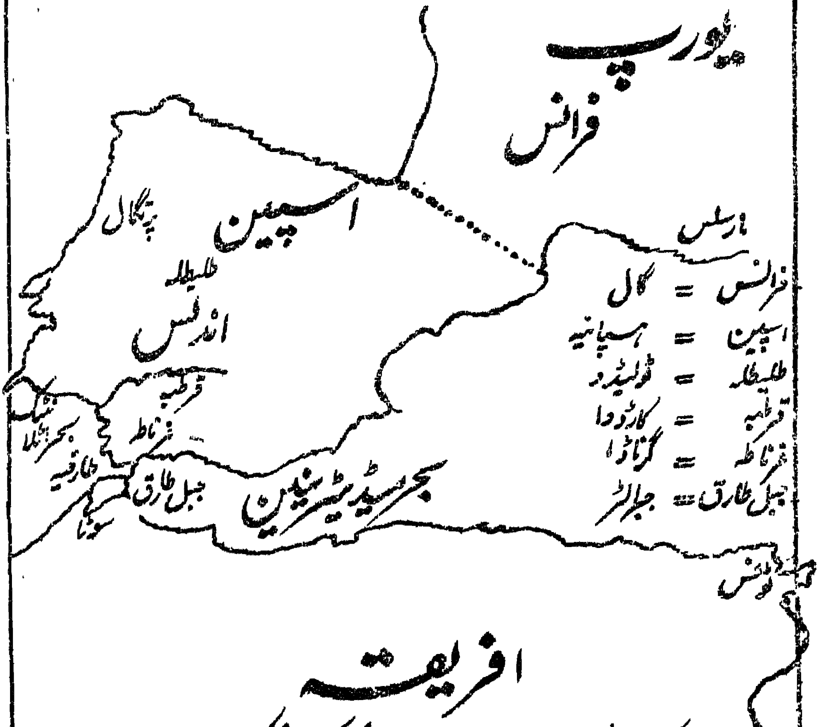
اندلس (اسپین) میں اسلام

اسپین یورپ کا ایک مغربی جزیرہ نما ہی ہر طرف اسکے سمندر ہی صرف گوشہ شمال و شرق میں یہ ذرا فرانس سے ملا ہوا ہی - افریقہ شمالی کے شمالی ساحل پر جبل الطارق کے قریب یہ افریقہ سے بھی اتصال پاتا ہی - وہاں بیچ میں آبنائے بحر روم کے حائل ہونے سے خشکی کا راستہ نہیں ہی - حدود اربعہ

اس جزیرہ نما کی آب و ہوا بہت اچھی ہی - زمین زرخیز ہی - میوے ہر قسم کے ہوتے ہیں - شام اور عرب کے درخت بھی یہاں عربوں کے عہد میں کامیابی کے ساتھ لگائے گئے - پیداوار

اسپین کے جنوبی حصے سے مسلمانوں کو زیادہ تعلق رہا اور اس حصہ کو اندلس کہنے لگے - مسلمانوں کے عہد میں اندلس نے بڑی رونق پکڑی - یونان اور اٹلی کے زوال کے بعد یہی ملک تمام یورپ کی جان سمجھا جاتا تھا - یہاں کی علمی یونیورسٹی میں تمام اہل یورپ آکر پڑھتے تھے اور عربی زبان میں علوم اور فنون سیکھتے تھے جو علوم یونان اور روم کے برباد ہونے پر مٹ چلے تھے وہ مسلمانوں کے عہد میں مع شی زائد یہاں زندہ رکھے گئے - یورپ میں عام تہذیب پھیلنے کے قبل یہاں کے مسلمان تمام علوم اور فنون کا بارا اپنے سر پر لیے ہوئے گویا اس انتظار میں کھڑے تھے کہ قسام ازل کی یہ ودیعت اہل یورپ کے نذر کرکے ہم اس مقام کو خیرباد کہیں - مسلمانوں کا قول کہ انھوں نے اہل یورپ کو تہذیب - اندلس - علوم

سکھانی اسکا مطلب یہی ہے کہ اندلس کی یونیورسٹی میں عربوں سے اہالی یورپ علوم اور فنون پڑھتے تھے مسلمانوں نے اسپین کے ساتھ کیا کیا سلوک کیے اور پھر اسپین نے مسلمانوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا - اسکا تذکرہ آیندہ آئے گا یہاں پر ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اخیر ساتوین صدی عیسوی میں اسپین کی تمدنی اور پولیٹکل حالت کیسی تھی -



پولیٹکل حالت

رومیوں کو جب عروج تھا تب اسپین بھی انکے زیر حکم تھا اور جب تنزل ہوا تو ایک مسیحی قوم ونیڈی گاتھ اسپین پر قابض ہوگئی مسلمانوں کی چڑھائی کے وقت اسپین میں انکی حکومت کو دو سو برس پورے ہو چکے تھے شام مصر اور افریقہ کے سواحل شمالی اور مغربی پر رومیوں کی سلطنت تھی جسکا پایہ تخت قسطنطنیہ

تھا۔ لیکن اسپین والون کو بجز اخوت مذہبی کے اور کوئی تعلق رومیون سے نہ تھا۔ کل اسپین ایک بادشاہ کے زیر حکومت نہ تھا بلکہ کئی خود مختار ریاستون پر وہ منقسم تھا۔ ہان اُسکا جنوبی حصہ جو ہر امور مین زیادہ باوقعت سمجھا جاتا تھا رازرق (راڈرک) کے زیر فرمان تھا جس نے شاہ ڈنزا کو تخت سے اُتار کر عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی تھی۔

قومی حالت

اسپین کے باشندے تین حصون پر منقسم تھے۔ اول ارکین دولت دوسرے کاشتکار۔ تیسری ان دونون کی درمیانی جماعت جسکو زمیندار کے لفظ سے بآسانی سمجھ سکتے ہین۔ کاشتکارون کی حیثیت غلامون سے کہین بدتر تھی۔ کاشتکارون سے زمیندار فی الجملہ اچھے تھے لیکن ارکین دولت کے عیش و نشاط کے خرچ بہم پہونچانے کا سارا بار انکی گردن پر تھا غرض کہ ملک کی حالت ایسی ردی تھی کہ ایک کو دوسرے سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ اس حالت کو اندلس ہی کے ساتھ تخصیص نہ تھی۔ یہی بلا پارسیون اور رومیون کے ملکون مین بھی نازل تھی۔ رعایا پر ظلم و تعدی کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ یدقدرت نے عربون کو بیکسون کی دستگیری کے لیے جسطرح ہر جگہ پہونچایا اُسی طرح اسپین مین بھی اُنکو داخل کیا۔

افریقیہ کے شمالی ساحل پر قلعہ سوٹا مین قریب اسپین کے رومیون کا گورنر رہتا تھا جب مسلمانون کے حملون سے رومی خود اپنی بلا مین مبتلا ہو گئے تو اُنکو اتنی دور قلعہ سوٹا کی محافظت مشکل معلوم ہوئی اور اسیلیے قلعہ سوٹا کی حفاظت رازرق کے تعلق کر دی گئی۔ مسلمان بربر تک پہونچ چکے تھے اور اسپین کے

خواہشمند تھے کہ اسی اثنا میں رازرق شاہ اسپین اور جولین گورنر سوٹا میں بے لطفی ہوئی۔ اس بے لطفی سے مسلمانون نے فائدہ اُٹھایا۔ عربی اور بربری فوج کا ایک چھوٹا سا سپہ سالار طارق نامی تھوڑی فوج لیکر ۹۱ھ مین جنوبی اسپین مین کشتی سے اوترا اور کچھ مختصر مال غنیمت کے ساتھ واپس گیا۔ جس ساحل پہ سپہ سالار مذکور جہاز سے اُترا تھا وہ اسکے نام سے طارقیہ موسوم ہوا۔ موسی ابن نصیر گورنر افریقیہ نے طارق کے بڑھنے کی خبر ولید ابن عبدالملک کے پاس دمشق مین بھیجی۔ خلیفہ دمشق نے دریائی سفر کی جوکھون مین فوج کا ڈالنا پسند نہین کیا لیکن طارق کا جوش کسی طرح کم نہین ہوا ۹۲ھ مین اُسنے دوسرا حملہ کرکے بہت کچھ کامیابی حاصل کی اس دوسرے حملہ مین وہ جس پہاڑ کے کنارہ کشتی سے اوترا اُسکا نام جبل الطارق ہوا جو انگریزی تلفظ مین جبرالٹر کہا جاتا ہے۔

طارق فاتح اندلس

اُسوقت طلیطلہ (ٹولیڈو) اسپین کا دارالخلافت تھا اور وہان پرانے وقت کا ایک طلسمی مکان بنا ہوا تھا جسکے کھولنے کی بادشاہون کو اجازت نہ تھی اور یہ کہا جاتا تھا کہ اسکے کھولنے والے بادشاہ پر اسپین کی عیسائی سلطنت کا خاتمہ ہوجائیگا۔ رازرق نے اُس مکان کو اپنی خودرائی سے کھولا۔ اُس مکان مین عربون کی تصویرین دکھائی دین اور یہ لکھا ہوا دیکھا گیا کہ عنقریب یہ لوگ ملک پر مسلط ہوا چاہتے ہین۔ یہ واقعہ مسلمانون کے حملہ سے کچھ ہی پہلے گذرا تھا۔ اور اسپین والے اس واقعہ سے بہت ہی بے دل ہوئے تھے۔ اس واقعہ کو انگریزی اور عربی دونون مورخون نے لکھا ہے صحت مین کسی کو تامل نہین بلکہ اسکے ساتھ اور بھی بہت سے دلچسپ حالات بیان کیے جاتے ہین فتوحات

طلسمی مکان

اسلام میں ہزاروں واقعات ایک سے ایک زیادہ عجیب اور غریب بھرے پڑے ہیں۔ اس کتاب میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ ایسے عجائبات جنکا شمار محض عام پسند حکایات میں کیا جاتا ہی ذکر نہ کیے جائیں یہی وجہ ہے کہ یہاں اسکی مزید تفصیل نہیں کی جاتی۔

راذرق کی ہزیمت

اس دوسرے حملہ میں راذرق کا مقابلہ ہوا اور اسکو ہزیمت ہوئی۔ وہ میدان سے بھاگا اور پھر مفقود الخبر ہوگیا۔ اکثروں کا یہ خیال ہے کہ وہ دریا میں ڈوب کر مرگیا۔

موسیٰ کا رشک

طارق اور اُسکے بارہ ہزار دلاوروں نے صرف ایک لڑائی سے تمام جزیرہ نما فتح کرلیا۔ موسیٰ گورنر افریقیہ کو اسپر کسی قدر رشک آیا وہ خود اسپین میں پہونچا اور جو کسر باقی تھی وہ اس نے پوری کی۔ طارق نے حملہ کے لیے موسیٰ سے اجازت نہیں لی تھی۔ خود رائی کا الزام لگا کر موسیٰ نے طارق کو قید کرلیا اور اصلی غرض اُسکی یہ تھی کہ اسپین کی فتح اُسکی طرف منسوب ہو لیکن جب پوری خبر خلیفہ ولید کے پاس پہونچائی گئی تو اُسنے موسیٰ کو دمشق بُلالیا اور طارق کو پھر بدستور اسپین کا حاکم کردیا۔

جنوبی فرانس میں اسلام

۷۱۹ء میں ایک عربی سپہ سالار نے فرانس کے جنوبی حصہ پر مستقل طور پر قابض ہوکر پچھم طرف برگنڈی اور ایکوئی ٹینیا پر حملے شروع کردیے اور پورب جانب وہ مارسلز تک پہونچ گئے۔ گو فرانس پر مسلمانوں کا پورا تسلط کبھی نہیں ہوا لیکن اُسکے بعض حصوں پر قابض ہوجانا اور فرانس کو اضطراب میں ڈال دینا اُسوقت بالکل مسلمانوں کے اختیار میں تھا۔

اتفاق سے ۷۳۲ء مین چارلس مارٹل شاہ فرانس کے مقابلہ مین بمقام پائٹائرز اور ٹورز مسلمانون نے شکست کھائی اور پھر اسکے بعد عربون مین وہ جوش باقی نرہا جو ملک عرب کی آب وہوا کے اثر نے اور صحبت رسولؐ کے فیض نے انکے باپ دادا کے دلون مین پیدا کیا تھا۔ اب وہ لوگ ممالک مفتوحہ پر قانع ہوکر اسکی محافظت اور تہذیب مین اپنی کوشش صرف کرنے لگے۔ ۷۳۲ء کی لڑائی نے مسلمانون کی آیندہ ترقی روک دی اور اسلیے یورپین مورخ اس لڑائی کو بہت اہم سمجھتے ہین۔ اس جنگ کو معرکہ ٹورز کہتے ہین اور دنیا کی پندرہ اہم فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین اسکو شمار کرتے ہین۔ مسلمانون کے قانون نے تمام عیسائی رعایا کو مسلمانون کا فریفتہ بنا دیا۔ مسلمانون کا مذہب بھی لوگ اختیار کرنے لگے لیکن مسلمانون کو مذہبی خیال زیادہ نہ تھا اور نہ یہان مسلمانون کو اپنے دین پھیلانے کی کبھی کوشش ہوئی۔ مسلمان اپنی اس بے تعصبی سے عیسائی مورخون کے نزدیک ضرور ممدوح ٹھہرے۔ لیکن اس پولٹیکل غلطی کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوسو برس کے بعد وہ اسپین سے اس طرح نکالی گئے جس طرح دودھ سے مکھی۔ اگر اور ممالک مفتوحہ کی طرح یہان بھی سب مسلمان ہی مسلمان ہوتے تو آیندہ چل کر عربون کی نسل کو جلاوطنی کی تکلیف جسکا ذکر آگے آئیگا ہرگز اٹھانا نہ پڑتی۔

مسلمانون کے فتوحات رکے

۷۵۰ء تک یعنی خلافت بنو امیہ کے اختتام تک اسپین خلفاے دمشق کا ایک صوبہ تھا لیکن دمشق کی حکومت اسپین مین برائے نام تھی باقی دور کا انتظام بالکل بادشاہ کی مرضی پر منحصر ہو ہو نہین سکتا تھا۔ اور اُسی طرح یہ ہوا کہ

عربون اور بربری نومسلمون میں بیجا مخالفت شروع ہوگئی - اسپین میں مستقل اسلامی سلطنت کی ابتدا عبد الرحمن بن ہشام شہزادہ دمشق نے ڈالی - جب ابو العباس سفاح کے وقت میں بنو امیہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیے جاتے تھے اُسوقت یہ شاہزادہ دمشق سے بھاگکر ہزار خرابی اندلس میں پہونچا اور توڑ جوڑ لگا کر کل اسپین کا بادشاہ بن بیٹھا - یہ عبد الرحمن خلیفہ منصور کا ہمعصر تھا - جس طرح منصور بغداد کا بادشاہ تھا ویسا ہی عبد الرحمن اسپین میں بمقام قرطبہ (کارڈوا) سریرآراے سلطنت تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ بلاد اسلامی میں دو بادشاہ الگ الگ حکمران ہوئے - عبد الرحمن کا اندلس پہونچنا کوئی معمولی بات نہ تھی اسے دُنیا کے عجائبات سے سمجھنا چاہیے - فسانہ کا مزا آتا ہے جب مفصل طور پر پڑھا جائے کہ کس طرح اُسنے اپنی جان بچائی اور پھر کس طرح خودمختار بادشاہ بنا - منصور کے وقت میں عباسیون کی فوج نے اندلس پر چڑھائی کی تھی عبد الرحمن تاب مقابلت نہ لاکر قلعہ بند ہوگیا - پھر ایک روز موقع پاکر اُسنے رات کو چھاپا مارا اور عباسی فوج کے تمام سردارون کے سرکاٹ کر بطور تحفہ کے بغداد بھیجدیے اسکے بعد عباسیون نے پھر کبھی ادھر توجہ نہین کی - اُنکی توجہ یا تو خانگی معاملات مین مصروف رہی یا ممالک شرقی وشمالی کی فتوحات کی طرف مائل رہی - عبد الرحمن عیسائیون کے مقابلہ مین بھی بہت سی لڑائیان لڑا اور آخر مین اُسکا دباؤ شمالی عیسائیون نے بھی تسلیم کیا -

عبد الرحمن کے مرنے پر اُسکا بیٹا ہشام ۱۷۲ھ مین باپ کا جانشین ہوا - یہ بادشاہ نہایت کریم النفس رحم دل اور رعیت پرور تھا - اسکے وقت مین فقہاے اسلام

عبد الرحمن اسپین کی خودمختار سلطنت [1]

ارا کین دولت کے خلاف ہو گئے - یہ فقہا خلفا ے اربعہ کا نمونہ دیکھنا چاہتے تھے اور یہان سلطنت کا رنگ خلفا سے عباسیہ کی طرح سے سلاطین عجم کے دربار کی صورت پکڑ چلا تھا

حکم بن ہشام ۱۹۶ھ

۱۹۶ھ مین ہشام کا بیٹا حکم تخت پر بیٹھا - اسکے وقت مین متعصب مسلمان ملک سے نکل کر افریقیہ کے سواحل مغربی پر آباد ہونے چلے گئے -

عبد الرحمن ثانی بن حکم

حکم کے بعد اُسکا بیٹا عبد الرحمن ثانی تخت پر بیٹھا متعصب لوسلمون کے چلے جانے پر شہدا ے مسیحی (عیسائیون کے خیال کے مطابق) نے زد رپکڑا متعصب عیسائی دربار شاہی مین قصداً جان دینے آتے تھے یعنے قاضی

شہداے مسیحی

کے سامنے ایسے حرکات کرتے تھے جس سے لامحالہ قاضی کو اُنکی موت کا فتوی دینا ناگزیر ہوتا تھا اور فتوی سنکر وہ لوگ خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی ہماری مراد تھی - لیکن خیریت یہ تھی کہ ان مسیحی شہدا سے کوئی پولٹیکل پیچیدگی نہین پیدا ہوئی - خود سمجھدار عیسائی ان مذہبی شہدا کو دیوانہ سمجھتے تھے - عبد الرحمن ثانی کے وقت مین قرطبہ کو وہی رونق تھی جو ہارون کے وقت مین بغداد کو یا شاہجہان کے وقت مین ایک زمانہ کے بعد نئی دہلی کو نصیب ہوئی - اسکے وقت مین خوشنما باغ لگائے گئے - عالیشان مساجد خوبصورت عمارات اور مضبوط پلون سے قرطبہ کی زینت بڑھائی گئی - اسکے زمانہ کے چار شخص مشہور ہین - ڈاکٹر یحیی مشہور فقیہ - زریاب فن موسیقی کا اُستاد - طروب سلطان کی دلربا ملکہ - نصر ایک حبشی غلام -

محمد بن عبد الرحمن

عبد الرحمن کے مرنے پر اُسکا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا - اسکے زمانہ کے بعد ہی شہدا کے

مسیحی کی ٹھیان فرانس کے راہب ایک جگہ پھر کر اپنے ملک کو لے گئے غرض انکی صرف لوگون کو مسلمانون کے خلاف ابھارنا تھی - اسپر عیسائیون نے کچھ زور بھی دکھایا لیکن مسلمانون کو اس سے کچھ نقصان نہین پہونچا -

منذر بن محمد

محمد کے بعد منذر حکمران ہوا - یہ ایک مدبر اور دانشمند شخص تھا - لیکن اسکا بھائی عبداللہ اسکے قتل کا سبب ہوا اور عبداللہ مین یہ لیاقت نہ تھی کہ وہ ملک کا بوجھ اُٹھا سکتا - نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی خودمختار ریاستین مسلمانون کی قایم ہوگئین اور عیسائی سلطنتون نے بھی جابجا زور پکڑا - لیکن خیریت یہ ہوئی کہ مسلمانون کی ان چھوٹی چھوٹی ریاستون نے ملک کی تہذیب اور ترقی پر کچھ برا اثر نہین کیا شاعر - ادیب - اہل فن دربار مین موجود رہتے تھے - ملکی حرفت اور صنعت مین بھی کچھ ایسا زوال نہ تھا -

عبدالرحمن ثالث

اسکے بعد عبدالرحمن ثالث ۲۱ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا اور اسوقت سلطنت قرطبہ کی حکومت قرطبہ کے حدود مین محدود تھی - اس نوجوان اولوالعزم خلیفہ نے ملک کا بندوبست کرنے کی غرض سے اپنے کو فوج کے آگے رکھا - اسکی جرات دیکھکر پہلے مسلمانی ریاستین اُسکی تابع ہوئین پھر مسیحی ریاستون کا مقابلہ شروع ہوا - ۱۸ برس تک عبدالرحمن اپنے اسلاف کے نقصانون کی تلافی مین مشغول رہا - اسکے بعد اسنے افریقیہ کے مشہور قلعہ سیوٹا پر اپنا قبضہ جمایا - فاطمیون سے (سلاطین اسماعیلیہ مصر) اسنے بحیرۂ روم کے لیے لڑائیان کین فاطمی سے مراد وہ مسلمان بادشاہ ہین جو فاطمہؓ بنت رسولؐ کی نسل مین تھے اور خلافت بغداد کی کمزوری کے زمانہ مین ایک جدا سلطنت انکی مصر مین قایم

ہوگئی تھی - یہ سب تو تھا ہی عیسائیون کے مقابلہ مین اسکا وقت بہت صرف ہوا خیر قرطبہ کی گئی ہوئی سلطنت پھر اسکے وقت مین رونق پکڑ گئی - یہ بڑا شخص گزرا ہی - مسلمانون نے اسکے وقت مین بہت زور پکڑا - قسطنطنیہ - فرانس - جرمنی - اٹلی کے بادشاہ اظہار اخلاص مندی کے لیے اسکے دربار مین اپنے سفیر بھیجتے تھے - یہ علم کا شوقین اور عالمون کا سرپرست تھا اور اسکے ساتھ ہی یہ بہت بڑا فوجی سپہ سالار بھی تھا - اب تک سلاطین اندلس کو امیر - سلطان یا ابن الخلفاء کہتے تھے اور خلیفہ کا لقب صرف خلفاے بغداد کے لیے مناسب سمجھا جاتا تھا - خلفاے بغداد کی حالت یہ تھی کہ انکا اقتدار بغداد سے باہر تھا اسلیے اسنے بے تکلف اپنے لیے خلیفہ عبدالرحمن ناصر دین اللہ کا خطاب اختیار کیا اور کہا کہ خلیفہ کا لقب عباسیون سے زیادہ مجھپر زیب دیتا ہی - پچاس برس تک اسنے بڑے زور سے سلطنت کی اور ستر برس کی عمر مین جاکر لحد مین سو رہا یہ انتظامی امور مین سلطان صلاح الدین مصری کے مشابہ تھا جسکا ذکر آگے آئیگا اور بعض امور مین عالمگیر شاہ ہند سے بھی اسکو نسبت دے سکتے ہین - قرطبہ کو اس بادشاہ کے وقت مین بڑی رونق تھی - شہر کی لمبائی کسی طرح دس میل سے کم نہ تھی گویا اس زمانہ کے لندن کی لمبائی تھی - قصر الازہار - قصر السرور - قصر العاشقین - قصر التاج دمشق شاہی محلون کے نام تھے - ۸۰ ہزار سے زیادہ ملازمین گورنمنٹ کے مکان تھے - عام خانہ شماری یہان کی ایک لاکھ سے زیادہ تھی - ۷ سو مسجدین تھین - ۹ سو حمام ایسے تھے جنمین ہر خاص و عام غسل کر سکتے تھے - قرطبہ کی جامع مسجد کی بنیاد ۱۷۰ھ مین عبدالرحمن اول نے رکھی تھی -

مسلمانون کا زور

مسجدین حمام

اور اسکے بعد ہر خلیفہ کے وقت میں کچھ نہ کچھ تعمیر ہوتی ہی رہی۔ مجموعی اعتبارات سے
یہ مسجد ایک عجیب چیز تھی۔ دس ہزار بتیاں اسمین روز روشن ہوتی تھین۔ تین سو
آدمی صرف روشنی اور خوشبو کے اہتمام کے لیے مقرر تھے۔ اس خلیفہ کی بی بی جامع مسجد
زہرہ کے نام پر مدینہ الزہرہ ایک شہر قرطبہ کے قریب آباد کیا گیا تھا۔ اور اُسمین
شاہی محل کا نام قصر الزہرہ رکھا گیا تھا۔ جسوقت سنہ ۹۴۹ء مین سفیر یونان سے خلیفہ شاہی محل
اعظم عبد الرحمن ثالث سے ملاقات کی تو سفیر دربار شاہی کی عظمت دیکھکر ششدر
ہوگیا۔ یون تو تمام اندلس میں صنعت وحرفت کی ترقی تھی لیکن قرطبہ کو ان
سب مین فوق تھا۔ مشہور ہے کہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار اس شہر مین ریشم باف تھے۔
لیکن خلیفہ عبد الرحمن کے تھوڑے ہی دنون کے بعد سلطنت اسلامی مین
ضعف شروع ہوا۔ المنصور وزیر نے کچھ سنبھالا لیکن اُسکو پائداری کچھ نہوئی۔
جس طرح ہند مین عالمگیر کے بعد مغلیہ سلطنت کا زور گھٹا اُسی طرح اندلس مین
خلیفہ عبد الرحمن کے بعد سلطنت اسلامی مین ضعف شروع ہوا اور ہشام
ثانی پر خاندان بنو اُمیہ کا تین سو برس کی حکمرانی کے بعد سنہ ۱۰۳۰ء مین خاتمہ ہوگیا۔
جس طرح دلی کے بعد لکھنو کی سلطنت مسلمانون کے آنسو پونچھتی رہی
اسی طرح قرطبہ کی سلطنت کے بعد ایک صوبہ مین غرناطہ کی سلطنت قایم
ہوگئی اور پانچ سو برس تک یعنے سنہ ۱۴۹۱ء تک وہ قایم رہی۔ مسلمانون کو اس
زمانہ مین بھی بڑا عروج تھا اور بہت کچھ تہذیب اور ترقی کا چرچہ تھا۔ اس سلطنت
کو عیسائی مذہب والے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مگر ان بادشاہون کو وہ
بات کہان نصیب تھی جو خلیفہ عبد الرحمن یا اُسکے بعد منصور وزیر کو حاصل تھی۔

حکم ثانی ۹۶۱ء — خلیفہ عبدالرحمن کے بعد اُسکا بیٹا حکم اور حکم کے بعد اُسکا بیٹا ہشام ثانی تخت نشین ہوا - یہ دونوں کتاب کے کیڑے تھے اور سلطنت کے لائق ہرگز نہ تھے حکم ہشام ثانی ۹۷۶ء
نے اپنے وزیر منصور کی بالکل اطاعت کی اور ہشام نے توصاف طور پر منصور کی جانشینی تسلیم کرکے اپنے کو الگ کرلیا حکم کے زمانہ مین شاہی کتب خانہ مین چار لاکھ کتابین تھین - مشہور ہو کہ یہ کل کتابین حکم کی دیکھی ہوئی تھین - اور اکثر دن پر اُسکا حاشیہ تھا جس سے بعد کے علما بہت مستفید ہوئے -

المنصور محض ایک معمولی شخص تھا جو بڑھتے بڑھتے وزارت اور پھر بادشاہت کے منصب تک پہونچ گیا - یہ بڑا ہی بیدار مغز تھا - تمام صیغون کی نگرانی خود اپنے ذمہ رکھتا تھا - اندلس کو جو اقبال - دولت - عزت اور عظمت اسکے وقت مین حاصل ہوئی وہ خلیفہ اعظم کے وقت مین بھی نہ تھی - اسکے وقت مین اندلس کی سلطنت بہت وسیع ہوگئی تھی - عیسائیون پر بھی اسنے خوب حملے کیے - سینٹ جیمس کی درگاہ اسکے وقت مین منہدم ہوتے ہوتے رہگئی منصور ۹۷۸ء
منصور کے مرنے پر چھ برس تک اسکے بیٹے مظفر نے بھی سلطنت کو خوب سنبھالا - مظفر بن منصور ۹۹۶ء

خلیفہ عبدالرحمن کی تخت نشینی یعنی ۹۱۲ء سے مظفر کی موت یعنی ۱۰۰۲ء تک تخمیناً نئو برس تک مسلمانون کا اندلس مین پورا عروج تھا - تمام یورپ کی سلطنتین اسپر رشک کرتی تھین اسکے بعد گڑبڑ شروع ہوئی - بربر کے نومسلم آزادشدہ مسلمان غلام اور عرب کے مختلف قبیلون کے سردار باری باری جسے چاہتے تھے کٹھ پتلی کی طرح تخت شاہی پر بٹھادیتے تھے - بہت سے بادشاہ قرطبہ کے تخت

پر بٹھائے گئے اور اُتارے گئے۔ خود ہشام ثانی جو ابھی تک زندہ تھا دو مرتبہ تخت پر بٹھایا
اور معزول کیا گیا۔ یہ طوفان بے تمیزی دو سو برس تک قایم رہا اور اس میں
خاندان بنو اُمیہ کے ساتھ منصور وزیر کا خاندان بھی برباد ہو گیا۔ پھر اسکے بعد خود مختار
سلطنتیں جا بجا قایم ہوئیں اور ملک میں طایف الملوکی پھیل گئی لیکن علم و ہنر حرفت
اور صنعت پر اب بھی کوئی اثر نہ پڑا۔ جب تک صرف مسلمانوں کا باہمی اتفاق تھا طائف الملوکی
بربر کے مسلمان خبر نہ ہوئے لیکن جب اُنھوں نے یہ دیکھا کہ عیسائیوں نے
کچھ زور پکڑنا چاہا ہے تو وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کو آئے۔ یوسف ابن
تشفین اس لشکر کا سپہ سالار تھا جو بربر سے ۱۰۸۶ء میں اندلس کے مسلمانوں یوسف بن تشفین ۱۰۸۶ء
کی مدد کو آیا تھا اسنے تمام اندلس سے عیسائیوں کا زور گھٹایا اور اپنی فوج حفاظت
کے لیے اندلس میں چھوڑ کر وطن واپس گیا۔ اس طرح گو عیسائی سلطنتیں
مغلوب ہوئیں لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۱۰۲ء میں اندلس مروانیوں کی سلطنت
افریقیہ کا ایک باجگزار صوبہ قرار پا گیا۔ جب مروانیوں کی بربری سلطنت پر بنو موان
زوال آیا اور اندلس کے حصہ بھی افریقہ کے ساحل مغربی کے ساتھ عیسائیوں
کے قبضہ میں آنے لگے تو اندلس کے مسلمان پھر کچھ سنبھلے اور اُنکی خود مختار
ریاستیں یہاں جا بجا قایم ہو گئیں۔

اسکے بعد بنو المہدی مسلمانوں کے ایک متشرع فرقہ نے جو اس کتاب
میں شاہان علویہ سے تعبیر کیے گئے ہیں اور جسکا ذکر آگے آئے گا بنو مروان پر بربر میں
غلبہ پایا۔ فاتحین بربر کو اندلس کی فکر ہوئی ان خود مختار ریاستوں میں جو ابھی
قایم ہوئیں تعین کیا دم تھا یہی سبب تھا کہ یہ اب تک عیسائیوں سے بچی رہیں

ان حملہ آور مسلمانون نے ۱۱۴۶ء تک کئی حملون کے بعد قرطبہ کو فتح کرکے اپنی
سلطنت مین شامل کرلیا لیکن یہ لوگ بھی بنو مروان کی طرح افریقہ ہی مین بیٹھکر بنو مہدی ۱۱۴۶ء
حکمرانی کرنا چاہتے تھے۔ مراکو سے اُنھین حکومت کرنے کو یہان آنا ہوتا تھا اس
طرح سلطنت کو کہین استحکام ہوا ہو؟ عیسائیون نے موقع پاکر لڑائی شروع کردی
۱۱۹۵ء مین شمالی عیسائیون کو بہت بڑی شکست بنو مہدی نے دی لیکن
افسوس کہ اُسکے بعد ۱۲۱۲ء مین بنو مہدی کو بڑی ہی سخت ہزیمت عیسائیون
کے مقابلہ مین ہوئی اور اُسی وقت سے دولت مہدوی کو زوال شروع ہوا
اخیر اخیر دولت مہدوی کی کچھ ایسی نازک حالت ہوگئی کہ اُنکو خود اپنے قدیم
ملک کی حفاظت دشوار ہوگئی اور اندلس کی حکومت سے اُنھون نے ۱۲۳۵ء بنو مہدی علیحدہ ہوئے ۱۲۳۵ء
مین اپنے کو الگ کرلیا اور عنان حکومت بنو نصر کے قبضہ مین آئی جسکی نسل کے
سلاطین کو شاہان غرناطہ کہتے ہین۔

بنو نصر کا عہد اندلس مین مسلمانون کا آخری زمانہ تھا۔ انکے قبضہ سے ملک
نکلنے لگا اور ۱۲۶۰ء تک صرف صوبہ غرناطہ (گرناڈہ) باقی رہ گیا۔ اس تنگ زمین
مین محدود ہوکر ڈھائی سو برس تک اور مسلمانون نے حکومت کی۔ گویہ ہر طرف مسیحی
دشمنون سے گھرے ہوئے تھے لیکن انکی جنگ جو طبعتین کبھی اپنے ہمسایون
سے دب کر نہین رہین۔ اسلام کے دلاور سپاہی جو اپنے مسیحی فاتحون سے بیدل
تھے ہر طرف سے سمٹ کر غرناطہ مین آگئے اور اسلیے اپنی متفقہ کوشش سے
وہ لوگ بہت زور کے ساتھ رہے۔ بنو نصر کے زمانہ مین بھی بہت زیادہ علمی
ترقی تھی اور حرفت وصنعت کا بڑا زور تھا۔

بنونصر

خاندان بنونصر کا بانی ابن الاحمر عرب کی نسل سے تھا اسنے بہت زور مارا لیکن اپنے عیسائی حریفون کو جو تمام اسپین مین پھیلے ہوئے تھے دبا نہ سکا۔ اسکے بعد جو زمانہ گزرا وہ امن کا تھا۔ عرب اپنی حالت پر قانع تھے اور عیسائی بھی چھیڑ چھاڑ پسند نہ کرتے تھے۔

غرناطہ

مابعد کی دو صدیون مین بالکل امن اور امان رہی۔ علمی اور کسبی کمالات اور مشاہانہ طرز معاشرت مین غرناطہ رشک قرطبہ بن گیا۔ غرناطہ کا قصر الاحمر آج تک سیاحان یورپ کو حیرت مین ڈالتا ہی۔ دو سو برس جو سلطان غرناطہ کی حکومت کے گزرے انہی غنیمت سمجھنا چاہیے۔ یورپ کے شمالی حصہ مین جس طرح اب سلطان ٹرکی ۳۲ دانتون مین ایک زبان ہی وہی کیفیت یورپ کے جنوبی حصہ مین اسوقت سلاطین غرناطہ کی تھی۔

ابوالحسن مولوی علی

۱۴۷۶ء مین شمال کی عیسائی سلطنتین آپس مین متفق ہوئین اور انکا اتفاق مسلمانون کی بنیاد اکھڑنے کا سبب ہوا۔ ابوالحسن نے جو مولوی علی بھی مشہور تھا کچھ چھیڑ چھاڑ کی ابتدا کی اور پھر عیسائیون کی متفقہ قوت نے اُسے سنبھلنے نہ دیا۔ ابوالحسن نے ۱۴۸۱ء مین پیشدستی کی اور ایک قریب کے قلعہ پر شب خون مارا اس حملہ مین ابوالحسن کو کامیابی ہوئی۔ اسکے بعد عیسائیون نے حملے شروع کیے اور ہر طرف سے مسلمانون پر ٹوٹ پڑے مسلمانون نے بھی خوب مقابلہ کیا۔ ملک ان لڑائیون مین زیادہ تباہ ہوا عیسائیون کو بھی بڑی بڑی زحمتین اُٹھانا پڑین۔ اسی اثنا مین ابوالحسن کا بیٹا ابوعبداللہ باپ کو معزول کر کے تخت پر بیٹھنے کی فکر مین ہوا اور پھر لڑائی مین ایک موقع پر عیسائیون کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔

ابو عبد اللہ کی گرفتاری نے مسلمانون کو اور بھی کمزور کر دیا۔ جب ابو عبد اللہ فرڈننڈ شاہ قرطبہ کے سامنے لایا گیا تو عیسائی بادشاہ نے اُسکے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کیا اور تاج قرطبہ کی ہواخواہی پر اُس سے معاہدہ لیکر اُسے چھوڑ دیا۔ اب ابو عبد اللہ جو واپس آیا تو اپنے باپ ابو الحسن سے لڑنے لگا۔ ابو الحسن اپنے بیٹے ابو عبد اللہ سے بھاگ کر کہین پناہ گزین ہوا اور پھر ضعف بصارت سے بیکار ہو گیا۔

الزاجل

ابو الحسن کے مرنے پر اُسکے بھائی الزاجل کی فکر ابو عبد اللہ کو لاحق ہوئی اور دوسرے بھتیجے اپنی فکر کرنے لگے۔ الزاجل ایک بہادر شخص تھا اُسنے آخر عیسائیون کو خوب شکستین دین۔ لیکن باہمی نا اتفاقی کا برا ہو۔ الزاجل کی ساری کوششیں ناکامیابی پر منتج ہوئین۔ الزاجل نے اپنے شہر کے بہادرون کے ساتھ عیسائیون کے مقابلہ مین ہزیمت پائی لوگ اس سے منحرف ہو گئے

ابو عبد اللہ

اور ابو عبد اللہ کو پھر بادشاہ بنایا۔ آخر نتیجہ ان سب لطفیون کا یہ ہوا کہ عیسائیون نے الزاجل کو محصور کیا۔ محاصرہ مین کامیابی نہ ہوتی لیکن شہر والون نے فاقہ کشی سے گھبرا کر اخیر مین قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانون کی ہشت صد سالہ حکومت کا خاتمہ قریب پہونچا۔ اسکے بعد الزاجل اندلس چھوڑ کر فیض چلا گیا۔ وہان کے بادشاہ نے اُسکی آنکھین نکلوالین اور اخیر مین وہ گداگری سے بسر اوقات کرنے لگا۔ اسکے پیرانے عبا پر سوئیون سے کڑھا ہوا تھا "مین ہون اندلس کا کم نصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو"۔ الزاجل کے شہر بدر ہونے پر صرف ابو عبد اللہ رہ گیا اور شہر غرناطہ رہ گیا۔ الزاجل کے چلے جانے پر مسلمانون کا باہمی نفاق تو کم ہو گیا لیکن عیسائیون

کی بلا پھر بدستور قایم رہی ۱۴۹۱ء مین شاہ فرڈی ننڈ ملکہ ززابلہ کے ساتھ جہاد کے سالانہ دورے پر اُٹھا اور عہد کیا کہ ابکی غرناطہ فتح کیے بغیر واپس نہ آئین گے ابو عبداللہ کیا مقابلہ کرتا لیکن اُسکے سپہ سالار موسی نے مقابلہ کیا۔ موسی بڑی جوانمردی سے لڑا۔ لیکن فرڈی ننڈ نے شہر کے قریب ایک دوسرا گاؤن اپنی فوج کے لیے بسا لیا اور یہ عہد کر لیا کہ غرناطہ فتح کیے بغیر نہ جائیگا۔ موسی کی موت پر ابو عبداللہ نے بالکل ہمت ہار دی اور شہر خالی کرنے کے لیے ایک مہلت لی۔ اور سلطان ٹرکی اور خدیو مصر سے مدد مانگی۔ اِن لوگون نے جب کچھ خبر نہ لی تو آخیر دسمبر ۱۴۹۱ء مین شہر غرناطہ کو ابو عبداللہ نے خالی کر دیا اور اسی کے ساتھ مسلمانون کی وہ سلطنت جو ۷۱۱ء مین قایم ہوئی تھی معدوم ہو گئی۔

عیسائیون کا مذہبی تعصب

اسکے بعد قرطبہ کے عیسائی بادشاہ نے یہ قانون نافذ کیا کہ مسلمان عیسائی مذہب اختیار نہ کرین تو ملک سے باہر کر دیے جائین ۱۵۶۷ء مین اسی سختی سے عملدرآمد ہوا۔ اس سختی سے مسلمانون کو کچھ غیرت آئی اور بڑی مدت تک وہ بےکسی بادشاہ کے عیسائیون سے لڑتے رہے دشمنون کو مارتے تھے اور خود بھی مرتے تھے۔ آہستہ

مسلمانون کی جلاوطنی

آہستہ ۱۶۱۰ء تک کوئی ۳۰ لاکھ مسلمان شہر سے جلاوطن ہوئے۔ ۵ لاکھ تو ایسے تھے جنکو اسپین کے عیسائی بادشاہ ہنری ہفتم نے خود مستعد ہو کر ملک سے باہر نکال دیا۔ تمام مسجدین گرجا ہو گئین۔ حمام گروا دیے گئے۔ نشانات مٹا دیے گئے۔ اب کہین سے یہ پتہ نہین لگتا کہ اندلس مین آٹھ نو سو برس تک مسلمانون کی عملداری تھی۔ ایک ہزار برس تک اسلام کا چرچا تھا۔ اور عربی زبان وہان قریب قریب مادری زبان کے ہو چلی تھی۔ قرآن مین ہے کہ عاد اور ثمود وغیرہ قومین دنیا

مین سب سے بڑھکر ہوئین اور پھر وہ اس طرح شین کہ پتا نہ لگا۔ اس آیتہ کا مفہوم تاریخ اندلس پڑھنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ قوم یون معدوم ہوتی ہی۔

مسلمانون کی جلاوطنی سے تمام علمی برکتین بھی ملک سے جاتی رہین کیونکہ زیادہ تر یہی لوگ اُستادفن تھے۔ اسپین کے عیسائیون نے اس بیرحمی سے اپنا ملکی نقصان بھی کیا یعنی وہ اسپین جو مسلمانون کی بدولت تمام یورپ کا دارالعلم تھا آج وہ یوروپین نگاہون مین نیم وحشی قومون یا بدترین اہل یورپ سے معمور سمجھا جاتا ہی

فصل دوم

ملوک طاہریہ

اندلس کے حالات نے ناظرین کو سترہ صدی عیسوی تک پہونچادیا اور ابھی مسلمانون کے درمیانی حالات کا عشر عشیر بھی نہین بیان کیا گیا۔ یہ اوپر لکھا جاچکا ہی کہ منصور خلیفہ عباسی کے وقت مین اندلس مین جدا سلطنت اسلامی قایم ہوگئی لیکن سوا اندلس کے اور دیگر بلاد اسلام پر عرصہ تک بنوعباس قابض رہے۔ بنوعباس کی سلطنت کا حال اوپر لکھا جاچکا ہی لیکن نہایت اختصار کے ساتھ۔ اختصار کی وجہ یہ ہی کہ بنوعباس کے زمانہ مین جدا جدا سلطنتین جو قایم ہوتی گئین اور جنکی وجہ سے سلطنت بغداد روز بروز کمزور ہوتی گئی اُنکے حالات الگ لکھے جائینگے اور اُنکے ذیل مین خلفائے عباسیہ کے تذکرے باربار آئینگے۔ تمہید بیان

جو نقشہ ایران کا باب چہارم مین دیا گیا ہی اُسکے علاوہ خراسان افغانستان بلوچستان وغیرہ مقامات بھی ایسے ہین جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک فتح ہوچکے تھے اگران مقامات کے نقشے ابتدائی فتوحات کے سلسلہ مین درج کیے جاتے تو


خیوا
ماوراء النہر
تاشقند
خوکان
زرافشان
بخارا
سمرقند
ترکستان
پامیر
دریائے جیحون
شہر سبز
دریائے جیحون
بدخشان
دریائے جیحون
کوہ ہندوکش
بلخ
میمنہ
شرغان
خنجان
چترال
دیر
پشاور
مرغاب
سفید کوہ
ہرات
ایران
کابل
افغانستان
ہندوستان
غزنین
سیاہ کوہ
سیستان
قلات غلزئی
کوہ سلیمان
نصیر آباد
قندھار
قلات
بہاولپور
بلوچستان
شکارپور
مکران
ہندوستان
کاشقند
سندھ
کراچی
بحر عرب

نامناسب نہ ہوتا لیکن اس لحاظ سے کہ وہان اِن مقامات سے زیادہ دلچسپی نہ ہوتی یہ نقشے لگا رکھے گئے تھے اور اب درج کیے جاتے ہین۔

ملوک طاہریہ خراسان مین

خلفاے عبّاسیہ کی حکومت سب کے پہلے خراسان مین ضعیف ہوئی۔ یہان ملوک طاہریہ کا ایک خاندان قایم ہوا جسکا پایہ تخت نیشاپور اور قومنج قرار پایا۔ ملوک طاہریہ کو خلفاے عباسیہ کا خودسر گورنر سمجھنا چاہیے۔ یہ لوگ خلفاے بغداد سے منحرف نہ تھے۔ لیکن اُنکے خاندان مین پدر بپدر ولایت کا ہونا خاندان کی قوت کا ثبوت دیتا ہے اور اس سے خلفاے عبّاسیہ کی کمزوری خواہ مخواہ لازم آتی ہے۔

طاہر

ملوک طاہریہ کی بنیاد یون پڑی کہ طاہر بن حسین قاتل امین گو بظاہر مامون کا بہی خواہ تھا لیکن مامون اپنی عالی منشی کو کیا کرتا کہ وہ اپنے بھائی کے قاتل کو کسی طرح دل سے نہین پسند کرتا تھا۔ مامون نے اپنے دلی خیالات کو بہت چھپایا لیکن طاہر پر ظاہر ہی ہوگیا اور وہ کسی طرح خراسان کی گورنری کا پروانہ لیکر مامون کی خدمت سے الگ ہوگیا۔

خراسان پہونچکر طاہر نے ایک روز مامون کا نام خطبہ جمعہ مین نہین لیا اور یہی ابتدائی بغاوت تھی لیکن اتفاق سے دوسرے ہی دن وہ مرگیا اور اسکے بعد طلحہ بن طاہر۔ علی بن طلحہ۔ عبداللہ بن طاہر۔ طاہر بن عبداللہ۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ پے درپے یہ پانچ والی خلفاے بغداد کے حکم سے مقرر ہوتے رہے اور برابر مطیع خلفا رہے۔ محمد بن طاہر کو حسن بن زید علوی کے خروج سے بہت تکلیف پہونچی اور اخیر مین وہ یعقوب بن لیث کے ہاتھ گرفتار رہا اور ملوک طاہریہ کا اُسیر خاتمہ ہوگیا۔

فصل سیوم

ملوک صفاریہ

ملوک صفاریہ
یعقوب بن لیث صفار ابتدامین ایک مزدور تھا۔ پھر لوٹیرون کی ایک جماعت کا سردار ہوگیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہوا خراسان۔ کابل۔ بلخ اور طبرستان پر قابض ہوگیا محمد بن طاہر کو قید کیا اور اُسکے مدمقابل حسن زید علوی کو بھی شکست دی۔ یہ

یعقوب[1] بن لیث
زمانہ معتمد باللہ کی خلافت کا تھا معتمد کو یہ اعتراض تھا کہ میرے گورنر کو یعقوب نے کیون قید کیا اور یعقوب نے بڑھ کر فارس پر بھی قبضہ کرلیا۔ اب خلیفہ نے وبکر فارس اور خراسان کی ولایت خوشی سے یعقوب کو دینا چاہی۔ لیکن اسکو تو تاج خلافت کی دھن تھی یہ کب مانتا تھا۔ پہلی لڑائی مین خلیفہ کے بھائی موفق نے کسی حیلہ سے یعقوب کو بھگایا اور جب دوبارہ یعقوب نے طیاری کے ساتھ چڑھائی کی تو درد قولنج نے اسے فرصت نہین دی۔ یعقوب بڑا مستقل مزاج اور بہادر تھا۔ زندہ رہتا تو خلافت بغداد بڑے خطرہ مین رہتی۔ خلیفہ کا ایلچی جب فارس اور خراسان کی ولایت کا پروانہ لیکر صلح کا پیغام لایا تو اُسنے تلوار۔ نان خشک اور پیاز رکھ کر کہا کہ مین تلوار سے سلطنت لونگا۔ خلیفہ کا مطیع ہونا مجھے منظور نہین ہے اور اگر تلوار نے میری مدد نہ کی تو سوکھی روٹی اور ایک پیاز کی گٹھی مجھے بہت ہے۔ یعقوب کی اس گفتگو سے اُسکے خیالات اور استقلال کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

عمر[2] بن لیث
یعقوب کے مرنے پر اُسکا بھائی عمر بن لیث خراسان کا والی ہوا اسنے خود خلیفہ کی خدمت مین اظہار اطاعت کا خط بھیجا اور وہان سے عراق۔ عجم۔ فارس اور

خراسان کی حکومت اسکو عطا ہوئی۔ درمیان مین خلیفہ بغداد اس سے ناخوش ہوگیا تھا لیکن اس درمیان مین رافع بن ہرثمہ نے خروج کرکے اپنے نام کا خطبہ جاری کردیا۔ عمر نے رافع کو شکست دی اور اسکا سر کاٹ کر بغداد بھیجدیا۔ اس کارکردگی سے خلیفہ کے دل مین عمر نے پھر جگہ کرلی۔ عمر نے خلیفہ معتضد کے وقت مین جو تحائف اور ہدایا خراسان سے بغداد بھیجے تھے وہ بہت قیمتی بیان کیے جاتے ہین۔ بہرحال عمر کی حالت ایک گورنر کی تھی۔ لیکن ایسا گورنر جسکو بادشاہ موقوف کرنے کی جرأت نہ کرے اور نہ گورنر بادشاہ کے حکم سے عدول کرنے کی ہمت کرے۔ حجاج کے سامنے خلیفہ نے ماوراء النہر۔ خراسان فارس۔ کرمان اور سیستان کی حکومت کا عمر بن لیث کو دیا جانا ظاہر کیا۔ اس سے عمر بن لیث کا دل بڑھا اور اُسنے ماوراء النہر کے حاکم اسمعیل سامانی سے مقابلہ کیا جہان وہ اتفاقاً گرفتار ہوگیا اور بغداد بھیجا گیا۔ قیاس کیا جاتا ہی کہ خلیفہ بغداد کے ایما سے اسمعیل نے ایسا کیا۔ عمر لیث بغداد ہی مین بحالت قید مرا۔ اسمعیل سامانی کون تھا؟ اسکا ذکر آگے آئیگا۔

پھر اسی خاندان کے کئی اشخاص طاہر ابن محمد۔ لیث ابن علی۔ عمرو ابن یعقوب۔ خلف ابن احمد۔ یکے بعد دیگرے سیستان کے حاکم ہوئے سامانیون سے انکا برابر مقابلہ رہا۔ اخیر مین یہ دونون خاندان تباہ ہوئے یعنے دولت صفاریہ اور ملوک سامانیہ کا ایک ساتھ خاتمہ ہوا۔ خلف ابن احمد دولت صفاریہ کا اخیر بادشاہ بہت نیک نام سمجھا جاتا ہی۔ طاہر ابن محمد اور لیث ابن علی کو گرفتار کرکے دشمنون نے بغداد بھیجدیا تھا اس سے پتہ چلتا ہی کہ اس زمانہ تک سیستان مین خلفاء بغداد کی

قوت کی نوعیت کیا تھی۔

فصل چہارم

ملوک سامانی

بہرام چوبین کی نسل سے اسد بن سامان ایک شخص تھا جسکو اعزاز کی وجہ سے مامون بہت محترم سمجھتا تھا اسکے بہت سے لڑکے تھے جنہوں نے دار الخلافت مین مامون کے وقت مین تربیت پائی تھی اور پھر انکو وسہ داریون کے عہدے دیے گئے۔ عرصہ تک اس نسل مین حکومت رہی۔ کبھی تو ملوک طاہریہ کی طرف سے انکو حکومت ملتی تھی اور کبھی خلفاے بغداد کی طرف سے یہ مقرر کیے جاتے تھے بادشاہی لقب اس خاندان مین اسمعیل ابن احمد سامانی کے وقت سے استعمال کیا گیا جو ایک خود مختار بادشاہ ہوا اور خلیفہ بغداد کی جو کچھ اسنے خدمت کی وہ جزاً بطور اطاعت اور جزاً بطور سلوک تھی۔

اسمعیل سامانی نے سب سے بڑی فتح ترکستان مین حاصل کی شاہ ترکستان کو مع اسکی خاتون کے گرفتار کر کے سمرقند لایا اور پھر جیحون سے عبور کر کے عمر ابن لیث کو گرفتار کیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان دو فتوحات نے اسے مستقل بادشاہ بنا دیا شروع شروع اس نے ماوراء النہر مین زور پکڑا اور یہین سمرقند اسکا پاے تخت ہوا۔ عمر لیث کو اسنے قید کر کے بغداد بھیجا تو وہان سے اسکو سیستان خراسان۔ مازندران۔ رے اور اصفہان کی حکومت عطا ہوئی۔ اسنے محمد بن زید علوی کو جس نے طبرستان مین خروج کیا تھا شکست دی۔ یہ بادشاہ بڑا عادل اور نیک نام تھا۔

اسمعیل کے بعد آٹھ بادشاہ خاندان سامانی کے اور ہوئے جنکی تفصیل ذیل مین ہے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲	احمد ابن اسمعیل		خلیفہ بغداد نے اسکو عہد نامہ اور لوا بھیجا اسکا پایہ تخت بخارا تھا یہ بہادر کج خلق تھا۔ ارکین دولت کے ایما سے یہ قتل کیا گیا۔ چھ سال تک یہ بادشاہ رہا۔
۳	ابو الحسن نصر بن احمد		نہایت خرد سالی مین یہ تخت پر بیٹھا اسکے خاندان والے اس سے منحرف رہے اور مغلوب ہوئے۔ ہوش سنبھالنے پر یہ بڑا نامور بادشاہ ہوا۔ سنہ ۳۳۱ھ مین ۲۸ سال حکومت کرکے ۳۸ برس کی عمر مین اسنے انتقال کیا۔ کریم النفسی سے اسکا لقب امیر سعید ہوا۔ سنہ ۳۰۱ھ
۴	نوح بن نصر بن احمد	سنہ ۳۳۱ھ	اسکو سلاطین دیالمہ سے برابر مقابلہ رہا (آئندہ لکھا جائیگا کہ سلاطین دیالمہ کون تھے) لڑائیون مین اکثر یہ غالب رہا۔ سنہ ۳۴۳ھ مین یہ مرا۔
۵	عبد الملک بن نوح	سنہ ۳۴۳ھ	رے اور خراسان کی بابت یہ بھی اپنے باپ کی طرح دیالمہ سے برابر لڑتا رہا۔ اخیر مین کچھ مصالحت ہو گئی تھی اور اسی اثناء مین چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرکر سنہ ۳۵۰ھ مین مرگیا۔ لوگ اسکو موید او موفق بھی کہتے تھے۔
۶	منصور ابن نوح بن نصر	سنہ ۳۵۰ھ	اپنے بھائی عبد الملک کے مرنے پر یہ خراسان اور ماوراء النہر کا پادشاہ ہوا۔ البتگین سپہ سالار خراسان اسکی تخت نشینی کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			خلاف تھا اسلیے اسکی تخت نشینی کی خبر سُنکر وہ غزنین بھاگ آیا اور یہان اُسی کے غلام سبکتگین کی ذات سے سلطنت کی بنیاد پڑی جسکا ذکر آگے آئے گا رکن الدولہ دیلمی پر یہ بادشاہ غالب آیا اور اس سے کچھ سالانہ خراج مقرر کرالیا۔ پندرہ سال حکومت کرکے ۳۶۵ھ مین یہ مرا۔ لوگ اسکو امیر موید اور امیر سدید بھی کہتے تھے۔
۷	نوح بن منصور بن نوح	۳۶۵ھ	البتگین کے غلام سلطان سبکتگین کا یہ ہمعصر تھا اسکے وقت مین عضد الدولہ بن رکن الدولہ دیلمی تمام عراقین پر قابض ہوگیا تھا۔ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر جرجان اور طبرستان پر قابض تھا اسکے وقت مین بڑے بڑے معرکے ہوئے اور بڑی بڑی لڑائیان ہوئین۔ کئی مرتبہ تو یہ فخر الدولہ کی حمایت مین عضد الدولہ دیلمی سے لڑا۔ پھر بغرا خان۔ گورنر خراسان ابو علی کی سازش سے ترکستان سے بخارا آیا اور ماوراء النہر پر قابض ہوگیا۔ امیر نوح تاب مقابلہ نہ لاکر مفرور ہوگیا۔ ابو علی خراسان کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ بغرا خان بیمار ہوکر اپنے وطن کو واپس چلا اور راہ مین مرگیا اسطرح نوح پھر ماوراء النہر کا بادشاہ ہوا لیکن ابو علی اور فائق نے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			لڑائی کی دھمکی دی تو وہ گھبرایا۔ سبکتگین کا شمار اب تک سلاطین مین نہ تھا سپہ سالارون کی طرح ہندوستان مین کچھ اسنے غزوات کیے تھے جس سے اسکا نام روشن ہو چلا تھا نوح نے اس سے مدد مانگی جسے یہ اپنا فخر سمجھا سبکتگین اور اُسکے بیٹے محمود نے بوعلی کو شکست دی جسکے صلہ مین امیر نوح نے سبکتگین کو ناصر الدین اور محمود کو سیف الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ پھر اسکے بعد کئی مرتبہ سبکتگین اور محمود نے نوح کی طرف سے لڑائیان کین۔ نوح کے گورنر اور ملازم اکثر نمک حرام تھے اسلیے بڑی بڑی دقتین پیدا ہوئین۔ ۳۸۷ھ مین یہ اپنی موت سے مرا۔
۸	منصور بن نوح بن منصور	۳۸۷ھ	درباریون کا حال تو بگڑا تھا ہی اُنھون نے سیف الدولہ ایسے خیرخواہ دولت سے منصور کو لڑوانا چاہا لیکن محمود بچا گیا اسکے بعد خود اراکین نے منصور کی آنکھ مین سلائی پھیر کر تخت سے اُتار دیا اور اُسکے بھائی عبدالملک کو تخت پر بٹھایا۔
۹	عبدالملک بن نوح		عبدالملک بن نوح کو بھی لوگون نے محمود سے لڑوانا چاہا محمود کب تک صبر کرتا یہ لڑ پڑا۔ عبدالملک بھاگ کر بخارا اپنی دار السلطنت کی طرف گیا وہان ایلک خان

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترک کاشغر سے آکر قابض ہوگیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عبد الملک گرفتار ہوا اور دولت سامانیہ کا خاتمہ ہوگیا منتصر بن نوح سامانی نے کچھ سر اُٹھایا ملکہ ایلک خان سے خوب خوب لڑا۔ لیکن آخر ہزیمت پائی اور ۳۹۵ھ مین آل سامان کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل پنجم
ملوک غزنی

ابواسحق البتگین سپہ سالار کا خراسان سے جاکر غزنی مین حکومت کرنا منصور بن نوح سامانی کے حال مین مذکور ہوچکا ہے۔ وہان اسکا ترکی غلام سبکتگین ۳۶۷ھ مین اسکے مرنے پر جانشین ہوا اور سلطنت کا خیال اسکو پیدا ہوا۔ ہندوستان کے مختلف حصّے اُسنے فتح کیے اور والی بست پر غلبہ پانے کے بعد یہ سلطان مشہور ہوا۔ کفار سے یہ بہت لڑا۔ نوح بن منصور سامانی نے اسے ناصر الدین خطاب دیا۔ جیسا کہ نوح بن منصور سامانی کے حال مین مذکور ہوچکا ہے۔ ملوک غزنویہ کا سلسلہ اسی کی ذات سے قایم ہوا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲	امیر اسمٰعیل بن ناصر الدین سبکتگین	۳۸۷ھ	اپنے باپ کے مرنے پر یہ تخت نشین ہوا۔ اپنے بھائی محمود سے یہ لڑا اور مغلوب ہوا۔
۳	سلطان محمود بن ناصر الدین	۳۸۷ھ	اپنے بھائی اسمٰعیل کو تخت سے اوتار کر یہ تخت پر بیٹھا۔

سنہ ۳۸۷ھ
سنہ ۹۹۷ء

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			سیف الدولہ کا لقب ایام شاہزادگی مین نوح بن منصور سے اسنے پایا تھا۔ اب بادشاہ ہونے پر جب اسکی شہرت اور بڑھی تو خلیفہ بغداد قادر باللہ نے اسکو امین اللہ اور یمین الدولہ کا خطاب دیا اور بہت قیمتی خلعت اُسکے پاس بھیجے ایلق خان یا ایلک خان بن بغرا خان کو مغلوب کرکے اسنے جیحون کے پار بھگا دیا اور اسکے مرنے پر طغا خان بن التو خان کو شکست دیکر ما وراء النہر پر بھی محمود قابض ہوا اور اسکی سلطنت کی حد بحر کسپین تک پہونچی۔ خراسان اور سیستان تو اسکے باپ کے وقت سے مقبوضات مین شامل تھا بوعلی بن مامون سے اسنے ولایت خوارزم بھی چھین لی ہندوستان مین اسنے متعدد حملے کرکے تمام ہندوستان کو قریب قریب فتح کرلیا۔ مجد الدولہ بن فخر الدولہ دیلمی کو گرفتار کرکے اسنے رے اور اصفہان پر بھی قبضہ کیا۔ ملک غور بھی اسنے فتح کیا۔ غوریون کے مزید حال دریافت کرنے کے لیے "الاسلام فی الہند" دیکھو۔ غوریون کا خاندان اسلیے زیادہ مشہور ہے کہ غزنی کی سلطنت انھین لوگون نے غارت کی اور ہندوستان مین مستقل اسلامی سلطنت انھین لوگون نے قایم کی۔ سلطان عربی لفظ ہے اسکے معنی ہین

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			بادشاہ سب کے پہلے محمود نے یہ لقب اختیار کیا اسکے پہلے کسی مسلمان بادشاہ کو سلطان نہین کہتے تھے۔ ۴۲۱ھ مین یہ سل کی بیماری مین مرا اور مرنے سے پہلے اسنے ممالک مفتوحہ کو یون تقسیم کیا کہ ایک بیٹے محمد کو خراسان یا ماوراالنہر۔ غزنی اور ہند دیا۔ اصفہان اور رے دوسرے بیٹے مسعود کے تعلق کیا۔ اس تقسیم سے اسکی سلطنت کی وسعت ظاہر ہوتی ہے۔ خلافت بغداد کی کمزوری کے بعد اس سے بڑا کوئی دوسرا مسلمان بادشاہ نہین ہوا۔ یہ بادشاہ خود عالم اور شاعر تھا۔ مذہب کا متعصب تھا لیکن بتعصب مشہور ہوگیا۔ دولت اُسکے پاس بہت تھی۔ مرنے سے دو دن پہلے اسنے اپنی دولت اور مال کا معائنہ بڑی حسرت سے کیا۔ فردوسی طوسی اسی کے وقت کا نامی شاعر ہے اور شاہنامہ اسی کے حکم سے لکھا گیا تھا
۴	محمد بن محمود	۴۲۱ھ	اپنے باپ کی وصیت کے مطابق یہ غزنی کے تخت پر بیٹھا اسکے ساتھ اسکے بھائی مسعود نے وہی سلوک کیا جو محمود نے اپنے بھائی اسمعیل کے ساتھ کیا تھا۔ فرق اتنا تھا کہ محمود نے اتنی سختی روا نہ رکھی تھی جتنی مسعود نے کی۔
۵	مسعود بن محمود	۴۲۲ھ	اپنے بھائی محمد کی آنکھین پھوڑ کر یہ تخت پر بیٹھا اتنی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			بڑی سلطنت کا انتظام اس سے نہ ہو سکا - رتے اور ماورار النہر مین بغاوتین شروع ہوئین - سلجوقیون نے خراسان سے اسے بالکل بے دخل کر دیا - پھر بھی ہندوستان مین یہ کئی مرتبہ آیا - سلجوقیون سے شکست کھاکر جب یہ غزنی مین آیا تو اپنے امرا پر بڑی سختی کی - اسکے نزدیک شکست انھین امرا کی کم ہمتی سے ہوئی تھی - اسکے بعد وہ ہندوستان کی طرف چلا - سندھ پار ہوا ہی تھا کہ اندھے محمد کو پھر لوگون نے زبردستی تخت پر بٹھایا - مسعود یہ سنکر پھرا - راہ مین لڑائی ہوئی اور گرفتار ہوا - لیکن محمد نے انسانیت کو راہ دیا - اسکی آنکھین پھوڑنے یا قتل کرنے کا اُسنے حکم نہین دیا - لوگون نے اسے قید کیا اور پھر کسی وجہ سے مار ڈالا - محمود کی جمع کی ہوئی دولت اسنے خوب اُڑائی - اسی لیے اہل کمال نے اسکی بڑی تعریفین لکھی ہین
۶	مودود بن مسعود	۴۳۵ھ	یہ اپنے چچا محمد مکحول سے کچھ دنون تک لڑتا رہا پھر اُسپر غالب آکر ۴۳۵ھ مین غزنی کا مستقل بادشاہ ہوا - سلجوقیون سے اسنے بھی شکست کھائی اور صرف غزنی ماورار النہر اور ہند پر اسکی حکومت محدود رہگئی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			پہلے سلاطین غزنی ہند کی سلطنت کو حقیر سمجھتے تھے لیکن اب وہی مایہ ناز رہگئی۔
۷ ۸	علی بن مودود عبدالرشید	سنہ ۴۴۱ھ تو سنہ ۴۴۴ھ	یہ دونون بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت پر براے نام بیٹھے۔ عبدالرشید کو مارکر طغرل ایک غیر شخص تخت نشین ہوگیا۔ پھر طغرل کو قتل کرکے لوگون نے فرخ زاد بن مسعود کو تخت پر بٹھایا۔
۹	فرخ زاد بن مسعود	سنہ ۴۴۴ھ	اسنے کچھ ہاتھ پاؤن سنبھالے تھے کہ الب ارسلان سلجوقی نے اسکو بالکل دبا دیا۔
۱۰	ابراہیم بن مسعود	سنہ ۴۵۰ھ	اسنے سلجوقیون سے صلح کرلی تاکہ ایک کو دوسرے سے کچھ ڈر نرہے۔ گویا اسی وقت سے سلجوقیون کا سردار خراسان کا مستقل بادشاہ ہوا۔ سلجوقیون سے مطمئن ہوکر یہ ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا عادل۔ عابد اور زاہد تھا۔ ہند مین اسنے بہت فتوحات کیے۔ ہندؤن سے یہ برابر لڑتا رہا۔ ۴۲ برس تک اسنے بادشاہی کی۔ (سنہ ۴۵۰ھ / سنہ ۱۰۵۸ء)
۱۱	مسعود بن ابراہیم	سنہ ۴۹۳ھ	اس بادشاہ نے ۱۶ برس تک سلطنت کی۔ اسکے وقت مین لاہور کچھ دنون کے لیے تخت گاہ تھا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۲	ارسلان بن مسعود بن ابراہیم	۵۰۹ھ	یہ بادشاہ صرف تین برس تک بادشاہ رہا۔ پھر اسکے بعد شاہ سنجر سلجوقی نے غزنی کو فتح کرکے ارسلان کے بھائی ابراہیم کو تخت نشین کیا۔
۱۳	بہرام بن مسعود بن ابراہیم	۵۱۲ھ	یہ نیک نام بادشاہ ہوا ہے اسکے وقت مین ذی علم بہت جمع تھے۔ کلیلہ دمنہ اور خمسہ نظامی اسکے عہد کی تصانیف ہین۔ ہند مین اسکا بھی زور رہا ۳۵ سال تین ماہ تک اسنے سلطنت کی۔ نظامی نے اسکی خاطر سے پری پیکر تصنیف کی تھی۔ غوریون سے جو لڑائیان اسنے کین وہ "الاسلام فی الہند" مین مذکور ہونگی۔
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ	۵۴۷ھ	علاء الدین غوری جہانسوز نے اسکو غزنی سے بھگا دیا۔ لاہور مین جاکر مقیم ہوا۔ پھر وہان سے آیا لیکن غزنی مین ویسکا لاہور ہی مین جاکر رہا اور وہین مرا۔ آٹھ سال حکمران رہا
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ	۵۵۵ھ	اپنے باپ کے مرنے پر یہ لاہور کے تخت پر بیٹھا۔ غیاث الدین محمد شاہ غوری غزنی کے تخت پر بیٹھکر برابر ہندوستان پر حملہ کرتا رہا۔ بالآخر ۵۸۳ھ مین لاہور پر بھی اسکا قبضہ ہوگیا اور خاندان سبکتگین (ملوک غزنی) کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل ششم

سلاطین دیالمہ

آب تک جتنے خاندان مذکور ہوئے سب بغداد سے دور تھے۔ بغداد و نواحی بغداد پر جس خاندان نے اپنا اثر ڈالا اسکو خاندان دیالمہ کہتے ہین۔ سلاطین دیالمہ کو مورخ بہرام گور کی نسل سے کہتے ہین اور بعض لکھتے ہین کہ یہ لوگ یزدجرد بن شہریار آخر ملوک عجم کی نسل سے تھے۔ دیالمہ جمع ہے دیلم کی۔ دیلم مقام کا نام ہے۔ اور بعضون کے نزدیک اس خاندان مین ایک شخص کا نام بھی دیلم تھا۔ ابوشجاع بویہ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا جسکے تین بیٹے علیؔ۔ حسنؔ۔ احمدؔ بڑھتے بڑھتے شاہی درجہ تک پہونچے اور خلفاے بغداد کی طرف سے عماد الدولہ۔ رکن الدولہ اور معز الدولہ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ فارس اور کرمان کی زبردست سلطنت انکی اور انکی نسل کے ہاتھ مین عرصہ تک رہی۔ خلفاے بغداد انکے عروج کے پہلے کچھ دنون سے اراکین ترک کے ہاتھ مین تھے اب اُنسے نکل کر انکے ہاتھ مین آگئے یہ خلفاے عباسیہ کا احترام کرتے تھے۔ لیکن محض مصلحت ملکی پر نظر ڈال کر۔ خلفا بھی انکی مدد سے کبھی بے نیاز نہ تھے۔ خلیفہ مقتدر کے زمانہ (سنہ ۳۲۰ھ) مین اس خاندان کی ابتدا ہوئی۔ محمود غزنوی کے عہد مین زوال شروع ہوا۔ اور پھر سلجوقیون کے عہد مین ابومنصور پر اسکا خاتمہ ہو گیا۔

اس خاندان مین سولہ ۱۶ بادشاہ ہوئے جنکی مختصر کیفیت ذیل مین درج کی جاتی ہے ان لوگون کا کوئی مستقل پایہ تخت نہ تھا۔ مختلف مقامات پر یہ لوگ رہتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی وقت مین اس خاندان کے دو تین اشخاص کی جدا جدا خود مختار

حکومتین قایم رہین۔ لیکن ایک مستقل سلسلہ اُنھین لوگون کا ہی جو خلفاے بغداد پر حاوی تھے اور دوسرے وہ سلاطین ہین جو بغداد سے الگ اصفہان۔ کرمان اور فارس مین رہے۔ ان دونون گروہ کا بیان یک جا کیا جاتا ہی۔ ناظرین پڑھتے وقت اسکا لحاظ رکھین تاکہ خلط بحث سے غلط فہمی نہ ہو۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	عماد الدولہ	سنہ ۳۲۰ھ	خلیفہ مقتدر کے گورنریا قوت کو شکست دیکر اسنے چار صدی کی ابتدا مین فارس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی رکن دولہ کو بھیجکر عراق فتح کیا اور معز الدولہ کو کرمان بھیجا جو کرمان فتح کر کے بغداد پر بھی مستولی ہو گیا۔
۲	رکن الدولہ	سنہ ۳۱۸ھ	اسکی حکومت کا زمانہ بہت کم تھا۔ عماد الدولہ تو اسکے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولیعہد کر گیا۔ لیکن معلوم نہین کیونکر یہ تخت نشین ہو گیا ظاہر الڑکے نے باپ سے لڑنا پسند نہین کیا۔ مرتے وقت اسنے کرمان۔ اہواز اور فارس عضد الدولہ کو دیا۔ ہمدان۔ رے اور طبرستان کی حکومت اپنے دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو اور اصفہان کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے مویدالدولہ کو دیکر ان دونون کو تاکید کی کہ یہ عضد الدولہ کے ہمیشہ مطیع رہین
۳	معز الدولہ	سنہ ۳۲۲ھ	معز الدولہ کو جب اسکے بھائی عماد الدولہ نے فتح کرمان کے لیے بھیجا تو اسنے کرمان فتح کیا اور اسکے بعد بغداد کے حاکم کو

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اہواز چھین لیا۔ بغداد پر بھی تین مرتبہ حملہ کرنے کے بعد اسنے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ کا امیر الامرا توزون جب تک زندہ رہا معز الدولہ کو کامیابی نہ ہوئی اسکے مرنے پر ابن شیرزاد اسکا قایم مقام تاب مقابلہ نہ لا سکا۔ خلیفہ مکتفی کی مجلس مین آکر اسنے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اور اپنے دونون بھائیون کے لیے معز الدولہ۔ عماد الدولہ اور رکن الدولہ کے خطابات حاصل کیے۔ لیکن بیعت اور خطاب کی عجب نوعیت تھی کہ بظاہر اسکی ضرورت کچھ نہ تھی لیکن اسکے حاصل کرنے کو محمود ایسا سلطان بھی اپنا فخر سمجھا تو سلاطین دیالمہ بمقابلہ اسکے کس شمار مین تھے۔ خطاب اور بیعت کے بعد معز الدولہ نے خلیفہ مکتفی کے لیے پانچ ہزار درہم یومیہ خرچ مقرر کرکے اسکو وجود معطل کر دیا اور تھوڑے دنون کے بعد مکتفی باللہ کو تخت خلافت سے اوتار کر مطیع باللہ کو شاہ شطرنج کی طرح بٹھا دیا۔ یہ اخیر مین بصرہ پر بھی قابض ہو گیا تھا اسکا قیام بغداد مین سپہ سالار خلیفہ کے طور پر رہا لیکن ایسا سپہ سالار جو سلطنت سے سپہ سالاری کو کہین اچھا سمجھے۔

(۲۷) پیغمبرؐ خدا کے مرنے کے بعد ہی سے بنو ہاشم کو غیر قبیلہ میں خلافت کا جانا یعنی ابوبکر صدیق کا خلیفہ اول ہونا کسی قدر ناگوار رہا - لیکن اسمین شبہ نہین کہ دونون خلفا کے حسن انتظام نے عام طور پر اس خیال کو کھو دیا - حضرت عثمانؓ کے اخیر وقت کے جھگڑون نے اس مضمون کو پھر تازہ کر دیا لیکن نہ اس طور پر کہ یہ کوئی مذہبی رکن قرار پا جائے - معاویہ کے ساتھی شیعان علی کو اور شیعان علی کے ساتھی اصحاب معاویہ کو علانیہ اور بالالتزام برا کہتے تھے لیکن یہ ایک پولیٹیکل بحث تھی مذہبی بات نہ تھی - خلفاے عباسیہ نے شروع شروع بنی اُمیہ کی بہت کچھ توہین کی لیکن محض پولیٹیکل خیال سے - علویون سے انکا برتاؤ اچھا بھی رہا - جب جیسا موقع ہوا ویسا کیا گیا - سُنیون اور شیعون کی جیسی تفریق اب ہے تین صدی ہجری تک نہ تھی اسکی ابتدا خاندان دیالمہ سے پڑی - چنانچہ اخیر اخیر معزالدولہ نے تمام مساجد بغداد کے دروازون پر حکم دیا کہ عبارت ذیل کندہ کی جائے -

شیعون کا امتیاز

"لعن اللہ معاویہ ابن ابی سفیان لعن اللہ من غصب عن فاطمہ علیہا السلام فدکاً ولعن من منع ان یدفن الحسن عند قبر جدہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن نفی اباذر الغفاری ومن اخرج العباس عن الشوریٰ" -

جسکا ماحصل یہ ہے کہ معاویہ ابوبکر عائشہ عثمان اور عمر پر لعنت ہو - اس عبارت سے شہر مین بڑا شور و غل پیدا ہوا معزالدولہ سے خلیفہ دبتا تھا اور معزالدولہ کو اپنے فعل پر اصرار تھا بہرحال وزیر محمد بن مہدی کی حکمت عملی سے سواے معاویہ کے سب عبارت نکال دی گئی مجملاً لکھ دیا گیا کہ "معاویہ اور آل رسول پر ظلم کرنے والے ملعون"

یہ تو ظاہر ہے کہ بادشاہون کا کوئی مذہب نہین ہوتا - پولیٹیکل مصلحت بس عموماً یہی

مذہب سلاطین ہو اسمین شک نہین کہ آل رسولؐ مین ایک توفیق صحبت رسولؐ کا اثر نسلاً بعد نسل عرصہ تک قایم رہا دوسرے اُنکا مظلوم رہنا اور سلطنت کے لہو و لعب سے دور رہنا اور بھی کام دے گیا۔ اپنے اخلاق کی وجہ سے مسلمانون کی نظرون مین اولاد علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی وقعت پیدا کی۔ دینی امور مین یہ لوگ نمونہ رہگئے۔ پیغمبر خدا کے بعد مسلمانون مین جو وقعت حسنین کی تھی اس سے کہین زیادہ وقعت عام مسلمانون کی نظرون مین اولاد حسنین نے دو صدیون کے بعد پیدا کی جسکا اثر اب تک (زمانہ تالیف کتاب) چلا آتا ہو۔ دیالمہ نے بنو عباس پر فوق حاصل کرنے کی یہ حکمت سوچی کہ خود کو آل علی کا شیدا ظاہر کیا۔ کسی کی ذاتی عقیدت سے یہان بحث کرنا نہین ہو۔ محض اسقدر ظاہر کرنا ہو کہ خلافت کے جھگڑے کو جزو ایمان قرار دینا اور اہل تشیعہ کے مذہب کو اہل سنت وجماعت سے الگ کر کے دکھانا یعنے مذہب اسلام کو یون دو مستقل حصون مین تفریق کرنا۔ اس بدعت کا بانی معز الدولہ ہوا اور ایسی خیال کے موید اکثر سلاطین دیالمہ تھے۔ ورنہ اس کے پہلے یہ باتین مسائل جزئیہ کی طرح مانی الذہن رہتی تھین اپنے مخالف خیال والے کو کوئی مذہبی طور پر جدا نہین سمجھتا تھا۔ بعد دیالمہ کے فارس کے صفوی خاندان نے بھی اس جزوی مسئلہ کو خوب رونق دی اور رفتہ رفتہ سنیون اور شیعون مین وہ تفرقہ پیدا ہوا جو فی زماننا موجود ہے اور سمجھ دارون کے نزدیک نہایت حیرت اور افسوس سے دیکھے جانے کے لایق ہو۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۴	عضد الدولہ بن رکن الدولہ	سنہ ۳۳۸ھ	یہ اپنے چچا کی جگہ فارس اور کرمان کا بادشاہ ہوا۔ اسنے نجف مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تربت بنا کر ایک عالیشان عمارت اسپر قایم کی اور اُسکو زیارت گاہ قرار دیا۔ اسنے جوڑ بند سے قیصر روم سے اپنے لیے ہدیہ اور تحفہ منگوایا اور اس طرح اپنے کو عام نظرون مین معزز ثابت کیا۔ یہ بڑا زبردست بادشاہ ہوا ہے۔ شہر بغداد کی اسنے بہت کچھ قدر و منزلت کی۔ بغداد اور مکہ کی راہ مین جتنے کنوئین خراب ہو گئے تھے سب اس نے درست کروا دیے۔ مکہ۔ مدینہ۔ نجف اور کربلا مین اسنے غربا کے لیے روپیے بھیجے۔ اسکا وزیر نصر بن ہارون نصرانی تھا۔ چونتیس برس تک اسکی سلطنت تھی۔ اسکے مرنے پر خلیفہ طائع اسکی مجلس تعزیت مین شریک ہوا تھا۔ اپنی وصیت کے مطابق یہ نجف مین دفن کیا گیا۔ سلاطین دیالمہ مین یہ سب سے بڑا بادشاہ تھا۔
۵	مؤید الدولہ بن رکن الدولہ	سنہ ۳۷۲ھ	اپنے بھائی عضد الدولہ کے وقت مین یہ اصفہان کا حاکم تھا اور عضد الدولہ کا مطیع تھا۔ عضد الدولہ کے مرنے کے تھوڑے ہی دنون کے بعد یہ بھی مر گیا۔ اسنے صرف اپنے بھائی فخر الدولہ سے جنگ کی تھی اسلیے کہ عضد الدولہ سے وہ سرتابی کرکے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			خراسان چلا گیا تھا اور وہان سے سامانیون کی مدد سے مؤید الدولہ کے مقابلہ کو آیا تھا جیسا کہ نوح بن منصور سامانی کے حال مین لکھا گیا ہی اسکی حکومت کا زمانہ بہت پہلے سے شروع ہوا لیکن بادشاہت ۳۷۲ھ مین ہوئی کہ یہی عضد الدولہ کی وفات کا زمانہ ہی۔
۶	فخر الدین بن رکن الدولہ	۳۷۳ھ	دونون بھائیون کے مرنے پر امراء دولت نے اسکو خراسان (جہان یہ بھائیون کے خوف سے جا چھپا تھا) بلاکر تخت پر بٹھایا اسکے لیے صمصام الدولہ نے خلیفہ بغداد سے خلعت بھجوایا اور اسطرح ایک مدت کے بعد ملک موروثی پر بآسانی قابض ہو گیا
۷	صمصام الدولہ بن عضد الدولہ	۳۷۲ھ	عضد الدولہ کے مرنے پر صمصام الدولہ بغداد کا امیر الامرا بنا اُسکو اُتار کر شرف الدولہ نے اپنے کو امیر الامرا بنایا اور چھ برس کے بعد اپنی موت سے مرگیا۔
۸	شرف الدولہ بن عضد الدولہ		
۹	بہاء الدولہ بن عضد الدولہ	۳۷۸ھ	شرف الدولہ کے مرنے پر یہ امیر بغداد ہوا خلیفہ طائع باللہ کو اسنے تخت سے اُتار کر قادر باللہ کو بٹھایا سنہ ۴۰۱ھ مین یہ مرا اور اسکا تابوت مشہد امام علیہ السلام مین بھیجا گیا۔
۱۰	مجد الدولہ بن فخر الدولہ	۳۸۷ھ	فخر الدولہ کے بعد اسکا نابالغ بیٹا مجد الدولہ تخت پر بیٹھا لیکن انتظام سلطنت اسکی (مجد الدولہ کی) مان کرتی تھی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اور اپنی زندگی تک سلطنت دیلمی کی رونق اسنے قایم رکھی محمود غزنوی نے اسپر چڑھائی کرنی چاہی - اسنے کہلا بھیجا کہ بیوہ پر فتحیابی سے محمود کا کیا نام ہوگا اور اگر کہین شکست ہوئی تو ذلت بڑی ہوگی - محمود نے پھر اسکی زندگی مین ادھر توجہ نہ کی - لیکن اسکے مرتے ہی محمود نے رے پر چڑھائی کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کرکے غزنی بھیجدیا اور خلیفہ قادر باللہ کو لکھا کہ مجد الدولہ کا چلن شرع محمدی کے خلاف تھا اسلیے مین نے ایسا کیا -
۱۱	سلطان الدولہ بن بہار الدولہ	۴۰۳ھ	اپنے باپ کے بعد یہ فارس اور بغداد مین حکمران ہوا - اسکے ملک کو زیادہ تر محمود غزنوی نے کمزور کردیا اور کچھ خانہ جنگیون نے خراب کردیا -
۱۲	شرف الدولہ بن بہار الدولہ	۴۱۱ھ	۴۱۱ھ مین شرف الدولہ کا نام بغداد کے خطبہ مین داخل ہوا اور سلطان الدولہ کا نام خارج ہوا -
۱۳	ابو کالنجار بن سلطان الدولہ		محمود کا زور - بغداد پر ترکون کے حملے - دیالمہ کی باہمی لڑائیان تھی ہین اسپر مستزاد یہ ہوا کہ یہ تین بادشاہ باہم لڑنے جھگڑنے مین مشغول ہوئے جس سے دشمنون کو اور قوت ہوئی - آٹھ نو خلفاے عباسی برابر شطرنج کی بادشاہ کی طرح بے کسی اختیار کے تخت خلافت پر بیٹھے
۱۴	جلال الدین بن بہار الدولہ		
۱۵	قوام الدولہ بن بہار الدولہ		

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			چلے آتے تھے- دیالمہ کی کمزوری سے قادر باللہ کو ذرا موقع مل گیا کہ وہ خلافت کی گئی گزری حالت کو کچھ سنبھال سکا لیکن یہ سنبھالنا صرف یہ تھا کہ دیالمہ کے مقابلہ مین خلیفہ کی رونق بڑھ چلی ورنہ عام طور پر تمام ملک مین بدامنی تھی سلطنت دیالمہ کے ضعف کے ساتھ خلافت بھی ضعیف ہوئی - پہلے سلاطین دیالمہ سے ملک کو فوجی تقویت تھی اور خلفا سے درباری عزت تھی- فوجی وقعت مین کمی ہوئی تو درباری عزت کیا خاک قایم رہ سکتی- نتیجہ یہ ہوا کہ قوام الدولہ کے وقت مین قایم باللہ خلیفہ کی خلافت کے مقابلہ مین ترکون نے پھر زور پکڑا اور بجاے ملوک غزنی کے سلجوقیون کا زور شروع ہوا جسکا اثر بغداد تک پہونچا-
۱۶	خسرو بن فیروز بن ابو کالنجار		اس بادشاہ کا لقب ملک رحیم تھا- اسکے وقت مین دیالمہ نے چاہا کہ متفقہ طاقت سے وہ اپنے کو سنبھال لین لیکن سنبھال نہ سکے- خلیفہ نے بھی انکی عزت کم کر دی خلیفہ نے حکم دیا کہ ملک رحیم کے پہلے طغرل بیگ سلجوقی کا نام خطبہ مین پڑھا جائے- یہ تو تھا ہی طغرل بیگ خلیفہ کی اجازت سے حج کو چلا- راہ مین وہ خلیفہ سے ملنے کو ٹھہرا- دیالمہ اپنی غلط فہمی سے طغرل بیگ کے ساتھی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترکون سے لڑے اور مغلوب ہوئے۔ تمام شہر مین لوٹ مار ہوئی۔ خسرو کو طغرل قید کرکے لے گیا لیکن ابو منصور بن ابو کالیجار کو ایک موقع مل گیا کہ وہ کچھ دلون کے لیے فارس کا بادشاہ ہوگیا اور پھر اپنے سپہ سالار فضل بن حسن کے ہاتھ سے جسکی نسل کو مورخ فضلویہ کہتے ہین سنہ ۴۴۹ھ مین مارا گیا اور اُسکے ساتھ دیالمہ کا خاتمہ ہوگیا۔ فضلویہ کو بھی تھوڑے ہی دلون مین ملک قاد رسلجوقی نے بھگا کر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا

فصل ہفتم

سلاطین علویہ اسماعیلیہ

تیسری صدی کے اخیر مین ایک بڑی زبردست سلطنت علویون کی مغرب مین قایم ہوئی بنو اُمیہ اور عباسیون کے بعد حدود ارضی کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ عرصہ تک بادشاہت قایم رہی علوی سلطنت تیسرے درجہ مین شمار ہوتی ہے بغداد سے پچھم اندلس تک علویون کی بادشاہت تھی۔ کچھ دلون تک شام مکہ اور مدینہ مین بھی علویون کا زور رہا۔ سال بھر تک خطبہ بغداد مین مستنصر علوی کا نام لیا گیا۔ اندلس ایسی مستقل اور زبردست سلطنت اسلامی عرصہ تک علویون کا ایک صوبہ رہی جیسا کہ سلاطین اُندلس کے حال مین لکھا گیا۔ سلاطین علویہ باعتبار خلفاے عبّاسیہ کے زیادہ پابند احکام شرعی تھے لہو ولعب سے انکو پرہیز تھا۔ اسلیے عیسائی مورخون نے براہ تعصب علویون کو متعصب لکھا ہے۔

ابتدا اس سلطنت کی محمد بن عبداللہ سے ہوئی جس نے اپنا لقب مہدی رکھا اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے میرے لیے پیشینگوئی کی ہے امام جعفر صادق کے بیٹے اسماعیل کی نسل سے یہ تھا اسلیے جو خاندان مہدی کی ذات سے قایم ہوا اسکو علویہ اسماعلیہ اور فاطمیہ کہتے ہین اور بعض مورخ بنو مہدی بھی لکھتے ہین بعضون کا خیال ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل سے نہ تھا۔ پولٹیکل مصالح پر نظر ڈال کر ادعائی علوی بن گیا تھا۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

ڈھائی سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ تک یہ خاندان قایم رہا۔ چودھوین بادشاہ عاضد پر ۵۶۷ھ مین اسکا خاتمہ ہوا۔ سلاطین علویہ کے مختصر حالات ذیل مین درج ہین۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	مہدی	۲۹۷ھ	ابتداے سلطنت یون ہوئی کہ مہدی نے افریقیہ مین خروج کیا۔ سلطنت عباسی مین ضعف تھا۔ کسی سے مہدی کی مزاحمت نہ ہو سکی اسنے قروان مین ایک نہایت مضبوط قلعہ مہدیہ نامی بنایا اور اسے اپنا دار الحکومت قرار دیا اندلس۔ قیروان اور طرابلس کو فتح کرکے مصر کی فتح کو آیا۔ یہان خلیفہ مقتدر عباسی کی طرف سے مونس خادم مقابلہ کو آیا لیکن مہدی کا بول بالا بلند رہا۔ ۲۵ برس سلطنت کرکے یہ حصار مہدیہ مین مرا۔
۲	قائم بامر اللہ بن مہدی	۳۲۲ھ	باپ کے مرنے پر یہ تخت نشین ہوا اور خلفاے عباسی کے طرز پر اسنے اپنا لقب قایم بامر اللہ قرار دیا اور اس کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			جانشینون نے بھی اس بارے مین اسکی تقلید کی۔ ابو یزید ایک معمولی مدرس نے قایم پر خروج کیا اور اسکو مہدیہ مین محصور کر کے قیروان سے بیدخل کر دیا۔ حالت محاصرہ مین یہ حصار مہدیہ مین بیمار ہوا اور وہین مرا۔
۳	منصور باللہ بن قایم	سنہ ۳۳۴ھ	یہ بڑا شجاع تھا۔ تخت پر بیٹھکر اسنے ابو یزید کو بھگایا اور خود اسکے تعاقب مین سوڈان تک گیا۔ بالاخر ابو یزید گرفتار ہوا اور مارا گیا۔
۴	معز لدین اللہ بن منصور	سنہ ۳۴۱ھ	سلطنت نے اسکے زمانہ مین عروج پکڑا۔ مصر۔ اسکندریہ مکہ اور مدینہ تمام مقامات عباسیون کے تصرف سے نکل کر اسکی سلطنت مین شامل ہوئے۔ شام پر بھی اسکا دخل ہو گیا۔ قاہرہ اسکا آباد کیا ہوا شہر اب تک مصر کا دار الخلافہ ہے۔ اس بادشاہ نے مصر کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور پھر برابر سلاطین اسماعیلیہ کا یہی دار الحکومت رہا۔
۵	عزیز باللہ بن معز	سنہ ۳۶۵ھ	عضد الدولہ دیلمی سے اسنے مراسلت جاری کی شام سے اندلس تک تمام ممالک غربی پر اسکا قبضہ تھا۔ اسنے ایک یہودی گورنر شام مین تعنات کیا اور ایک مسیحی حاکم مصر کے لیے مقرر کیا لیکن پھر اپنی غلطی پر متنبہ ہوا۔
۶	حاکم باللہ بن عزیز	سنہ ۳۸۶ھ	یہ بڑا متشرع بادشاہ تھا اسنے عورتون کے پردے مین

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			سختی کی۔ مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی۔ اسکے وقت مین انتظام شہر بھی اچھا تھا۔ قاہرہ مین مسجد ازہر اسی کی بنوائی ہوئی ہی لیکن بعض مورخون نے اسے فرعون ثانی لکھا ہی اور اسکی سختیون کو حدود شرعی سے متجاوز بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔
۷	ظاہر لدین اللہ بن حاکم	۴۱۱ھ	یہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا۔ اسکی نیکنامی سنکر عمائد خراسان حج کرکے پھرے تو مصر ہوتے ہوئے آئے اور وہان سے خلعت لائے۔ محمود سبکتگین کو اسکی خبر لگ گئی۔ اس نے فوراً خلیفہ بغداد قادر باللہ کو مطلع کیا۔ حجاج ابھی سفر سے آکر بغداد ہی مین ٹھہرے تھے کہ خلیفہ نے اُنسے باز پرس کی اور خلعت کے کپڑے جلائے گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ محمود سبکتگین کو بھی علویون سے خوف تھا اور یہین سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ دیالمہ۔ ملوک غزنی۔ سلجوقی وغیرہ یہ سب خلفاے بغداد کی خاطر اسلیے بھی کرتے تھے کہ سلاطین علویہ سے دوبدو مقابلہ کرنے کو وہ مصلحت کے خلاف جانتے تھے۔ سلاطین علویہ کو زور بازو کے علاوہ جو عزت خاص عام نظرون مین حاصل تھی وہ ان غیر قریشی النسل سلاطین کے لیے بہت زیادہ خوف دہ تھی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۸	مستنصر باللہ بن ظاہر	۴۲۷ھ	قایم باللہ خلیفہ عباسی نے والی افریقیہ سے سازش کرکے اُسکو نقصان پہونچانا چاہا لیکن اسکی حکمت کارگر نہ ہوئی اور اسکے بدلہ مین مستنصر کے اشارہ سے بساسیری نے قایم کو بغداد مین قید کرکے سال بھر تک مستنصر کا نام بغداد کے خطبہ مین قایم رکھا۔ مستنصر کے عہد مین عباسیون کا خاتمہ ہوجاتا لیکن طغرل بیگ نے آکر بساسیری کو مغلوب کیا اور قایم باللہ کو بڑے اعزاز سے پھر تخت پر بٹھایا اور اسی صلہ مین اپنے لیے رکن الدین خطاب حاصل کیا
۹	مستعلی باللہ بن مستنصر	۴۸۷ھ	سات سال حکومت کرکے یہ قتل کیا گیا۔
۱۰	آمر باحکام اللہ بن مستعلی	۴۹۵ھ	اسکے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے۔ ان شمالی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین۔ اسکے وقت مین شام مین ایک خاندان نزاریہ نام صاحب حکومت ہوا اور کچھ ملک علویون کا اس خاندان کے قبضہ مین آگیا اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسلیے اپنے چچا حافظ کو اسنے ولیعہد مقرر کیا
۱۱	حافظ لدین اللہ بن مستنصر	۵۲۴ھ	شامیون پر اسنے بھی غلبہ نہ پایا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۲	ظافر باللہ بن حافظ	سنہ ۵۴۴ھ	اسکے وزیر نے اسکو اس لیے قتل کیا کہ خفیف الحرکت تھا
۱۳	فائز بنصر اللہ بن ظافر	سنہ ۵۴۹ھ	اہل فرنگ سے اسکے وقت مین بھی لڑائی رہی بلاد غربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ ہو چکا تھا وہ مستحکم ہوا۔ اور کچھ حصہ ملک سے اُنسے واپس بھی لیا۔
۱۴	عاضد لدین اللہ	سنہ ۵۵۵ھ	اسکے وقت مین اہل فرنگ ساحل شرقی و مغربی سے آتے آتے مصر تک پہونچ گئے اور مصر پر قابض ہو گئے غیر مذہب والون کا مصر پر قابض ہونا نورالدین محمود والی شام کو بہت برا معلوم ہوا۔ اسنے مصریون کی مدد کو فوج بھیجی جو اہل فرنگ پر غالب آئی۔ شامیون نے اہل فرنگ کو مصر سے نکال دیا لیکن خطبہ مین بجاے عاضد کے مستضی باللہ عباسی کا نام داخل کیا گیا اسی زمانہ مین عاضد بھی مر گیا اور اسکے ساتھ ہی سلاطین علویہ اسماعلیہ کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مہدی کا نام مٹ گیا۔

فصل ہشتم

شیعان اسماعیلیہ

شیعان علی کے دو فرقے

علاوہ سلاطین علویہ اسماعیلیہ کے شیعان علی کا ایک مذہبی فرقہ بھی اسماعیلیہ نام رکھتا ہی۔ اہل تشیع کے بارہ امام کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہی۔ امام جعفر صادق نے پہلے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کو مذہبی امور مین اپنا جانشین قرار دیا تھا۔ لیکن انکے چال چلن کو

ناپسند کر کے دوسرے بیٹے موسی کو نامزد کیا۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ قول ہی کہ جو پہلے نامزد کیا گیا وہی امام برحق ہی۔ امام معصوم ہوتے ہین اُنسے خطا نہین ہوسکتی اور خطا معلوم بھی ہو تو وہ قابل گرفت نہ ہونا چاہیے۔ امام موسی کاظم کے ماننے والے اثنا عشریہ کہلاتے ہین اور اسماعیل کے ماننے والے اسماعیلیہ کہے جاتے ہین۔ یہی دو فرقے شیعون کے زیادہ مشہور رہین۔ کچھ اور ضمنی تقسیمین بھی ہین جو چندان مشہور نہین ہین یون سلاطین علویہ اسماعیلیہ اپنے امام اسماعیل کی تعظیم ضرور کرتے ہونگے لیکن ابتدائی زمانہ مین ان جزئیات کو مذہبی رکن قرار دینے کا زیادہ دستور نہ تھا اخیر مین حسن بن صباح ایک خراسانی نے فرقہ اسماعیلیہ کو بڑی رونق دی۔ اسماعیلیہ اسکو سیدنا لکھتے ہین۔ اسکی نسل مین خود مختار حکومت بھی عرصہ تک رہی اور اسمین مختلف خیالات کے لوگ پیدا ہوئے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کچھ مختصر حال حسن اور اولاد حسن کا بھی لکھدیا جائے۔ اسمین گفتگو ہی کہ حسن عربی النسل تھا یا نہین۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	حسن بن صباح	سنہ ۴۸۳ھ	یہ امام موفق نیشاپوری کا شاگرد تھا اور حکیم عمر خیام کا (جس کی رباعیان بہت مشہور ہین) ہم مکتب تھا۔ نظام الملک طوسی وزیر ملک شاہ سلجوقی کا بھی ہم مکتب تھا۔ ابتدا مین یہ ملک شاہ کے یہان نوکر ہوا۔ نظام الملک سے کچھ رنج بڑھا اسلیے یہ مستنصر شاہ علوی کے پاس مصر چلا گیا اور علویان اسماعیلی کا اپنے کو از طرف بھی خواہ ظاہر

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			کیا - شاہ مستنصر سے تو اسکا لطف اخیر تک قایم رہا لیکن درباریون سے ان بن ہوگئی اور اسے واپس آنا پڑا - واپس آکر اسنے قہستان کے ایک قلعہ الموت پر ۴۸۳ھ مین قبضہ کرلیا اور بجاے سلطانی ڈھنگ کے درویشانہ طریقہ اختیار کرکے مذہب اسماعیلہ کا دعظ جاری کیا اور ایک مقتدا سے مذہب کی حیثیت پیدا کرلی - اسکے مقلدین فدائی کہلاتے تھے - اور جا بجا امرا سے تعرض کرنا اپنا فرض منصبی جانتے تھے حسن کے حکم سے ایک فدائی نے نظام الملک کو ہلاک کیا اور اسی زمانہ مین ملک شاہ مرگیا جس سے حسن کی خود مختاری اور زیادہ ہوگئی -
۲	کیا بزرگ بن حسن	۵۱۸ھ	اپنے باپ کے مرنے پر تخت الموت پر بیٹھا اسکے وقت مین ریاست نے کچھ اور زور پکڑا اگو محمود سلجوقی کے وقت مین اسماعیلی بہت مارے گئے لیکن اسکی خود مختاری مین ذرا بھی فرق نہین آیا -
۳	محمد ابن کیا		چار فدائیون نے خلیفہ عباسی راشد باللہ کو راہ مین موقع پاکر قتل کیا - ریاست اسماعیلیہ کو کچھ فایدہ نہین پہونچا لیکن عام طور پر الموت مین خوشی منائی گئی -

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			محمد سلطان سنجر نے محمد ابن کیا کا عقیدہ دریافت کیا اور غرض اسکی یہ تھی کہ وہ بے دین ہو تو مجاہدین اسلام بھیجے جائیں لیکن محمد ابن کیا نے جواب میں وہ باتیں لکھیں جن سے سلطان سنجر ساکت رہا اور معلوم ہوا کہ صرف جزئیات میں اختلاف ہے۔ رکن مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے ۲۵ برس تک یہ حکمران رہا۔
۴	حسن بن محمد کیا		اسکو لوگ علی ذکرہ السلام کہتے تھے۔ اسکو علمای اسلام ملحد اور زندیق لکھتے ہیں۔ اسکے معتقدات اسلام کے خلاف تھے یہ دہریہ مذہب رکھتا تھا اور بے تکلف لوگوں کو اغوا کرتا تھا کہ وہ مذہب کو کوئی چیز نہ سمجھیں۔
۵	محمد بن حسن بن محمد بن کیا	۵۶۱ھ	الحاد میں یہ اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ امام فخر الدین رازی اسی زمانہ میں تھے۔ آور یا نہیں ان سے رے میں آکر انھوں نے درس جاری کیا۔ مذہبی درس میں وہ مثالاً نام اسماعیلیوں کا لیتے تھے اور حسن بن محمد اور محمد بن حسن کو برا بھلا کہتے تھے تاکہ لوگ ادھر مائل نہ ہوں۔ فدائیوں نے الموت سے پہونچکر امام فخر الدین رازی کو سخت دق کیا۔ وہ غیاث الدین بادشاہ کے پاس غور میں چلے گئے اور پھر وہاں سے سلطان محمد خوارزم کے پاس خوارزم

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			مین جاکر زندگی بسر کی۔
۶	جلال الدین حسن بن محمد بن حسن		باپ کے اعتقادات سے اسنے توبہ کی اور اپنے توبہ کی خبر تمام سلاطین عصر کے پاس بھیجی جس سے یہ جلال الدین حسن نومسلم مشہور رہا۔ مذہب اسلام کو اسکے وقت مین رونق ہوئی۔ اسکی ماں ایک مرتبہ حج کرنے گئی تو اسکے ساتھ رائت سلطانی بھی تھا ناصر خلیفہ بغداد کے حکم سے سلطان محمد خوارزم شاہ کے رائت سے جلال الدین کا رائت آگے رکھا گیا۔ سلطان محمد کو جہان اور رنج ناصر سے تھا وہان یہ بھی خیال تھا کہ خلیفہ نے جلال الدین سے میری عزت کم کی۔
۷	علاء الدین محمد بن جلال الدین حسن		نو برس کے سن مین یہ تخت پر بیٹھا۔ یہ کچھ الٹا سیدھا حکم دیتا تھا لوگ اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق اسکو واجب التعمیل جانتے تھے اور کہتے تھے کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ اسکے وقت مین مذہب کھیل ہو گیا۔ اخلاق ناصری کا مصنف "ناصر الدین" اسی وقت مین تھا۔
۸	رکن الدین خور شاہ بن علاء الدین	سنہ ۶۵۳ھ	چنگیز خان کے پوتے ہلاکو نے اسے گرفتار کرکے ہزارون اسماعیلیونکو قتل کیا اور پھر اسکے بعد بغداد کی طرف توجہ کی خلفا سے بغداد اور شاہان الموت کی بربادی کا ایک زمانہ ہے۔

فصل نہم

سلاطین سلجوقیہ

سلجوق

بیغوشاہ ترکستان کے دربار مین ایک شخص سلجوق نامی تھا جو بیغو سے خفا ہو کر مسلمانون کی سرحد دیارسمرقند مین چلا آیا تھا۔ نواحی جندر مین یہ آکر ٹھہرا اور مذہب آبائی چھوڑکر والی ماوراالنہر کے استمزاج سے مسلمان ہوگیا۔ جندر اوس زمانہ مین بیغو شاہ ترکستان کا باجگزار تھا۔ ترک سالانہ خراج لینے آئے تو سلجوق مزاحم ہوا اُسنے کہا کہ کفار مسلمانون سے خراج لین مین اسے گوارا نہین کرسکتا۔ جندر کے مسلمان سلجوق کی مدد سے غالب آئے اور سلجوق کی شہرت کی یہی ابتدا ہوئی۔ اسکے بعد جب ابراہیم سامانی نے سلجوق کی مدد سے ایلک خان پر فتح پائی تو سلجوق کا نام اور بھی بلند ہوا۔ سلجوق کا بیٹا میکائیل ایک لڑائی مین مارا گیا۔ اور اُسکے دو بیٹے طغرل بیگ اور جغر بیگ اپنے دادا سلجوق کے ظل عاطفت مین پرورش پاتے رہے

طغرل بیگ اور جغر بیگ

سلجوق کے دونون بیٹے میکائیل اور داؤد اپنے باپ کے طرز پر تھے اور دونون پوتے طغرل بیگ اور جغر بیگ تو بڑے ہی زبردست نکلے۔ سلجوقیون سے حاکم ماوراالنہر علی تگین معروف ایلک خان اور ترکستان کے سلاطین دبنے لگے۔ ایلک خان نے تمام سلاطین گرد و نواح کو جمع کرکے سلجوقیون کا استیصال کرنا چاہا۔ اسپر جغر بیگ خراسان اور طوس سے ہوتا ہوا آرمینیا کی طرف نواحی سلطنت روم مین عیسائیون سے مذہبی جنگ کرنے چلاگیا۔ یہ زمانہ محمود سبکتگین کا تھا۔ سلجوقیون کو والی طوس نے اپنے مُلک سے گزرنے دیا اسپر وہ محمود کے عتاب کا مستوجب ہوا۔ جغر بیگ نے وہان کئی قلعے فتح کیے اور بہت سی غنیمت لیکر پھرا۔ پھر یہ دونون بھائی ایک جا ہوکر

اپنی قوت سنفقہ کا زد بلخ مین دکھانے لگے - خان کاشغر اور سلطان محمود نے باہم ملکر ایلک خان کو جب سمرقند سے بھگایا تھا اُسوقت سلجوقیون کا بھی زور گھٹ گیا تھا لیکن محمود کے مرنے پر مسعود کے زمانہ مین مرو اور ہرات پر جغر بیگ قابض ہو گیا - اور خراسان مین بمقام نیشاپور طغرل بیگ نے اپنا تخت حکومت رکھا اسکے بعد مسعود نے چڑھائی کی اور دونون بھائیون نے ملکر مسعود کا سخت مقابلہ کیا اور اس لڑائی مین اتنی خونریزی ہوئی کہ کبھی نہین ہوئی تھی - مسعود کو ہزیمت ہوئی اور سلجوقیون کی سلطنت خراسان مین قایم ہوئی -

طغرل بیگ

خوارزم شاہ سے اُسکے سپہ سالار نے سرتابی کی تھی اسلیے طغرل بیگ کو خوارزم شاہ کی مدد کے لیے خوارزم جانا پڑا اور وہان سے مظفر او منصور واپس آیا - پھر غزوہ روم کے لیے روانہ ہوا اور وہان سے بھی کامیاب واپس آیا - اسی زمانہ مین طغرل بیگ دو مرتبہ بغداد گیا - ایک مرتبہ تو ملک رحیم دیلمی کا استیصال کیا اور دوسری مرتبہ قایم باللہ خلیفہ بغداد کو بساسیری کے پنجہ سے چھڑا کر پھر تخت پر بٹھایا اور مستنصر علوی کا نام خطبہ سے نکال کر پھر قایم باللہ کا نام خطبہ مین داخل کیا - اسی سال اہواز اور بصرہ مین طغرل کا نام خطبہ مین پڑھا گیا - تیسری مرتبہ ۴۵۴ھ مین طغرل بیگ پھر بغداد گیا اور قایم باللہ کی لڑکی سے عقد کیا - لیکن زفاف کی نوبت نہین آئی تھی کہ طغرل بیگ نے دنیا سے رحلت کی - اور جغر بیگ اسکے پہلے مر چکا تھا -

۱ - طغرل بیگ }
۲ - جغر بیگ } یہ دونون بادشاہ ساتھ حکمران تھے - باہم بہت رسم تھی اور ایک دل ہو کر سب کام کرتے تھے - صرف کہنے کو جغر بیگ کا اخیر اخیر مین دار الحکومت مرو تھا اور طغرل بیگ کا نیشاپور تھا - ورنہ مرتے دم تک

دونون ایک دل رہے۔

الپ ارسلان بن جغر بیگ سنہ ۴۵۵ھ

یہ بڑا نیک نام اور نیک نیت بادشاہ تھا۔ ڈاڑھی اسکی بہت بڑی تھی اور ٹوپی بہت اونچی رکھتا تھا عبادان سے سواحل بحر تک اور جیحون سے دجلہ تک اس کے قبضہ مین تھا۔ کئی سلاطین اسکے باج گزار تھے۔ خان ترکستان کی لڑکی سے اسنے اپنے بیٹے ملک شاہ کی شادی کی اور مودود بن مسعود کی لڑکی سے اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کا بیاہ کیا۔ اسکے وقت مین قیصر روم نے تین ۳ لاکھ فوج لیکر اور بہت سے عیسائی سلاطین کو ساتھ لیکر بلاد اسلام پر چڑھائی کی اور نیت یہ کی کہ بغداد کو ویران کردے اور تمام مسجدین کھدوا دے۔ الپ ارسلان نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا اور عیسائی پسپا ہوئے اور قیصر روم گرفتار ہوا۔ لیکن پھر قیصر کو رہائی دی گئی اور قیصر نے اپنی بیٹی الپ ارسلان کے بیٹے ارسلان شاہ کو بیاہ دی۔ ارسلان شاہ کے لیے خاقان چین کی دختر بھی لی گئی اور خاقان چین بھی زمرۂ مطیعان مین داخل ہوا

قیصر روم کو ہزیمت

اسکے وقت مین نیشاپور رشک بغداد بن گیا۔ تمام سلاطین اسکے دربار مین آتے تھے اور آستانہ شاہی پر جبہ سائی کرتے تھے۔ موت اسکی عجیب طور پر ہوئی اتفاق سے ایک قلعہ دار اسیر ہوکر آیا اور گفتگو مین مشتعل ہوکر اسکی طرف لپکا لوگون نے روکنا چاہا۔ لیکن یہ اپنی شان کے خلاف سمجھا کہ کوئی غیر اُسے بچائے۔ اسنے لوگون کو باز رکھ کر خود کمان سیدھی کی۔ تیر خالی گیا۔ اور قلعہ دار نے پہونچکر اُسکا کام تمام کر دیا۔ اس بادشاہ کے دربار مین علما بہت رہتے تھے۔ خود نظام الملک طوسی اسکا وزیر ایک زبردست عالم اور بڑا مدبر شخص تھا سلجوقیون نے جو زور پکڑا اُسمین شمشیر ترکی کے ساتھ حکمت نظام الملکی ایک قابل لحاظ شے تھی۔

جلال الدین ملک شاہ بن الپ ارسلان سنہ ۶۵ھ

نظام الملک طوسی کی سعی سے جلال الدین ملک شاہ تخت پر بیٹھا۔ نظام الملک اسکے باپ کے وقت سے وزیر سلطنت تھا۔ اور اب تو بالکل ہی سیاہ سپید کا مالک ہو گیا۔ نظام الملک بڑا مشہور شخص ہوا ہے۔ عباسیون کے زمانہ مین جس طرح برامکہ کا خاندان تھا۔ اسی طرح کچھ دنون کے لیے سلجوقیون کے وقت مین نظام الملک کا خاندان عروج پر تھا۔ بغداد اور بصرہ مین مدرسہ نظامیہ اسی کا بنوایا ہوا تھا طوس مردم خیز جگہ ہے۔ یہان نظام الملک غزالی۔ فردوسی تین بڑے مشہور شخص گزرے ہین۔ کسی کا شعر ہے ؎

نظام الملک

چون نظام الملک و غزالی و فردوسی بود ہر دبیر و شاعر و مفتی کہ او طوسی بود

ملک شاہ کی گرفتاری

یہ بادشاہ ایک مرتبہ شکار کو نکلا۔ راہ مین رومیون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ حالت گرفتاری مین اسنے اپنے ساتھیون سے کہا کہ تم میری عزت نہ کرنا ورنہ دشمن مجھے معزز سمجھ کر ذلیل کرین گے۔ یہان نظام الملک نے قیصر روم سے مصالحت کا ڈھنگ ڈالا اور خود شرائط صلح طے کرنے گیا۔ قیصر روم نے ان قیدیون کا ذکر کیا تو نظام الملک نے نہایت بے پروائی سے سُنا بلکہ ملک شاہ جب نظام الملک کے سامنے لایا گیا تو اُسنے کچھ التفات نہ کیا۔ نظام الملک واپس آیا تو قیصر روم نے ملک شاہ کو مع اور قیدیون کے اسکے ساتھ کر دیا۔ کیونکہ مصالحت ہو جانے پر اسیران سلطنت کی رہائی لازمی تھی۔ جب ملک شاہ رومیون کی حد نظر سے باہر ہوا تو نظام الملک نے بادشاہ کی رکاب کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد ملک شاہ نے رومیون پر چڑھائی کی اور کسی حکمت سے قیصر روم گرفتار ہو کر ملک شاہ کے دربار مین پیش کیا گیا قیصر روم نے ملک شاہ سے کہا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو مجھے چھوڑ دو۔ تاجر ہو تو بیچ ڈالو۔ اور

قیصر روم کی گرفتاری

قصاب ہو تو ذبح کر ڈالو۔ ملک شاہ نے نہایت عزت سے قیصر روم کو رخصت کیا اور کہا کہ میری غرض صرف یہ تھی کہ مین تم پر ثابت کر دون کہ میری سابق گرفتاری ایک امر اتفاقی تھا۔ میری قوم کسی طرح کمزور نہین ہی۔ ملک شام بھی اس بادشاہ کے قبضہ مین آگیا تھا۔ شکار کا اسکو بہت شوق تھا۔ جب یہ بادشاہ بغداد گیا تو خلیفہ مقتدی باللہ نے اسکی بڑی خاطر کی۔ اسنے خلیفہ کا ہاتھ چومنا چاہا۔ لیکن خلیفہ نے (غالباً براہ تواضع) گوارا نہ کیا۔ تب ملک شاہ نے بادشاہ کی انگوٹھی لی اور اُسی کے بوسہ پر اکتفا کیا۔ مقتدی نے اپنی بیٹی ملک شاہ کے عقد مین دی اور تمام بلاد اسلام کی زمام امارت ملک شاہ کے سپرد کی۔ جلال الدین خلیفہ ہی کا عطیہ خطاب ہی۔ یہ سمجھ مین نہین آتا کہ زمام امارت خلیفہ کے اختیار مین کب تھی کہ اُسنے ملک شاہ کو دی اور ملک شاہ کا اس فرضی عطیہ کے بغیر کیا ہرج تھا۔ نظام الملک سے اخیر اخیر بادشاہ ناخوش ہو گیا تھا۔ ناخوشی کے نتائج پورے طور پر ظاہر نہین ہوئے تھے کہ ایک فدائی نے نظام الملک کو قتل کیا اور ملک شاہ نے بھی مہینہ کے اندر ہی اپنی موت سے وفات پائی۔

مدرسۂ نظامیہ

مدرسۂ نظامیہ کے دو مدرس بڑے مشہور ہین۔ امام ابو اسحاق شیرازی اور امام غزالی۔ نظام الملک نے یہ چاہا کہ اپنے طرز زندگی پر علماے وقت کی رائین لکھوا کر اپنے ساتھ قبر مین بطور نیک نامی کے لیتا جائے۔ تمام علما نے آنکھ بند کر کے نظام الملک کی خوبیون کا دفتر نثر مین لکھدیا اور اسمین کچھ شک نہین کہ نظام الملک طوسی ایسا ہی تھا۔ تمول اور پھر حدود شرع کا لحاظ آسان امر نہین ہوتا۔ لیکن جب امام

ابو اسحاق و امام غزالی

ابو اسحاق کی باری آئی تو اُنھون نے لکھا "خیر الظلمة حسن کتبہ ابو اسحق" یعنی "ظالمون

بیت حسن اچھا ہے یا اتم ابو اسحاق" نظام الملک کا نام حسن تھا۔ نظام الملک یہ تحریر دیکھ کر بہت رویا اور بولا کہ ابو اسحق سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔

کیفیت	سنہ جلوس	نام	نمبر
نظام الملک کے بیٹے مؤید الملک و فخر الملک اسکے وزیر تھے۔ تیرہ برس سلطنت کرکے یہ مرا۔ اسکے وقت میں تخت اور حکومت کے لیے سلجوقیوں میں باہمی نزاع برپا تھی۔	سنہ ۴۸۵ھ	برکیارق بن ملک شاہ	۵
تیرہ برس سلطنت کرکے یہ مرا۔	سنہ ۴۹۸ھ	محمد بن ملک شاہ	۶
یہ بادشاہ بڑا نیک نام خدا ترس اور بیدار مغز تھا۔ اس کے وقت میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ بہرام شاہ غزنی اسکا باج گزار رہا۔ کور خان ترکی کے مقابلہ میں سلطان سنجر مغلوب ہوگیا تھا۔ اس سے ذرا رنگ پھیکا ہو چلا تھا لیکن اسکے بعد بہرام غزنوی کو جب علاء الدین جہان سوز غوری نے دبایا اور سلطان سنجر نے پہونچکر علاء الدین کو گرفتار کرلیا تب پھر اسکا طنطنہ کامرانی اصلی حالت پر آگیا۔ نواحی بلخ میں یہ ایک مرتبہ ترکمان غزنی کے ہاتھ گرفتار ہوگیا اور چار برس تک گرفتار رہا پھر حکمت عملی سے نکل کر اپنے ملک میں آیا۔ یہ پہلے بھی آسکتا تھا لیکن مع بیوی کے گرفتار تھا۔ بیوی کے ساتھ بھاگ نکلنا آسان نہ تھا اور بیوی کو چھوڑ کر بھاگنا گوارا نہ تھا۔ جب بی بی مرگئی تو یہ	سنہ ۵۰۹ھ	سلطان السلاطین سنجر بن ملک شاہ	۷

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			کسی حکمت سے نکل بھاگا۔ اس اثنا میں غزون نے تمام ملک ویران کر دیا تھا۔ اسکے وقت میں حاکم خوارزم نے بغاوت کرکے ایک جدا سلطنت قایم کی۔ خوارزم کے حکمران آگے چل کر خوارزم شاہیون کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس بغاوت نے سلطان سنجر کو بہت زیادہ کمزور کر دیا تھا۔
۸	محمود خان خواہرزادہ سلطان سنجر	۵۵۲ھ	بغراخان کی نسل میں تھا۔ سلطان سنجر کے بعد یہی تخت نیشاپور پر بیٹھا اسکے وقت میں خوارزم شاہیون اور غزیون کا زور ہوا۔ محمود کو اندھا کرکے کچھ ملک خوارزم شاہیون نے لے لیا اور کچھ غزیون نے لے لیا۔ اور اس طرح سلجوقیون کی سلطنت کا خراسان میں خاتمہ ہوگیا۔

آب کچھ اُن سلجوقیون کا حال لکھا جاتا ہی جو عراق عرب میں حکمران تھے۔

عراق عرب کے سلجوقی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	محمد ابن محمد بن ملک شاہ	سنہ ۵۰۹ھ	اپنے باپ محمد شاہ کے مرنے پر یہ عراق پر حکمران ہوا اور سلطان سنجر نے کچھ زیادہ اسکی فکر نہیں کی مسترشد باللہ خلیفہ بغداد سے یہ رنجیدہ ہوگیا تھا اور اس نے بغداد کا محاصرہ بھی کیا تھا۔ لیکن پھر مصالحت ہو گئی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲	طغرل بن محمد بن ملک شاہ	۵۲۵ھ	بھائی کے مرنے پر سلطان سنجر کے اشارہ سے یہ عراق کی ریاست پر قابض ہوا۔
۳	مسعود بن سلطان ملک شاہ	۵۲۹ھ	اسکے وقت مین چند سلجوقیون نے خلیفہ مسترشد کو ملک گیری کے لیے اُبھارا مسعود سے لڑائی ہوئی۔ خلیفہ گرفتار ہوا اور ایک فدائی نے اسکا کام تمام کر دیا۔ اسکے بعد راشد اپنے باپ کے خون بہا کے لیے نکلا اور اصفہان تک پہونچتے پہونچتے مارا گیا پھر مسترشد کے دوسرے بیٹے مقتفی باللہ کو مسعود نے تخت خلافت پر بٹھایا۔
۴	ملک شاہ بن محمود بن محمد بن سلطان ملک شاہ	۵۴۷ھ	تین مہینے تک یہ بادشاہ رہا اسکے مزاج مین عیاشی تھی لوگون نے اسے قید کرکے اسکے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا
۵	محمد بن محمود	۵۴۷ھ	سلیمان شاہ سے جو اسکے بعد تخت پر بیٹھا برابر لڑتا رہا۔ آل سلجوق کے ضعف کا زمانہ تھا اسلیے خلفاے بغداد نے بھی کچھ قوت پکڑ لی تھی۔ سات برس تک سلطنت کرکے مرا۔
۶	سلیمان بن ملک شاہ	۵۵۱ھ	ارسلان کا نام بھی اسکے ساتھ خطبہ مین داخل کیا گیا آٹھ مہینے تک اسکی سلطنت رہی۔
۷	ارسلان بن طغرل	۵۵۵ھ	الموت کے فدائیون سے یہ لڑتا تھا اور غالب رہا اسکے وقت

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			مین خوارزم شاہیون کا تدور شروع ہوا۔
۸	طغرل بن ارسلان	۵۷۱ھ	خلیفہ مستضی بامر اللہ کے وقت مین بہ تخت نشین ہوا رکن الدین قسیم امیر المومنین کا لقب ملا۔ اسکے وزیر قزل ارسلان نے اس سے سرتابی کی اور عرصہ تک لڑتا رہا درمیان مین طغرل کے قید ہوجانے سے یہی بادشاہ بن گیا تھا۔ خلیفہ ناصر دین اللہ بھی طغرل سے ناخوش تھا آخر سلطان شاہ خوارزم کے مقابلہ مین مارا گیا اور اسکا سر بغداد بھیجا گیا اور اسکے مرنے پر عراق مین سلجوقیون کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔

کرمان کے سلجوقی

سلطان سنجر کے ایک بھائی کی نسل مین سلطان شاہ۔ توران شاہ۔ ایران شاہ ارسلان شاہ۔ محمد شاہ بن ارسلان۔ طغرل شاہ۔ ارسلان شاہ بن طغرل شاہ بہرام شاہ۔ توران شاہ۔ محمد شاہ ابن بہرام شاہ۔ یہ دس خودمختار بادشاہ کرمان مین یکے بعد دیگرے خوارزم شاہیون کے عروج تک حکمران رہے اور ہمدان انکا پایہ تخت تھا اسکے بعد تمام سلجوقیون کی طرح یہ لوگ بھی مٹ گئے

سلیمان بن قلتمش بن اسرائیل بن سلجوق کو الپ ارسلان نے روم کی طرف بھیجا تھا۔ اسکی نسل سے ایک جدا بادشاہت قایم ہوگئی تھی جسمین چودہ بادشاہ اسکے بعد تخت پر بیٹھے اور قوسیہ یا قونیہ دارالحکومت قرار پایا۔

سلیمان بن قلتمش۔ داؤد بن سلیمان۔ قلیج ارسلان بن سلیمان۔ مسعود بن

الپ کوچک کے سلجوقی

قلج ارسلان - قلج ارسلان بن مسعود - غیاث الدین کیخسرو بن قلج ارسلان - رکن الدین سلیمان بن قلج ارسلان - قلج ارسلان بن سلیمان - عزالدین کیکاؤس بن غیاث الدین - علاء الدین کیقباد بن غیاث الدین - غیاث الدین کیخسرو بن علاء الدین - رکن الدین سلیمان بن غیاث الدین کیخسرو - کیخسرو بن رکن الدین غیاث الدین مسعود بن کیکاؤس - کیقباد بن فرامرز -

اس خاندان کے بادشاہ رومیوں سے لڑتے رہے - خوارزم شاہیوں سے بھی لڑے - عراق کے سلجوقیوں سے بھی کبھی کبھی مقابل ہو گئے - لیکن برابر اپنی حالت پر قایم رہے - ساتوین صدی ہجری کے اخیر میں یرلیغ غزاخان نے جسکے مطیع یہ سلطنت ہو گئی تھی کسی قصور پر کیقباد کو تخت سے اوتار کر روم سے سلجوقیوں کا نام مٹا دیا -

فصل دہم

شاہان خوارزم

سلجوقیوں کے زوال سلطنت کے وقت خوارزم شاہیوں کا خاندان بہت زور پکڑ گیا تھا - اسلیے کچھ انکا حال بھی لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے - ملک شاہ سلجوقی کا ایک ترکی غلام توشتگین بہت معزز ہو گیا تھا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا قطب الدین محمد برکیارق اور سلطان سنجر کے وقت میں خوارزم کا حاکم مقرر ہوا اور انکے جیتے جی فرمانبردار رہا - خوارزم کے لحاظ سے لوگ اسے خوارزم شاہ کہنے لگے - اور پھر اسکے جانشینوں کا یہی لقب پڑا - اور اسکا خاندان خوارزم شاہیوں کا خاندان کہلایا -

توشتگین

قطب الدین

اتسنر[1] قطب الدین کے مرنے پر اسکا بیٹا اتسنر خوارزم شاہ حاکم خوارزم ہوا۔ ابتدا مین تو یہ سلطان سنجر کا بڑا ہی بہی خواہ تھا۔ پھر سرتابی کی۔ سلطان سنجر نے تین چار مرتبہ اسپر چڑھائی کی اور ہر مرتبہ یہ لڑبھڑ کر آخر مین اطاعت قبول کرلیتا تھا۔ سلطان سنجر اسکی پچھلی خیرخواہیون پر نظر ڈال کر عفو کرتا تھا اور کچھ لڑائی سے کنارہ کشی بھی بہتر سمجھتا تھا۔ سلطان سنجر کے ساتھ انوری بھی ہوتا تھا۔ انوری کے بعض شعرون سے ان لڑائیون کا پتہ چلتا ہے۔ اتسنر خوارزم شاہ نے سلطان سنجر سے فرصت پائی تو جند پر قابض ہوا اور کئی مرتبہ ترکستان پر حملہ کرکے کافرون کو زچ کیا۔

جب سلطان سنجر کو ترکان غزا نے قید کیا اسوقت اسنے سلطان سنجر کی کمزوری سے کچھ فائدہ اٹھانا چاہا۔ لیکن بن نہ پڑا۔ رشید وطواط شاعر اسکی مصاحب تھی۔ رشید نے اسکے جنازے کی طرف دیکھ کر یہ دو شعر پڑھے تھے ؎

شاہا فلک از سیاستت می لرزید — پیش تو بطوع مبندگی میورزید
صاحب نظرے کجاست کودرنگرد — تا آن ہمہ مملکت باین می ارزید

ایل ارسلان بن اتسنر ۵۵۱ھ[2] ایل گویا پہلا خودمختار بادشاہ تھا۔ قراختائیون کو اسکا باپ کچھ سالانہ خراج دیا کرتا تھا اسنے اسمین تامل کیا بالآخر لڑائی ہوئی اور لڑائی مین ہزیمت ہوئی اور اسی اثنا مین یہ مرگیا۔

کیفیت	سنہ جلوس	نام	نمبر
اسکا بڑا بھائی تکش خان اس سے برابر لڑتا رہا اور ماوراءالنہر کے قراختائیون سے ہر ایک اپنے موقع پر مدد لیتے اور بدعہدی کرتے رہے۔ ملکہ ترکان اسکی ماں بھی اسکی	۵۶۵ھ	سلطان شاہ بن ایل ارسلان	۴

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			طرف سے شریک مہمات ملکی رہتی تھی۔
۵	تکش خان	سنہ ۵۸۳ھ	آخرکار سلطان شاہ پر غالب آکر اسنے تاج سلطنت اپنے سر پر رکھا۔ اسکے وقت مین خوارزم شاہیون کا بڑا عروج ہوا۔ طغرل سلجوقی کو اسی نے عراق مین قتل کیا ایران خراسان۔ عراق تمام اسکی حکومت تھی۔
۶	سلطان محمد بن تکش خان	سنہ ۵۹۰ھ	غیاث الدین غوری اور شہاب الدین غوری سے جسکا ذکر "الاسلام فی الہند" مین آئیگا تکش خان کے فوت کی خبر سنکر سر اٹھائے تھے لیکن سلطان محمد کے مقابلہ مین عاجز آکر انھون نے امان مانگی محمد چریاب رستم و اسفندیار ثانی کے مارے جانے سے شہاب الدین غوری سمجھا کہ اُسکا بازو ٹوٹ گیا شہاب الدین غوری کے مرنے پر جب غور کی تجزی ہوئی تو غور اور غزنی پر بھی سلطان محمد کی زد پہونچ گئی۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ شہاب الدین کے ترکی غلام قطب الدین نے ہندوستان مین ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ماوراء النہر کی جانب جاکر قراختائیون پر بھی اس بادشاہ نے فتح پائی۔ ناصر خلیفہ بغداد سے اسکو کچھ رنج آگیا تھا۔ خلفائے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			عباسی تمام شرقی بلاد اسلام میں پیشوائے مذہب سمجھے جاتے تھے۔ عام مسلمانوں کا رنجیدہ کرنا اسنے پسند نہیں کیا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اپنے بغض کو بھی رفع نہ کرسکا اتفاق سے ناصر خلیفہ بغداد اور شریف مکہ میں کچھ بد لطفی پیدا ہوئی۔ فدائیان الموت کو خلیفہ نے شریف مکہ کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ شریف مکہ کا بھائی ایام حج میں مارا گیا۔ یہ واقعہ مذہب اسلام کے خلاف تھا۔ سلطان محمد نے تمام علماء سے ناصر کے خلاف فتویٰ لیا اور سید علاء الملک ترمذی کو پیشوائے مذہب مان کر سب سے اُنکے ہاتھ پر بیعت کرائی اور بغداد کی طرف تین لاکھ فوج لیکر چلا کہ خلیفہ کی جگہ پر سید علاء الملک کو بغداد کے تخت پر بٹھائے۔ راستے میں اتابک سعد شاہ ایران اور اتابک ازبک آذربائیجان سے جو الگ الگ تسخیر عراق کے لیے چلے تھے مقابلہ ہوا۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو پسپا کیا اور بڑے کروفر سے بغداد کی طرف چلا شیخ شہاب الدین سہروردی ایک مشہور صوفی نے خلیفہ کی طرف سے سفارشی ہوکر سلطان محمد کو سمجھانا چاہا لیکن اسنے شیخ کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ ولله جنود السموات والارض

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اسکے بعد قدرت خدا نظر آئی۔ اس کثرت سے برف باری ہوئی کہ تمام سلطانی خیمہ و خرگاہ تباہ ہوگیا۔ سلطان نے بجز واپس آنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ گویا کمال الدین اسمعیل نے اسی برف باری کو یون نظم کیا ہے ؎ احرام کوہ ہاست نہان در میان برف ۔ مانند پنبہ دانہ کہ در پنبہ اندر است سلطان محمد عراق ہی مین تھا کہ چنگیز خان نے اسکے ملک پر چڑھائی کی۔ چنگیز خان کے گھستے ہی تمام بلاد اسلام مین شور مچگیا۔ مختلف مقامات پر یہ چنگیز خان سے لڑا لیکن اقبال برگردان رہا۔ لڑکے بالون سے جدا ہوکر مدتون سرگردان پھرا اور اسی اندوہ و غم مین مرگیا۔
۷ ۸ ۹	رکن الدین غیاث الدین جلال الدین		یہ تینون بیٹے سلطان محمد کے مختلف مقامات پر صوبہ دار تھے باپ کے مرتے ہی الگ الگ خودمختار ہوگئے چنگیز خانیون سے لڑتے رہے اور لطف یہ ہے کہ آپس مین بھی اتفاق نہ تھا جلال الدین اخیر تک لڑتا رہا۔ چنگیز خان سے یہ خوب خوب لڑا ایک مرتبہ بھاگ کر ہندوستان مین بھی چلا آیا تھا۔ عراق بھی اسنے فتح کیا۔ رومیون سے بھی یہ لڑا۔ ہر جگہ چھپتا پھرا یا مارا پھرا لیکن چنگیز خان نے کہین فرصت نہ دی۔ خبر نہین یہ کہان مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ اخیر مین اسنے لباس فقر اختیار کرلیا تھا۔ خوارزم شاہیون کا اسپر خاتمہ ہوگیا۔

فصل یازدہم

شاہان کرمان

فراختائی

قراختائیون کی قوم کرمان مین زور پکڑ گئی تھی - جلال الدین کے وقت مین براق حاجب امراے دولت مین تھا - جلال الدین کی سلطنت زائل ہوئی تو اس نے کرمان مین ایک چھوٹی سی سلطنت کی بنیاد ڈالی جسمین سلاطین ذیل حکمران ہوئے - رکن الدین خواجہ حق ابن براق حاجب - قطب الدین محمد سلطان - عصمۃ الدین قتلق ترکان - جلال الدین سیورغتمش - صفوۃ الدین پادشاہ خاتون - سلطان مظفر الدین محمد شاہ - قطب الدین شاہ جہان - عصمۃ الدین اور صفوۃ الدین یہ دونون عورتین تھین - صفوۃ الدین بڑی حسینہ شاعرہ اور عاقلہ تھی - اسکی ایک رباعی نقل کی جاتی ہے

آن روز کہ در ازل نشانش کردند　　آسایش جان بیدلانش کردند

دعوی لب نگار میکرد نبات　　زان روے سیہ چوب در دہانش کردند

جلال سیورغتمش نیکنام بادشاہ تھا - مظفر الدین کے وقت مین مولانا فخر الدین کو لوگون نے قتل کیا - قطب الدین کے عہد مین سلاطین مغل کے کسی گورنر نے قطب الدین سے کرمان نکال لیا - اور اس طرح قراختائیون کا ۷۰۳ھ مین خاتمہ ہو گیا - اسکے بعد ملک اسلام ناصر کو کرمان کی حکومت ملی اور کچھ روز تک مختلف حکام کی آمد و رفت سے کرمان خراب ہو کر امیر مبارز الدین محمد بن مظفر کو جو بان کی طرف سے قراختائی تھا حکومت کرمان کی ۷۱۲ھ مین ہاتھ آئی

آل مظفر در کرمان

مبارز الدین محمد کے زمانہ مین شیخ ابو اسحق اور شیخ شجاع دو بڑے شخص تھے مبارز الدین

ان دونون سے برابر لڑتا رہا - مبارز الدین کی حکومت سندھ سے شام تک قایم ہوگئی تھی یہ بڑا زبردست بادشاہ تھا - پھر اسکے بعد شیخ شجاع جلال الدین شاہ شجاع کے لقب سے تخت پر بیٹھا - اسکے بعد مجاہد بن زین العابدین - عماد الدین احمد - نصرت الدین یحیی ایک ساتھ مختلف مقامات پر حکمران ہوئے - اور اسی زمانہ مین تیمور کا عہد شروع ہوا - چنگیز خان نے لوٹ مار کر اپنا راستہ لیا تھا لیکن تیمور کے بعد اسلامی سلطنت ایک نئے طور پر قایم ہوئی -

فصل دوازدہم

چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستین

سلاطین سلجوقی اپنے لڑکون کو دوسرے امرا کے پاس بھیجدیتے تھے اور وہ اتابک کے لقب سے پکارے جاتے تھے - ان اتابکون نے مختلف مقامات پر مختلف وقتون مین زور پکڑا - اسلیے مختصر حال انکا بھی لکھا جاتا ہی -

اتابکان شام

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	عماد الدین از نسل ملکشاہ سلجوقی	۵۲۱ھ	غالباً اسی عماد الدین کو عماد الملک زنگی بھی کہتے ہین -
۲	نور الدین محمد بن عماد الدین	۵۴۱ھ	اسی نے فرنگیون کے مقابلہ مین عاضد خلیفہ اسماعیلیہ کی مدد کے لیے شام سے مصر مین فوج بھیجی تھی - وفات غالباً ۵۶۹ھ مین -
۳	ملک صالح بن نور الدین	۵۶۹ھ	یہ لوگ غالباً شام کے مختلف حصون مین ایک ہی وقت مین حکمرانی کرتے

شام

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۴	سیف الدین بن عماد الدین		یہ لوگ غالباً شام کے مختلف حصّوں مین ایک ہی وقت حکمرانی کرتے تھے۔
۵	قطب الدین بن عماد الدین	سنہ ۵۵۱ھ	ایضاً
۶	سیف الدین بن قطب الدین	سنہ ۵۶۵ھ	یہ موصل مین تخت نشین ہوا۔
۷	عز الدین مسعود		شام کے کسی حصّہ مین حکمران تھا۔
۸	اتابک نور الدین ارسلان شاہ		ایضاً
۹	عز الدین مسعود ابن ارسلان شاہ		ہلاکو خان کے وقت مین اسکی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

(اتابکان شیراز)

سلطان سنجر کے وقت مین مظفر الدین سنقر حاکم فارس تھا۔ سلطان سنجر کے مرنے پر اسنے اپنا لقب اتابک رکھا۔ اتابک کے معنی ہین "پدر بزرگ" یہ ترکی لفظ ہے۔ مظفر الدین اتابک کے بعد اُسکا بھائی اتابک زنگی سنہ ۵۵۶ھ مین حاکم ہوا۔ اور ۱۴ برس تک زندہ رہا۔ اسکے بعد اُسکا بیٹا تکلہ ۲۰ برس تک حاکم رہا۔ اسکے بعد اتابک سعد بن زنگی ۲۸ سال تک فرمانروا رہا۔ سنہ ۶۲۹ھ مین یہ مرا اور اُسکا بیٹا اتابک ابو نصر بن سعد زنگی بادشاہ ہوا۔ اسکا نام اتابک ابوبکر بھی تھا۔ اسکے

وقت میں سعدی شیرازی موجود تھے اور اس بادشاہ کا نام وہ اپنی گلستان میں اتابک ابوبکر بن سعد لکھتے ہیں۔ ہلاکو خان کے ہاتھ سے بغداد کی تباہی اسی زمانہ میں ہوئی۔ اتابکان فارس کا پایہ تخت شیراز تھا۔ اسلیے یہ لوگ اتابکان شیراز کے نام سے مشہور ہیں۔ اسکے بعد اسکا بیٹا اتابک سعد بن ابو نصر تخت پر بیٹھا سلجوق شاہ وسلغر شاہ کی حکومت ہوئی۔ اسکے بعد اتابک محمد شاہ بن مظفر سلغر شاہ ابن ابو نصر سعد بن زنگی کا زمانہ آیا اور اسی کے عہد میں شیخ سعدی فوت ہوئے

(اتابکان متفرق)

آذربائیجان اور تکلہ

انکے علاوہ آذربائیجان اور تکلہ کے حکمران بھی اتابک کے لقب سے مشہور ہوئے اور سلجوقیوں کی نسل کے ساتھ سلجوقیوں کے غلام بھی اس لقب میں شریک تھے۔ طوالت کے خیال سے ان حکمرانوں کے نام درج نہیں کیے جاتے اور انکے حالات میں کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے۔

(سلاطین نیمروز)

سلاطین نیمروز

سلطان سنجر کے بعد نیمروز میں بھی نامی حکمران گزر گئے ہیں نام انکے ذیل میں ہیں۔ ان سلاطین کو بعض طاہر بن خلف احمد کی نسل سے بتاتے ہیں اور بعض ملوک عجم کی نسل میں داخل کرتے ہیں۔

ملک تاج الدین ابوالفضل۔ ملک شمس الدین۔ یمین الدولہ بہرام شاہ۔ نصرۃ الدین۔ رکن الدین بہرام شاہ۔ شہاب الدین محمود۔

آخری بادشاہ شہاب الدین محمود کی حکومت کفار تتار کے عہد میں غارت ہوئی۔

(ملک کرت)

ملک کرت سلجوقی نسل سے کچھ لوگ ہرات مین حکمران رہے ہین جنکو تاریخ والے ملک کرت کہتے ہین - چنگیز خان کی خیر خواہی کی بدولت یہ خاندان عروج پکڑ گیا تھا - بانی اس خاندان کا رکن الدین تھا - شمس الدین محمد ابن ابی بکر کرت دوسرا بادشاہ ۶۴۳ھ مین تخت پر بیٹھا - اسکے بعد شمس الدین بن ملک شمس الدین فخر الدین - غیاث الدین - شمس الدین ابن غیاث الدین - معز الدین حسین غیاث الدین پیر علی یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے - غیاث الدین تیمور کے زمانہ مین تھا اور اسکا مطیع تھا - چنانچہ تیمور نے اپنی لڑکی کی شادی غیاث الدین کے بیٹے پیر محمد سے بڑی دھوم سے کی تھی -

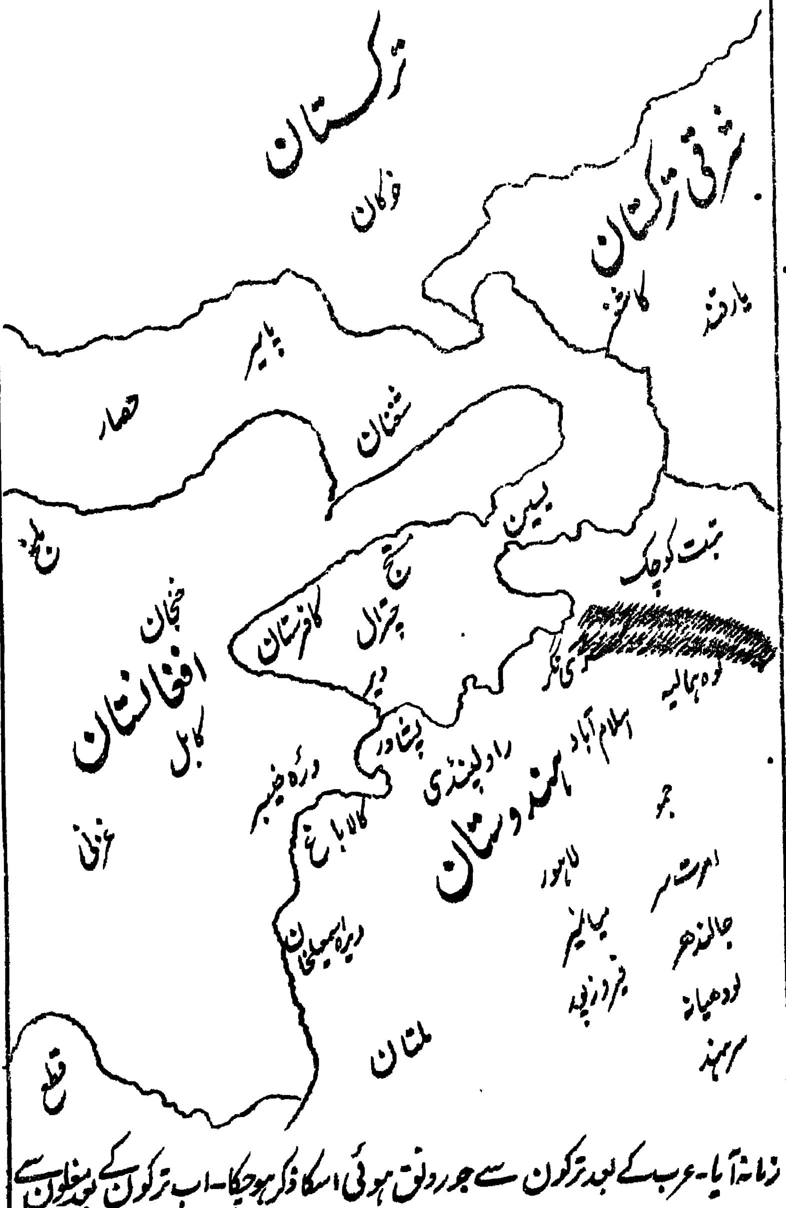
فصل سیزدہم

سلاطین مغول

تاتار جو دیوار چین سے شمال کو واقع ہے اسکے باشندے فن سپہ گری مین مشہور اور اسکے ساتھ ہی جہالت مین شہرہ آفاق تھے - اب خدا نے اُنکے ذریعہ سے اپنی قدرت دکھانا چاہی - یہ وہی لوگ تھے جنکی لوٹ کھسوٹ سے بچنے کے لیے قدیم چینیون نے دیوار چین بنائی تھی -

قدیم تاتاریون مین ترک اور مغل دو مشہور قومین تھین - ترکون کی سلطنت تو اب تک بہت کچھ بیان کی گئی - (یعنے سامانی - صفاری اور دیالمہ کے ذکر یہ ایرانی تھے) علاوہ جتنے بادشاہ بیان کیے گئے ہین انہین اکثر ترک - ترکی غلام یا ترکی افغان (افغانستان مین آ بسنے والے ترک) تھے - ترک پہلے سے اپنے

اصلی مقام سے الگ ہو گئے تھے۔ لیکن مغل ابھی تک اسی صحرائے تاتار کی ہوا کھاتے
تھے جو انسان مین درندون کی خاصیت پیدا کرنے مین اکسیر ہی۔ اور اب انکا



زمانہ آیا۔ عرب کے بعد ترکون سے جو رونق ہوئی اسکا ذکر ہوچکا۔ اب ترکون کے بعد مغلون سے

اسلام کی رونق کا وقت آیا۔

چنگیز خان کی ابتدا

مغلون مین چنگیز خان ایک معمولی شخص تھا جو بڑھتے بڑھتے تمام مغلون کا بادشاہ ہوگیا۔ ۵۹۹ھ / ۱۲۰۲ء مین یہ گدی نشین ہوا۔ تاتار۔ چین۔ خطا۔ ختن۔ کاشغر مین اپنا سکہ جما چکا تو بلاد اسلام کی طرف چلا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ سے وہ کچھ ناخوش ہوگیا تھا۔ خوارزم شاہ بھاگا پھرتا تھا۔ اور چنگیز خان تعاقب مین جاتا تھا۔ بخارا سمرقند۔ نخشب۔ بلخ۔ خراسان۔ مرو۔ ایران اور نواحی ہند تمام بلاد اسلام کو مغلون نے تباہ کردیا۔ یہ لوگ سکان ارض کے لیے آفت آسمانی تھے۔ اور

مسلمانون کی تباہی

انسان کے حق مین بلاے مبرم تھے۔ گردن مارنا۔ گھر جلا دینا انکے نزدیک کھیل تھا۔ چنگیز خان کے وقت مین سواے سلطنت ہند اور خلافت بغداد کے تمام مشرقی مسلمانی ریاستون کو گزند پہونچا۔ ان کفار نے مسلمانون کو سخت اذیت پہونچائی

اوکتائی قاآن بن چنگیز خان

چنگیز خان کے بعد اسکا بیٹا اوکتائی قاآن ۶۲۴ھ مین چنگیز خان کی جگہ پر تخت نشین ہوا اور اسکی ماتحتی مین جغتائی خان ماوراء النہر۔ خوارزم۔ کاشغر۔ بدخشان اور

کیوک خان بیٹا منکو خان

بلخ کا حاکم ہوا۔ اوکتائی قاآن کے بعد کیوک خان اور پھر اسکے بعد منکو خان تخت نشین ہوا۔ اور ان سلاطین کے وقت مین سلطنت کو بڑی رونق تھی۔ ابتداءً ان لوگون کا کوئی مذہب نہ تھا۔ کچھ دنون تک عیسائیت کا تذکرہ رہا۔ پھر اسلام ان لوگون کا عام مذہب ہوگیا۔ اور تمام ایشیا مین یہ پھیل گئے۔ کچھ دنون کے بعد انمین باہم نفاق پھیلا۔ نسل چنگیز خان مین کئی خود مختار سلطنتین قایم ہوگئین اور کچھ پہلے کے حکمرانون کی نسل مین بھی خود مختار روسا تھے۔ تیمور کے زمانہ تک مختلف خود مختار مسلمان ریاستین وسط ایشیا مین قایم تھین۔

ہلاکو خان

منکو قاآن کے وقت مین اسکا بھائی ایل خان مشہور ہلاکو خان (ابن تولیخان بن چنگیز خان) بلاد عرب کی فتح کو تعنات ہوا تھا۔ مستعصم خلیفہ بغداد سے اسنے مدد چاہی خلیفہ نے مدد نہین دی۔ اسکے بعد اسنے کچھ اور پیغام بھیجا۔ خلیفہ نے اسکا جواب بھی اس طرح نہین دیا جس طرح ایک مطیع خود مختار رئیس کو مناسب تھا۔ چنگیز خان کے وقت مین یہ خلافت اسی لیے قایم رہنے پائی تھی کہ اُسوقت کے خلیفہ ناصر نے چنگیز خان سے آشتی گفتگو کی تھی۔ گو اسوقت بغداد کے خلیفہ مین بہ نسبت سابق کے قوت زیادہ تھی لیکن نہ اتنی کہ چنگیز خان کے پوتے کا مقابلہ کرنا اُسکی حالت کے مناسب ہوتا۔ شہر بغداد بلاد اسلام مین اسوقت اول درجہ کا شہر تھا۔ لڑائی ہوئی۔ خلیفہ نے کچھ مقابلہ کرکے در شہر بند کر لیا۔ ہلاکو خان نے محاصرہ کیا اور باہر کی مدد کو روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر فتح ہوا خلیفہ نے مصالحت کی گفتگو کی۔ لیکن بات کچھ ایسی بگڑ گئی کہ تمام شہر لوٹا گیا۔ ہزارون بندگان خدا جان سے مارے گئے اور عباسیون کا خاتمہ ہو گیا۔ مشہور ہے کہ فتح بغداد تک ہلاکو خان کافر تھا اور پھر مسلمان ہو گیا۔

بغداد کی تباہی

تیمور

چنگیز خان کی نسل مین آگے چل کر تیمور نے بھی بہت زور پکڑا۔ تیمور نے نسل چنگیز خان مین ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ خود اپنی ذاتی قابلیت سے ترقی کی اسکے وقت مین چنگیز خانیون کا زور بالکل ختم ہو چکا تھا۔ چنگیز خان نے جس طرح اپنی ذات سے ایک نئی سلطنت کی بنیاد قایم کی اسی طرح تیمور نے بھی اپنے قوت بازو سے رنگت جمائی۔ چنگیز خان اور تیمور مین علاوہ کفر و اسلام کے ایک یہ بھی فرق تھا کہ وہ محض اکھڑ سپاہی تھا اور یہ عاقبت اندیش اور مدبر تھا۔ تیمور صرف تمام بلاد اسلام ہی کا بادشاہ نہین تھا بلکہ تمام یورپ۔ ایشیا اور افریقہ پر اسکا

تیمور صاحبقران

اثر تھا اوسی لحاظ سے مورخون نے اسنے صاحبقران لکھا ہی اور بعد سکندر اعظم کے اس لقب کا سزاوار تیمور ہی سمجھا گیا ہی -

چنگیز خانی سلاطین

تیمور کے حالات لکھنے سے پہلے چنگیز خانی بادشاہون کے نام درج کیے جاتے ہین - چنگیز خان - اوکتائی قاآن - کیوک خان - منکو قاآن - ہلاکو خان اباقا آن - تکودار - ارغون خان - قوبلا قاآن - کنجاتو خان - بایدو خان خازان خان - الجائیتو خان خدا بندہ - ابوسعید بہادر خان - یہ تمام بادشاہ اپنے جد اعلی چنگیز خان کی طرح وحشی اور سفاک نہ تھے انمین سے بعض صفات حسنہ کے سلاطین بھی تھے -

تیمور

تیمور سمرقند کے قریب پیدا ہوا - مان کی طرف سے یہ چنگیز خان کی نسل مین تھا - ابوسعید بہادر خان کے بعد اسکو عروج ہوا - ایشیا اور یورپ کے مورخ ہمزبان ہین کہ فاتح ہونے کی حیثیت سے تیمور لاثانی تھا - وہ لکھتے ہین کہ تیمور نے جتنے ملک فتح کیے یا جتنی مخلوق پر حکومت کی - اتنی فتح یا حکومت خسرو اعظم - سکندر - قیصر - چنگیز خان - شارلیمین - نپولین انمین سے کسی کو بھی نصیب نہ ہوئی - العظمۃ للّٰہ کوئی حد ہی - سلطنت چین کی ٹری دیوار سے وسط وسط روس تک بحر روم اور دریاے نیل سے دریاے گنگ کے منبع تک اسکے فتوحات تھے -

تیمور کے وقت مین سب سے بڑی سلطنت عثمانی ترکون کی ایشیاے کوچک مین اور یورپ مین یونان کے کچھ حصہ پر تھی - بادشاہ ٹرکی بایزید کو اسنے قید کرکے ایشیا مین کچھ دنون کے لیے ترکون کی سلطنت کمزور کردی - اسکے علاوہ

چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستون کا کوئی درجہ تھا۔ چنگیز خان کے فتوحات اکثر اس طور کے ہوئے کہ اسکا دشمن شاہ خوارزم شاہ جہان جہان پناہ ڈھونڈھتا پھرا وہان اسکے تعاقب مین چنگیز خان بھی قتل عام کرتا ہوا اور بستیون کو پھونکتا ہوا چلا گیا۔ اور تیمور کا یہ نقشہ تھا کہ اسکو روے زمین پر ایک سلطنت قایم کرنے کا شوق تھا اسکا مقولہ تھا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا ہے اسی طرح دنیا مین بھی ایک ہی حکمران ہونا چاہیے تیمور خان کے مخبر حاجیون اور درویشون کے لباس مین تمام پھرا کرتے تھے اور تیمور کو تمام حالات سے مطلع کرتے تھے۔ تیمور کا پایہ تخت سمرقند تھا۔ ایشیا مین صرف چین کا فتح کرنا باقی تھا۔ فتح کرنے کی غرض سے یہ چلا تھا۔ راہ مین احکم الحاکمین نے اپنی حکومت دکھائی اور یہ چپکے سے گوشہ قبر مین جا کر سو رہنے پر مجبور ہوا

تیمور کے بعد سلطنت تقسیم ہوگئی۔ مفصلہ ذیل بادشاہ وسط ایشیا مین ۹۱۱ھ تک یکے بعد دیگرے حکمران رہے۔ امیر تیمور صاحبقران۔ مرزا خلیل سلطان۔ خاقان سعید مرزا۔ مرزا علاء الدولہ۔ مرزا الغ بیگ یا خان۔ مرزا ابو قاسم بابر بادشاہ۔ مرزا عبد اللطیف۔ مرزا شاہ محمود۔ مرزا ابراہیم۔ سلطان ابو سعید۔ سلطان حسین بہادر خان صاحبقران ثانی۔ مرزا یادگار محمد۔ تیموری سلاطین

یہ چند نامی سلاطین خاندان تیموری کے لکھ دیے گئے مگر ان سب کی مستقل سلطنت کا کوئی سلسلہ نہین تھا۔ مختلف مقامات پر اُنکی حکومتین تھین۔ چنانچہ یون سمجھ مین خوب آجائیگا کہ بابر کے دادا کے مرنے پر اُسکے بیٹون مین ملک یون تقسیم ہوگیا۔ سمرقند اور بخارا مین احمد مرزا۔ بلخ مین محمود مرزا۔ کابل مین الغ خان تخت نشین ہوا۔ بابر کا باپ عمر شیخ مرزا پہلے حاکم کابل تھا۔ لیکن

مرنے کے وقت حاکم فرغانہ ہوگیا تھا۔ اسلیے فرغانہ ہی کو بابر کا اصلی ملک سمجھنا چاہیے
بابر نے ایسے ایسے انقلابات کے تماشے دیکھے کہ کسی بادشاہ نے نہ دیکھے
ہونگے۔ بارہا یہ تخت شاہی پر بیٹھا اور بارہا نان شبینہ کا محتاج ہوگیا۔ ۱۴۹۷ء
بابر کی مصیبتین
مین اسنے سمرقند فتح کیا۔ سمرقند سے اسکا قبضہ اُٹھ گیا تو ۱۵۰۴ء مین کابل
اسکے ہاتھ آیا اور فتح ہند تک وہی اسکا مستقل پایہ تخت رہا۔ جب خاندانی دشمنون
سے اسکو فرصت ملی تو اُزبکون کے بخت کا ستارا چمکا۔ اسمعیل صفوی شاہ ایران
نے اُزبکون کو دبایا ورنہ بابر کا خاتمہ ہی ہوجاتا۔

ازبکون کا عروج
ترکون اور مغلون کی مخلوط النسل قوم اپنے سردار اُزبک کے نام سے موسوم
ہو۔ تیموری سلطنت کے زوال پر ان لوگون نے زور پکڑا۔ اسمعیل صفوی نے
ازبکون کا زور بہت گھٹایا لیکن پورا استیصال نہ ہوسکا۔ بابر ہی کے وقت مین
ایک زبردست سلطنت اُزبکون کی ماوراءالنہر مین قایم ہوئی جو ابھی حال تک غالباً
رہی ہو۔ مولف کو کوئی کتاب اس بارے مین نہین ملی۔ کاشغر کی اسلامی سلطنت
جسکا خاتمہ ابھی حال مین روسیون اور چینیون کے ہاتھ سے ہوا ہو عجب نہین کہ وہ
انھین اُزبکون کے سلسلہ مین ہو۔ لیکن یہ قیاس ہی قیاس ہو۔ ناظرین اسپر
کوئی راے قایم نہ کرین۔

۱۵۲۳ء مین بابر نے ہندوستان فتح کیا اور پھر برابر آگرہ مین رہا۔ اسکا تابوت البتہ
دفن ہونے کے لیے کابل بھیجا گیا تھا۔ تیمور کا نام بابر کی نسل سے زیادہ عرصہ تک
قایم رہا اور وہ بھی صرف ہندوستان مین ”الاسلام فی الہند“ مین خاندان تیموری کا
بقیہ سلسلہ درج کیا جائیگا۔ صرف بابر کے بیٹے ہمایون کا حال یہان لکھدیا جاتا ہو

جسکو ہندوستان سے بہت کم تعلق رہا۔

ہمایون ۱۵۳۰ء مین اپنے باپ بابر کے مرنے پر ہمایون تخت پر بیٹھا لیکن تمام عمر اسکی مصیبت مین کٹی۔ بابر کی طرح یہ بھی مارا مارا پھرا۔ بھائیون سے زیادہ اذیتین سہنی پڑین۔ اسکا بھائی کامران کابل کا گورنر تھا لیکن بہت جلد وہ خودمختار بن گیا اور اسکے ساتھ ہی دوسرے بھائی جو بدخشان اور قندھار مین تھے وہ بھی کامران کے طرفدار ہو گئے۔ شیرشاہ سوری بہار مین زور پکڑنے لگا۔ ہمایون نے دو مرتبہ چڑھائی کی اور دونون مرتبہ زک اُٹھائی کامران نے شیرشاہ سے سازش کر کے پنجاب شیرشاہ کے لیے خالی کر دیا۔ ہمایون افتان خیزان سندھ پہونچا۔ وہان سے راجپوتانہ مین ہندو راجہ سے مدد کا خواستگار ہوا لیکن پھر اسے مصلحت کے خلاف سمجھا۔ اسی سفر مین ۱۵۴۲ء مین اکبر پیدا ہوا۔ اسوقت بجز ایک نافہ مشک کے اور کوئی چیز ہمایون کے پاس نہ تھی۔ اسی نافہ کو اُسنے قومی دستور کے مطابق فرزند کی ولادت کی خوشی مین حاضرین پر تقسیم کیا۔ امرکوٹ کے راجہ نے سندھ کی دوبارہ چڑھائی پر ہمایون کا ساتھ دیا۔ لیکن نتیجہ صرف اسقدر نکلا کہ حاکم سندھ نے ہمایون کو قندھار جانے کا راستہ دیدیا۔ ہمایون کو بڑا کھٹکا یہ تھا کہ کوئی گرفتار کر کے اُسے کامران کے پاس نہ بھیجدے۔

قندھار کے قریب پہونچنے پر معلوم ہوا کہ حاکم قندھار ہمایون کے بھائی مرزا عسکری کامران کا طرفدار ہے۔ اسلیے قندھار کے پاس پہونچکر پھر ہمایون کو بھاگنا پڑا۔ اور اب وہ سیدھا طہماسپ صفوی شاہ ایران کے پاس چلا گیا۔ طہماسپ کے باپ اسمٰعیل صفوی نے شیعون کے فرقہ کو بڑی رونق دی تھی۔ اسکا بیٹا طہماسپ بھی اپنے باپ کا

ہم خیال تھا۔ اختلاف مذہب نے ہمایون کو بہت ذلیل کیا۔ ہمایون مصلحت وقت پر نظر ڈال کر شیعہ بنا یا شیعہ بنے اور قندھار کو فتح ہونے کی صورت مین طہماسپ کے حوالہ کرنے کا اقرار کیا۔ طہماسپ نے ایرانی فوج اسکے ساتھ کی اور اسنے قندھار کو فتح کرکے طہماسپ کے بیٹے مراد کے حوالے کردیا لیکن اسکے بعد ہی رعایا کی بغاوت دیکھکر یا شاید مراد کے مرنے پر پھر ہمایون نے قندھار پر قبضہ کرلیا اور کابل کی طرف رُخ کیا۔ مرزا کامران بھاگ گیا۔ ہمایون نے کابل کو دارالحکومت بنایا اور یہین اپنے بیٹے اکبر کو جو دو تین برس کا تھا دیکھا کیونکہ ضرورت سفر نے باپ بیٹے مین جُدائی کرادی تھی اور کسی طرح اکبر مرزا کامران کے قبضہ مین آگیا تھا۔ اسکے بعد ہمایون نے بدخشان پر چڑھائی کی اور اسپر قبضہ حاصل کرلیا۔ کامران سندھ سے واپس آکر پھر کابل پر دخیل ہوگیا۔ ہمایون کے آنے پر کامران بھاگا اور اُزبکون سے مدد لیکر لڑا اور پھر شکست اُٹھائی۔ اسکے بعد چارون بھائی کامران - ہمایون - ہندال اور عسکری مین مصالحت ہوئی سنہ ۱۵۴۹ء مین جب ہمایون نے بلخ پر جو ازبکون کے قبضہ مین آگیا تھا چڑھائی کی تو پھر کامران کابل پر دخیل ہوگیا اور اکبر کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ کامران نے ایکبے پھر شکست کھائی اور سلیم شاہ سوری کے پاس ہندوستان چلا آیا سلیم شاہ نے اعانت سے انکار کیا تو وہ کاگرون کے بادشاہ کے پاس پناہ گزین ہوا سنہ ۱۵۵۳ء مین کاگرون نے کامران کو گرفتار کرکے ہمایون کے حوالے کردیا۔ اور ہمایون نے بہ مجبوری بھائی کے اندھا کیے جانے کا حُکم دیا۔ جب کامران کی آنکھ مین نشتر دیکر لیموں کا عرق ٹپکایا گیا تو وہ تکلیف برداشت نہ کرسکا اور بے اختیار چلّا اُٹھا

"خدایا مین نے دنیا مین جیسا کیا ویسا پایا - اب صرف عاقبت کی بھلائی چاہتا ہون - مجھ پر وہان رحم کرنا"

اسکے بعد عادل شاہ سوری کے زمانہ مین ہمایون نے ہند کا قصد کیا - سوائے عادل شاہ کے اور بھی خودمختار ریاستین ہند مین قایم ہوگئی تھین - ۹۶۲ھ مین ہمایون کابل سے روانہ ہوا - لاہور - سرہند فتح کرتا ہوا دلی پہونچ گیا - یہان چھ مہینے رہکر اسنے کوٹھے کے زینے سے گرکر وفات پائی - عادل شاہ کی فوج سے اسکا مقابلہ نہین ہوا بلکہ اسکے مرنے پر اسکے بیٹے اکبر کا مقابلہ ہوا - اکبر سے خاندان تیموری کا سلسلہ الاسلام فی الہند کی فصل ۱۱ مین ذکر کیا جائیگا

باب ہفتم

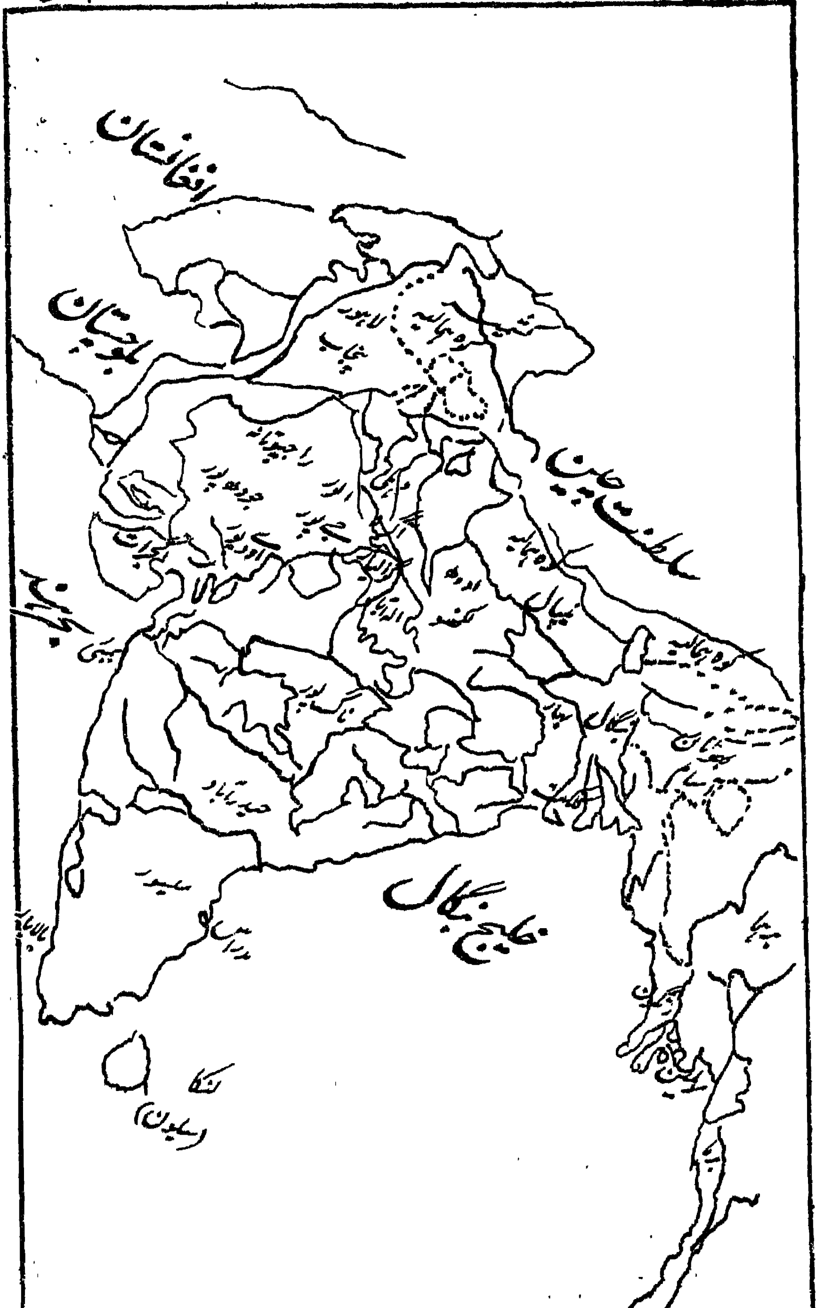
الاسلام فی الہند

فصل اول

ہند اور اہل ہند کے اجمالی حالات

ہند کے اوتر کوہ ہمالہ ہے - شمال و مغرب مین دریاے اٹک ہے جو افغانستان اور بلوچستان کو ہند سے جدا کرتا ہے - اسی دریا کو ملک سندھ مین دکھن جانب جاکر دریاے سندھ بھی کہتے ہین - اور اب انگریزی جغرافیہ مین دریاے انڈس لکھتے ہین - شمال و شرق مین کچھ برہما کا ملک ہے اور پھر ہر طرف سمندر ہے یعنی پچھم بحر عرب اور دکھن بحر ہند پورب خلیج بنگالہ یا بحر عرب - مختصر یہ ہے کہ اوتر کی جانب پہاڑ ہے اور باقی اطراف مین پانی ہے - اسی لیے ہندوستان کو جزیرہ نماے ہند بھی کہتے ہین جس طرح دریاے جیحون کے مشرقی ملک کو عربون نے ماوراء النہر کہا - اسی طرح معلوم

حدود اربعہ


افغانستان
بلوچستان
لاہور
پنجاب
کوہ ہمالیہ
راجپوتانہ
گجرات
اودھ
لکھنؤ
نیپال
سلطنت چین
بہار
بنگال
حیدرآباد
میسور
مدراس
خلیج بنگال
لنکا
(سیلون)

وجہ تسمیہ

ہوتا ہے کہ دریا سے سندھ کے پورب جو ممالک تھے انکو سندھ یا ہند خطاب دیا جو عجمی تصرف سے ہندوستان ہوگیا۔ ورنہ سنسکرت میں جو قدیم زبان ہندوستان کی ہے ہند یا ہندوستان نہیں ہے۔ عربوں کی چڑھائی کے پہلے کل ہندوستان کا صرف ایک نام بھارت ورش تھا جسکے شمالی حصہ کو آریہ ورت اور جنوبی حصہ کو دکھنات کہتے تھے۔ مسلمان مورخوں نے بھی ہند کے جنوبی حصہ کو دکن لکھا اور یورپ والوں نے اخیر زمانہ میں ہند کو انڈیا کردیا۔ اور دکن کو اپنے تلفظ میں ڈِکان (Deccan) کہنے لگے۔

ہندوستان کے باشندے

ہندوستان کے قدیم باشندے گول بھیل تھارو وغیرہ ہیں جو شمال اور مغرب کے حملہ آوروں کے خوف سے دشوار گذار کوہی مقامات میں جاکر پناہ گزین ہوئے۔ انکے علاوہ چمار۔ ڈوم وغیرہ رذیل قومیں بھی ہند کے قدیم باشندے ہیں جنھوں نے حملہ آوروں کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ اصطلاح ہنود میں ان قدیم قوموں کو شودر کہتے ہیں لیکن تاریخی اصطلاح میں انکو نن ارین (غیر اریا) کہتے ہیں۔ نن ارین کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شمالی و مغربی حملہ آور آریہ قوم کے تھے جو انگریزی تلفظ میں ارین کہلائے۔ یہ حملہ آور پہلے شمالی ہند میں آباد ہوئے اور انھیں کے نام سے شمالی ہند آریاورت بولا گیا۔

مذاہب ہند

آرین میں برہمن (اہل علم) چھتری (اہل سیف) وایش (تجارت پیشہ) یہ تین مشہور قسمیں ہیں۔ اور پھر انکے بعد بہت سی ضمنی تقسیمیں ہیں۔ ارین اور نن ارین دو تو یہ ہوئیں اور تیسری قوم اہل اسلام۔ اب یہی تین ہند کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہیں۔ ایران کے کچھ لوگ جہاز کے ذریعہ سے ساحل مغرب

پر اُترے اور آتش پرستی اپنا ابائی مذہب ساتھ لائے - یہ لوگ پارسی کہلاتے ہین - تعداد مین یہ بہت کم ہین - لیکن تجارت اور علمی روشنی کے لحاظ سے اسوقت پولٹیکل معاملات مین تمام باشندگان ہند پر انکو فوق ہی - عیسائیون کا مذہب بھی ہندوستان مین پھیل چلا ہی - لیکن ابھی تک عیسائیون نے اہل ہند ہونے کی حیثیت حاصل نہین کی ہی - یوروپین جو محض حکمرانی کے ذریعہ سے آئے ہین اور ایام پورے ہونے پر چلے جاتے ہین وہ تو سیاح کی مد مین ہین - رہے یوروشین یہ بھی یوروپین تقلید مین اہل ہند ہونے کو ننگ سمجھتے ہین - ایک تیسرا درجہ نیٹو کرسچن (دیسی عیسائیون) کا ہی جو ابھی تک مالی ملکی اور مردم شماری ہر اعتبار سے تھوڑے ہین مگر انکے اخلاق نسبتاً اچھے ہین -

فصل دوم

ابتداے اسلام سے سلاطین غزنی کے خاتمہ تک

سنہ ۴۴ھ مین مرو سے کابل تک عرب گھس آئے اور بارہ ہزار کافرون کو مسلمان کیا - غالباً یہ زیاد گورنر خراسان کی حکومت اور امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا - والی کابل اگر بالکل مطیع نہین تھا تو باج گزار ضرور تھا کیونکہ اسکی سرتابی پر سنہ ۶۲ھ مین دوبارہ لشکرکشی ہوئی اور اسکے اتفاقاً مسلمانون نے ایک گھاٹی مین پھنس جانے کی وجہ سے ہزیمت اُٹھائی - اس شکست کا بدلا سنہ ۷۰ھ مین عبدالرحمن حاکم خراسان نے لیا جس نے کابل پر خود دھاوا کیا اور بہت سا حصہ ملک کا قبضہ مین کر لیا اسوقت تمام افغان مسلمان ہو چکے تھے - افغان تو پیغمبر خدا کے وقت ہی سے اپنا ایمان لانا کہتے ہین - لیکن اسمین شبہ نہین کہ سنہ ۷۰ھ تک اکثر انمین سے مسلمان ہو چکے تھے

(حاشیہ: سنہ ۴۴ھ / سنہ ۶۶۵ع — مسلمانونکی آمد)

اور محمود کے بعد پھر انہین کوئی کافر نہ رہا بجز اُس حصہ ملک کے باشندون کے جو اب تک کافرستان کے نام سے موسوم ہی۔

بعض مورخ لکھتے ہین کہ ۶۳ھ مین مسلمان افغانون نے راجہ لاہور سے کچھ ملک کا مصالحت کے ذریعہ سے حاصل کر لیا تھا۔ مسلمان مورخ تمام غیر مذہب والون کو اہل ضلالت کہہ کر الگ ہو جاتے ہین۔ وہ دوسرے مذہب سے زیادہ بحث نہین کرتے اسلیے مسلمان مورخون نے افغانون کا ابتدائی مذہب نہین لکھا ہی لیکن ایرانیون کے میل جول سے قیاس چاہتا ہی کہ یہ لوگ پہلے آتش پرست تھے۔

افغان کا مذہب

۴۴ھ مین حملہ عربون کا افغانستان پر ہوا اُسی سلسلہ مین ایک سپہ سالار مہلب ابن ابی صفرہ نام ملتان تک چلا آیا تھا اسنے زیادہ تر ہندوستان کے حالات دریافت کرنے کے لیے ایسا کیا۔ غالباً اُسنے اس ملک کو فتح نہین کیا اور اسی لیے عربون نے پھر ادھر خاص توجہ نہین کی۔

مہلب ابن ابی صفر ملتان مین

بیان کیا جاتا ہی کہ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے وقت مین کچھ عرب سمندر کی راہ سے سندھ مین آئے تھے لیکن انکے حالات اور انکے آنے کے اغراض صاف طور پر ظاہر نہین ہوئے۔

سندھ مین مسلمان

حجاج حاکم بصرہ کے حکم سے اسکا بھتیجا یا بھانجہ محمد قاسم ۹۲ھ مین ہندوستان فتح کرنے چلا اور یہان پہونچکر وہ کامیاب بھی ہوا۔ نہایت ہوشیاری اور استقلال سے اسنے حکومت قایم کرنا چاہی تھی۔ لیکن ولید ابن عبدالملک خلیفہ دمشق کی تلون مزاجی کا یہ شکار ہوگیا۔ یہ زمانہ مسلمانون کے عروج کا تھا۔ پچھم مین نصف فرانس تک مسلمان پہونچ گئے تھے اور یہان پورب جانب ہندوستان پر اس

سنہ ۹۲ھ سنہ ۷۱۱ء

محمد قاسم

طرح تسلط ہوگیا تھا کہ رفتہ رفتہ کل ہندوستان پر قبضہ ہوجانے کی امید تھی
ولید بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ اسکے لیے محمد قاسم نے راجہ داہر کی دو خوبصورت
لڑکیاں ہندوستان سے بھیجیں۔ لڑکیوں پر ولید لٹو ہوگیا۔ لڑکیوں نے کہا
کہ محمد قاسم میرے ساتھ ہمبستر ہوچکا ہے۔ خلیفہ کے لایق میں نہیں رہی۔ خلیفہ نے
غصہ میں حکم دیا کہ محمد قاسم کچی کھال میں سلوا کر میرے سامنے پیش کیا جائے
محمد قاسم کا جنازہ ہندوستان سے دمشق چلا اور جو ملک فتح ہوئے تھے وہ دایرہ
اسلام سے خارج ہونے لگے۔ لڑکیوں نے اپنے باپ کے قاتل کا جنازہ دیکھ کر
کہا کہ "ہم نے باپ کے خون کا عوض لینے کو یہ بہتان لگایا تھا"۔

اس حکایت کے بیان کرنے سے مقصود ہے کہ ہندوستان کے تمام باشندے
دیگر ممالک مفتوحہ کی طرح مسلمان کیوں نہیں ہوگئے۔ ولید بڑا ظالم تھا اور اسلیے اسکے
ماتحت حکام بھی اسی خصلت کے ہونگے۔ اسی کے وقت میں اندلس بھی فتح ہوا
اور ہندوستان میں مسلمانوں کے قدم آگئے۔ ان دونوں مقامات میں پوری
روشنی اسلام کی نہیں پھیلی اور اسلام ملکی مذہب نہ ہوسکا۔ خیال کیجیے کہ محمد قاسم
کے ساتھ جو برتاؤ ولید نے کیا اسکا اثر ہندوستان کی قوموں پر کیا ہوا ہوگا۔ وہ
زمانہ جب صحابی رسول فوج میں ساتھ ہوتے تھے اور اخلاق محمدی سے لوگوں
کو گرویدہ کرتے تھے ولید کے پہلے گزرچکا تھا۔ غلط کارہیں وہ لوگ جو بزور شمشیر اسلام
کا پھیلنا بیان کرتے ہیں۔ جہاں جہاں محض زور شمشیر تھا وہاں اسلام نے رونق
نہیں پکڑی۔ اسلام نے وہیں رونق پکڑی جہاں صحابی رسول کے قدم گئے
یا بعد کے زمانوں میں جب دین اور دنیا دونوں کے سودے الگ الگ ہونے

ولید کے وقت میں ہند

اسلام اور زور شمشیر

لگے اُن لوگون کے قدم پہونچے جو رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کے قدم بہ قدم چل کر دنیا کو دین پر صدقے کرتے پھرتے تھے۔

محمد قاسم کے بعد اسکا جانشین تمیم گو اُسقدر ملک پر قابض رہا جو محمد قاسم فتح کرچکا تھا لیکن محمد قاسم کی شان ہی دوسری تھی۔ کوئی تین برس کے بعد خلفائے بنو امیہ کا خاتمہ ہوا اور اسکے ساتھ تمیم کا بھی کہین پتہ نہ لگا اور ممالک مفتوحہ بدستور ہندو راجاؤن کے قبضہ مین آگئے۔

سلاطین غزنی

کئی صدی کے بعد سلاطین غزنی کے ذریعہ سے پھر ہندوستان کی طرف اہل اسلام نے رُخ کیا۔ سبکتگین نے کئی حملے ہند پر کیے۔ محمود کے بارہ حملے مشہور ہین۔ قریب قریب ہندوستان کے تمام مشہور مقامات پر محمود گیا اور کامیاب پھرا۔ محمود کے بعد مسعود بھی ہندوستان پر برابر حملے کرتا رہا۔ محمود کا زمانہ کئی باتون

محمود کی یادگاریں

سے قابل یادگار رہے۔ ایک تو یہ کہ اسکے بعد مسلمان بادشاہون کا سلسلہ ہند سے نہین ٹوٹا۔ دوسرے یہ کہ فارسی زبان کی رونق جو عربون کے عہد سلطنت مین تمام وسط ایشیا سے زایل ہو گئی تھی وہ پھر تازہ ہونے لگی۔ گو باپ کی طرف سے یہ ترک تھا لیکن اسکی مان ایرانی تھی اور اسلیے اسکی مادری زبان بھی ایرانی تھی۔ پہلے تمام عدالتون کی زبان عربی تھی۔ اسنے بجاے عربی کے فارسی کو

زبان فارسی ہندوستان مین

رواج دیا۔ فارسی کو اسکے وقت مین اور اُسکے بعد آج تک تمام ایشیا مین وہی نسبت رہی جو فرانس کی زبان کو یوروپ مین ہے لیکن اسنے عربی زبان کو بالکل معدوم نہین کیا جس طرح یوروپ کے متبرک اور اہم کامون مین رومن زبان مستعمل ہوتی ہے اُسی طرح عربی کا درجہ قایم تھا۔ محمود غزنوی کے وقت سے فارسی

زبان جو ہندوستان مین گھُسی تو آج تک نہ نکلی - اب تک ہندوستان مین فارسی زبان جاننے والے بکثرت پائے جاتے ہین - ہندوستان کی نیم سنسکرت زبان کا عربی اور فارسی کے میل جول سے بار لنا محمود کے وقت سے شروع ہوا اور یہی بھاشا نے شاہجہان کے وقت مین سُدھر کر اردوے معلی کا لقب پایا -

اردوے معلی

کوئی بُرا مانے یا بھلا مولف کے نزدیک گو محمود نے ہندوستان پر حملے سبب کیے غازی لقب پایا - مسلمانون کے نزدیک اپنے کو موقر دکھایا - لیکن اپنے طرز عمل سے اُسنے ہندوؤن کے دل مین اسلام سے نفرت پیدا کردی - سمجھدار لوگون نے اُسوقت بھی راے قایم کی تھی کہ نقدی طمع کے خیال سے یا حکمرانی کے شوق مین محمود کفرستان مین مارا مارا پھرتا ہے - لیکن مذہب اسلام کو اس سے ترقی نہین ہوتی اور نہ وہ مذہب کے ترقی دینے کے لیے کوئی کوشش کرتا حضرت امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کے پردہ مین جس طرح عراق مین لوگون نے حکومتین کین اسی طرح محمود بھی مذہبی جہاد کے نام سے مسلمانون کو اپنا جان نثار بنائے رہا ورنہ اسلام پھیلانے سے اسکو کوئی غرض نہ تھی - بعض مورخ نے اسکو دہریہ لکھا ہے اور اسکی مذہبی باتون کو تقیہ یا حکمت عملی سے تعبیر کیا ہے - اس کتاب کا مولف اسقدر لکھنے کی تو ہرگز جرات نہین کرسکتا لیکن اسقدر تو بے تکلف کہہ سکتا ہے کہ جب تک دینی اور دنیاوی دونون بادشاہتین ایک شخص مین جمع ہوتی رہین تب تک مسلمان بادشاہون کی کیفیت ہی اور ہوتی تھی اسکے بعد جب صرف دنیوی پیشوائی ان لوگون کے تعلق ہوئی تو یہ مذہبی پیشوا نرہے صرف حامی مذہب اسلام کے لقب کے سزاوار رہ گئے - اسی مد مین محمود بھی تھا -

محمود کی پالیسی

محمود کا مذہب

اسنے اتنے بہت سے جہاد کیے۔ کافرون پر فتحیاب رہا۔ اسلام کے لیے اپنا لڑنا برابر ظاہر کرتا رہا۔ ان سب باتون پر اسے غازی نہ کہیے۔ اول درجہ کا مسلمان نہ کہیے۔ اپنے وقت کا بہترین امم نہ کہیے تو مضایقہ نہین۔ اب اسیطرح یہ کہ اسکو دائرہ اسلام سے خارج کرکے دہریہ کہین تو بیموقع ہو۔

سلطان محمود کے بعد محمدؒ۔ مسعودؒ۔ مودودؒ۔ ابوالحسنؒ علی۔ عبدالرشیدؒ۔ فرخ زادؒ ابراہیمؒ۔ مسعودؒ بن ابراہیم۔ ارسلانؒ۔ بہرامؒ۔ خسروؒ شاہ۔ خسرو ملکؒ بن خسرو شاہ بارہ سلاطین اسکی لنسل سے ہوئے اور یہ سب ہند پر کم وبیش حکمران رہے انہین سے مسعودؒ ثانی۔ خسروؒ شاہ۔ خسرو ملکؒ بن خسرو شاہ یہ تین بادشاہ لاہور کے تخت پر بیٹھے باقی اور سلاطین غزنی ہی سے حکمرانی کرتے رہے۔

فصل سیوم

غوریون کی سلطنت

غوریون کا عروج

ملوک غزنی کے تباہ ہونے پر خاندان غور نے غزنی پر تسلط پایا اور اسی سلسلہ مین خسرو ملک کے بعد ہندوستان مین بھی غوریون کی سلطنت قایم ہوئی۔ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ملک غور اور غوریون کا عروج کچھ اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے ہرات کے مشرقی پہاڑون مین ایک وسیع مقام کا نام غور ہو۔ یہان کے باشندے صحیح قول یہ ہی کہ افغان تھے اور ۱۱۱ھ مین جب عربون نے غور فتح کیا تو یہ لوگ مسلمان ہوگئے۔ سلطان محمود غزنوی نے بذات خاص حملہ کرکے غوریون پر فتح پائی اور تب سے ملک غور گویا غزنی کا ایک صوبہ ہوگیا تھا۔ غور کے بادشاہ قطب الدین سوری یا قطب الدین محمد غوری اور سلطان بہرام غزنوی مین لڑائی ہوئی اور قطب الدین

ہلاک ہوا۔ قطب الدین کا بھائی سیف الدین بھائی کے خون کا عوض لینے چلا۔
بہرام ڈر کر کرمان کی طرف بھاگ گیا اور تھوڑے دنون کے بعد اچانک غزنی پر
پہونچ کر اُسنے سیف الدین غاصب سلطنت کو قید کیا اور تمام گلی کوچون
مین اُسے رسوا کر کے بڑی ذلت سے مارا۔ اب تیسرے بھائی علاء الدین نے علاء الدین جہانسوز
یہ خبر سُنکر نہایت اہتمام سے چڑھائی کی۔ بہرام بھاگ گیا۔ علاء الدین نے غزنی
مین پہونچکر گویا خون کا دریا بہادیا۔ تمام شہر کو پھونک کر جلادیا اور محمود و مسعود و
ابراہیم کی قبرون کے سوا تمام شاہی قبرین کھود ڈالین۔ غزنی ایسے عمدہ شہر کے جلانے
سے جہان سوز اسکا لقب ہوا اور آج تک تاریخون مین وہ بُرے نام سے یاد کیا
جاتا ہی۔ یہ واقعہ ۵۴۷ھ کا ہی۔ اسکے بعد ہندوستان کی سلطنت ۱۱۵۲ء تک خسرو ۵۴۷ھ / ۱۱۵۲ء
شاہ اور خسرو ملک کے قبضہ مین تھی۔ اور پھر اسکے بعد غوریون کے قبضہ مین آگئی
علاء الدین جہان سوز کو قومیت کے اعتبار سے سوری اور ملک کے اعتبار سے
غوری لکھنا چاہیے۔ غزنی کی فتح کے بعد وہ اپنے دار الحکومت فیروزکوہ پر چلا گیا
اور غزنی کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا گیا۔ لیکن دو ہی چار برس کے اندر
سلجوقیون کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور اور غزنی دونون پر حملہ کر کے علاء الدین علاء الدین کی گرفتاری
کو گرفتار کیا لیکن اسکے بعد پھر اُسکو چھوڑ دیا۔ اس زمانہ مین سلجوقیون کی ترقی کا آفتاب
بھی ڈھل چلا تھا اور علاء الدین کے معاملہ کے تھوڑے ہی دنون کے بعد سلطان سنجر
ایک ترکی قوم یوز یا غز کے ہاتھ گرفتار ہو گیا جیسا کہ سلطان سنجر کے حالات مین درج ہو چکا ہی
اور اس درمیان مین غزنی بھی قوم غز کے قبضہ مین آگئی تھی۔ قوم غز جب پیچھے چلی
گئی تو غزنی پر علاء الدین کی حکومت قایم ہوئی۔ اسکے بعد علاء الدین اپنی موت سے

مرا۔ غزنی کی بربادی سے علاء الدین کی موت تک صرف چار برس کا زمانہ گزرا اور اسی درمیان مین یہ سب انقلابات ہو گئے ۔

(۲ سیف الدین ثانی) علاء الدین کے بعد اسکا بیٹا سیف الدین ثانی تخت غور پر بیٹھا اور ڈیڑھ برس کے قریب سلطنت کر کے غز کی لڑائی مین خود اپنے ایک رکن دولت کے ہاتھ سے مارا گیا

(۳ غیاث الدین غوری ۵۵۲ھ ۱۱۵۷ء) اور اسکے بعد علاء الدین کا بھتیجا غیاث الدین غوری ۵۵۲ھ مین غور کے تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ اپنے بھائی شہاب الدین کے ساتھ مل کر سلطنت کرتا تھا۔ غور۔ غزنی اور ہرات پر جب ان دونون کا قبضہ ہو لیا تو ان دونون نے مشرقی خراسان

(۴ شہاب الدین غوری) پر بھی قبضہ کیا۔ سلجوقیون مین یہ دم نہ تھا کہ وہ انکا مقابلہ کرتے۔ شہاب الدین غوری نے ۵۸۲ھ مین ہندوستان پر حملے کر کے خسرو ملک کو جو لاہور کے تخت پر بیٹھا

(۵۸۲ھ ۱۱۸۶ء) تھا فریب سے قید کیا اور غیاث الدین کے پاس غور بھیجدیا۔ خسرو ملک کی گرفتاری کے بعد شہاب الدین ہندوستان کے پایہ تخت لاہور پر حکمران ہوا۔

(شہاب الدین غوری کے حملے) غیاث الدین بہت کم لڑائیون مین شریک ہوتا تھا۔ سپہ سالاری کا کام زیادہ تر شہاب الدین کے متعلق تھا۔ شہاب الدین نے مختلف حملے کر کے قریب قریب تمام ہندوستان فتح کر لیا اور جو ہندوؤن کی ریاستین خود مختار رہ گئین وہ آج تک خود مختار چلی آتی ہین۔ درمیان مین انکی حیثیتین بدلتی رہین لیکن معدوم نہین ہوئین۔

(۵ محمود غوری) غیاث الدین کے بعد شہاب الدین اور شہاب الدین کے بعد اُسکا بھتیجا محمود فیروز کوہ کی گدی پر بیٹھا۔ شہاب الدین غوری محمود غزنوی سے کم نہ تھا لیکن محمود غزنوی کی سی فراست اسمین نہ تھی اسلیے بہت زیادہ یہ مشہور نہ ہو سکا اسکے وقت مین خوارزم شاہیون کا عروج تھا۔ خوارزم شاہ سے شہاب الدین لڑا اور اتفاقاً مغلوب ہو گیا

اور پھر جو مقابلہ کو چلا تو موت نے فرصت نہ دی۔ شہاب الدین کے مرنے پر خوارزم شاہ نے محمود غوری کی سلطنت کا غور اور غزنی مین خاتمہ کردیا۔ شہاب الدین کے وقت مین غوریون کی سلطنت کو جیسا ہی عروج تھا ویسے ہی اسکے مرنے پر وہ نیست و نابود ہو گئی تھی۔

سلاللہ / ۱۲۱۵ء

محمود غوری کے بعد غوریون کا سلطنت کا ۶۱۱ھ مین خاتمہ ہوا لیکن قطب الدین ایبک شہاب الدین کا ترکی غلام جو شہاب الدین کے وقت مین ہندوستان کا گورنر تھا اسکے مرتے ہی ۶۰۲ھ مین خودمختار پادشاہ قرار پاگیا اور محمود کے مرنے کے بعد اسنے ہندوستان مین ایک ایسی زبردست اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی جسکے پادشاہون نے پھر کبھی ہند سے باہر اپنا پایہ تخت نہین رکھا۔

قطب الدین ایبک

شاہان خوارزم نے غوریون کے خاندان کا خاتمہ کردیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چنگیز خان کے بعد یہ لوگ پھر کچھ بڑھے تھے قایم مقامان چنگیز خان سے جن غوریون نے چودہ صدی مین مقابلہ کیا اُنکو بھی مورخون نے شاہان غور لکھا ہی۔

فصل چہارم

غلام پادشاہون کا بیان

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	قطب الدین ایبک	۶۰۲ھ / ۱۲۰۶ء	غوریون کی تباہی اور شہاب الدین غوری کے مرنے پر یہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا اور دہلی کو اسنے پایہ تخت بنایا جو برابر شاہان ہند کا پایہ تخت رہی۔ یہ ایک ترکی غلام تھا۔ شہاب الدین نے اسے خرید اتھا لیکن غلام ہونے سے اسے بیوقعت نہ سمجھنا چاہیے سبکتگین بھی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			غلام تھا۔ معزز خاندان کے لوگ بھی پہلے زمانہ مین غلام ہوکر بک جایا کرتے تھے۔ اسنے بیس برس تک ہندوستان مین حکومت کی لیکن خودمختار بادشاہ کی حیثیت سے صرف چار برس۔
۲	آرام شاہ بن قطب الدین	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ع	برس روز کے اندر ہی اندر شمس الدین التمش نے اسکو تخت سے اُتار دیا۔
۳	شمس الدین التمش	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۱ع	یہ بھی ایک غلام تھا اور قطب الدین ایبک کا داماد تھا۔ مشہور ہی کہ یہ بڑا عالی خاندان تھا۔ اسکے بھائیون نے حضرت یوسف کی طرح اسے فروخت کر ڈالا تھا۔ بہار کی صوبہ داری سے آکر اسنے اپنے سالے کو تخت سے اُتارا اور خود بادشاہ بنا۔ خوارزم شاہیون نے جب غور کی سلطنت تباہ کی تھی اُسوقت شہاب الدین کے دو غلام ناصر الدین اور تاج الدین اور تھے جنھون نے قطب الدین کی طرح جدا سلطنتین قایم کرلی تھین۔ چنانچہ تاج الدین غزنی مین حکمران تھا اور ناصر الدین بلاد سندھ مین تھا۔ سلطان شمس الدین التمش کو ان دو حریفون کا کھٹکا تھا۔ تاج الدین کا تو یہ انجام ہوا کہ خوارزم شاہ نے جب اُسے غزنی سے نکالا تو وہ ہندوستان پر قبضہ کرنے چلا۔ اور شمس الدین التمش نے اسسے لڑائی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			مین گرفتار کرکے قید کر لیا۔ ناصر الدین پر شمس الدین التمش نے فوجکشی کی اور ناکام رہا لیکن ناصر الدین سے اتنا فایدہ شمس الدین کو پہونچا کہ فتح غزنی کے بعد جب خوارزم شاہ نے ہندوستان پر حملہ کرنا چاہا تو ناصر الدین نے رستہ ہی مین اُسے روک دیا۔ یہ بادشاہ ہندوستان کا پہلا شہنشاہ سمجھا جائے تو بجا ہے اسنے تمام ہند پر اپنا سکہ جمایا خلیفہ بغداد نے بھی اسکو خلعت بھیجے جسکو مسلمان بادشاہ بڑے فخر اور عزت کی چیز سمجھتے تھے۔ ناصر الدین نے جلال الدین شاہ خوارزم کا مُنہ پھیرا ہی تھا کہ مغلون کی ایک فوج وہان آئی اور ملک کو برباد کر گئی۔ یہ چنگیز خان مغل کا زمانہ تھا جسکے حالات اوپر لکھے جا چکے ہین۔ ناصر الدین نے جب جلال الدین کی لوٹ کھسوٹ اور مغلون کی مار دھاڑ سے فرصت پائی تو تو شمس الدین التمش پہونچا۔ ناصر الدین کن کن بلاؤن کا مقابلہ کرتا بیچارہ جان لیکر بھاگا اور باد مخالف کے جھونکون سے اسکی کشتی دریاے اٹک مین ڈوبگئی۔ اخیر مین شمس الدین التمش کا کوئی حریف نہ تھا۔ جامع الحکایات زبان فارسی کا مصنف اسکے درباریون مین تھا۔ دلی مین قطب صاحب کی لاٹ ۲۴۲ فٹ اونچی جو پرانی دلی کی ایک مشہور چیز ہے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اسی کے وقت مین ختم ہوئی۔
۴	رکن الدین بن شمس الدین	سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۶ع	یہ بادشاہ عیاش مزاج تھا۔ امرا نے اسکی جگہ پر اسکی بہن کو بٹھایا۔
۵	رضیہ بیگم بنت شمس الدین	سنہ ۶۳۴ھ سنہ ۱۲۳۶ع	یہ بہت ہی ہوشیار عورت تھی۔ مردانہ کپڑا پہن کر تخت پر بیٹھتی تھی اور خوب انتظام کرتی تھی۔ ایک حبشی غلام پر اسکی نظر عنایت تھی۔ اچھی نیت سے یا بُری نیت سے یہ معلوم نہین لیکن امرا کو یہ بُرا معلوم ہوا اور یہ تخت سے اُتاری گئی۔
۶	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین	سنہ ۶۳۷ھ سنہ ۱۲۳۹ع	رضیہ بیگم کے بعد اُمرا نے اسکو تخت پر بٹھایا لیکن دو برس کے بعد یہ بھی تخت سے اُتارا گیا۔ اسکے وقت کا واقعہ صرف اسقدر قابل تذکرہ ہی کہ لاہور تک مغل چلے آئے تھے اور پھر واپس چلے گئے۔
۷	علاء الدین مسعود شاہ بن رکن الدین	سنہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع	امراے دولت بگڑے تو تھے ہی اسپر یہ طرہ ہوا کہ اس بادشاہ کو عیاشی کا شوق ہوا تھوڑے دنون مین یہ بھی تخت سے اُتارا گیا اور جان سے مارا گیا۔ اسکے وقت مین بھی مغلون نے دو حملے ہند پر کیے۔ ایک تو تبت کی راہ سے بنگالہ پر اور دوسرا شمال و مغرب سے پنجاب پر۔
۸	ناصر الدین محمود	سنہ ۶۴۴ھ سنہ ۱۲۴۶ع	شمس الدین التمش کا یہ پوتا تھا۔ یہ بادشاہ بڑا نیک اور معتدل المزاج تھا۔ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بغداد سے اسکا انداز بہت ملتا تھا

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			جو کچھ فرق تھا وہ اسقدر تھا کہ زمانہ رسولؐ سے عمرؓ کا زمانہ قریب تھا اور اسکا بعید تھا۔ عمرؓ اپنے وقت کے سلاطین مین اچھا تھا اور ناصر الدین محمود اپنے زمانہ کے سلاطین مین اچھا تھا۔ ناصر الدین کی زندگی درویشانہ تھی۔ اپنی بی بی سے پکوا کر کھاتا تھا اور کتابت سے اپنا خرچ چلاتا تھا غیاث الدین بلبن اسکے وزیر نے اسکے زمانہ مین بڑا زور پکڑا ناصر الدین کے وقت مین سلطنت زورون پر تھی۔ اکثر لڑائیون مین یہ خود شریک رہتا تھا۔ ہلاکو خان کا ایلچی اسکے دربار مین آیا تھا تو بڑی طیاری کی گئی تھی۔ اسکی سلطنت کا زور اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسکے زمانہ مین شیر خان حاکم پنجاب نے مغلون کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دھاوا کیا اور غزنین پر قابض و متصرف ہوگیا۔
۹	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۶ء	ناصر الدین محمود کے مرنے پر یہ خود تخت نشین ہوگیا غیاث الدین بھی اصل مین ایک ترکی غلام تھا شمس الدین التمش نے اپنی لڑکی اسکو بیاہ دی تھی جسکی وجہ سے یہ ناصر الدین کا پھوپھا تھا۔ یہ بادشاہ جابر اور سخت تھا۔ اس نے سلطنت کا بڑا انتظام کیا اور بیدار مغزی سے کام کرتا تھا۔ صرف ہندوستان ہی کی ایک اسلامی سلطنت ایسی تھی جو چنگیز خان کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ہاتھون تباہ نہین ہوئی۔ اسلیے دور دور سے مغلون کے ستائے ہوئے امرا اور سلاطین اسکے دربار مین پناہ گزین ہوئے اور بڑے بڑے عالم اور فاضل مصیبتین اُٹھاکر یہان چلے آئے۔ امیر خسرو ملک الشعرا اسی کے عہد مین تھا اور اسکے بیٹے محمد کا مصاحب تھا۔ علما اور فضلا سے تو کوئی ایسا مذاق غیاث الدین کو نہین تھا لیکن سلاطین کے جمع ہونے پر وہ اکثر فخر سے کہتا تھا کہ پندرہ سلاطین میرے مہمان ہین۔ ان بادشاہون کے اصلی مقام کے اعتبار سے دلّی کے محلّے روم۔ خوارزم بغداد وغیرہ نامون سے مشہور ہوگئے تھے۔ بلبن کے مرتے وقت اسکا بیٹا بغرا خان بنگال کا حاکم تھا۔ اسلیے بغرا خان کے بیٹے کیقباد کو لوگون نے تخت پر بٹھایا۔
۱۰	کیقباد بن بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۸۶ھ / سنہ ۱۲۸۶ء	یہ بادشاہ اٹھارہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا اور لہو و لعب مین مشغول ہوا۔ بغرا خان اسکا باپ بنگال سے اسے سمجھانے آیا لیکن اسکی کچھ نہ چلی اور واپس گیا۔ کیقباد کو لوگون نے قتل کیا اور سلطنت خلجیون کے ہاتھ آئی جو اُسوقت دربار مین زیادہ رسوخ رکھتے تھے۔

فصل پنجم

خلجیون کی سلطنت

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	جلال الدین خلجی	سنہ ۶۸۷ھ سنہ ۱۲۸۸ع	بعض مورخون نے خلجیون کو مغلون کے گروہ مین شامل کیا ہی لیکن صحیح یہ ہی کہ ترکی افغانون کا ایک گروہ خلجی تھا۔ ستر برس کی عمر مین جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا اور کیقباد کے معصوم بچے کو قتل کروا کے اپنی سلطنت کو مستحکم کیا۔ لیکن اور امور مین یہ رحم دل اور سادہ مزاج سمجھا جاتا تھا۔ اسکے وقت مین اسکے بھتیجے علاءالدین نے دکن مین بہت نمایان فتوحات کیے۔
۲	علاءالدین خلجی	سنہ ۶۹۵ھ سنہ ۱۲۹۵ع	اپنے چچا جلال الدین کو قتل کرکے یہ تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا ہی زبردست بادشاہ ہوا۔ ہند مین انتہای شرق اور انتہاے جنوب تک اسنے سلطنت پھیلائی۔ اسکے وقت مین دو مرتبہ مغلون نے حملے کیے اور برابر ناکام رہے۔ اسکا ایک حبشی غلام کافور اسکے وقت مین بڑا عروج پکڑ گیا تھا۔ اسی غلام کی نسبت "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مقولہ مستعمل ہوا جو آج تک زبان زد ہی۔ آخر مین اسی غلام نے بادشاہ کو سلطنت کی طمع مین ہلاک کیا جیسا کہ بعضون کا

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			خیال ہو لیکن وہ جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچا۔ اس بادشاہ کے وقت مین انتظام ملک بہت اچھا تھا لیکن مذہب اسلام کا پاس روز بروز بادشاہون کے دربار سے اُٹھتا جاتا تھا۔ اور اس بادشاہ نے تو اور بھی مذہب کو ناقابل لحاظ چیز سمجھ لیا تھا۔ ہندو والی گجرات کی بی بی کولا دیوی کو اسنے لڑائی مین گرفتار کرکے اپنے محل مین داخل کیا اور اسکی لڑکی دیول دیوی کو اپنے بیٹے خضر خان کے عقد مین دیا جو اسپر فریفتہ ہو گیا تھا۔ ہندوؤن سے اس میل جول رکھنے کی یہ پہلی مثال تھی۔ خضر خان اور دیول دیوی کے عشق و محبت کو امیر خسرو دہلوی نے منظوم کیا ہو جو بہت مشہور تصنیف اُنکی ہو۔ یہ بادشاہ جاہل مطلق تھا لیکن عالمون سے اپنے کو کم نہین سمجھتا تھا
۳	مبارک شاہ خلجی بن علاء الدین خلجی	سنہ ۷۱۶ھ سنہ ۱۳۱۶ع	کسی طرح کافور کے ہاتھ سے بچا اور تخت پر بیٹھا کافور مارا گیا۔ انتظام کی لیاقت یہ نہین رکھتا تھا اور طرہ یہ کہ طبیعت اسکی عیاشی کی طرف مایل ہوئی خسرو خان نو مسلم وزیر نے سلطنت کی طمع سے اسکو قتل کیا لیکن خسرو خان کو کامیابی نہوئی غیاث الدین بلبن کے ایک ترکی غلام غازی خان نے خسرو خان کو ہلاک کیا اور خود غیاث الدین تغلق کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔

فصل ششم

خاندان تغلق

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	غیاث الدین تغلق		اسکا باپ ایک ترکی غلام تھا اور ماں اسکی ایک ہندی عورت تھی - ابھی تک غیاث الدین بلبن کا بیٹا بغرا خان بنگالے مین حکمران تھا - وہ یہی غنیمت سمجھا کہ غیاث الدین تغلق نے کچھ اُس سے تعرض نہین کیا - ایک چوبی مکان اسپر گر پڑا اور اسی صدمہ سے یہ مرا - مشہور ہی کہ اسکے بیٹے جونا خان کی سازش سے ایسا ہوا تھا -
۲	محمد تغلق	۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ع	تخت پر بیٹھ کر جونا خان نے اپنا لقب محمد تغلق رکھا - اسکی تخت نشینی کی رسم بڑے دھوم سے ادا ہوئی - یہ بادشاہ بڑا عالم تھا اور مذہبی احکام کا پابند تھا - ابتدا مین اسکی سلطنت بڑے ہی زورون پر تھی لیکن آخر مین تمام ملک مین بغاوتین پھیل گئین - دکن اور بنگال کے صوبون مین خودمختار سلطنتین قایم ہوگئین - ملک ویران ہوگیا - دیوگڈھ کو اسنے دار السلطنت بنانا چاہا اور تغلق آباد نام رکھا - لوگونکو بجبر وہان بسنے پر مجبور کیا - دیوگڈھ تو آباد نہین ہوا لیکن دلی ویران ہوگئی - یہ بادشاہ خفیف الحرکت تھا اسکے وقت مین طانجیرز (افریقہ) کے ایک مشہور سیاح ابن بطوطہ

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			نے ہند کی سیر کی تھی وہ اپنے سفرنامہ میں ہند کی حالت پر بڑا افسوس ظاہر کرتا ہے۔ یہ بادشاہ شاعر بھی تھا۔ حالت نزع مین جو قطعہ اسنے موزون کیا وہ یہ ہے ؎ بسیار درین جہان چمیدیم　بسیار نعیم دنا زدیدیم اسپان بلند بر نشستیم　ترکان گران بہا خریدیم کردیم بسے نشاط آخر　چون قامت ماہ نو خمیدیم اس بادشاہ نے خلیفہ عباسی حاکم بامراللہ بن المکتفی سے غائبانہ بیعت کی تھی۔ اس زمانہ مین خلفاے عباسیہ مصر مین تھے ہلاکو خان کے بعد مخدوم زادون سے کچھ زیادہ حیثیت کے ساتھ یہ خلفا مصر مین تھے۔ اور محمد تغلق کی عقیدت سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی خلفاے عباسیہ کی اجازت بغیر بلاد اسلام کے سلاطین اپنی سلطنت کو بے سند سمجھتے تھے۔ خلفاے عباسیہ کا بغداد سے مصر جانا سلطنت مصر مین مذکور ہوگا۔
۳	فیروز شاہ تغلق	سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ء	محمد تغلق کے مرنے پر اسکا بھتیجا فیروز شاہ تغلق تخت نشین ہوا اسکے دربار مین بنگال اور دکن کے ایلچی آئے جس سے وہان کی اسلامی سلطنتون کا خود مختار ہونا ظاہر ہوتا ہے اسکو

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			تعمیر کا بڑا شوق تھا - ہانسی حصار کی نہر اسی کی کھدائی ہوئی ہے - یہ بادشاہ رحیم المزاج تھا - ہاتھ پاؤن کاٹنے کی سزا اسنے موقوف کی - اسپر یوروپین مورخ اسکے مداح ہین - لیکن مولف کے نزدیک مجرمون کے ساتھ سختی نہ کرنا بادشاہون کے لیے عیب ہے -
۴	غیاث الدین تغلق ثانی	سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۹ء	پانچ ہی مہینہ کے اندر تخت سے اتارا گیا اور جان سے مارا گیا -
۵	ابوبکر تغلق	سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۹ء	یہ فیروز تغلق کا پوتا تھا - ناصر الدین تغلق دعویدار تخت سے لڑتا رہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اسیر ہوا اور ناصر الدین تخت پر بیٹھا
۶	ناصر الدین تغلق	سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ء	سلطنت تو فیروز شاہ کے وقت سے کمزور ہو چلی تھی اب ان بادشاہون کی چند روزہ تخت نشینیون نے اور خانگی جھگڑون نے اور بھی ضعف بڑھا دیا -
۷	ہمایون بن ناصر الدین تغلق	سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۴ء	یہ صرف ۴۵ دن تک تخت نشین رہا -
۸	محمود تغلق بن ناصر الدین تغلق	سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۴ء	یہ بادشاہ بہت کم سن تھا - اس کے وقت مین سلطنت دہلی حدود ارضی کے اعتبار سے بہت کم ہو گئی تھی محمود تغلق کے وزیر نے ایک سلطنت جونپور مین قایم کی جو کچھ عرصہ تک قایم رہی - اسی زمانہ مین تیمور نے دلی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			پر حملہ کیا جو تاریخ کا ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ تیمور سمرقند کے کے قریب کا رہنے والا تھا۔ ابتدا مین یہ ایک غریب آدمی تھا لیکن بڑھتے بڑھتے درجہ شاہی تک پہونچا۔ مان کی طرف سے یہ چنگیز خان کی نسل مین تھا۔ یہ مسلمان تھا اور کسی قدر تربیت یافتہ تھا۔ لیکن انسان کو تکلیف دینے مین چنگیز خان سے ہرگز کم نہ تھا۔ سائبریا اور روس کو جزائر برباد کرکے ایران اور ماوراءالنہر پر پورے طور سے تسلط جماکے تیمور نے دلی پر حملہ کیا۔ محمود تغلق بھاگ گیا اور شہر والون کی غلطی سے شہر مین قتل عام ہوا۔ دلی کے علاوہ ہندوستان کے اور بھی بہت سے مقامات تباہ اور برباد کیے گئے۔ بے انتہا مسلمان قتل کیے گیے پھر اسکے بعد جمنا کے قریب فیروز شاہ کی بنائی ہوئی مسجد مین جاکر تیمور نے گڑگڑا گڑگڑا کر خدا کا شکریہ ادا کیا اور اسکی درگاہ مین جبہ سائی کی۔ خدا ہی جانے کہ کیا واقعات تھے اور ان لوگون کے خیالات کی کیا نوعیت تھی۔ سنہ ۸۰۱ھ مین تیمور ہندوستان سے واپس گیا۔ اور ہندوستان کو تباہی کی حالت مین چھوڑتا گیا۔ اسکے چلے جانے پر دو مہینے تک دلی مین کوئی حاکم نہ تھا۔

تیمور ہندمین

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			گویا ہر ایک بجائے خود شش پا و متحیر تھا اسکے بعد اقبال نامی ایک سردار نے اپنے کو حاکم بنایا۔ اقبال لڑائی میں مارا گیا۔ محمود تغلق پھر دہلی میں آیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ مر گیا اور اسکی جگہ پر دولت خان لودی بیٹھا۔ صرف پندرہ مہینے گزرے تھے کہ خضر خان حاکم پنجاب نے اپنے گورنر تیمور بنا کر دلی پر قبضہ کیا اور دولت خان کو خارج کیا۔

فصل ہفتم
سیدون کا خاندان

خضر خان ہندوستان مین پیدا ہوا لیکن نسب کے رو سے حضرت فاطمہ رضؓ بنت رسولؐ کی نسل مین تھا خضر خان نے تو جلوس شاہانہ پسند نہین کیا لیکن اسکی نسل مین جو بادشاہ ہوئے وہ شاہی انداز پر تھے اور انکی حکومت کا زمانہ تاریخ مین سیدون کی سلطنت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

خضر خان کے خاندان مین سید مبارک سنہ ۱۴۲۱ء مین تخت نشین ہوا
" سید محمد سنہ ۱۴۳۵ء " "
" علاء الدین سنہ ۱۴۴۴ء " "

خضر خان کے وقت مین حکومت برائے نام تھی ہان سید مبارک اور سید محمد نے کچھ ہاتھ پاؤن سنبھالے راجپوتون سے لڑتے رہے۔ مالوہ پر بھی

ان لوگون نے چڑھائی کی تھی - لیکن علاء الدین نے کچھ رونق نہین پکڑی اسکی حکومت نواحی دلّی پر محدود تھی - آخر مین اسنے بداؤن جاکر گوشہ نشینی اختیار کی دلّی کی حکومت بہلول خان لودھی کو سپرد کردی -

فصل ہشتم

لودھیون کا خاندان

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	بہلول خان لودھی	سنہ ۸۵۴ھ سنہ ۱۴۵۰ء	افغانون کی ایک قوم لودھہ تھی - یہ لوگ فیروز تغلق کے وقت سے بڑھے اور تجارت سے بڑے مالدار بن گئے سیدون کے وقت مین فوجی خدمتین انکے تعلق تھین آخر مین بہلول خان لودھی دلّی کا بادشاہ بن گیا پنجاب کے صوبے اسنے دلی مین شامل کیے اور تیمور کے بعد جو بے رونقی پھیلی تھی وہ اسکے وقت مین کم ہونے لگی - شاہ جونپور سے ۲۶ برس تک چھیڑ چھاڑ رہی اور بالآخر سنہ ۱۴۷۸ء مین جونپور بھی دلّی کا ماتحت ہو گیا
۲	سکندر لودھی	سنہ ۸۹۴ھ سنہ ۱۴۸۸ء	اسکو اپنے مذہب کا بڑا پاس تھا - یہ عالم فاضل اور شاعر تھا -
۳	ابراہیم لودھی بن سکندر لودھی	سنہ ۹۲۳ھ سنہ ۱۵۱۷ء	یہ بادشاہ سلطنت کے قابل نہ تھا اسکے وقت مین بغاوتین پھیلین - دولت خان لودھی حاکم پنجاب نے بابر کو کابل سے بلایا سنہ ۹۳۲ھ مین بابر نے چڑھائی کی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اور ابراہیم لودھی معرکہ جنگ مین پانی پت کے پاس مارا گیا۔ گوالیار کا راجہ بھی ابراہیم کا شریک حال ہوکر مارا گیا اسلیے بابر اس لڑائی کو محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی لڑائیون کے مشابہ سمجھا بابر کے ساتھ توپ بھی تھی۔ بابر کو فخر تھا کہ اُس نے توپون سے عمدہ کام لیا۔ بابر کی فوج بہت کم تھی ابراہیم لودھی نے بھی خوب مقابلہ کیا۔ لیکن شکست اور فتح مین تائید ایزدی ہوا کرتی ہے۔ فوج کی کثرت ہمیشہ کارآمد نہین ہوتی۔

فصل نہم

خاندان سوری

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	شیرشاہ سوری	سنہ ۹۴۷ھ سنہ ۱۵۴۰ع	یہ بادشاہ ابراہیم خان پٹھان کا بیٹا تھا۔ چھوٹی حالت سے بڑھتے بڑھتے بہار کا خودمختار بادشاہ ہوگیا یہ اپنے کو بادشاہان غور کی نسل مین بتاتا تھا لیکن اسکا خاندان بجاے غوریون کے سوریون کے نام سے زیادہ مشہور رہا۔ ہمایون بن بابر نے اسکے مقابلہ مین دو مرتبہ شکست کھائی پچھلی شکست سنہ ۹۴۷ھ مین ہوئی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			اور اسی زمانہ سے شیر شاہ دلی کا شاہنشاہ سمجھا گیا شیر شاہ نیکنام اور مدبر بادشاہ تھا۔ بنگال سے دریائے اٹک تک اسنے سیدھی سڑک بنوائی اور ایک ایک کوس پر کنوئین مسجدین اور اپنے اپنے موقع سے مہانسرائین بنوائین۔ علاء الدین خلجی کے قانون کو اسنے زندہ کیا۔ اکبر کا قانون علاء الدین خلجی اور شیر شاہ کے قانون کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ مورخین شیر شاہ کی تعریف اسلیے زیادہ نہ کر سکے کہ سلاطین مغلیہ کے مورث ہمایون نے اس سے زک اُٹھائی تھی۔ باغی اور غاصب کے نام سے یہ یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اسکی خوبیان اور کارگزاریان حالات سے مستنبط ہو سکتی ہین اسکا مقبرہ سہسرام میں ہے اور یہین یا اسکے قریب اسکا مولد بھی تھا۔
۲	سلیم شاہ بن شیر شاہ	سنہ ۹۵۲ھ سنہ ۱۵۴۵ع	شیر شاہ کا بیٹا جلال خان تخت پر بیٹھ کر سلیم شاہ مشہور ہوا۔ یہ بادشاہ بھی مدبر اور نیک نام تھا۔ دلی کا سلیم گڈھ قلعہ اسی کی یادگار ہے۔ سید محمد جونپوری نے مہدی موعود بنکر اسی کے وقت مین زور پکڑا تھا۔ شیخ علائی واعظ اس فرقہ کا رونق دینے والا تھا۔ بادشاہ نے تدبیر اور اعتدال سے کام لیا اور بہت جلد اس فرقہ کا استیصال ہو گیا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۳	عادل شاہ [illegible] شیر شاہ	سنہ ۹۶۰ھ سنہ ۱۵۵۳ع	اسکا اصل نام محمد شاہ سور عدلی تھا یہ بالکل ناقابل سلطنت تھا۔ ایک مسلمان بنیا ہیمو بقال ایک چھوٹے سے دوکاندار کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے وزارت کے عہدے پر پہونچا اور پھر تمام نظم و نسخ کا اختیار اسکو ہوگیا۔ یہ حال دیکھ کر ہمایون شاہ نے جو ہندوستان سے بھاگ کر کابل مقیم تھا ہندوستان کا رُخ کیا دلّی پر ہمایون کا قبضہ ہوگیا عادل شاہ کے دشمن ملک مین زیادہ تھے اسلیے ہمایون کو زیادہ کامیابی بھی ہوئی ہیمو بقال پورب سے چلا اور پانی پت مین ہمایون کی فوج سے لڑائی ہوئی لیکن ہمایون اسکے پہلے مرچکا تھا اور اسکا بیٹا جلال الدین اکبر تیرہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا تھا ہیمو بقال کا مقابلہ اکبر کے اتالیق خان خانان بیرم خان نے کیا سنہ ۱۵۵۶ع مین ہیمو گرفتار ہوا اور اکبر کی مستقل سلطنت دلی مین قایم ہوئی عادل شاہ اسکے بعد بھی کچھ دنون تک بہار و بنگال پر حکمران رہا لیکن ایک نئے دعویدار کے ہاتھ سے جلد مارا گیا اور پھر تو تمام ہندوستان مین اکبر نے وہ شاہنشاہی قایم کی جو محمد تغلق کے وقت سے زایل ہوچلی تھی اکبر کے وقت سے خاندان مغلیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کچھ اُن خودمختار ریاستونکا ذکر کیا جائے جو محمد تغلق کی شاہنشاہی بگڑنے پر قایم ہوئی تھین اور پھر مغلون کے زمانہ مین تباہ ہوئین۔

فصل دہم

مغلون سے قبل چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستین

محمد تغلق کی شاہنشاہی تباہ ہونے پر جو خود مختار ریاستین جا بجا قایم ہوئی تھین اُنمین سے مسلمان خاندانون کا تذکرہ بیان کیا جاتا ہی۔ اکبر کے وقت مین تمام ریاستین مطیع ہوگئین تھین لیکن انکا پورا استیصال شاہجہان اور عالمگیر کے زمانہ مین ہوا۔

بہمنی سلطنت

دکھن کا بہمنی خاندان بہت زبردست خیال کیا جاتا ہی۔ حسن ایک چھوٹے درجہ کا پٹھان تھا۔ محمد تغلق کے مقربون مین ایک کانگو برہمن تھا۔ حسن نے اس سے کچھ زمین کاشت کے لیے لی۔ زمین مین دفینہ نکلا۔ حسن نے اسلامی دیانت داری کے لحاظ سے وہ دفینہ اپنے محسن برہمن کے حوالہ کیا۔ برہمن قدردان تھا۔ اسکی عزت اسنے بہت بڑھائی۔ اس ذریعہ سے حسن کا رسوخ ملکی معاملات مین بھی بڑھنا شروع ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان تغلق کے زوال کی حالت مین یہ بادشاہ ہوگیا۔ اپنے عروج کے زمانہ مین اظہار احسانمندی کے لحاظ سے اسنے اپنے کو کانگری مشہور کیا اور اپنے خاندان کو بہمنی کہنے لگا۔ حسن بادشاہ ہونے پر "علاء الدین حسن کانگری" مشہور ہوا۔

دار السلطنت گلبرگہ اور بدر

سلاطین بہمنی کا دار السلطنت پہلے حسن آباد گلبرگہ تھا اور پھر بدر ہوا۔ محمود شاہ ثانی تک اس خاندان کا پورا عروج تھا۔ اسکے بعد چار بادشاہ محض نام کو تخت پر بیٹھے اور کلیم پر خاندان بہمنی کا خاتمہ ہوگیا۔

بادشاہون کی فہرست

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	علاء الدین حسن کانگری	سنہ ۱۳۴۷ء	۷۴۸ھ	۳	مجاہد شاہ	سنہ ۱۳۷۵ء	
۲	محمد شاہ اول	سنہ ۱۳۵۹ء		۴	داؤد شاہ	سنہ ۱۳۷۸ء	

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۵	محمود شاہ اول	سنہ ۱۳۷۸ء		۱۲	نظام شاہ	سنہ ۱۴۶۱ء	
۶	غیاث الدین	سنہ ۱۳۹۷ء		۱۳	محمد شاہ ثانی	سنہ ۱۴۶۳ء	
۷	شمس الدین	״		۱۴	محمود شاہ ثانی	سنہ ۱۴۸۲ء	
۸	فیروز شاہ	״		۱۵	احمد شاہ ثانی	سنہ ۱۵۱۸ء	
۹	احمد شاہ اول	سنہ ۱۴۲۲ء		۱۶	علاء الدین ثانی	سنہ ۱۵۲۰ء	
۱۰	علاء الدین اول	سنہ ۱۴۳۵ء		۱۷	ولی اللہ	سنہ ۱۵۲۳ء	
۱۱	ہمایون شاہ	سنہ ۱۴۵۷ء		۱۸	کلیم اللہ	سنہ ۱۵۲۶ء	سنہ ۹۳۳ھ

یوسف عادل شاہ ایک ترکی غلام تھا جو ایران سے آکر سلاطین بہمنی کے ہاتھ بکا اور اسنے اپنی نسل کی بابت یہ ظاہر کیا کہ وہ عثمان بانی سلطنت ٹرکی کی نسل مین ہے اور محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کا بھائی ہے شیرخواری کی حالت مین ملک سے الگ کیا گیا تاکہ اپنے بھائی کے ہاتھوں سے قتل نہو۔ ایران مین رہنے سے شیخ صفی کے مریدون کی صحبت مین یہ بہت رہا اور اسلیے اسکا مذہب شیعہ تھا اور اسکے خاندان کے اکثر بادشاہون کا یہی مذہب تھا بہمنی خاندان جب ضعیف ہوا تو یوسف عادل نے ایک جدا سلطنت بیجاپور مین قایم کرلی

سلطنت بیجاپور

فہرست سلاطین

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	یوسف عادل شاہ	سنہ ۱۴۸۹ء	سنہ ۸۹۵ھ	۴	ابراہیم عادل شاہ	سنہ ۱۵۳۵ء	
۲	اسمعیل بن یوسف شاہ	سنہ ۱۵۱۰ء		۵	علی عادل شاہ	سنہ ۱۵۵۷ء	
۳	ملو عادل شاہ	سنہ ۱۵۳۴ء		۶	ابراہیم عادل شاہ ثانی	سنہ ۱۵۷۹ء	سنہ ۹۸۷ھ

نظام شاہی خاندان احمد نگر

احمد نگر مین ایک شاہی خاندان احمد شاہ کی ذات سے قایم ہوا اور عام طور پر لوگ اسکو نظام شاہی خاندان کہنے لگے - احمد کا باپ قوم کا ہندو تھا جو گرفتار ہو کر بطور غلام کے سلاطین بہمنی کے دربار مین آیا اور مسلمان ہو گیا - اپنی ذاتی لیاقت سے اسنے بڑا عروج پکڑا اور بہمنی سلطنت کے ضعف پر اسکا بیٹا احمد بادشاہ بن بیٹھا -

ان بادشاہون کے وقت مین سنیون اور شیعون کے جھگڑے مسلمانون مین برپا رہے اور یہی کیفیت بیجاپور کے مسلمانون کی بھی تھی -

نظام شاہی بادشاہ

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	احمد شاہ	سنہ ۱۴۹۰ء	سنہ ۸۹۶ھ	۶	اسماعیل شاہ	سنہ ۱۵۸۸ء	
۲	برہان شاہ	سنہ ۱۵۰۸ء		۷	برہان شاہ ثانی	سنہ ۱۵۹۰ء	
۳	حسین شاہ	سنہ ۱۵۵۳ء		۸	ابراہیم نظام شاہ	سنہ ۱۵۹۴ء	
۴	مرتضی نظام شاہ	سنہ ۱۵۶۵ء		۹	احمد شاہ ثانی	سنہ ۱۵۹۴ء	
۵	میران حسین شاہ	سنہ ۱۵۸۸ء		۱۰	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۹۵ء	سنہ ۱۰۰۴ھ

بادشاہان گولکنڈہ

قطب قلی ایک ترکی النسل سپاہی ہمدان سے آکر سلاطین بہمنی کے دربار مین ملازم ہوا اور سلطنت بہمنی کے زوال کے زمانہ مین گولکنڈہ کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا اسکا مذہب بھی شیعہ تھا - بادشاہ ہونے پر اسکا لقب سلطان قلی شاہ ہوا -

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	سلطان قلی شاہ	سنہ ۱۵۱۲ء	سنہ ۹۱۸ھ	۳	سبحان قلی شاہ	سنہ ۱۵۵۰ء	
۲	جمشید قلی شاہ	سنہ ۱۵۴۳ء		۴	ابراہیم شاہ	سنہ ۱۵۵۰ء	

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۵	محمد قلی شاہ	سنہ ۱۵۸۰ء	سنہ ۹۸۸ھ	·	·	·	·

عماد شاہی خاندان برار

ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست عماد شاہیوں کی برار میں تھی۔ فتح اللہ عماد الملک اسکا بانی ایک نو مسلم کی اولاد میں تھا۔ چوتھے بادشاہ برہان عماد شاہ کا وزیر تفال شاہ غاصب کی حیثیت سے تخت نشین ہوا پھر اسکے بعد سنہ ۱۵۷۲ء میں یہ ریاست احمد نگر میں شامل ہو گئی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	فتح اللہ عماد الملک	سنہ ۱۴۸۴ء		۴	برہان عماد شاہ	سنہ ۱۵۶۱ء	
۲	علاء الدین	سنہ ۱۵۰۴ء		۵	تفال شاہ		
۳	دریا عماد شاہ	سنہ ۱۵۲۹ء		·	·	·	·

برید شاہی خاندان بیدر

قاسم برید نے ایک ریاست کی بنیاد بیدر میں ڈالی۔ چھ بادشاہ یکے بعد دیگرے ریاست میں خود مختار رئیس کی طرح حکمران رہے۔ لیکن یہ ریاست ایسی چھوٹی تھی کہ اسکے زوال کا زمانہ تاریخوں سے تحقیق نہیں ہوتا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	قاسم برید	سنہ ۱۴۹۲ء	سنہ ۹۰۴ھ	۴	ابراہیم برید	سنہ ۱۵۶۲ء	
۲	امیر برید	سنہ ۱۵۰۴ء		۵	قاسم ثانی	سنہ ۱۵۶۹ء	
۳	علی برید	سنہ ۱۵۴۹ء		۶	مرزا علی	سنہ ۱۵۷۲ء	

شاہان گجرات

محمود تغلق کے عہد میں مظفر شاہ جو ایک مسلمان راجپوت تھا اور امرائے دلی میں بڑا رتبہ پالی تھی گجرات کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اور پھر بہت جلد خود مختار بادشاہ بن گیا گجرات کی بادشاہی بہمنی بادشاہی کی سی زبردست تھی مظفر شاہ ثانی کے وقت میں اسمعیل صفوی کا ایلچی یہاں آیا تھا۔

پرتگال والون نے بمبئی کے قریب اپنا دخل کرلیا تھا۔ شاہان گجرات برابر انکا مقابلہ کرتے رہے۔ مصر جراکسہ خاندان کے بادشاہ بحر احمر سے خلیج فارس تک جہاز رانی کرنے کے لیے مناسب سمجھتے تھے کہ غیر لوگ بحر ہند مین مداخلت نہ کرین اور یہی حال مصر فتح کرنے کے بعد عرصہ تک سلاطین ٹرکی کا بھی تھا چنانچہ انھین اغراض کے لیے شاہان گجرات کو پرتگال والون کے مقابلہ مین ملوک مصر بحری قوت سے مدد دیتے تھے۔ گجرات کے بادشاہون کے پاس علاوہ جنگی جہازون اور جدید عمدہ اسلحہ کے توپ کے سامان بھی اچھے تھے۔ جب شاہ گجرات سے ہمایون کا مقابلہ ہوا تو ایک اٹلی کا باشندہ گجراتی توپخانہ کا مہتمم تھا۔ آخر مین یہ سلطنت تجزی کی وجہ سے کمزور ہوگئی لیکن اسکا پورا استیصال اکبر بن ہمایون کے ہاتھ سے ہوا۔ محمود ثالث نے سورت مین ایک قلعہ بنایا تھا جو اب تک قایم ہے۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	مظفر شاہ	سنہ ۱۳۹۶ء	سنہ ۷۹۹ھ	۸	سکندر شاہ	سنہ ۱۵۲۶ء	
۲	احمد شاہ	سنہ ۱۴۱۲ء		۹	محمود شاہ ثانی	سنہ ۱۵۲۶ء	
۳	محمد شاہ	سنہ ۱۴۴۳ء		۱۰	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۲۶ء	
۴	قطب شاہ	سنہ ۱۴۵۱ء		۱۱	میران محمد شاہ فاروقی	سنہ ۱۵۳۶ء	
۵	داود شاہ	سنہ ۱۴۸۱ء		۱۲	احمد شاہ ثانی	سنہ ۱۵۵۳ء	
۶	محمود شاہ بیکرہ	سنہ ۱۴۵۹ء		۱۳	محمود شاہ ثالث	سنہ ۱۵۶۱ء	
۷	مظفر شاہ ثانی	سنہ ۱۵۱۱ء		۱۴	مظفر شاہ ثالث	سنہ ۱۵۶۱ء	سنہ ۹۶۹ھ

مالوہ کا صوبہ فیروز شاہ تغلق کے آخر زمانہ مین خود مختار ہوگیا تھا۔ مالوہ کا دارالحکومت مانڈو مین تھا۔ دلاور شاہ غوری نے جو اپنے کو مان کی طرف سے شاہان غوری کی

ریاست مالوہ

نسل مین بتاتا تھا ایک خودمختار ریاست قایم کی۔ شاہان مالوہ اپنی ہمسایانہ ریاستون سے برابر لڑتے رہے لیکن شاہان گجرات کا لحاظ کرتے تھے۔ آخر مین جب مالوہ کی ریاست کمزور ہوئی تو بہادر شاہ گجراتی نے اسے اپنی بادشاہی مین شامل کرلیا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	دلاور شاہ غوری	سنہ ۱۴۰۱ء	سنہ ۸۰۴ھ	۵	غیاث الدین خلجی	سنہ ۱۴۸۲ء	
۲	ہوشنگ شاہ غوری	سنہ ۱۴۰۵ء		۶	ناصر الدین خلجی	سنہ ۱۵۰۰ء	۔
۳	محمد شاہ غوری	سنہ ۱۴۳۲ء		۷	محمود ثانی خلجی	سنہ ۱۵۱۷ء	سنہ ۹۱۶ھ
۴	محمود شاہ خلجی	سنہ ۱۴۳۵ء		۔	۔	۔	۔

ریاست خاندیس

ملک راجہ ملقب ناصر خان نے محمود تغلق کے عہد مین ایک خودمختار ریاست خاندیس مین قایم کی۔ یہ بادشاہ عربی النسل تھا اور اپنے کو عمر فاروق کی نسل مین بتاتا تھا۔ شاہ گجرات کا یہ داماد تھا اور شاہ گجرات اسکا بڑا حامی تھا اسلیے شاہان خاندیس شاہان گجرات کا احترام کرتے تھے۔ اکبر کے عہد مین یہ بادشاہی تخت دلی کے تابع ہوگئی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	ملک راجہ ناصر خان	سنہ ۱۳۹۹ء	سنہ ۸۰۱ھ	۷	میران محمد شاہ	سنہ ۱۵۴۰ء	
۲	میران عادل خان	سنہ ۱۴۳۷		۸	میران مبارک شاہ	سنہ ۱۵۳۵ء	
۳	میران مبارک شاہ	سنہ ۱۴۴۱ء		۹	میران محمد خان	سنہ ۱۵۶۶ء	
۴	عادل خان اول	سنہ ۱۴۵۷ء		۱۰	راجہ علی خان	سنہ ۱۵۷۶ء	
۵	داؤد خان	سنہ ۱۵۰۳ء		۱۱	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۹۶ء	
۶	عادل خان ثانی	سنہ ۱۵۱۰ء		۔	۔	۔	۔

سلاطین بنگالہ

بنگال کے حاکم نے محمد تغلق سے بغاوت کی تو وہان ایک خود مختار سلطنت قایم ہوئی اور اکبر کے عہد تک قایم رہی۔ ہمایون کے بعد شیر شاہ اور اُسکے جانشین بالعموم حکمران ہوئے۔ بعض مورخ انکو بھی شاہان بنگال مین داخل کرتے ہین۔ بہرحال محمد تغلق کے زمانہ سے اکبر کے عہد تک جتنے خود مختار حکمران بہار و بنگالہ مین ہوئے اُنکی سلسلہ وار فہرست یہ ہے۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	فخر الدین	سنہ ۱۳۳۹ع	سنہ ۷۳۹ھ	۱۴	یوسف شاہ	سنہ ۱۴۴۵ع	
۲	علاء الدین	سنہ ۱۳۴۰ع		۱۵	فتح شاہ	سنہ ۱۴۶۱ع	
۳	حاجی شمس الدین	سنہ ۱۳۴۲ع		۱۶	شاہزادہ	سنہ ۱۴۸۱ع	
۴	سکندر شاہ	سنہ ۱۳۵۷ع		۱۷	فیروز شاہ	سنہ ۱۴۸۱ع	
۵	غیاث الدین	سنہ ۱۳۶۷ع		۱۸	محمود شاہ	سنہ ۱۴۹۳ع	
۶	سلطان السلاطین	سنہ ۱۳۷۴ع		۱۹	مظفر شاہ	سنہ ۱۴۹۴ع	
۷	شمس الدین ثانی	سنہ ۱۳۸۳ع		۲۰	علاء الدین	سنہ ۱۴۹۷ع	
۸	راجہ کنش شاہ	سنہ ۱۳۸۶ع		۲۱	نصرت شاہ	سنہ ۱۵۲۱ع	
۹	جیت مل عرف جلال الدین	سنہ ۱۳۹۳ع		۲۲	محمود شاہ	سنہ ۱۵۳۴ع	
۱۰	احمد شاہ	سنہ ۱۴۱۸ع		۲۳	شیر شاہ	سنہ ۱۵۳۷ع	
۱۱	ناصر الدین	سنہ ۱۴۲۶ع		۲۴	سلیم شاہ	سنہ ۱۵۴۵ع	
۱۲	ناصر شاہ	سنہ ۱۴۲۶ع		۲۵	عدلی شاہ	سنہ ۱۵۴۸ع	
۱۳	باربک	سنہ ۱۴۲۹ع		۲۶	بہادر شاہ	سنہ ۱۵۵۳ع	

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۲۷	جلال الدین شاہ	سنہ ۱۵۶۱ء		۲۹	بایزید شاہ	سنہ ۱۵۷۳ء	
۲۸	سلیمان کرانی	سنہ ۱۵۶۳ء		۳۰	داود شاہ	سنہ ۱۵۷۳ء	سنہ ۹۸۱ھ

ان بادشاہوں میں راجہ کنس شاہ ہندو تھا لیکن اسکا بیٹا جیت مل مسلمان ہوا اور جلال الدین کے نام سے مشہور ہوا۔

سلطنت جونپور کی بنیاد محمد تغلق کے وزیر خواجہ جہان نے ڈالی تھی۔ بہلول لودی کے وقت تک یہ سلطنت عروج پر تھی بہلول لودی نے اسکو غارت کیا۔ بابر شاہ اور شیر شاہ نے بھی جونپور پر قبضہ کیا تھا۔ شیر شاہ کے خاندان کے زوال پر جونپور کی سلطنت مختلف لوگوں کے قبضہ میں تھی۔ اکبر نے پورے طور پر اسکو دہلی کے ماتحت کیا۔

شاہان جونپور

نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق	نمبر	نام	سنہ جلوس	مطابق
۱	خواجہ جہان	سنہ ۱۳۹۴ء	سنہ ۷۹۶ھ	۴	محمود شاہ	سنہ ۱۴۴۳ء	
۲	مبارک شاہ	سنہ ۱۳۹۹ء		۵	محمد شاہ	سنہ ۱۴۵۷ء	
۳	ابراہیم شاہ	سنہ ۱۴۰۱ء		۶	حسین شاہ	سنہ ۱۴۵۷ء	سنہ ۸۶۲ھ

فصل یازدہم

مغلوں کی سلطنت

جلال الدین اکبر بن ہمایون شاہ سنہ ۱۵۵۶ء

تیرہ برس کی عمر میں اکبر تخت نشین ہوا۔ بیرم خان خانخانان اسکا اتالیق تھا۔ بالغ ہوتے ہی اکبر نے اپنے کو خانخانان کی حکومت سے آزاد کرلیا۔ لیکن اکبر کے بلوغ تک جو کام خانخانان سے ہوا سلطنت مغلیہ اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔ اکبر کے دادا اور باپ بابر اور ہمایون کا مستقل پایہ تخت ہندوستان نہ تھا اسلیے

بخلاف اور مورخون کے سلطنت مغلیہ کی ابتدا اس کتاب مین اکبر کے عہد سے
کی جاتی ہی (بابر اور ہمایون کے حالات باب ۶ فصل ۱۳۲ - مین دیکھیے) -

اکبر کی فتوحات

اکبر کے عہد مین کابل - گجرات - بنگالہ - کشمیر - سندھ - قندھار - خاندیس اور
دکن کے اکثر صوبے آہستہ آہستہ دلی کی شاہنشاہی مین داخل ہو گئے - محمد تغلق
کے اخیر عہد مین ہندوستان کی شاہنشاہی پر جو زوال شروع ہوا تھا اب اُسکی
تلافی ہو ئی -

اکبر کے دربار مین علوم کا چرچا

ابوالفضل

فیضی

اکبر کو علاوہ جنگی امور کے مذہبی اور علمی مجلسون سے بھی دلچسپی تھی - اُسکا وزیر ابوالفضل
اور اُسکا بھائی فیضی یہ دونون بڑے عالم تھے - علوم قدیمہ کے علاوہ زباندانی مین
بھی فیضی کو کمال حاصل تھا - سنسکرت اور فارسی کا ماہر تو تھا ہی - سواطع الالہام
(تفسیر قرآن شریف) ایسی کتاب ہے جسمین شروع سے آخر تک ایک نقطہ نہین
آیا فیضی کے عربی لٹریچر کا وہ کمال ظاہر ہوتا ہی جسکی نظیر آج دنیا مین نہین ہی -

اکبر کا مذہب

اکبر مذہب کی طرف سے بہت آزاد تھا - ہندوون کے تالیف قلوب کے لیے
اُسنے اپنے مذہبی مسائل کی پروا نہ کی اور اسمین شبہہ نہین ہی کہ ہندو اکبر کو ویسا ہی
محترم جانتے ہین جیسا اپنے اور نیک نام بادشاہون کو سمجھتے تھے لیکن اسمین
گفتگو ہی کہ اس پالیسی نے آیندہ کے لیے سلطنت اسلام پر کیا اثر ڈالا - ظاہر ہی کہ
ہندوون سے کیا ہو سکتا تھا - مسلمانون کا زور البتہ اس سے گھٹ گیا - اور پھر
اسکے بعد جب مسلمانون نے اپنے کو سنبھالنا چاہا تو ہندوون کے بڑھے چڑھے
دلون نے مسلمانون کی پروا نہ کی اور وہ پروا کرتے بھی تو مسلمانون مین قابلیت
حکومت کب تھی - اب نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو اور مسلمان دونون ہند کی حکومت سے

الگ ہوگئے اور اچھا ہوا کہ ایسا ہوا ورنہ فسادوں اور خانہ جنگیوں کی کوئی حد نہ ہوتی۔ اکبر کی پالیسی کو مسلمان بُری نظر سے دیکھتے تھے۔ اکبر کے پڑپوتے عالمگیر نے اکبر کے ڈالے ہوئے دستور کو بہت کچھ مٹانا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ نکلا۔ مسلمانوں میں بُت پرستی اور خیالات فاسد کی پیروی جو اسوقت دیکھی جاتی ہے اسکی ابتدا زیادہ تر اکبر ہی کے وقت میں پڑی تھی۔ نیکنامی۔ دانشمندی۔ بہادری۔ ہر دلعزیزی۔ بلند حوصلگی اور فتحمندی کے اعتبار سے اکبر کو ہندوستان کا سب بڑا بادشاہ سمجھنا چاہیئے۔

ملکی قانون — ملکی قانون جہانتک وصول مالگزاری وغیرہ سے تعلق رکھتا تھا اسکی نسبت مورخوں کا بیان ہے علاءالدین خلجی اور شیر شاہ کے مسودہ قانون کو کسی قدر ترمیم کے ساتھ اکبر کے عہد میں رونق دی گئی تھی۔

جہانگیر سلیم ابن اکبر ۱۰۰۵ھ — اکبر کے دو لڑکے مرچکے تھے اسلیئے تیسرا لڑکا سلیم خودبخود ولیعہد تھا لیکن اسکے بیٹے خسرو نے دادا کے مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا تھا۔ سلیم اپنے باپ سے باغی تھا لیکن مرتے وقت پہونچ گیا اور یہی تخت پر بیٹھا۔ خسرو نے بغاوت کی اور قید کی سزا پائی۔ اس بادشاہ کی بیگم نورجہان معاملات ملکی میں بھی دست انداز ہوتی تھی۔ زنجیر عدل نے جہانگیر کو بہت مشہور کیا تھا۔ اسکے وقت میں جیمس اول شاہ انگلستان کا ایلچی سرٹامس رو دِلّی میں آیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ یورپ کے جہازران ہندوستان کے سواحل پر مال تجارت لاتے تھے۔ بلکہ شاہان گجرات کے وقت سے یوروپین لوگوں کا سلسلہ آمدورفت شروع ہوگیا تھا چنانچہ ہمایون کے حملہ کے وقت شاہ گجرات کا گولنداز اٹلی کا رہنے والا تھا۔ شاہ جہان نے

بہت سے حصے دکن کے فتح کیے - اخیر مین نورجہان کی وجہ سے شاہ جہان نے بغاوت کی - لیکن بالآخر باپ کے مرنے پر یہی تخت نشین ہوا -

شاہجہان ابن جہانگیر سنہ ۱۶۲۷ء
شاہ جہان کا عہد بہت ہی مبارک سمجھا جاتا ہے - ہندوؤن کا دستور جو اکبر کے دربار مین پڑا تھا شاہ جہان نے بہت کچھ اُسکی اصلاح کی - اکبر نے ہجری سنہ کی جگہ پر فصلی سنہ جاری کیا تھا اس طرح کہ ہجری سنہ جو اکبر کے وقت مین قایم تھا وہی قایم تھا صرف مہینون کے نام ہندی کر دیے گئے تھے اور مہینون اور سالون کا بدلنا ہندوؤن کے طریقہ سے شمسی سال کے اعتبار سے قایم کیا گیا سمت تو بکرماجیت کے وقت کا سنہ ہے - فصلی سنہ کو اکبری سنہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے - شاہجہان نے ہجری سنہ کو پھر دفتر مین رواج دیا - چنانچہ اسکے بعد

سنہ فصلی
سمت - فصلی اور ہجری تین سنہ ہندوستان مین انگریزون کے وقت تک رائج تھے - اب انگریزون کے وقت مین چوتھا سنہ عیسوی رائج ہوا -

اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت کو بہت رونق تھی - اسنے بڑے بڑے جشن کیے - دلّی کا لال قلعہ اور جامع مسجد اسکی یادگار ہے - اپنی بی بی کا روضہ اسنے آگرہ مین ایسا خوشنما بنایا کہ دنیا کی عجائبات مین شمار کیا جاتا ہے اور تاج محل کے نام سے زیادہ مشہور ہے -

ابتدا سے سلطنت مین ازبکون نے کابل پر چڑھائی کی - نرسنگھ دیو قاتل ابوالفضل نے بوندیل کھنڈ مین بغاوت کی لیکن بادشاہ ان دونون پر غالب رہا خان جہان نے اسکے مقابلہ مین بغاوت کرکے بڑی بڑی دقتین اُٹھائین - ایام شہزادگی مین بھی شاہجہان کو دکن فتح کرنے کی جو چاٹ پڑی تھی وہ بادشاہ ہونے پر بھی قایم

رہی۔ کل دکن شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور بعض خودمختار ریاستون مین (مذہبی رعایت سے) جو شاہ ایران کا نام خطبہ مین پڑھا جاتا تھا وہ اب خارج ہوگیا۔ احمدنگر کی ریاست تو بالکل نیست اور نابود ہوگئی۔ اسپین کے مغربی حصہ پرتگال کے باشندے پرتگیز کہلاتے ہین۔ ہندوستان مین کچھ پہلے سے انکی آمدورفت تھی۔ کلکتہ کے قریب ہوگلی کے قلعہ مین انکا تجارتی اسباب رہتا تھا۔ کچھ بے لطفی پیدا ہونے پر حاکم بنگال نے محاصرہ کرکے ہوگلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور پھر پرتگیزون کا زور گھٹنے لگا۔

علی مردان خان — علی مردان خان حاکم قندھار نے اپنے بادشاہ والی ایران کے ظلم سے تنگ آکر قندھار کو ملازمان شاہجہانی کے سپرد کردیا۔ علی مردان خان بڑا خوش سلیقہ شخص تھا دربار شاہی مین اُسنے بڑی عزت پائی۔ دلی کی نہر اسی کی بنوائی ہوئی ہے۔ بلخ اور بدخشان مرزا سلیمان کے قبضہ سے نکل کر بابراوزبکون کے قبضہ مین چلے آتے تھے شاہجہان نے ان موروثی مقامات پر بھی قبضہ حاصل کیا۔ لیکن قبضہ ناپائدار تھا قندھار تو بہت جلد قبضہ سے نکل گیا۔ مردان خان۔ راجہ جسونت سنگہ۔ مرزا مراد اورنگ زیب اور دارا شکوہ پے درپے بھیجے گئے۔ مخالف خوب زچ ہوئے۔ لیکن برف باری۔ راہ کی تنگی اور پہاڑی لوٹیرون کے حملے سے شاہی فوج ہمیشہ خراب رہی اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

سعد اللہ خان — سعد اللہ خان اسکا وزیر تھا اور مشہور ہے کہ ہندوستان مین ایسا لائق وزیر کبھی نہین ہوا۔ سعد اللہ خان بادشاہ کے سامنے ہی اپنی موت سے مرا۔

میر جملہ ایک ہیرے کے سوداگر کا لقب تھا۔ اپنی فطانت سے وزیر گولکنڈہ مقرر ہوگیا تھا۔ اورنگ زیب کے جوڑ توڑ سے یہ شاہجہانی فوج مین داخل ہوگیا قطب شاہ

خراج گزار رہا - علی بن عادل شاہ بیجاپور پہلے سے مطیع شاہجہان تھا - اورنگ زیب نے اسکو تخت سے اُتارنا چاہتا تھا - لیکن اتفاق سے اورنگ زیب کو وہان سے ہٹنا پڑا اور وہ اپنے تخت حکومت پر قایم رہگیا -

عالمگیر ۱۰۶۸ھ
شاہجہان کے چار بیٹے دارا شکوہ - مرزا شجاع - اورنگ زیب - اور مرزا مراد ہندوستان کے مختلف حصّون مین حکمران تھے - دارا شکوہ ولیعہد تھا اسلیے وہ دہلی مین رہتا تھا - اورنگ زیب نے بھائیون کو لڑوا دیا اور خود بھی لڑا - اپنے جوڑ توڑ سے یہ سب پر غالب آیا - اور جون ۱۶۵۸ء مین عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لیکر اپنے کو عالمگیر مشہور کیا اور شاہجہان وجود معطل رہ گیا - شاہ جہان کے ساتھ پہلے تو بڑے ادب اور تعظیم سے اورنگ زیب پیش آیا - لیکن جب اُسنے دیکھا

شاہجہان کی موت
کہ دارا شکوہ کی محبت شاہجہان کے دل سے دور نہین ہوتی تو شاہجہان کے ساتھ قیدین لگائی گئین اور وہ شاہی قلعہ مین ایک معزز قیدی کی حیثیت سے زندگی کے باقی دن پورے کرکے آٹھ برس کے بعد مر گیا -

یہان ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ شاہجہان ایسا بادشاہ قید ہوا اور پھر کسی نے اسکی اعانت مین سر نہین اُٹھایا ؟ - بظاہر اورنگ زیب کی کمال لیاقت کا اس سے پتہ چلتا ہی لیکن اسکے ساتھ یہ بھی مان لینا چاہیے کہ مسلمانون کے خیالات شاہجہان کی طرف سے بہت اچھے نہ تھے - اکبر اور جہانگیر کے وقت مین ہندوؤن کے دستور کی بہت کچھ تقلید کیگئی تھی اور اسکے نتایج پر نظر ڈال کر متعصب مسلمانون کا گروہ کشیدہ خاطر رہتا تھا - شاہجہان نے کچھ اصلاح کی لیکن بہت کم - دارا شکوہ کے انداز سے لوگ سمجھتے تھے کہ اکبر شاہ کا زمانہ پھر عود کرے گا - دارا شکوہ نے

ہندوؤن کا فلسفہ بہت کچھ پڑھا تھا اور اُنکی صحبت سے زیادہ محظوظ ہوتا تھا۔ بنارس کی پورانی عدالت کا مکان (جسمین مسلمانون کا ایک شریف خاندان اسوقت قابض ہی) مشہور ہی کہ دارا شکوہ کے لیے بنوایا گیا تھا کہ وہ بنارس مین رہکر پنڈتون سے استفادہ حاصل کرے۔ عالمگیر نے اپنا طرز بہت ہی متعصبانہ رکھا جس سے متعصب مسلمانون کی طبعیتین اسکی طرف مائل ہوئین۔

عالمگیر کا پہلا کام بھائیون کا استیصال تھا۔ مرزا شجاع تو لڑ بھڑکر مفقود الخبر ہو گیا رہے دارا شکوہ اور مرزا مراد یہ دونون قید کیے گئے اور شرعی الزام مین مارے گئے۔ اسکی سلطنت بہت وسیع تھی۔ دکن کی خود مختار ریاستین پہلے باجگذار تھین عالمگیر نے اُنکو تخت دِلّی مین شامل کرنا چاہا۔ گولکنڈہ کا بادشاہ تاناشاہ اور بیجاپور کا بادشاہ سکندر عادل شاہ یہ دونون گرفتار ہوکے اور سلطنتین دِلی مین شامل کی گئین۔ مرہٹون نے اسی کے وقت مین ترقی کی۔ سیواجی لوٹیرون کا سردار تھا شاہی فوج کو اسنے بہت دِق کیا۔ گرفتار بھی ہوا تو دِلّی سے بھاگ گیا اور راجگدی پر بیٹھا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا سنبھاجی گرفتار ہوکر قتل ہوا۔ سنبھاجی کے بعد اسکا بیٹا ساہوجی گدی نشین ہوا۔ عالمگیر جب پچاش برس سلطنت کرکے ۹۰ برس کی عمر مین بمقام احمدنگر مرا اُسوقت ساہوجی زندہ تھا اور ایک نیم خود مختار رئیس کی حیثیت رکھتا تھا۔

اورنگ زیب ہندوستان کے نامی بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہی۔ اکبر کے عہد مین جو خلاف شرع باتین رواج پکڑ چلی تھین بہت کچھ اسکے زمانہ مین انکی اصلاح ہوئی۔ اسکے ظاہر اور باطن کو لوگ یکسان نہین لکھتے اسکے وقت مین

اسراف کی بلا نازل نہ تھی اور اسلیے اہل علم خوش نہ تھے ورنہ اورنگ زیب سے اچھا کوئی مسلمان بادشاہ نہیں ہوا۔ کچھ نہ سہی تو اتنا ہر ایک کو تسلیم ہو کہ یہ حتی الوسع کوشش کرتا تھا کہ شرعی اعتراض اسپر کہین سے عاید نہ ہو۔ مانا کہ پکا مومن نہ تھا لیکن سچے مومن بننے کی کوشش تو کرتا تھا یہی غنیمت تھا۔

ھ
معظم بہادر شاہ اول
بن اورنگ زیب
۱۷۰۷ء

عالمگیر کا بڑا بیٹا معظم شاہ اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اپنے باپ کی طرح اسنے بھی اپنے دو بھائی اعظم اور کام بخش کے قتل کے بعد بہادر شاہ لقب اختیار کیا۔ یہ بادشاہ نیک نیت اور رحمدل تھا اسکے بھائی جو مارے گئے وہ اپنی ہی شرارت سے حالت جنگ مین زخمی ہوئے اور مرے۔

سکھ

اسکے وقت مین سکھون کا بڑا زور ہوا اسلیے کچھ مختصر حال سکھون کا بھی لکھا جاتا ہی بابر کے وقت مین کبیر داس کے چیلے گورو نانک نے ایک ایسا مذہب ایجاد کیا جسمین ہندو اور مسلمان دونون یکسان سمجھے جائین۔ عرصہ تک یہ فرقہ مرنج و مرنجان رہا ایک گورو کے بعد دوسرا گورو تلقین مذہب کے لیے گدّی پر بیٹھتا تھا۔ اکبر کے مرنے کے بعد سال کے اندر ہی اندر سکھون کا ایک گرو کسی طور سے شاہی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جسکے بعد سکھون کو ہتھیار رکھنے کی ضرورت پیدا ہوئی اور وہ مذہبی جوگیون سے سپاہیون کی صورت مین آنے لگے بسنہ ۱۶۷۵ء مین سکھون کے دسوین گورو گوبند نے مختلف فرقون کو سکھا شاہی مین شامل کرکے ایک چھوٹی سی فوج ترتیب دی۔ عالمگیر کے مرنے پر سکھون کی حالت باغی گروہ کے قریب قریب تھی مسلمانون کو انسے بے انتہا اذیتین پہونچنے لگین ممکن ہو کہ ابتدا مسلمانون کی طرف سے ہوئی ہو لیکن جب سکھون نے تلوار سنبھالی تو پھر بڑھتے ہی گئے اور مسلمانون کا مارنا عین ثواب

سمجھنے لگے۔

بہادر شاہ اول کو گرو گوبند کے مقابلے مین خود جانا پڑا۔ سکھ لوگ پہاڑون مین چھپ جاتے تھے اور موقع پاکر نکل آتے تھے اسلیے مسلمانون کو انکے تعاقب مین بڑی دقت ہوتی تھی۔ بالاخر سکھ مغلوب ہوئے اور بندا مفرور ہوگیا لیکن انکی جڑ کٹنے نہ پائی تھی کہ بادشاہ نے فروری ۱۷۱۲ء مین دُنیا کو خیرباد کہا۔

جہاندار شاہ بن بہادر شاہ ۱۷۱۲ء

بہادر شاہ کے مرنے پر اسکا بیٹا جہاندار تخت نشین ہوا۔ یہ عیاش اور نالائق بادشاہ تھا اسکے بھتیجے فرخ سیر نے بنگال سے آکر اسکو اور اسکے وزیر ذوالفقار خان کو قتل کیا اور خود تخت پر بیٹھا۔

فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ اول ۱۷۱۳ء

بارہہ کے سیدون نے اسکی بڑی مدد کی تھی۔ اسلیے سید عبداللہ خان قطب الملک وزیر مقرر ہوا۔ اور اسکا بھائی سید حسین علی خان امام الملک امیرالامرا مقرر ہوا۔ لیکن جب سیدون کے اختیارات بڑھے تو بادشاہ کو رشک ہوا نکبت کے آثار پیدا ہوئے۔ اسی وقت مین ایک انگریزی ڈاکٹر نے بادشاہ کا علاج کرکے ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے بنگالے مین ۳۸ گاؤن کی زمینداری خریدنے کی پروانگی حاصل کی اور یہ حکم حاصل کیا کہ کلکتہ کے پریسیڈنٹ کے دستخط سے جو مال روانہ ہو اُسکے محصول کے لیے تلاشی نہ لی جایا کرے۔

سلطنت کی کمزوری دیکھ کر بندا پھر نمودار ہوا اور پہلے سے زیادہ بُرے طور پر مسلمانون سے پیش آیا۔ فرخ سیر کی سلطنت کمزور ہو چلی تھی لیکن پھر بھی بندا کے لیے بہت تھی۔ بندا مع اپنے ساتھیون کے گرفتار کیا گیا اور دِلّی لایا گیا اور ایسی سزا سخت اُسکو دیگئی کہ عرصہ تک سکھون کو سر اُٹھانے کی طاقت نہین ہوئی۔ فرخ سیر سیدون کے

ہاتھ سے قتل ہوا۔

پھر رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ کو یکے بعد دیگرے سیدوں نے تخت پر بٹھایا لیکن سال کے اندر ہی دونوں مر گئے۔ سیدوں کو بادشاہ گر کا لقب ملا اور اورنگ زیب کی قایم کی ہوئی پادشاہت کے ڈھیچر ہر طرف سے ڈھیلے ہو چلے۔

رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ ۱۱۳۱ھ
رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ ۱۱۳۱ھ

آب سیدوں نے محمد شاہ کو منتخب کیا بمشکل سے محمد شاہ کی ماں بیٹے کی بادشاہی پر راضی ہوئی۔ وہ ڈرتی تھی کہ اس طوفان بے تمیزی میں بیٹے کی جان پر نہ بن جائے۔

محمد شاہ بن خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء

چین قلیج خان مخاطب بہ آصف جاہ ایک معزز ترکی سردار اور بڑا خاندانی شخص اس غازی الدین کا بیٹا تھا جو اورنگ زیب کے سرداروں میں گنتی کا سردار تھا۔ آصف جاہ جہاندار شاہ کے وقت سے بیدل ہو رہا تھا۔ روز بروز سیدوں کی بیجا قوت کے بڑھنے سے یہ ۱۷۲۰ء میں سیدوں سے منحرف ہو گیا اور دکن میں اپنی خود مختار حکومت کا نقشہ جمایا۔ اسی سال سید عبداللہ خان بادشاہ سے منحرف ہو کر آمادہ جنگ ہوا۔ لڑائی میں گرفتار ہوا اور سیدوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ محمد شاہ کو اس اعتبار سے ۱۷۲۰ء سے خود مختار بادشاہ کہنا چاہیے ۱۷۲۲ء میں آصف جاہ دکن سے بلایا گیا اور وزیر اعظم مقرر کیا گیا لیکن بادشاہ کو عیش و عشرت کا شیدا اور اپنی معشوقہ کے اختیار میں دیکھ کر آصف جاہ بہت متنفر ہوا اور بادشاہ کو بھی اس متشرع سپاہی سے علیحدہ ہونے کی فکر ہوئی۔ ۱۷۲۳ء میں آصف جاہ نے وزارت سے استعفا دیا اور ۱۷۲۴ء میں خود مختار ریاست دکن میں قایم کر کے حیدر آباد کو دارالریاست قایم کیا اور بادشاہ

کو تدریں بیجکر برائے نام اپنا ولی نعمت تسلیم کرتا رہا۔ سعادت خان خراسان کا ایک سوداگر فن سپہ گری سے واقف اودھ کا حاکم ہوکر محمد شاہ کی کمزوریوں سے خود مختار حاکم بن گیا۔ مرہٹوں نے سب قوت پکڑی۔ مرہٹوں کے دبانے کے لیے آصف جاہ اور سعادت خان محمد شاہ کے رفیق بنے لیکن کچھ فایدہ نہ نکلا۔ اسی اثنا میں ایران کے بادشاہ نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء میں حملہ کرکے دلی میں قتل عام کیا اور پھر محمد شاہ کو بادشاہی گدی پر بدستور چھوڑکر واپس گیا۔ محمد شاہ کی حالت اب بہت سقیم تھی۔ نام کو وہ شہنشاہ ہند رہ گیا تھا۔ آصف جاہ اور سعادت خان آپس میں صاف نہ تھے لیکن نادر شاہ کے مقابلے کے لیے یہ دونوں محمد شاہ کے شریک ہوئے تھے۔

نادر شاہ نے جو دلی میں خونریزی کی وہ زیادہ تر دلی والوں کی شرارت کی پاداش تھی لیکن خاندان تیموریہ کے جواہرات اور زرنقد (جسمیں تخت طاؤس بھی تھا) وہ اسقدر لے گیا کہ بادشاہ مفلس ہو گیا اور ارکین دولت بھی فقیر ہوگئے۔ نادر شاہ چلتے وقت محمد شاہ کو اٹک سے پورب جتنا ملک تھا اس کا بادشاہ بنا گیا۔ نادر شاہ زندہ رہتا تو محمد شاہ کو تقویت ہوتی لیکن نادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہ کی دقتیں بڑھ گئیں۔

مرہٹے تو تھے ہی۔ دلی کے اتر دامن کوہ میں روہیلے پٹھانوں نے سرتابی کی جسکے لیے بادشاہ کو خود جانا پڑا۔ ان روہیلوں نے خودمختاری اختیار کی انکے نام سے وہ سرزمین اب تک روہیلکھنڈ بولی جاتی ہے۔

اسی اثنا میں احمد شاہ دُرانی نے اپنے پایہ تخت قندھار سے فتح ہندوستان کے

لیے چڑھائی کی - سرہند تک وہ پہونچا تھا کہ محمد شاہ نے انتقال کیا -

احمد شاہ بن محمد شاہ ۶ ۱۱۶۱ھ

احمد شاہ بن محمد شاہ نے بہ حالت شہزادگی کسی حکمت سے احمد شاہ درانی کو ٹالا تھا کہ اسکا باپ محمد شاہ مرا اور یہی تخت شاہی پر بیٹھا - اسکے وقت مین روہیلون نے سر اُٹھایا اور مغلوب ہوئے - خود ارکین دولت کی نااتفاقی سے یہ مرہٹون کے ہاتھ گرفتار ہوا - اور اُسکی آنکھین نکالی گئین -

عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ ۶ ۱۷۵۴ء ۱۱۶۷ھ

احمد شاہ کے بعد عالمگیر ثانی تخت نشین ہوا - عماد الملک غازی الدین خان جسنے احمد شاہ کو اندھا کرکے اسے تخت پر بٹھایا تھا وزیر ہوا - اسکے وقت مین احمد شاہ درانی دوسری مرتبہ دلّی مین آیا اور نجیب الدولہ روہیلہ کو وزیر سلطنت بناکر چلا گیا عماد الملک نے امرا اور مرہٹون کی مدد سے دہلی پر حملہ کیا - نجیب الدولہ نے پھر احمد شاہ ابدالی کو تیسری مرتبہ بُلایا - عماد الملک نے یہ کیفیت دیکھکر عالمگیر ثانی کو قتل کر ڈالا اور اورنگ زیب کے پوتے شاہجہان ثانی کو تخت پر بٹھا کر بھرت پور چلا گیا - مرہٹے مقابلے مین آئے - احمد شاہ درانی کی مدد نجیب الدولہ اور نواب شجاع الدولہ نے کی - احمد شاہ فائز المرام واپس گیا اور شاہجہان کو تخت پر چھوڑتا گیا - اسکے بعد مرہٹے پھر دلّی مین آئے اور شاہجہان کو معزول کرکے جوان بخت کو تخت پر بٹھایا احمد شاہ درانی پھر چوتھی مرتبہ ہندوستان مین آیا اور پانی پت مین سب بے انتہا مرہٹے مارے گئے اور ہمیشہ کے لیے مرہٹون کا زور جاتا رہا -

محمد شاہ عالم عالی گہر بن عالمگیر ثانی ۶ ۱۷۶۰ء ۱۱۷۳ھ

عالمگیر ثانی کے بعد اسکا بیٹا شاہ عالم بادشاہ ہوا مرہٹون کا زور گھٹا تو ایسٹ انڈیا کمپنی کا زور شروع ہوا - قاسم علی خان اور شجاع الدولہ نے شکست کھائی ۱۷۶۴ء مین انگریزون سے شاہ عالم نے صلح کی - دہلی مین پھر روہیلون کا زور ہوگیا

غلام قادر روہیلہ نے بادشاہ کی آنکھیں نکال لیں۔ مرہٹون نے آکر بادشاہ کی اعانت کی لیکن اپنا سکہ جمایا۔ پھر انگریزون نے مرہٹون کو نکال کر اپنا قبضہ کیا اور اس طرح مغلون کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی بادشاہی ہندوستان مین قایم ہوئی۔

۹ محمد اکبر شاہ ثانی بن عالم شاہ ۱۸۰۶ء ۱۲۲۱ھ

شاہ عالم کے بعد اسکا بیٹا اکبر شاہ ثانی دہلی کے لال قلعہ مین تخت نشین ہوا دہلی اور چند دیہات کے علاوہ کوئی شی بادشاہ کے قبضہ مین نہ تھی۔ باپ کی طرح یہ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کا وظیفہ خوار رہا۔ اس بادشاہ کے وقت مین مولوی عبد العزیز کا انتقال ہوا۔ سید احمد بریلوی اور مولوی محمد اسمعیل سکھون کے مقابلہ مین شہید ہوئے۔ ان دونون نے شمال و مغرب مین بڑا نام پیدا کیا۔

ظفر محمد بہادر شاہ ثانی بن محمد اکبر شاہ ثانی ۱۲۵۳ھ

اکبر بادشاہ کے بعد بہادر شاہ ثانی تخت نشین ہوا۔ باپ کی طرح یہ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کا وظیفہ خوار رہا اور لال قلعہ کا حاکم تھا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر مین یہ رنگون بھیجا گیا۔ اور سلطنت مغلیہ کا نام مٹ گیا۔ پھر ہندوستان کی سلطنت ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے انگلش گورنمنٹ کی طرف منتقل ہوئی اور ملکہ وکٹوریا قیصرہ ہند کی رعایا ہونے کا فخر ہندوستانیون کو حاصل ہوا۔

اگر انگلش گورنمنٹ کا سایہ نہ پڑتا تو معلوم نہین مسلمانون کی کیا حالت ہوتی۔ ہند کے مسلمان عیسائی عملداری مین ہین لیکن مذہبی آزادی کے اعتبار سے اچھی حالت مین ہین اور خوش ہین۔

فصل دوازدہم

ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستین

نظام حیدرآباد

محمد شاہ کی شاہنشاہی یا دوسرے لفظون مین دلی کی بادشاہی کے زوال ہونے پر جو

ریاستیں ہندوستان میں قائم ہوئیں انہیں نظام حیدرآباد کی ریاست کو اول درجہ کی سمجھا جاتا ہے تاہم کل بلاد اسلام میں سلاطین ترکی شاہان ایران کے بعد یا چند و دیگر یورپین بادشاہوں کے بعد اسی طرح امیر کابل اور شاہ مراکو کے بعد نظام حیدرآباد کا درجہ سمجھا جاتا ہے۔

محمد شاہ کے تذکرہ میں آصف جاہ نظام الملک کا تذکرہ آچکا ہے۔ وہی اس خاندان کا بانی ہوا۔ جب تک شاہان دہلی کی کچھ جان باقی رہی یہ لوگ تخت دہلی کے معین اور ہوا خواہ رہے۔ جب دہلی بالکل ہی مٹ گئی تو یہ لوگ خود مختار سلطان ہوگئے۔ مرہٹوں سے قریب وجوار کے راجاؤں سے۔ فرانسیسوں اور انگریزوں سے انکا مقابلہ رہا۔

اس خاندان کے بادشاہ عموماً نیک نام اور ہر دلعزیز رہے اب تک دس بادشاہ ہوچکے ہیں۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ	سنہ ۱۱۳۲ھ	
۲	غازی الدین خان فیروز جنگ ابن آصف جاہ		
۳	میر احمد نظام الدولہ ناصر جنگ	سنہ ۱۱۶۴ھ	
۴	میر محمد امیر الملک صلابت جنگ		
۵	خان نظام علی خان		
۶	میر نظام علی آصف جاہ ثانی	[illegible]	
۷	میر اکبر علی خان سکندر جاہ	سنہ ۱۲۱۸ھ	
۸	ناصر الدولہ میر فرخندہ علی خان آصف جاہ	سنہ ۱۲۴۴ھ	

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۹	میر تہنیت علی خان افضل الدولہ	سنہ ۱۲۷۳ھ	
۱۰	میر محبوب علی خان	سنہ ۱۲۸۵ھ	

میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہ

دو برس کی عمر میں میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہ گدی پر بیٹھے اور بالغ ہونے پر سنہ ۱۳۰۱ھ میں زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی - ہند کے مسلمان اس والی ریاست اور اس ریاست کو بڑی امید کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مسلمانون کے پرانے علوم کی جو قدر آج اس ریاست میں ہے ہندوستان میں کہین نہین ہے -

اس زمانہ کے ایک معزز اخبار نے جو خیالات اس رئیس کی نسبت سنہ ۱۸۹۵ء میں ظاہر کیے ہین بجنسہ نقل کیے جاتے ہین -

اعلیٰ حضرت حضور نظام کی نسبت یہ مختصر کیفیت ناظرین کے واسطے خالی از دلچسپی نہو گی اعلیٰ حضرت حضور نظام کی عمر ۲۹ برس کی ہے - چھریرا بدن قد متوسط مائل بکوتاہی خوبصورت ہین - فن سپہ گری مین پورے مشاق نہایت عمدہ نشانہ باز اور شہسوار بہت اچھے نیزہ باز - آسٹریا کا شہزادہ جو یہان سیر کو آیا تھا اُس سے اور حضور نظام سے نشانہ بازی کا مقابلہ ہوا - اعلیٰ حضرت جیتے - اُسنے بھی حضور نظام کے واسطے اپنے ملک سے کئی بندوقین تحفہ کے طور پر بھیجی ہین - نظام اپنی طبیعت پر پورا اختیار رکھتے ہین جفاکش انتہا درجہ کے ہین - گرمیون کے ایام مین شیر کا شکار ہوتا ہے تو سہ دھوپ مین گھنٹون ایک جگہ کھڑے رہتے ہین - خادم کے پاس بہت سے تولیے ہوتے ہین جب پسینہ آیا اور خادم سے تولیہ لیا اور منہ پونچھا اور پھینکدیا اس طرح ایک ایک دن ڈو ڈو سو تولیے استعمال مین آتے ہین - بیمار دن مین

پیدل اسقدر چلتے ہین کہ خادم وغیرہ تھک جاتے ہین - اور یہ نہین تھکتے مزاج
مین رحم اور فیاضی بہت ہی - خدمتگار وغیرہ جو فقرا کو روکتے ہین تو منع کر دیتے ہین
اپنے مکان مین خدام اور مصاحب کے ساتھ اکثر اوقات ایک جگہ جو کھڑے ہوئے
تو گھنٹون کھڑے رہ جاتے ہین - ایک روز داغ کو چکر آگیا اور گر پڑے - ایک روز
ایک مصاحب کو غش آگیا - جس طرف اُنکی نظر اُٹھ جاتی ہی ایک ایک گھنٹہ تک قایم
رہتی ہی اور کچھ سوچا کرتے ہین - جلال اسقدر ہی کہ وزیر اعظم ہی جب کبھی طلب ہوتے
ہین تو اُنکے ہوش درست نہین رہتے حالانکہ وہ رشتہ دار ہین اُنکے بڑے بہنوئی
ہین اور نظام اُنکا بہت خیال کرتے ہین - رزیڈنٹ صاحب جب سلام کو حاضر ہوتے
ہین تو اُنکے چہرے پر تغیر کے آثار ظاہر ہو جاتے ہین - ان سب باتون کے ساتھ
نظام فقرا اور اولیا اللہ کے بڑے معتقد ہین اور نہایت مودب ہو کر اُنکے سامنے
بیٹھتے ہین اور ہاتھ جوڑ کر باتین کرتے ہین اور رخصت ہونے کے وقت اُنکی جوتیان
اپنے ہاتھ سے رکھ دیتے ہین مجلس وعظ مین جب حاضر ہوتے ہین ابتدا سے انتہا
تک روتے ہین - علما کی بھی نہایت عزت کرتے ہین - سُنّی المذہب حنفی المشرب ہین
حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بڑی عقیدت ہی - باورچیخانہ کا خرچ آٹھ ہزار
روپیہ روز کا ہی مگر خود کھانے کا کم شوق ہی - دو سو باورچی نوکر ہین - رعایا کی حیثیت
سے ہندو مسلمان دونون کو برابر دیکھتے ہین - ابھی ابھی ایک ہندو سردار سے
جنکا نام بنسی لال یا بنسی پرشاد تھا - نظام نے اُنکو بنسی راجہ کہکر پکارا بس فوراً
اُنکو یہ خیال آیا کہ میری زبان سے راجہ نکلا ہی - اُسی وقت راجہ کا خطاب اُنکو عطا کیا اور
اسقدر جاگیر دی کہ واقعی راجہ بنا دیا - نیز ۲ لاکھ روپیہ مساجد وغیرہ کے خرچ کے لیے دئے

ریاست بھوپال

وسط ہندمین ایک ریاست بھوپال ہی - بعد حیدرآباد کے وسعت آراضی کے اعتبار سے اسی کا درجہ ہی - فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین جب دہلی کی سلطنت ضعیف ہوئی تو دوست محمد خان مرازی نے اس حصہ ملک مین دخل کرلیا تب سے یار محمد خان - فیض محمد خان - حیات محمد خان - غوث محمد خان - وزیر محمد خان - نظر محمد خان قدسیہ بیگم - جہانگیر محمد خان - نواب سکندر بیگم - نواب شاہجہان بیگم خلد اللہ ملکہا یکے بعد دیگرے اتنے حکمران ہوئے -

نواب صدیق حسن خان مرحوم نواب شاہجہان بیگم کے شوہر تھے بڑے دیندار اور متشرع تھے - بہت سی مذہبی کتابین مرحوم نے تالیف اور ترجمہ کین بھوپال مین انکی بدولت جو مذہبی رونق قایم ہوئی تھی اب تک اُسکا اثر باقی ہی - نواب شاہجہان بیگم سے مسلمان خوش ہین - اور ریاست نیک نام ہی - اب نواب مولوی عبدالجبار وزیر سلطنت ہین اور نہایت لیاقت سے کام کرتے ہین -

ریاست بہاولپور

حضرت عباس عم رسول کے خاندان کے لوگ شکارپور مین تھے - درانی کے ظلم سے تنگ آکر یہ لوگ خوب دل کھول کر لڑے اور پھر بہاولپور مین آکر ۱۷۴۶ء مین خودمختارانہ طور پر آباد ہوگئے - ۱۸۲۷ء تک یہ لوگ الگ الگ حکمران تھے اور ۱۸۲۷ء مین سب رئیسون نے ملکر بہاول خان ثالث کو اپنا بادشاہ قرار دیا - اُسوقت ریاست کے حدود اراضی بہت بڑھ گئے تھے اخیر مین رنجیت سنگھ سے تنگ آکر بہاول خان نے انگلش گورنمنٹ سے مدد چاہی اور تب سے یہ ریاست برابر انگلش گورنمنٹ کی حمایت مین چلی آتی ہی - بہاول خان ثالث کے بعد فتح خان بہاول خان چہارم اور نواب صادق خان یکے بعد دیگرے حکمران رہے - ایک

چھوٹی سی ریاست ہے اور چھبیس ۲۶ لاکھ سے کچھ زیادہ کی تحصیل ہے۔

ریاست مالیر کوٹلہ

ایک چھوٹی سی ریاست مالیر کوٹلہ کی پنجاب مین ہے۔ دو لاکھ کی تحصیل ہے۔ یہ لوگ شیخ احمد زندہ پیر کی نسل مین ہین۔ بہلول لودھی کے پہلے یہ لوگ مخدوم زادون کی طرح پیشواے مذہب کی حیثیت رکھتے تھے۔ بہلول لودھی نے انکو جاگیر دیکر پولیٹکل معاملات سے دلچسپی پیدا کرائی۔ پھر سلاطین مغل کے زمانہ مین یہ لوگ کچھ اور با اختیار ہوئے سنہ ۱۸۰۹ء مین انگلش گورنمنٹ کی حمایت مین وزیر خان مسند نشین ہوا اور تب سے برابر مسند نشینی کا سلسلہ جاری ہے۔

ریاست ٹونک

صاحبزادہ امیر خان قوم پٹھان نے اپنے زور بازو سے اسی صدی مین ریاست ٹونک کی بنیاد ڈالی۔

نواب امیر خان۔ نواب وزیر محمد خان عرف وزیر الدولہ۔ نواب محمد علی خان نواب محمد ابراہیم خان آج تک پانچ نواب مسند نشین ہوئے ہین۔ یہ لوگ دینداری مین مشہور ہین۔ مذہبی حرارت کی وجہ سے کچھ جھگڑا ہو گیا تھا جسپر نواب محمد علی خان کو انگریزون نے بنارس مین لاکر رکھا اور محمد ابراہیم خان کو گدی نشین کیا۔ گیارہ لاکھ کی ریاست ہے۔

ریاست رامپور

روہیلے پٹھانون کا ذکر محمد شاہ اور اُسکے مابعد کے سلاطین کے تذکرے مین لکھا گیا ہے۔ مراد آباد۔ بدایون اور بریلی مین ان لوگون کی حکومت تھی۔ آخر آخر غلام محمد خان غاصب ریاست پر آصف الدولہ لکھنؤ کا نواب انگریزون کو چڑھا لایا نواب غلام محمد خان مارا گیا۔ محمد علی خان متوفی سابق رئیس کا بیٹا احمد علی خان گدی پر بیٹھا۔ احمد علی خان کے مرنے پر محمد سعید خان بن نواب غلام محمد خان

گدی نشین ہوا اور نواب محمد سعید خان کے بعد نواب محمد یوسف علی خان گدی نشین ہوئے۔ جنھون نے ایام غدر مین انگریزون کے ساتھ خیر خواہی کر کے بہت کچھ رسوخ پیدا کیا۔ انکے بعد انکے بیٹے نواب کلب علی خان مسند نشین ہوئے انکا عہد یاد رہے گا۔ بڑے مدبر اور نیک نیت رئیس تھے۔ ہر قسم کے اہل فن انکے دربار مین جمع رہتے تھے۔ سنہ ۱۳۰۶ھ مین انکا انتقال ہوا۔ پھر انکے بعد انکے بیٹے نواب مشتاق علی خان مسند نشین ہوئے اور انکے بعد اب انکے بیٹے نواب حامد علی خان نواب ریاست ہین۔ اللہ انکے ملک مین ترقی اور دولت مین افزونی عطا کرے دلّی اور لکھنؤ کے درمیان مین بس یہی ایک رئیس ہین۔ علوم انگریزی سے بھی واقف ہین اور یوروپ کی بھی سیر کی ہو۔ تعلیم عمدہ پائی ہو۔ پانچ چار سال سے مسند نشین ہوئے ہین۔ انکے وقت مین منشی امیر احمد مینائی بڑے اہتمام سے اردو لغت جمع کر رہے ہین۔ اگر یہ کتاب ختم تک پہونچی تو عمدہ یادگار رہیگی۔

ریاست ممدوٹ

پنجاب مین ایک چھوٹی ریاست ممدوٹ کی ہو۔ والی ریاست قوم کا افغان ہو نظام الدین خان بانی ریاست رنجیت سنگھ کا ہمعصر اور اُسکا ماتحت تھا۔ اب انگلش گورنمنٹ کی نگرانی مین ہو نظام الدین خان۔ قطب الدین خان۔ فتح الدین خان۔ جمال الدین خان۔ قطب الدین خان۔ نظام الدین خان گذشتہ والیان ریاست کے نام ہین۔

بنگال مین اورنگ زیب کے وقت مین جعفر علی خان گورنر تھا سلطنت مغلیہ کو ضعف ہوتا گیا اور بنگال کے گورنرون کی قوت بڑھتی گئی سنہ ۱۱۱۶ھ سے سنہ ۱۲۵۴ھ تک بتفصیلہ ذیل نواب گدی نشین ہوئے۔

جعفر علی خان ۔ شجاع الدولہ ۔ علاء الدولہ سرفراز خان ۔ الہ وردی خان مہابت جنگ

مرشدآباد کے نواب

غلام حسین خان سراج الدولہ - نواب میر محمد قاسم علی خان - نجم الدولہ معروف میرپھلواری - سیف الدولہ - مبارک الدولہ - نظام الملک - سید زین العابدین خان - سید احمد علی خان - ہمایون جاہ - منصور علی خان نصرت جنگ -

اس خاندان کے لوگ اب بھی باقی ہین اور انگلش گورنمنٹ سے کچھ وظیفہ پاتے ہین - غلام حسین سراج الدولہ وہی شخص ہے جسکی نسبت ہندوستان کی تاریخ مین مذکور ہے کہ کلکتہ مین حملہ کرکے ۱۴۶ - انگریزون کو سنہ ۱۱۷۰ھ مین ۱۵ فٹ مربع کے حجرہ تاریک مین بند کیا تھا - نواب میر قاسم علی نے انگریزون سے ۱۱۷۷ھ کے قریب پوری شکست کھائی اور اسی وقت سے اس خاندان کی خودمختاری زائل ہوئی -

شاہان اودھ

جس طرح محمد تغلق کی شاہنشاہی کے زوال کے بعد شاہان جونپور خودمختار رئیس بنگئے تھے - اسی طرح محمد شاہ کے گورنر برہان الملک سعادت خان کی نسل مین خودمختارانہ حکومت کا سلسلہ احمد شاہ کے وقت سے شروع ہوا - منصور علی خان صفدر جنگ ۱۱۶۵ھ مین وزیر تھا - پھر اودھ کی حکومت پر دلی سے واپس آیا اسکی بعد خاندان مغلیہ کا زوال اور اس خاندان کا عروج شروع ہوا -

برہان الملک سعادت خان - منصور علی خان صفدر جنگ ۱۱۶۵ھ - شجاع الدولہ ۱۱۶۷ھ - جلال الدین حیدر - آصف الدولہ ۱۱۸۸ھ - علی خان ۱۲۱۲ھ - سعادت علی خان ۱۲۱۱ھ - غازی الدین حیدر خان ۱۲۲۹ھ - نصیر الدین حیدر ۱۲۴۳ھ - محمد علی شاہ ۱۲۵۳ھ - امجد علی شاہ ۱۲۵۸ھ - واجد علی شاہ ۱۲۶۳ھ سے ۱۲۷۱ھ تک - برجیس قدر ۱۲۷۳ھ - یہ تیرہ بادشاہ اس خاندان مین صاحب حکومت گزرے ہین -

نصیر الدین حیدر کے بعد شاہجان تخت حکومت پر بیٹھا تھا لیکن فوج انگلشیہ کی مدد سے وہ گرفتار ہو کر چنار گڑھ مین قید کیا گیا اور نصیر الدین محمد علی شاہ تخت پر بیٹھا۔ شاہجان کا زمانہ حکومت بہت ہی قلیل ہوا اسلیے فرمانروایان مین اسکا شمار نہین کیا جاتا۔

یہ والیان ریاست غازی الدین کے پہلے نواب کہلاتے تھے اور اسکے وقت سے شاہ کہے جانے لگے۔ آصف الدولہ نے لکھنو کو دارالسلطنت قرار دیا۔ شروع مین بہار سے روہیلکھنڈ تک شاہان اودھ کا قبضہ تھا۔ سعادت علی خان سے آدھا ملک شرقی ایسٹ انڈیا کمپنی نے لے لیا۔ واجد علی شاہ کے مزاج مین آرام طلبی زیادہ تھی ملک مین جا بجا بد انتظامی ہوئی۔ اراکین دولت کی نا اتفاقی اور بھی ریاست کے حق مین زہر ہو گئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے واجد علی شاہ کو معزول کر کے کلکتہ پہونچایا۔ انکا بیٹا برجیس قدر اپنی ماں کی ولایت مین کچھ یون ہی برائے نام مزاحم ہوا اور پھر ریاست نیپال مین پناہ گیر ہوا اسلیے اسکا نام بھی زمرۂ شاہان مین لکھدیا گیا۔ ورنہ فی الواقع وہ جائز طور پر کبھی گدی نشین نہین ہوا۔

لکھنو کی رونق

دلی کے بعد لکھنو کی رونق ایسی تھی جیسی قرطبہ کے بعد غرناطہ کی رونق اندلس مین مسلمانون کی یادگار تھی۔ لکھنو جب آباد تھا عجب شہر تھا۔ ہر فن کے ماہر باکمال جمع تھے۔ اردو زبان کی ٹکسال جس طرح دلی تھی ویسی ہی لکھنو کو بھی سمجھنا چاہیے ۱۸۵۷ء نے ایک ساتھ دلی اور لکھنو دونون کو غارت کیا۔ ۱۸۵۷ء کے قبل جنھون نے دلی اور لکھنو کو دیکھا ہے وہ کلکتہ اور بمبئی کو حقیر جانتے ہین۔ یہ دونون شہر دولت مین بڑھ جائین لیکن وہ باتین کہان۔

مفصلہ بالا ریاستون کے علاوہ نو ریاستین مسلمانون کی اور ہین جنکا اختصاراً
یون کیا جاتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی ریاستین

نمبر	نام ریاست	قوم	سنہ ۱۸۹۴ء مین فرمان روا تھے
۱	ریاست جوناگڈھ بمبئی	بلوچی پٹھان	نواب بہادر خان
۲	ریاست جاورہ بنگال	افغان	نواب محمد اسمعیل خان
۳	ریاست رادھن پور بمبئی	مغل	نواب بسم اللہ خان
۴	ریاست پالن پور بمبئی	افغان	دیوان شیر محمد خان
۵	ریاست گدہی بمبئی	افغان	نواب جعفر علی خان
۶	ریاست خیر پور بمبئی	بلوچی پٹھان	
۷	ریاست باونی بنگال	پٹھان	نواب محمد حسین خان
۸	ریاست بناس پور بنگال	مغل	نواب منور خان
۹	ریاست کوروائی	افغان	نواب محمد منور علی خان

فصل سیزدہم

ہندوستان کا ملکی مذہب اسلام کیون نہوا

اسلام کی پوری روشنی

سب کے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلام اپنی پوری روشنی مین کب تھا۔ ملکی فتوحات کے اعتبار سے تو وہ اب بھی جابجا موجود ہے۔ اور افراد شخصی کے لحاظ سے اس گئی گذری حالت پر بھی دنیا مسلمانون سے خالی نہین ہے۔ لیکن ہم سچے اسلام سے وہ ذوق اور شوق مراد لیتے ہین جو رسول اللہ نے اپنے کلام اور فیض صحبت سے لوگون کے دلون مین ایک خاص طور پر پیدا کر دیا تھا۔ ہر شخص

اُس وقت دنیا کو محض دینی اغراض کے لیے کام مین لاتا تھا۔ مذہبی اغراض کے مقابلہ مین دنیاوی اغراض کو ہیچ جانتا تھا۔ تمام مسلمان ایک دل ایک فریق ایک گروہ سمجھے جاتے تھے۔ گھنٹہ بھر پہلے جو مسلمانون کے نزدیک کشتنی تھا وہ قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ ہی بھائی ہو جاتا تھا۔ بھائیون مین تو جھگڑے ٹنٹے بھی ہوتے ہین اسلیے یون کہیے کہ وہ دوسرے مسلمانون کا جزو بدن ہو جاتا تھا۔

چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار

ایک رگ مین کے ٹوٹنے سے سارے بدن مین درد ہوتا ہے اور جسم مین کسی ایک مقام کے سہلانے سے تمام جسم کو آرام ملتا ہے۔ بس یہی کیفیت ابتدا مین مسلمانون کی تھی۔ کسی ایک مسلمان کی خوشی کا اثر تمام مسلمانون پر پڑتا تھا اور ادنیٰ سے ادنی مسلمان کی ناخوشی سے تمام قوم متاثر ہو جاتی تھی۔ جب تک مسلمانون کی یہ حالت تھی ہم کہتے ہین کہ اُسی وقت تک دنیا مین سچا اسلام تھا یعنی اُس وقت تک اکثر مسلمان اُس سبق کو ذرا بھی بھولے نہ تھے جو رسول عربی نے پڑھایا تھا اُسکے بعد قوم اُس اعلیٰ صفت سے متصف نہ رہی جسپر مسلمانون کو ناز تھا اور ناز ہے۔ اُسکے بعد جس طرح ہر قوم مین اچھے اور بُرے ہوتے ہین اُسی طرح مسلمانون مین بھی ہر قسم کے لوگ ہوئے اور ہوتے ہین اور آیندہ ہوتے رہین گے لیکن جب تک قرآن مسلمانون کا دستور العمل رہا اپنے قانون کے اعتبار سے پھر بھی یہ خیر الامم سمجھے گئے۔

اخوت اسلامی

ہماری مفصلہ بالا تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے اچھے دنون کو ہم دو حصون پر تقسیم کرسکتے ہین۔ ایک وہ زمانہ جب سچے اسلام کا وجود دنیا مین تھا۔ اور دوسرا

وہ زمانہ کہ طبیعتون مین گو اختلاف اور برائیان پیدا ہوگئی تھین لیکن قرآن کو دستور العمل اور پولیٹکل قانون جاننا عام طور پر شعار اسلام سمجھا جاتا تھا۔ پہلا زمانہ افسوس ہو کہ بہت تھوڑے دنون تک قایم رہا اور دوسرا زمانہ اُسوقت تک تھا جو عام طور پر مسلمانون کی ملکی ترقی کا زمانہ سمجھا جاتا ہو۔

اسلام کا پہلا زمانہ صرف تیس ۳۰ تینتیس ۳۳ برس تک قایم رہا۔ سنہ ہجری سے دس گیارہ سال تک حیات رسول صلعم اور اُسکے بعد کوئی ۲۳ سال تک اور خلفاے راشدین کا وقت یعنی حضرت عثمان رضہ خلیفہ ثالث کے اخیر زمانہ کی بدنظمیون کے پہلے پہلے یہ تینتیس ۳۳ برس کا زمانہ ایسا تھا کہ ہبوط آدم سے اب تک نہ ہوا اور نہ مسلمانون کے عقیدہ کے موافق آیندہ ہونے کی امید ہو۔ ۳۳ برس کے بعد کوئی بُرا مانے یا بھلا۔ پیغمبر صلعم خدا کے سبق اکثر صحابہ فراموش کر چلے تھے۔ جب تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ اُن ابتدائی ۳۳ سالون کے مقابلہ مین نہایت ہی بُرا اور پُرآشوب سمجھا گیا تو مابعد کے وقتون کا کیا تذکرہ۔ ۳۳ھ کے بعد جو لڑائیان مسلمانون نے کین اُنہین مورخون کے نزدیک خود غرضیون کو زیادہ تعلق تھا۔ مسلمان مسلمان سے لڑے جنہین سے ایک فریق کو خواہ مخواہ بر سر خطا ماننا پڑتا ہو۔ چند لڑائیون کو باہمی غلط فہمیون کے حوالے کرتے ہین۔ لیکن پھر آگے چلکر مورخون کو صاف صاف کہنا پڑتا ہو کہ دنیا کے مقابلہ مین دین کا خیال رکھنا بشری طاقت سے باہر ہو۔ رسول اللہ کا زمانہ ایک عجیب قدرت کا زمانہ تھا۔ خدا کو دکھانا تھا کہ انسان سے بھی فرشتون کے کام لیے جا سکتے ہین۔

خالی کمرہ منھہ بند کرکے قعر سمندر کے اندر رکھدیا جائے۔ سیکڑون فیٹ

پانی کو وہ منٹون مین نہین سکنڈون مین طے کرکے سطح آب پر آجائیگا۔ ٹھیک یہی کیفیت مسلمانون کی تھی "الحق یعلو ولا یعلی" زمانہ ہجرت تک پیغمبر خدا نے اپنی قوم کو آلایش جہالت سے پاک کرنے مین وہی کام کیا جو تمثیلاً کہر کے اندرونی حصہ کے صاف کرنے مین کرنا پڑتا ہی۔ پھر اُسکے بعد تمام دنیا مین عرب اس سرعت سے پہونچے کہ اُسکی نظیر نہین ملتی۔

کاغذ پر ایک قطرہ تیل کا ڈال دیا جائے اور پھر ایک گھنٹہ کے بعد دیکھا جائے ایک مربع فٹ کاغذ تیل سے بھرا پڑا ہی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت مسلمانون کی ترقی سے ظاہر ہوتی ہی۔ سنہ ہجری کے پہلے سال ہین مسلمانون کے پاس کوئی کنوان پانی پینے کو یا کوئی جگہ نماز پڑھنے کو بھی مدینہ مین نہ تھی۔ انتہا سے بیچارگی ملاحظہ فرمائیے۔ گویا مادر گیتی کے وہ فرزند ہی نہ تھے۔ اور پھر ۳۲ برس کے اندر انھین بیچارون کو دیکھیے تو جنوب مین یمن کا حصہ جنوبی۔ شمال مین بحر اسود مغرب مین افریقہ کا ساحل شمالی۔ مشرق مین حدود ہندوستان۔ اس وسعت مین بس یہی لوگ نظر آتے تھے۔ یون تو چنگیز خان کے حملے۔ تیمور کے حملے۔ بوناپارٹ کے حملے۔ اور اُسکے پہلے سکندر اور بخت نصر کی چڑھائیان بھی مشہور ہین۔ لیکن مسلمانون کے ساتھ جو حیرت افزا امر ہو وہ یہ ہو کہ ۳۲ برس کے اندر وہ جہان تک پہونچ گئے وہان کے باشندون کو اپنا ہمدرد اور اپنا ہم خیال اپنا ہم مذہب بنا لیا۔ اور کافرون سے بت پرستی۔ عیسائیون سے مسئلہ تثلیث گبرون سے آتش پرستی۔ ستارہ پرستون سے ستارہ پرستی وحشیون سے درندگی چھڑا دی۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیسا زمانہ تھا اور کیسے لوگ تھے۔ کیسا سچا خیال

اور کتنا استقلال اُن لوگون کے ساتھ ساتھ چلتا تھا- آبائی مذہبون کو ترک کرنا کوئی آسان کام نہین ہے- لیکن معلوم نہین کہ کیا منتر وہ لوگ پڑھتے تھے کہ غیر قومین گویا مسحور ہوجاتی تھین- منتر صرف یہ تھا کہ اپنے طرز عمل سے وہ لوگ دکھاتے تھے کہ مسلمان تمام امور مین دنیا کی بہترین قوم ہین- مذہب گو اخروی خیال سے زیادہ تعلق رکھتا ہے لیکن عوام کے سمجھنے کے لیے آخر کوئی ذریعہ چاہیے- پس اس سے اچھا کیا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ مسلمانون نے اپنی دنیوی حالت سے لوگون پر ثابت کردیا کہ جب قوم دنیا مین ایسی سچی ایسی خلیق ایسی باقاعدہ ایسی منکسر المزاج- ایسی بے طمع ہے اُسکا حشر کیونکر برا ہوسکتا ہے- اور جب اُسکا حشر برا نہ ہوا تو اُسکے ساتھ والون کا حشر کیونکر برا ہوگا-

مسلمانون کی ترقی

تاریخون سے معلوم ہوتا ہے ۳۳ھ کے بعد مسلمانون کے اخلاق مین کمی پیدا ہوئی یعنے عام مسلمان قابل ستائش نرہے بلکہ یہ ڈھونڈھنا پڑا کہ کون حق پر قایم ہے اور کون جادہ اعتدال سے گرا ہوا ہے- تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے ۳۳ھ تک جہان جہان مسلمان پہونچ سکے وہان آج بجز اسلام کے اور کوئی دوسرا ملکی مذہب نظر نہین آتا- اب ان دونون باتون کو پیش نظر رکھنے کے بعد کچھ شبہہ نہین رہتا کہ ۱۳۰۰ برس کے قبل جو وصف مسلمانون مین تھا وہ عام طور پر باقی نہین رہا یعنے جو وصف قوم مین پہلے تھا وہ بعض افراد قوم کے ساتھ مختص ہوگیا ملکی اور مذہبی پیشوائی ۳۳ھ تک ایک شخص مین تسلیم کی جاتی تھی- پہلے رسول خدا دو جہان کا پیشوا سمجھا جاتا تھا- اسکے بعد امر خلافت مین کچھ تھوڑے سے اختلاف کے بعد عام مسلمانون نے یہ تسلیم کیا کہ خلیفہ اول کا فعل چونکہ سنت نبوی کے خلاف

مسلمانون کی حالت سکوت

نہین ہی اسلیے وہ دینی اور دنیا وی امور مین پیشوا ہین - یہی خیال لوگون کا خلیفہ ثانی کی نسبت بھی تھا - خلیفہ دوم کو اخیر تک اور اُنکے بعد خلیفہ سوم کو جب تک مروان کی مداخلت سے سب طغیان نہین پیدا ہوئین لوگ ایسا ہی سمجھتے رہے اسکے بعد جو فتنے برپا ہوئے وہ موقع موقع سے بیان کیے گئے ہین یہان دوبارہ لکھنے کا موقع نہین ہی - اب مسلمانون کے دو فرقے ہوئے - ایک وہ جنھون نے دنیا وی امور کو دینی معاملات سے الگ کرکے عزلت گزینی اختیار کی اور دوسرے فرقہ نے دین اور دُنیا کو اُسی طرح ساتھ رکھنا چاہا جس طرح وہ اب تک دیکھتے آئے تھے - لیکن افسوس کہ وہ رسولؐ اللہ کے پڑھائے ہوئے سبق کو بھول چلے تھے - اس دوسرے فرقہ مین کچھ لوگ تو سچے دل سے دین اور دنیا کا ساتھ چاہتے تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ فی الواقع وہ اس خیال کے نہ تھے محض دنیا وی طمع سے وہ اپنے کو ایسا ظاہر کرنا ترقیون کا سبب سمجھتے تھے - پچھلے گروہ کی ان دُنیمی تقسیمون نے غضب ڈھایا - ظاہر مین دونون کی غرضین ایک اور دلون مین زمین اور آسمان کا فرق - اس پولٹیکل گروہ کے اختلاف سے مسلمانون مین ایسی خونریزیان ہوئین کہ سُننے والون کو حیرت ہوتی ہی کہ یون دفعتاً مسلمانون کی کایا پلٹ کیون ہوگئی تھوڑے دنون کے بعد گروہ ثانی کا فرقہ اول بالکل معدوم ہوگیا صرف فرقہ ثانی رہ گیا جسکی غرض دنیا کے لیے دین کا بیچنا اور دین کو بوجہ بدنام کرکے اسکے ذریعہ سے دُنیا حاصل کرنا مقصود رہا - تلوار خزانہ اور حکومت سب انکے ہاتھ مین تھی - گروہ اول جس نے دنیا کو لات ماری تھی نان شبینہ کا محتاج تھا اور بالکل انکے بس مین تھا - اس پولٹیکل گروہ مین جتنا نورایمان تھا اُتنی ہی روشنی یہ بلاد مفتوحہ مین پھیلا سکتے

مسلمانون کے فرقے

تھے - زیادہ کہان سے لاتے -

مختصر یہ کہ پہلی صدی کے اندر ہی اندر صوفیون - عالمون - قاضیون محدثون اور فقیہون کا گروہ الگ ہوگیا اور ظالمون لوٹیرون - لامذہبون کا گروہ جدا قایم ہوا - فرمانرواؤن کی جماعت اسی پچہلے گروہ سے پوری کی جاتی ہی - انمین بعض بعض وقت اعلی درجہ کے لوگ بھی تھے مثلاً عمر بن عبدالعزیز دمشق مین - ناصر الدین محمود ہندوستان مین - لیکن الشاذ کالمعدوم -

اب ہم یہ دکھاتے ہین کہ ہندوستان مین اسلام کب آیا - افغانستان تک اسلام سنہ ۳۱ ہجری کے اندر آچکا تھا - دیکھ لیجیے کہ وہان کا ملکی مذہب اسلام ہی ہندوستان کی حالت سنیے کہ خلیفہ دوم عمرؓ کے وقت مین کچھ مسلمان جہاز کے ذریعہ سے سندھ مین آئے اور چلے گئے انکے آنے کی وجہ ظاہر نہین ہوئی - کچھ لوگ اسکے بعد تحقیق حالات کے لیے آئے اور دیکھ بھال کر واپس گئے مستقل طور پر اس ملک کو بلاد اسلام مین شامل کرنے کے لیے پہلی صدی کے اخیر مین محمد قاسم آیا - یہ وقت ولید ابن عبدالملک خلیفہ دمشق کا تھا - مسلمانون مین سنہ ۳۵ھ کے بعد جو نفاق کی آگ بھڑکی تھی وہ اب ایک طور پر بجھ گئی تھی - خیر سلاطین عجم کی سی کیفیت بادشاہون مین آچلی تھی - ملکی فتوحات کا شوق پھر انمین تازہ ہوگیا تھا - محمد قاسم کا ہندوستان مین آنا اشاعت اسلام کی غرض سے نہ تھا یا یون کہیے کہ اشاعت اسلام اسکا مقصود ضمنی تھا - اصلی غرض توسیع سلطنت تھی - اب تک مسلمانون مین سنت نبوی کی کچھ بو باس باقی تھی - اسکا آنا کسی غرض سے ہو لیکن لڑائی کی ابتدا اُس نے مذہبی طریقہ سے کی یعنی راجہ داہیر والی پنجاب کے پاس اُسنے کہلا بھیجا کہ تم مسلمان

ولید بن الملک

ہو جاؤ یعنی قرآن کو اپنے ملک کا قانون قرار دو کہ بندگان خدا کی اسمین بھلائی ہی اور اگر
تم اسے منظور نہ کرو تو تم ہمارے مطیع ہو کر کوئی خفیف رقم خرچ فوج کے لیے جزیے کے
نام سے دیا کرو تاکہ مسلمان تمھارے ملک کی نگرانی کرین۔ (یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ برٹش
گورمنٹ کی طرف سے رزیڈنٹ حیدر آباد نظام کی ریاست کا نگران رہتا ہی)۔ اور
اگر تم ان دونون مین سے کسی ایک کو بھی نہ مانو تو تلوار کو حکم قرار دو۔ راجہ داہر نے
اسے نہ مانا۔ لڑائی کی نوبت پہونچی اور محمد قاسم غالب رہا۔ بہت سے ہندو مسلمان
ہوئے۔ مسلمانون کی حکومت ہند مین قایم ہوئی۔ مسلمانون کے طرز تمدن اور حسن
اخلاق پر ہندو اپنے خیالات قایم کرنے لگے۔ ابھی پورے طور پر محمد قاسم کی انگشت محمد قاسم ہند مین
جنبش نہ پائی تھی کہ ولید ابن عبد الملک کی طرف سے ایسا جاہلانہ اور وحشیانہ فعل
سرزد ہوا کہ تمام ہندو کو اچنبھا ہو گیا اور جو عمدہ خیالات مسلمانون کی طرف سے اُنکے
دلون مین قایم ہوئے تھے وہ نفرت سے مبدل ہو گئے۔ تشریح اس اجمال کی یہ
ہی کہ راجہ کی دو لڑکیان خلیفہ کے حرم بنانے کے لیے دمشق بھیجی گئی تھین۔ لڑکیون
نے اپنے باپ کے خون کا عوض یون لیا کہ محمد قاسم کا اپنی طرف ملتفت ہونا خلیفہ
سے بیان کیا۔ خلیفہ نے یہ حکم بھیجا کہ محمد قاسم کچی کھال سے منڈھا جائے اور دمشق
بھیجا جائے۔ خلیفہ کے حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور محمد قاسم کا جنازہ دمشق چلا آیا۔
زیادہ تر تعجب تو یہ ہی کہ دمشق سے ہندوستان تک اعلیٰ سے اعلیٰ گورنر موجود تھے
کسی نے اس حکم کے ترمیم کی جرأت نہ کی۔ محمد قاسم بیچارہ ایک ادنیٰ ملازم کیا کرتا
اور پھر اُسپر سے عربی النسل ہونے کی وجہ سے یہ بات اُسکی رگ و پے مین سمائی ہوئی تھی
کہ حکم مین تامّل کرنا جوانمردی کی شان کے خلاف ہی۔ محمد قاسم نے جو کچھ اسلام

کی خوبیان ہنود کے دلون میں بٹھا گئیں اپنے جنازہ کے ساتھ ہندوستان سے لیتا گیا ہنود سمجھے کہ مسلمانون کے جب ایسے ہی اخلاق ہین تو انمین کیا خوبی ہی۔

ولید ابن عبدالملک کے زمانہ مین بہت سے فتوحات ہوئے۔ لاہور سے لیکر نصف فرانس تک اسکی حکومت تھی اور حکومت کی نوعیت محمد قاسم کے واقعہ سے بخوبی ظاہر ہوتی ہی۔ مذہبی خیال کے مسلمان ممکن ہو کہ خوش ہون لیکن ان فتوحات پر فخر و ناز کرنے مین تامل کرین گے۔

اسپین بھی ولید کے وقت مین فتح ہوا اور جتنے دلون تک ہندوستان مین مسلمانون کی حکومت رہی قریب قریب اتنی ہی مدت تک اسپین مین مسلمان رہے اور مسلمان ایسے کہ وہ آج کل کے تمام لکھے پڑھے مسلمانون کے مایہ ناز اور یورپ کی مہذب قومون کے اُستاد تھے۔ لیکن جب علمائیون نے زور پکڑا تو اسپین سے مسلمان اسطرح نکالے گئے جس طرح دودھ سے مکھی یا اچھے لفظون مین جسم سے روح۔ اسکا سبب کیا تھا؟ یہی کہ خلیفہ نے مسلمانون کے پیشوا ہونے کی حیثیت سے نہین بلکہ سلطان جابر ہونے کی حیثیت سے ملک فتح کیا تھا مسلمانون کا دوسرا گروہ جو محض دینی امور سے تعلق رکھتا تھا گرتا پڑتا وہان پہونچا اسکے سبب سے کچھ روشنی پھیلی کچھ لوگ مسلمان ہوئے۔ مسلمانون کی نسل بڑھی۔ کچھ لوگ دنیاوی رسوخ کے خیال سے بھی دائرہ اسلام مین داخل ہوئے۔ لیکن ملک پر اپنے اخلاق کا عام اثر مسلمانون نے ایسا نہ ڈالا کہ تمام ملک اسلام کی طرف راغب ہوتا اور تمام ملک مین ایک ہی مذہب پھیل جاتا جس طرح ہندوستان کے فتح ہوتے ہی ہندوؤن

اسپین

کے بھڑکانے کے لیے محمد قاسم کا جنازہ روانہ ہوا اُسی طرح اسپین مین بھی ایک واقعہ پیش آیا - طارق (فاتح اسپین) نے اپنی خوشی سے حملہ کرکے اسپین فتح کیا - موسی گورنر افریقیہ نے طارق کو عدول حکمی کے جُرم مین قید کیا - کیا اچھا انعام ملا - اسکا سبب کیا تھا؟ بس یہ کہ گورنر افریقیہ کو رشک آیا - وہ ڈرا کہ کہین خلیفہ کی طرف سے افریقیہ کی گورنری طارق کو مل نہ جائے - بڑون کا اثر چھوٹون پر ضرور پڑتا ہی - جب بڑے بڑے لوگون کے یہ خیالات تھے تو چھوٹے چھوٹے حکام بھی اسی رنگ کے ہونگے یہ "دین الملوک ملک الادیان" یہی سبب تھا کہ ان بادشاہون کی بدولت اسلام کو رونق نہین ہوئی - کچھ رونق اُن نفوس پاک (علماے مذہب) سے ہوئی جو ان بادشاہون کی حمایت مین اپنا مذہبی وعظ سُناتے تھے - تمام ملک کے ایک مذہب ہونے کے لیے حاکم کا مذہبی اثر جو ایک ضروری امر تھا ان مفتوحہ ممالک مین خیر سے کبھی نہین پڑا -

بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا - ایسے لوگ یا تو علم تاریخ سے جاہل ہین یا تعصب نے آنکھون پر پٹی باندھ دی ہی - اسلام ہرگز بزور شمشیر نہین پھیلا، ہان مسلمان بادشاہون نے ملک البتہ بزور شمشیر حاصل کیے - جن ممالک کو ایسے بادشاہون نے فتح کیا جنکی غرض صرف حکومت اور نام آوری تھی - وہان اسوقت اسلام کی رنگت نہین ہی یا ہی تو بہت ہی پھیکی ہی - نو سو برس تک اندلس مین مسلمان تھے اور آج وہان ہزار مین ۹۹۹ شخص ایسے ہونگے جنھون نے "اللہ اکبر" کی صدا کبھی نہ سُنی ہوگی - اور اللہ اکبر کہنے والا تو ایک بھی نہ ہوگا - انگلستان اور فرانس مین تو اب مسجدین بھی ہین - اسپین مین ایک مسجد کا بھی پتہ نہین ہی -

اسلام بزور شمشیر نہین پھیلا

اب ہندوستان کے حملہ آورون کا کچھ حال سنیے۔ محمود غزنوی ہند کے تمام مسلمان بادشاہون مین سب سے زیادہ متعصب سمجھا جاتا ہی۔ اکثر مسلمان اُسکے مداح بھی ہین ہند کے بت پرستون سے وہ بہت لڑا۔ ہزارون لاکھون بت اُسنے توڑے۔ لیکن افسوس کہ بعض مسلمان مورخ خود اُسکے اسلام مین شک کرتے ہین اور اُسے دہریہ بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ سجدہ کرنا خدا کی درگاہ مین ناک رگڑنا مذہبی چرچا کرنا محض اسلیے تھا کہ مسلمان دل توڑکر اُسکا ساتھ دین اور اس طرح مذہبی پیرایہ مین دنیاوی ترقی حاصل ہو۔ محمود غزنوی سے اس درجہ بدگمان نہ ہونا چاہیے۔ لیکن اتنا ضرور [illegible] پڑتا ہی کہ اُسکے تمام حالات دیکھنے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ مذہب کے لیے اُسنے کبھی کچھ سختی کی۔ لوٹ کھسوٹ مین [illegible] سنے ہزارون گردنین مارین لیکن شاید کسی ایک کو بھی اس [illegible] بت شرعی سے قتل نہین کیا کہ یہ اسلام یا جزیہ پر راضی نہین ہوتا اسلیے گردن زدنی ہی۔ اس امر کے کہنے مین کچھ بھی پس و پیش نہ ہونا چاہیے کہ محمود غزنوی نے ہندوؤن کے دلون مین اسلام کی طرف سے بیوجہ نفرت پیدا کردی۔ محمود غزنوی تو خیر اسلام کا بار بار نام لینا اپنی پالیسی کی ایک شان سمجھتا تھا۔ مابعد کے سلاطین اسے بھی ضروری نہ سمجھے۔ تیمور نے بیوجہ مسلمانون کی گردنین مارنے مین کوئی نئی بات نہین کی کیونکہ بہت پہلے ایسا دستور ہو چلا تھا لیکن مسلمان عورتون کو اُسکے ایسا سے اہل فوج اپنے تصرف مین لاتے تھے اور لونڈیون کی طرح پکڑ لیجاتے تھے یہ شاید اُنہی کے وقت کی بات ہی اس کے پہلے ایسا نہ تھا۔ چھ سات سو برس مین مسلمان اتنی تاریکی مین آگئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی دن کو سوئے اور آدھی رات کو آنکھ کھلے۔ یا پہاڑ کی چوٹی سے ڈھلک کر

ہندوستان کے حملہ آور

کسی بہت بڑے گہرے گڑھے مین جا پڑے۔ خلیفہ دوم کا وقت اور تیمور کا وقت موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر پہلا زمانہ اسلام کا تھا تو دوسرا زمانہ کفر کا ہی (نور اور ظلمت کے معنون مین) خالد ایسا سپہ سالار تھا جسنے تمام شام اور مصر کے ملک فتح کیے۔ تمام یورپ کے مورخ اسکے مداح ہین۔ اسکی غنیمت کے بدولت تمام صحابی مالامال ہوگئے۔ خلیفہ دوم عمر نے خلیفہ ہوتے ہی حکم صادر کیا کہ خالد اسی وقت معزول کیا جائے اور فوج کی سپہ سالاری سے علیحدہ کردیا جائے خالد جُرم کیا تھا؟ صرف یہ کہ گو لاکھون گردنین اُسنے حق پر ماری لیکن ایک شخص کو اُسنے ایسی حالت مین مارا کہ وہ پہلے مسلمان ہوچکا تھا اور پھر مُرتد ہونا اسکا متیقن نہ تھا۔ اسکی حسین بی بی خالد کو پسند تھی ممکن ہی کہ اُسکے حُسن کے شوق نے خالد کو مزید تحقیقات سے روکا ہو۔ تمام لوگ خالد کے سفارشی تھے اور خود رسول اللہ نے اپنے زمانہ مین اُنکو "سیف اللہ" لقب دیا تھا لیکن خلیفہ دوم نے ایک بات پکڑلی کہ مشتبہ شخص مسلمانون کی فوج کی سپہ سالاری کا مستحق نہین ہی ایسے شخص کو امیر المومنین کا نائب ہونا زیب نہین دیتا۔ لیکن واہ رے خالد اسکے بعد بھی وہ تمام عمر فوج کا ادنی سپاہی ہوکر رہا اور برابر اُسکی راے سے فتوحات ہوئے کبھی اُسنے دل مین یہ خیال نہ کیا کہ سپہ سالاری (کمانڈر انچیف) کے بعد وہ ادنی سپاہی ہوکر کیا رہے اسی سے پتا چلتا ہی کہ اُسوقت دنیاوی عروج کو وہ کیا سمجھتے تھے اور غرض اونکی دنیا مین صرف دین کے لیے سرمایہ جمع کرنا تھا۔ جب اس واقعہ کو تاریخ مین پڑھکر تیمور کے حالات پڑھتے جاتے ہین کہ فتح دِلّی کے بعد وہ چھہ روز تک جشن شاہانہ مین مشغول رہا اور اُسکی فوج چھہ روز تک برابر مسلمانون کو قتل کرتی رہی اور مسلمانون کا گھر

لوٹتی رہی۔مسلمانون کی بہنون اور بیبیون سے مجلس عیش درست کرتی رہی تیمور اپنے کو امیر المومنین کہتا تھا اور پھر یہ تماشا دیکھتا رہا۔تیمور تو خیر ایک نومسلم مغل تھا اسکے ساتھ بڑے بڑے اکابر مسلمان تھے کسی نے بھی اسلام کا پاس نہ کیا تو بہت حیرت ہوتی ہو کہ خدایا ابتدا مین اسلام کیا تھا اور پھر وہ کیا ہو گیا۔تیمور کے قبل یا بعد جتنے سلاطین آئے وہ سلطنت کے شوق مین آئے یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بلاد اسلام مین اُنکی آنکھین کھلی تھین اور وہ مسلمان تھے ورنہ اشاعت مذہب سے اُنکو کوئی تعلق نہ تھا اور نہ انمین یہ قابلیت تھی۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سچے مسلمانون نے تو بہت جلد خیرباد کہا لیکن اسلامی ترقیان عرصہ تک قایم رہین اور اُنکے قیام کے زمانہ کا معیار ہم نے بتایا ہو کہ جب تک مسلمان دنیوی معاملات مین قرآن ایسے عمدہ قانون کے پابند رہے اُنکی دنیاوی ترقی مین ضعف نہین آیا۔اس سوال پر ناظرین کو تعجب ہوگا کہ یہ بھی ممکن ہو کہ مسلمان کسی قانون کو قرآن سے اچھا سمجھے لیکن اس تاریخ سے معلوم ہوسکتا ہو کہ دنیاوی امور مین بادشاہون نے قرآن کے خلاف بہت سی باتین پیدا کین اور قرآن کو معاملات مین غیر مکمل یا نامناسب سمجھا۔تعجب ہو کہ باوجود اسکے پھر وہ مسلمان کے مسلمان بنے رہے۔اور ملکون کی تاریخین نہ دیکھیے۔ہندوستان ہی کے بادشاہ فیروز تغلق کے حالات پڑھیے اُسنے ہاتھ پیر کاٹنے کی سزا کو وحشیانہ سمجھ کر موقوف کرادیا۔ یورپین مورخ اس حرکت کے بڑے مداح ہین۔یہان اس سے بحث نہین کہ یہ حکم کہان تک اچھا تھا۔بلکہ صرف یہ دکھانا ہو کہ جب مسلمانون مین قرآن کی ترمیم شروع ہوگئی تو پھر وہ مسلمان کس بات کے رہے۔

مسلمانون نے قرآن چھوڑا

ہندوؤن کے قاعدے بہت ہی مستحکم سہی - مانا کہ برہمنون کے دستور نے اُنکو بالکل ہی پابند اور مجبور کر رکھا ہی - لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جس شعل نے افریقیہ مغربی سے سندھ تک اپنی روشنی پھیلائی وہ ہندوستان کے روشن کرنے کے قابل نہ تھی وہ قابل ضرور تھی لیکن ہند تک پہونچتے پہونچتے اُسکا تیل ختم ہوچکا تھا اور اُسکی روشنی قریب الاختتام تھی - پنجاب مین نانک شاہی تمام پھیل گئے - کبیر پنتھیون نے جابجا اپنی جگہ کر لی - ابھی حال مین جو ترقی برہمو سماج نے بنگال مین کی ظاہر ہی - اسلام نے کیا قصور کیا تھا کہ بادشاہ وقت کے ہمذہب ہونے پر بھی اُسنے پوری ترقی نہین کی - سکھ - کبیر پنتھی اور برہمو سماج سے ہنود تعرض نہین کرتے لیکن اسلام سے نفرت کرتے ہین اسکی وجہ صرف مسلمان بادشاہون اور اُنکے حکام کا طرز عمل ہی - ہند کے مسلمانون پر ہم کوئی پولیٹکل الزام نہین رکھتے - ان بادشاہون نے اپنی ہندو رعایا کے ساتھ جو برتاؤ کیا اگر قدیم فاتحون کا برتاؤ مفتوحون کے ساتھ دیکھا جائے تو مسلمانون کا زمانہ بہت ہی غنیمت معلوم ہوتا ہی - ہندوؤن کو چاہیے کہ وہ مسلمانون کے یہ احسانات کبھی نہ بھولین - ہمارے کہنے کا منشا یہ ہی کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہند کے حکمرانون نے کوئی مذہبی وقعت ہنود کے دل مین پیدا نہ کی سلطنت مغلیہ کے قبل بعض حکمرانون کی حیثیت لوٹ مار کی وجہ سے اس طرح جادۂ اعتدال سے گری ہوئی رہی کہ سلاطین مابعد کو تلافی مافات ہی سے چھٹی نہ ملی - سلاطین مغلیہ مین اکبر نے ایک جدا مذہب ہی قایم کرنا چاہا - وہ کامیاب بھی ہوا - اسلام مین بُت پرستی کا دستور زیادہ تر اکبر ہی کے وقت سے پیدا ہوا - عالمگیر نے اس پالیسی کے بدلنے کی کوشش مین سارا

ہندوؤن پر مسلمان غالب نہ ہوئے

اکبر

زمانہ صرف کیا۔ اکبر کے اثر کو تو وہ اُٹھا نہ سکا اور نہ مذہب اسلام پھیلانے مین کامیاب ہوا۔ ہان یہ کہ ہندو کے دلون مین مسلمانون سے نفرت پیدا ہونے کے جہان کئی ایک قرن پہلے گُزر چکے تھے وہان یہ بھی ایک نیا قرن قایم ہوا۔

اسلام کی تاریخ سلسلہ سے پڑھی جائے تو عجب کیفیت ناظرین پر طاری ہوگی جو زمانہ سیکڑون برس مین طی ہوا ہے وہ گھنٹون مین طی ہوگا۔ ابھی رسول صلعم خدا اور اُنکے خلفاے مابعد کے زمانہ پر نظر تھی کہ ۲۴ گھنٹہ کے اندر ہی اندر ترکون تاتارون یا خلفاے عبّاسیہ کے بگڑے ہوئے زمانہ مین ناظرین پہونچ گئے۔ آئین! ہم کہان سے کہان پہونچے۔ اتنا انقلاب ہوا اور پھر اسلام کا نام ہے کہ چلا جاتا ہے۔

اس تحریر کا مؤلف انھین خیالات سے متاثر ہے کوئی اُسے سلاطین اسلام کا دشمن یا اُنکا ہجو گو نہ سمجھے۔ یہ صحیح ہے اور تمام مورخین اسکو مانتے ہین کہ بُرے سے بُرے مسلمان بادشاہ کا زمانہ بھی اُسوقت کے دوسرے ہمعصر بادشاہون سے کہین اچھا تھا۔ بادشاہون کے دلون مین اسلام کی محبت کم سہی لیکن جو احکام شرعی قاضیون اور مفتیون سے صادر ہوتے تھے وہ گئی گزری حالت پر بھی دیگر ممالک کے انتظام سے کہین اچھا نمونہ دکھاتے تھے۔ اسلام کے گئے گزرے دنون کی برکتون کی قدر جب معلوم ہوگی کہ دوسرے ممالک کی تاریخ ساتھ ساتھ دیکھی جائے۔ لیمپ کتنا ہی ناصاف ہو پھر بھی چراغون سے اُسکی روشنی کہین زیادہ ہوگی۔ مسلمان بادشاہون کی بُرائی کوئی کیا کرے گا۔ ہیڈنگ پر جو سوال تھا اُسکا جواب کل مضمون کے پڑھنے کے بعد کم و بیش سمجھ مین آسکتا ہے۔

باب ہشتم

مسلمانون کی موجودہ سلطنتین

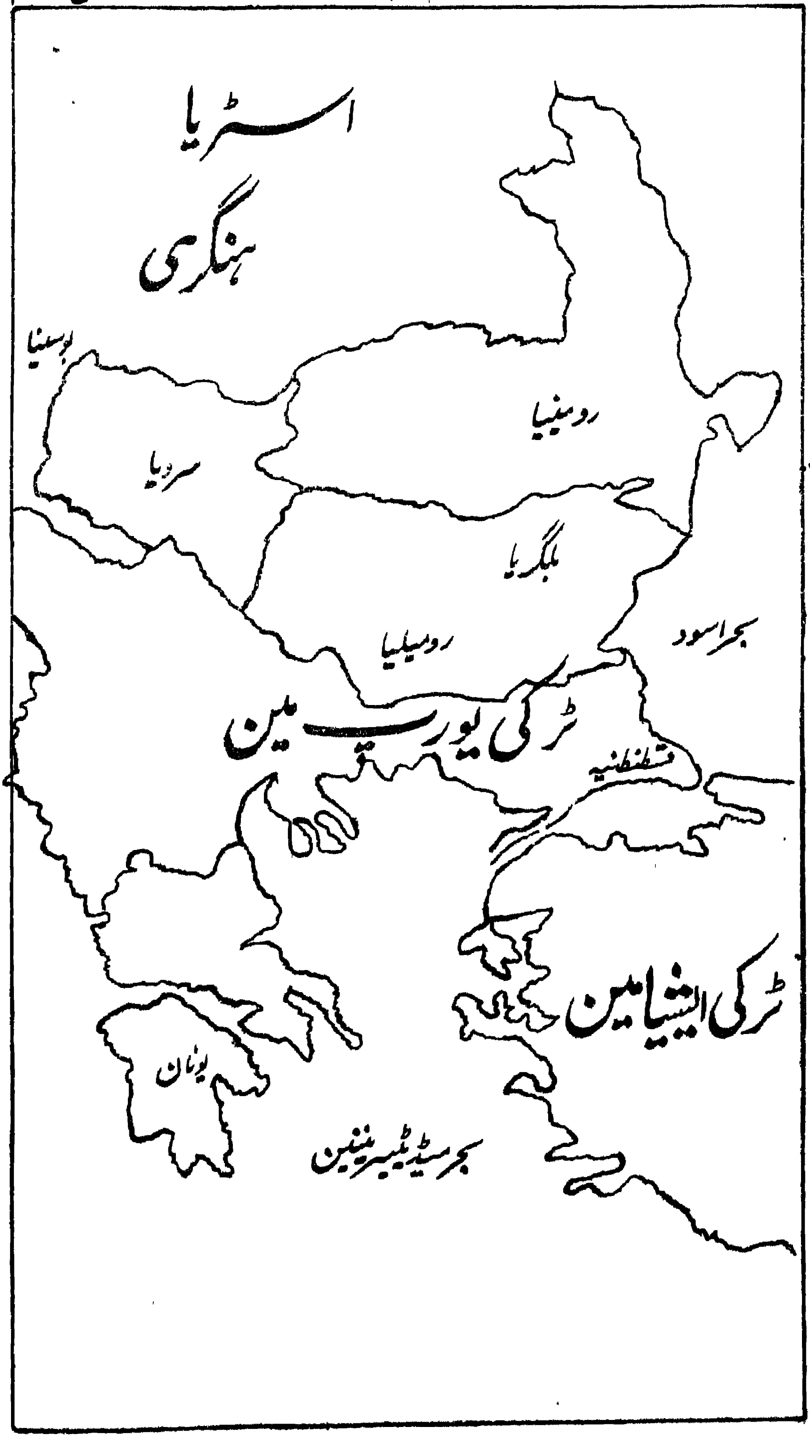
فصل اول

سلطنت عثمانیہ یعنی سلطنت ٹرکی

تیمور کے پہلے ایک ترکی خاندان (عثمانی) نے ایشیاے کوچک مین ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی جو رفتہ رفتہ یوروپ تک پھیل گئی اور اب تک وہ قایم ہے اسوقت اسکا پایہ تخت قسطنطنیہ ہے اور اسکے بادشاہ سلاطین ٹرکی کہلاتے ہین -

پہلے لکھا گیا ہے کہ سلجوقیون کی ایک شاخ ارض روم یعنی ایشیاے کوچک کے قریب تھی اور اُسکے سلاطین بھی اوپر مذکور ہوئے ہین - سلجوقیون کا بڑا خاندان جو خراسان پر حکمران تھا خوارزم شاہون کے عروج کے وقت تباہ ہو چکا تھا لیکن ارض روم کے سلجوقی چنگیز خان کے بعد بھی قایم رہے - مشرق اور جنوب کے حصے مغلون نے دبا لیے تھے اور مغرب کی جانب عیسائی بادشاہون نے ناک مین دم کر رکھا تھا - سلجوقیون کا دار الحکومت اسوقت مقونیہ تھا - اور حکومت انکی نواحی مقونیہ پر محدود تھی - ایک مدت سے ترکون کا ایک اور گروہ ترکستان سے نکل کر خراسان اور پھر آرمینیا مین آباد ہوا تھا - ان لوگون نے شام کی طرف کوچ کیا - انکے ساتھ چار پانچ سو مسلح سوار تھے - اور طغرل اُنکا سردار تھا - فن حرب سے یہ لوگ بخوبی واقف تھے - شاہ مقونیہ علاء الدین سلجوقی مغلون سے گرم پیکار تھا کہ اِس خانہ بدوش گروہ کا وہان گذر ہوا - مغلون نے تمام ترکون کا ناک

آرمینیا


اسٹریا
ہنگری
بوسنیا
سرویا
رومینیا
بلگریا
رومیلیا
بحر اسود
ٹرکی یورپ مین
قسطنطنیہ
ٹرکی ایشیا مین
یونان
بحر میڈیٹیرینین

مین کر رکھا تھا۔ طغرل اپنی خوشی سے علاءالدین کا شریک ہوا اور اسکی شرکت سے علاءالدین فتحیاب رہا۔ علاءالدین نے اس کارگزاری کے صلہ مین ایشیاے کوچک کا ایک پہاڑی حصہ طغرل کو جاگیر مین دیا۔ طغرل

طغرل کے مرنے پر اُسکا بیٹا عثمان جانشین ہوا۔ اور ۱۲۹۹ء مین علاءالدین کے مرنے پر خود مختار رئیس کے درجہ مین قایم ہوا۔ عثمان بن طغرل

۱۲۹۹ عیسوی مین سکہ اور خطبہ عثمان کے نام کا جاری ہوا۔ ۱۳۰۱ عیسوی مین قسطنطنیہ کے سپہ سالار کو شکست دیکر اُسنے ایشیاے کوچک مین بحیرہ اسود تک اپنا قبضہ بڑھالیا۔ مغلون نے بھی اُسکے مقابلہ مین شکست کھائی۔ ۱۳۲۶ء مین بروسا پر ترکون کا قبضہ ہوا اور پھر قسطنطنیہ کے فتح ہونے تک یہی شہر پایہ تخت رہا۔ یہ شہر عثمان کے مرنے سے کچھ ہی پہلے فتح ہوا تھا۔ عثمان سے اس شہر کو بس اتنا ہی تعلق ہوا کہ یہان اُسکا لاشہ دفن ہوا عثمان بڑا نیک نام بادشاہ تھا۔ اب تک ترک بڑی عظمت سے اسکا نام لیتے ہین اسکی تلوار اب تک موجود ہی۔ یورپ مین جسطرح تاجپوشی کی رسم ادا ہوتی ہی اسیطرح تخت نشینی کے وقت عثمان کی تلوار نئے سلطان کی کمر مین باندھ دی جاتی ہی عثمان کے بعد ارخان اسکا بیٹا تخت نشین ہوا۔ سلطان عثمان خان ۱۲۹۹ء

آرخان کے بھائی علاءالدین نے وزیر کی طرح کام کیا۔ والی مقونیہ کا سکہ اور خطبہ عثمان ہی کے وقت سے بند ہو چلا تھا اور اب تو بالکل ہی موقوف ہو گیا۔ علاءالدین نے سوارون اور پیادون کی قواعددان فوج کی بنیاد ڈالی۔ اُسوقت یورپ مین اسکا کہین بھی چرچا نہ تھا۔ ترکون کی دیکھا دیکھی کوئی سو برس کے سلطان ارخان بن عثمان خان ۱۳۲۶ء ۷۲۷ھ

بعد فرانس والون نے اسکی تقلید کی۔ اور اب تو گویا تمام یورپ اس بارے مین بڑھا چڑھا ہوا ہے۔ نکومیدیا۔ نائس اور برغامہ سلاطین یورپ کے قبضہ سے نکل کر ترکون کے دخل مین آگئے۔ اسکے بیٹے سلیمان اول نے یورپ مین بہت سے فتوحات کیے اور تمام سلاطین یورپ ارخان کی قوت کو تسلیم کرنے لگے۔

۳ مراد اول بن ارخان سنہ ۱۳۵۹ء سلطان ارخان کے بعد اسکا بیٹا مراد اول تخت نشین ہوا۔ اور اسکے عہد مین یونانی شہر بہت فتح ہوئے جنمین اڈریانوپل بھی تھا اور ممالک یورپ کا یہی دارالحکومت قرار پایا۔ لیکن قسطنطنیہ فتح ہونے تک برد سا سے تخت شاہی اُٹھایا نہین گیا ایشیا مین مقدونیہ اور حمص کی طرف فتوحات ہوئے۔ یونانیون پر جب مراد کی حکومت قایم ہوئی تو سرویا۔ البی سینیا۔ دالیشیا اور ہنگری سے مقابلہ ہونے لگا۔ ان تینون نے ملکر ترکون کو اڈریانوپل سے نکالنا چاہا لیکن مجبور رہے اور نقصان کے ساتھ صلح کی۔ عثمانیون کا جھنڈا سُرخ رنگ کا اسی وقت مین قایم کیا گیا۔ شاہ قسطنطنیہ روم (اٹلی) کے پوپ کے پاس گیا اور مسلمانون کے مقابلہ مین مدد طلب کی۔ یونانیون کا گرجا پوپ کے گرجا سے الگ تھا۔ رومیون نے یونانیون کو مدد تو دی۔ لیکن یونان کی رعایا اس سے خوش نہ ہوئی۔ یونان کی عیسائی رعایا پوپ کو ترکون سے زیادہ اپنے مذہب کا دشمن سمجھتی تھی۔ اور اس اختلاف مذہب سے قسطنطنیہ کے بادشاہ کا اعتبار بھی رعایا کے دلون سے اٹھ گیا۔ قرامانیہ مین ایک خودمختار ترکی ریاست اور تھی جسکو مراد اول نے اپنے زیرفرمان کرلیا۔ بلگریا سلطنت ٹرکی مین شامل کرلیا گیا۔ یہ بادشاہ دشمن کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور پھر جانبر نہ ہوسکا۔

بایزید یلدرم بن مراد ۷۹۱ھ ۱۳۸۹ء

مراد کے بعد اسکا بیٹا بایزید یلدرم بادشاہ ہوا۔ اب سرویا پر پورا تسلط ترکون کا ہوگیا۔ یورپ کی کئی سلطنتین ملکر بایزید سے لڑین اور مغلوب رہین۔ ایشیائے کوچک کے تمام حصّے پورے طور پر ترکون کے زیر فرمان ہوگئے۔ والی قرمانیہ گرفتار ہوا۔ بایزید کے وقت سلطنت ٹرکی نے خوب زور پکڑا تھا۔ بایزید نشہ اقبال مین مست ہوکر میخواری اور عیش و عشرت کی طرف متوجہ ہوا جس سے ابتک سلاطین ٹرکی بالکل مجتنب تھے۔ پوپ روم نے ترکون کے مقابلہ مین جہاد کا فتویٰ دیا۔ فرانس ہنگری۔ برگندی وغیرہ وغیرہ مختلف حصہ یورپ سے فوجی جنرل اور بہت سے شاہزادے جہاد کو چلے۔ بایزید عیش و عشرت مین حکمرانی کے فرائض کو بھولا نہ تھا بایزید نے اس عمدگی سے مقابلہ کیا کہ سب کے دانت کھٹے ہوگئے اور بے انتہا عیسائی گرفتار اور مقتول ہوئے۔ اب بایزید تمام اہل یورپ کو زیر حکم سمجھنے کی وجہ رکھتا تھا۔ اسنے شاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا کہ قسطنطنیہ میرے تخت کے لیے خالی کردو

تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا

یہ منصوبہ پورا نہین ہونے پایا تھا کہ تیمور کی چڑھائی کا وقت آگیا۔ مصر اور شام فتح کرکے تیمور ایشیائے کوچک کی طرف چلا۔ بایزید نے بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا اور یہ محض اتفاق تھا یا تیمور کی حکمت عملیون کا نتیجہ تھا کہ فتح تیمور کو نصیب ہوئی بایزید قید ہوا اور ترکی سلطنت کے اکثر ایشیائی حصّے عثمانی خاندان کے قبضہ سے کچھ دنون کے لیے نکل گئے۔

محمد اول بن بایزید ۸۰۵ھ ۱۴۰۲ء

بایزید کے بعد اسکا بیٹا محمد اول تخت پر بیٹھا۔ شاہی خاندان مین نفاق پھیلا۔ تیمور کی غارت کیا کم تھی اُسپر سے بایزید کے لڑکون کی باہمی لڑائیان اور بھی غضب تھین۔ لیکن محمد اول بڑی تعریف کا مستحق ہو کہ تیمور کی لڑائی سے جو نقصان پہونچا

تھا اس نے اُسکی تلافی کرلی۔ یہ بادشاہ نیک نام اور اپنے ملک کا دوست سمجھا جاتا ہی۔

٦ مراد ثانی ابن محمد ۱۴۲۱ء

مراد ثانی جو اپنے باپ محمد اوّل کے بعد بادشاہ ہوا۔ بڑا ہی نیک اور زاہد بادشاہ تھا۔ دو مرتبہ اسنے اپنے نابالغ بیٹے کو تخت پر بٹھا کر گوشہ نشینی اختیار کی لیکن دونون مرتبہ مغربی عیسائیون کے سر اُٹھانے سے گوشہ نشینی کے ترک کرنے پر مجبور ہوا۔ ہنگری پولنڈ۔ اٹلی۔ یونان۔ جرمنی۔ ان تمام ممالک کے بادشاہون نے باہم اتفاق کرکے ترکون پر چڑھائیان کین۔ لیکن ترک ہمیشہ کامیاب رہے۔

٧ محمد ثانی بن مراد ۱۴۵۱ء

مراد ثانی کا بیٹا محمد ثانی ۱۴۵۱ء مین تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا ہی مستعد اور بہادر تھا۔ اسکے وقت مین فتوحات بہت ہوئے۔ قسطنطنیہ اور ارمنیا وغیرہ بڑے مقامات فتح ہوئے۔ اسی وقت سے قسطنطنیہ دارالحکومت قرار پایا۔ اور اب تک وہی دارالحکومت ہی۔ تجارتی اور ملکی اغراض پر نظر ڈال کر موقع اور محل کا خیال کرکے یہ کہا جاتا ہی کہ یورپ کا بہترین شہر قسطنطنیہ ہی۔ اسکے وقت مین تمام یورپ اور ایشیا مین عثمانی ترکون کی دھوم تھی۔ اس بادشاہ کے وقت مین فوجی قواعد اور ضوابط عمدہ طور پر مرتب کیے گئے تھے۔

٩ بایزید ثانی بن محمد ثانی ۱۴۸۱ء

بایزید بن محمد ثانی ۱۴۸۱ء مین تخت نشین ہوا۔ اسکا دوسرا بھائی وجیم بھی دعویدار تھا۔ لیکن اپنی نادانی سے وہ عیسائیون کے قبضہ مین جا رہا اور تیرہ برس کی قید کے بعد مارا گیا۔ اسکی قید کے حالات بڑے دلچسپ ہین۔ وجیم سے فرصت ملی تو اسکے بیٹے سلیم نے سر اُٹھایا۔ بایزید نے جب دیکھا کہ سلیم ایسے بہادر کو تمام فوج بادشاہ بنانا چاہتی ہی تو وہ مجبوراً تخت سے الگ ہوگیا اور معمولی

طور سے ایک قصبہ مین رہکر زندگی بسر کرنے لگا۔

۹ سلطان سلیم خان اول سنہ ۱۵۱۲ء

بایزید ثانی کا بیٹا سلطان سلیم خان بڑا نامی بادشاہ ہوا ہی۔ لڑنے کا اسکو بڑا شوق تھا۔ کئی مرتبہ تخت نشینی سے پہلے یہ اپنے باپ سے مقابلہ کر بیٹھا۔ اسمعیل صفوی شاہ ایران کو اسنے شکست دی۔ شام۔ مصر اور عرب پر اسنے قبضہ کیا اور مصر کے خاندان پر اُسکا خاتمہ کر دیا۔ ہلاکو خان کے حملہ کے بعد گو خلفاے عباسیہ کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ بطور پیشواے مذہب کے شاہان مصر کے پاس حاضر رہتے تھے۔ اہم کاغذات پر خلفاے عباسیہ کے دستخط بھی کرا لیے جاتے تھے اور اسی وجہ سے مصر کے بادشاہون کی عزت اور سلمان بادشاہون سے زیادہ تھی۔ مقدس مقامات (یعنے بیت المقدس مکہ اور مدینہ) پر قبضہ رکھنے سے بھی شاہان مصر ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ اب عثمانی بادشاہون کو بھی یہ سب باتین حاصل ہو گئین۔ سلیم نے خلیفہ عباسی سے اپنی خلافت پر دستخط کرا لیا اور رسول اللہ کے چند تبرکات بھی اُس سے حاصل کیے۔

سلیم ان لڑائیون مین توپ کے استعمال کی بدولت زیادہ تر کامیاب رہا لیکن ابھی تک عثمانی سلطنت کی بحری قوت کم تھی۔ سلیم نے بحری قوت بڑھانے کی طرف بھی آخر آخر بہت توجہ کی تھی۔

۱۰ سلطان سلیمان دوم ابن سلیم اول سنہ ۱۵۲۰ء سنہ ۹۲۶ھ

سلیم اول کے بعد اسکا بیٹا سلیمان دوم معروف بہ سلیمان اعظم تخت نشین ہوا۔ یورپ مین جو ترقی اب ہی اسکی ابتدا اخیر پندرہ صدی مین قایم ہو چکی تھی۔ سلیمان کے وقت مین یوروپ کی عیسائی سلطنتین بڑی ترقی پر تھین۔ بری طاقت مین تو ترک ہمیشہ بڑھے رہتے ہی تھے۔ سلیمان نے اپنی بحری قوت بھی تمام یوروپین قوتون سے

بڑھادی اور تمام عیسائی سلطنتوں نے جنگی امور میں اسی کا تتبع کیا۔ ترکی مورخ اسکو صاحب قران لکھتے ہیں اور عیسائی مورخ سلیمان اعظم کہتے ہیں۔ اسکے وقت مین ملکی مالی اور جنگی قوانین درست ہوئے اور بہت سے نئے فتوحات ہوئے۔

اسپین مین اسلامی سلطنت کا خاتمہ اسکے پہلے ہوچکا تھا۔ مسلمان بادشاہون مین اسمعیل صفوی شاہ ایران اور اکبر شاہ دہلی اسکے ہمعصر تھے۔ واسیلی اور نوچ جسنے روس کی موجودہ سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی اسی وقت مین تھا۔

ہنگری۔ بلگریڈ اور روڈس پر سلیمان نے قبضہ کیا اور اسٹریا کا بہت سا حصہ اپنے مقبوضات مین داخل کرلیا۔ دائنادارالسلطنت اسٹریا فتح ہوتے ہوتے رہگیا اور پھر شاہ دائنا نے دیکر خراج دینا منظور کرلیا۔ ایشیا مین بغداد۔ آرمینیا۔ جزیرہ وغیرہ سلطنت ٹرکی مین شامل کرلیے گئے۔

تمام سلاطین یوروپ نہایت ادب سے سلیمان سے خط وکتابت کرتے تھے۔ سلیمان کے جنگی جہازون نے بحیرہ روم۔ بحر قلزم اور بحر عرب پر پورا تسلط کرلیا تھا۔ اور بحر ہند مین بھی اسکے جنگی جہاز آئے اور اپنی ہیبت دلون مین چھوڑتے گئے۔ ساحل افریقہ اور ساحل بحر عرب کے تمام مقامات اسکے قبضہ مین تھے خلیج فارس پربھی اسکی زد تھی۔ بحری قزاق اس سے دبتے تھے۔

کچھ غلط فہمیون کی وجہ سے اسکے دو بیٹے مصطفے اور بایزید اسکے حکم سے مارے گئے۔ کئی وزیر اسکے حکم سے قتل ہوئے۔ مصالح ملکی کا سمجھنا آسان نہین ہے لیکن مورخون نے انھین واقعات سے اسکے دامن نیکنامی پر دھبہ لگایا ہے ورنہ اور طور پر جمیع اوصاف مین اعلی درجہ پر مخلوق سمجھا جاتا ہے۔

آخر آخر اسکی چڑھائی بمقابلہ شاہ جرمنی کے سزجیت پر ہوئی۔ سزجیت فتح ہوا لیکن اسکی نزع روح کے بعد۔ فتح سزجیت کے بعد کئی دن تک اسکی موت ظاہر نہین کی گئی۔ پھر جب اظہار کا موقع آیا تو فتحمند ترکون کے کاندھون پر عطر سے بسا ہوا جنازہ قسطنطنیہ چلا۔ ایک طرف "کل شی فان وکل نفس ذائقۃ الموت" کی صدا بلند تھی اور دوسری طرف نقیب پکارتا تھا "یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام"۔

سلیمان ثانی

سلیمان کے وقت مین یوروپ کی عیسائی سلطنتین۔ حرفت۔ صنعت اور فن جہازرانی مین مسلمانون سے کم تھین۔ سلیمان نے تمام یورپ پر اپنا اثر ڈالا تھا۔ پھر سلیمان کے بعد یوروپ کی دیگر سلطنتون نے بھی ترقیان کین۔ لیکن سلاطین ٹرکی کی عظمت عرصہ تک دلون سے نہ نکلی۔ اسکے بعد بھی عرصہ تک ترک سب سے بڑھکے نہ تھے تو عیسائی سلطنتون سے دبنے والے بھی نہ تھے۔

ٹرکی کے زوال کی ابتدا سلطان مصطفےٰ ثالث کے وقت سے ہوئی۔ اب یوروپ کی اعلیٰ قوتون مین اسکا شمار نہین ہوتا۔ لیکن پھر بھی سلطنت ایران سے کہین زیادہ اپنے بچاؤ کی قابلیت سلطان ٹرکی کو حاصل ہے۔ دوسرے پر حملہ کرنے کا زور اب ٹرکی مین نہین رہا لیکن اپنے بچانے کو پھر بھی وہ بہت ہے۔

سلیمان کے بعد زیادہ تر ممالک مفتوحہ کی حفاظت سے ترکون کو تعلق رہا۔ کچھ فتوحات بھی ہوئے لیکن کم۔ سلیمان کے آخر عہد تک ترکون کی ترقی تھی۔ پھر سلیم ثالث کے عہد تک اس ترقی کو قیام تھا اسکے بعد ۱۹ صدی کے آغاز سے انحطاط شروع ہوا۔ سلطنت مین کچھ ضعف نہین آیا لیکن ہمعصر سلاطین کی ترقی سے خود بخود اضافی تنزل لازم آیا۔ بایزید اول کے بعد سلیمان اول اور موسی کچھ

دلوں کے لیے بادشاہ ہوگئے تھے جنکو مار کر محمد اول تخت پر بیٹھا تھا۔ گو سلیمان اول اور موسی کا شمار بادشاہوں میں نہیں ہوا۔ لیکن سلیمان اعظم اسی رعایت سے سلیمان دوم مشہور ہوا۔

سلیمان دوم کے بعد جو سلاطین تخت نشین ہوئے اُنکے نام اور مختصر حالات ذیل میں درج ہیں۔

سلاطین ٹرکی

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۱	سلطان سلیم دوم بن سلیمان دوم	سنہ ۱۵۶۹ء سنہ ۹۷۴ھ	امام صنعا اور قبرس پر اسنے فتح پائی۔ اسپین پر چڑھائی کی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔
۱۲	سلطان مراد ثالث بن سلیم خان دوم	سنہ ۱۵۷۶ء سنہ ۹۸۲ھ	ایرانیوں سے اسنے گرجستان لے لیا
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن مراد خان ثالث	سنہ ۱۵۹۶ء سنہ ۱۰۰۳ھ	اسکی ماں خفیہ طور پر اسکی تخت نشینی میں مددگار تھی اور اسلیے امور سلطنت میں بھی وہ دخل دیتی تھی
۱۴	سلطان احمد اول بن محمد خان ثالث	سنہ ۱۶۰۷ء سنہ ۱۰۱۲ھ	عباس صفوی شاہ ایران سے یہ لڑا تھا۔
۱۵	سلطان مصطفے بن محمد خان ثالث	سنہ ۱۶۲۱ء سنہ ۱۰۲۶ھ	اپنے بھائی سلطان احمد کی وصیت کے مطابق تخت پر بیٹھا لیکن نا قابل نکلا اسلیے معزول کیا گیا۔
۱۶	سلطان عثمان ثانی بن احمد خان اول	سنہ ۱۶۲۳ء سنہ ۱۰۲۹ھ	سکندر شاہ پولونیہ کو اسنے بڑے معرکہ سے شکست دی۔ روس۔ فرانس اور اٹلی کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			سلاطین سکندر کے معین تھے لیکن عثمان کا آوازہ بلند رہا۔ آخر میں یہ عیاش ہوگیا فوج میں غدر ہوا اور یہ مارا گیا۔
۱۷	اخان مراد رابع بن احمد خان	سنہ ۱۶۲۶ء سنہ ۱۰۳۲ھ	اسکے عہد میں شاہ ایران سے خوب خوب لڑائیاں ہوئیں۔
۱۸	سلطان ابراہیم بن سلطان احمد	سنہ ۱۶۳۳ء سنہ ۱۰۳۹ھ	اسکے وقت میں ترکوں نے بحری لڑائی میں عیسائیوں سے جزیرہ مالٹا لے لیا۔ آخر میں عیاشی کی وجہ سے یہ معزول کیا گیا۔
۱۹	سلطان محمد رابع بن ابراہیم	سنہ ۱۶۴۳ء سنہ ۱۰۵۹ھ	یہ شیرخوار بچہ تھا۔ اسکی ماں منتظم سلطنت رہی لیکن دولت کے ہاتھ سے ماری گئی۔ امرا نے عورت کا امور ملکی میں دخل دینا پسند نہیں کیا لیکن اسکے بعد اسکے وزرا نے خوب انتظام کیا۔ سلطنت کو بڑی رونق دی۔ لایق وزیروں کے مرنے پر فوج میں بغاوت ہوئی اور یہ معزول کیا گیا۔
۲۰	سلطان سلیمان ثالث بن ابراہیم	سنہ ۱۶۸۱ء سنہ ۱۰۹۶ھ	اسکے وقت میں فوج خودسر رہی۔ والی شام نے بلگریا پر دخل کر لیا لیکن سلطان نے خود چڑھائی کی اور فتح حاصل کی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲۱	سلطان احمد ثانی بن ابراہیم	سنہ ۱۶۹۵ء سنہ ۱۱۰۲ھ	اپنے بھائی کی طرح یہ مرض استسقا مین مرا- والی ہسپا اسکے خوف سے بھاگا اور شاہ انگلستان کے پاس پناہ گیر ہوا-
۲۲	سلطان مصطفٰے ثانی بن محمد رابع	سنہ ۱۶۹۵ء سنہ ۱۱۰۶ھ	ابتدا مین اسنے خوب زور پکڑا- روس اور نمسا کو بڑی بڑی شکستین دین- آخر مین شاہ انگلستان کے کہنے سے مصالحت کرلی- مصالحت سے فوج ناراض ہوئی- سلطان نے حکمت عملی کو راہ دیکر اپنے بھائی محمد کو تخت پر بٹھا دیا-
۲۳	سلطان احمد ثالث بن محمد	سنہ ۱۶۹۹ء سنہ ۱۱۱۵ھ	مصطفٰے کے بھائی محمد کے تخت سے اُترنے پر یہ تخت نشین ہوا- اسکے وقت مین بھی خوب خوب لڑائیان ہوئین ترک ہر جگہ غالب رہے- فوج نے اس بادشاہ کو تخت سے اُتار دیا اور محمود اول کو بٹھایا-
۲۴	سلطان محمود اول بن مصطفٰے ثانی	سنہ ۱۷۱۶ء سنہ ۱۱۴۳ھ	اسکو محمد خامس بھی کہتے تھے- نادر شاہ کا یہ ہمعصر تھا- شاہ اسپین سے بحری لڑائی مین یہ مغلوب رہا لیکن بری لڑائی مین شاہ روس اور نادر شاہ کا جواب دیتا تھا آخر مین نادر شاہ سے دب کر اسکو صلح کرلینا پڑی-

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۲۵	سلطان عثمان ثالث بن مصطفے ثانی	سنہ ۱۷۵۰ء سنہ ۱۱۶۷ھ	سلطنت کا کام یہ اچھا نہین کرتا تھا لیکن متشرع تھا۔ شراب نوشی کا اسنے بالکل انسداد کرادیا۔
۲۶	سلطان مصطفے ثالث بن احمد ثالث	سنہ ۱۷۵۷ء سنہ ۱۱۷۱ھ	روس سے بارہا لڑائی ہوئی اور سلطانی فوج برابر غالب رہی۔ بحری قوت مین بہ نسبت اور قومون کے ترک کمزور تھے۔ لیکن بڑی لڑائی انکی اب تک سخت تھی۔
۲۷	سلطان عبد المجید بن احمد ثالث	سنہ ۱۷۶۶ء سنہ ۱۱۸۳ھ	اسکے وقت مین سوا ے شاہ روس اور والی نمسا کے کسی سے لڑائی نہین ہوئی۔ والی نمسا کو شکست ہوئی۔ روس سے بھی خوب خوب مقابلہ ہوا۔ مگر سلطنت کا ضعف روبہ ترقی تھا
۲۸	سلطان سلیم ثالث بن مصطفے ثالث	سنہ ۱۷۸۵ء سنہ ۱۲۰۳ھ	اسکے وقت مین ضعف کے آثار نمایان ہوئے بادشاہ فرانس بونا پارٹ نے روس اور انگلستان کی عداوت سے سلطان سلیم کے پاس فوجی قواعد سکھانے کو آدمی بھیجے۔ فوج نے نصاریٰ کا لباس پہننا منظور نہ کیا اور بغاوت کی نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ تخت سے اوتارا گیا۔
۲۹	سلطان مصطفے رابع بن عبد المجید	سنہ ۱۸۰۵ء سنہ ۱۲۲۲ھ	سال کے اندر ہی یہ تخت سے اوتارا گیا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۳۰	سلطان محمود ثانی بن عبدالمجید	سنہ ۱۸۰۵ء سنہ ۱۲۲۲ھ	سلطنت مین بے انتظامی تھی۔ موقع پاکر روس نے کئی قلعے لے لیے۔ شاہ محمد علی مرزا سے بھی یہ لڑا اور فتحیاب رہا۔ لیکن خانہ جنگیون سے اور فوج کی بغاوت سے سلطنت کا ڈھچر ڈھیلا ہو رہا تھا۔
۳۱	سلطان عبدالمجید ثانی بن محمود ثانی	سنہ ۱۸۳۹ء سنہ ۱۲۵۵ھ	اسنے سلطنت کو بہت سنبھالا تمام شاہان یورپ سے صلح کرلی۔ محمد علی پاشا والی مصر جو اسکے باپ کے وقت سے سرکش ہو رہا تھا اسکے عہد مین پھر مطیع ہوا۔ اسکے وقت مین انگریزون کا تقرب بہت بڑھ گیا۔ یورپ سے بمبئی تک جا بجا انگریزون کی نوآبادیان جو دیکھی جاتی ہین زیادہ تر اسی کے وقت مین قایم ہوئین۔ سنہ ۱۲۷۲ھ مین روس نے پھر ترکی پر چڑھائی کی۔ فرانس اور انگلستان کی مدد سے ترک غالب آئے۔
۳۲	سلطان عبدالعزیز خان بن محمود ثانی	سنہ ۱۸۶۱ء سنہ ۱۲۷۷ھ	یہ بادشاہ معتدل المزاج تھا شاہ ایران سے اسنے صلح کرلی۔ انگریزون کی مداخلت مین کمی کی۔ ملک کا دورہ کرنا پسند کیا۔ ہر طرح آنا

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترقی نمایان تھے لیکن اراکین دولت نے اسے معزول کردیا۔
۳۱	سلطان مراد خان	۱۲۹۳ھ	سلطان عبدالعزیز کے بعد تخت نشین ہوا لیکن تھوڑے ہی دنون مین خلل دماغ کی وجہ سے معزول کیا گیا۔
۳۲	سلطان عبدالمجید خان	۱۲۹۳ھ	سلطان مراد خان کے بعد یہ تخت نشین ہوئے اور اب تک انھین کی سلطنت ہی۔ انکے وقت مین ٹرکی کو رونق ہی۔ صاحب تدبیر ہین اور نیکنام ہین۔ اب تک تو بڑی دانشمندی سے انھون نے کام کیا۔ آرمینیا کے عیسائیون کی شکایت پر جرمنی فرانس۔ انگلستان اور روس کچھ کچھ ترکی انتظام متعلقہ آرمینیا مین مداخلت کرنا چاہتے تھے۔ ادھر ان قومون کے چند آدمی جدہ کے بدوون کے ہاتھ سے مارے گئے۔ خوف تھا کہ عیسائی سلطنتون سے ترکون کو کچھ نقصان پہونچے ادھر یونانیون نے کچھ نہ بھی پاس سے ترکون کا مقابلہ کرنا چاہا۔ آرمینیا کی آتش فساد جزیرہ کریٹ مین پہونچی جو سلطان کا مقبوضہ تھا۔ یونانیون نے کریٹ پر بحری حملہ کیا

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترکون نے بری فوج کے ذریعہ سے یونان کا کچھ حصہ ملک شمال کی جانب لے لیا۔ دیگر سلطنتین بیچ مین پڑنا چاہتی تھین۔ یونانیون نے اپنی کد پر قائم رہکر ہمت اٹھائی اسلیے سلاطین یورپ ترکون کے خلاف نہ ہوئے اور اس فتح سے ترکون کی حالت بہت مستحکم ہوگئی اور اب سلطان ٹرکی کا شمار مدبر سلاطین مین کیا جاتا ہے۔

فصل دوم

سلطنت ایران

فتوحات ایران

حضرت عمر خلیفہ دوم کے وقت مین یہ ملک مسلمانون نے فتح کیا۔ اسکے بعد بنو امیہ دمشق اور بغداد کے خلفا اسپر حکمران رہے۔ خلافت بغداد کے ضعیف ہونے پر سلاطین صفاریہ۔ سامانیہ۔ دیالمہ۔ غزنویہ۔ سلجوقیہ اور خوارزم شاہی اسپر حکمران ہوئے۔ اسکے بعد چنگیز خان کا زمانہ آیا۔ چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کی آٹھوین پشت مین ابو سعید کے زمانہ مین چھوٹی چھوٹی ریاستین قایم ہوئین جنکو مٹاکر امیر تیمور نے ایران کو اپنا ایک صوبہ قرار دیا۔ تیمور کے بعد اسکے خاندان مین دسوین صدی ہجری کے آغاز تک ایران کی حکومت تھی۔ یہ سب حالات اوپر مفصل بیان ہو چکے ہین۔ خاندان تیموری کا زور وسط ایشیا مین دسوین صدی ہجری کے شروع مین گھٹا۔ اسکے بعد کے حالات مختصر طور پر بیان درج کیے جاتے ہین

ایک شیعہ بزرگ شاہ صفی نے پیشواے مذہب کی حیثیت سے ایران میں عروج پکڑا۔ تمام رعایا شاہ صفی کی معتقد تھی اسلیے شاہ صفی نے ایک رنگ حکومت کا پیدا کیا پھر اسکی نسل مین شاہ اسمعیل بڑا زبردست بادشاہ ہوا اور دو صدی تک صفوی خاندان ایران پر قابض رہا۔ شیعون کو سُنیون سے بالکل الگ قایم کرنا یہ اسمعیل صفوی اور اُسکے مابعد جانشینون کی حکمت عملی تھی۔ شاہان صفوی نے بہت زیادہ کوشش یہ کی کہ شیعون کا گروہ سنیون سے بالکل الگ ہو جائے اپنی پالیسی مین سلاطین صفوی پورے طور پر کامیاب ہوئے اور ایران کی فوج اور ایران کی رعایا اس نئے جوش مین عرصہ تک کارنمایان کرتی رہی اور شاہی خاندان استقلال کے ساتھ حکمران رہا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	اسمعیل	سنہ ۹۰۸ھ	خاندان صفوی کا پہلا خودمختار بادشاہ ہے سلطان ٹرکی سے اسنے خوب خوب لڑائی کی اور ازبکون کو بھی اسنے زیر کیا۔
۲	شاہ طہماسپ بن اسمعیل	سنہ ۹۳۱ھ	ہمایون بادشاہ ہند نے اسی سے مدد چاہی تھی۔ یہ بھی بڑا نامی بادشاہ ہوا ہے۔
۳	شاہ اسمعیل ثانی بن طہماسپ	سنہ ۹۸۹ھ	مدت سلطنت ۹ سال۔
۴	محمد خدا بندہ بن طہماسپ	سنہ ۹۸۵ھ	یہ اپنے بھائی اسمعیل ثانی کے مرنے پر تخت پر بیٹھا۔ تھوڑے دنون کے بعد اسکی ملک عدم ہوا
۵	حمزہ بن محمد خدا بندہ	سنہ ۹۹۴ھ	اسنے برائے نام سلطنت کی۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۶	شاہ اسمعیل ثالث	سنہ۹۹۴ھ	اسنے برائے نام سلطنت کی۔
۷	شاہ عبّاس	سنہ۹۹۴ھ	اسمعیل اول اور شاہ طہماسپ کی طرح یہ بھی زبردست بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہی۔
۸	شاہ صفی	سنہ۱۰۳۹ھ	اسکے وقت مین خاندان صفوی سنے کوئی نمایان کام نہین کیا۔
۹	شاہ عبّاس ثانی	سنہ۱۰۵۲ھ	اسمعیل۔طہماسپ۔عبّاس اول کی طرح یہ بھی بڑا زبردست بادشاہ ہوا ہی۔غیر مذہب والون سے لڑنے کی وجہ سے غازی اسکو لقب ملا۔
۱۰	سلیمان	سنہ۱۰۷۷ھ	سلیمان تک خیریت تھی اس کے بعد خلجیون اور ابدالیون سنے اس خاندان کو کمزور کردیا۔
۱۱	شاہ حسین	سنہ۱۱۰۶ھ	
۱۲	شاہ طہماسپ ثالث	سنہ۱۱۳۵ھ	

خاندان خلجی

خاندان صفوی کے انحطاط کے زمانہ مین ابدالیون اور خلجیون کو کچھ زور رہا۔ ابدالی اور دُرّانی ایک ہی قوم ہی اور غور کے پہاڑون پر انکا اصل ٹھکانا تھا۔لیکن اسوقت ہرات کے آس پاس آباد ہوگئے تھے۔خلجیون کی قوم اس زمانہ مین قندھار کے گرد ونواح مین بستی تھی۔خلجی اور ابدالی آپس مین بھی لڑتے تھے۔لیکن تھوڑے دلون کے لیے خلجیون اور ابدالیون سنے مل کر ایرانیون کی سلطنت کمزور کردی۔اور پھر اسکے بعد خلجیون سنے جاکر ایران پر قبضہ کرلیا۔خلجیون کا سردار محمود قندھار سے روانہ ہوکر ایران مین داخل ہوا۔اور سنہ۱۱۳۲ھ مین تخت نشین ہوا۔

۱۷۲۲ء / ۱۱۳۵ھ — محمود خلجی

خلجیون اور ایرانیون کی جنگ کی ابتدا شاہ حسین کے وقت مین ہوئی اور اسکے بیٹے شاہ طہماسپ ثانی نے محاصرہ کی تکلیف سے گھبرا کر تاج شاہی محمود خلجی کے حوالے کر دیا۔

اشرف خان خلجی

اپنے چچا محمود کے مرنے پر اشرف خان تخت پر بیٹھا سلطان ٹرکی نے سلطان روس سے مل کر اشرف خان کو دبانا چاہا۔ شمالی ملک کا روس خواہان تھا۔ اور مغربی حصہ کو سلطان ٹرکی دبانا چاہتا تھا۔ اشرف خان نے لڑائیون مین بڑی بہادری دکھائی۔ آن دونون سلطنتون نے اسکی سلطنت تسلیم کی لیکن اشرف خان اُن حصون کو واپس نہ لے سکا جو دشمنون کے قبضہ مین آ گئے تھے۔

نادر شاہ

مرزا طہماسپ (جب تاج سلطنت محمود شاہ کے حوالہ کر کے علیحدہ ہوا) کسی طرح نادر قلی درانی کے قبضہ مین آگیا اور نادر شاہ نے اپنے کو اُسکا سپہ سالار بنا کر ملکی فتوحات شروع کر دیے۔ نادر قلی پہلے قزاقون کی طرح لوٹ مار کرتا تھا۔ اب طہماسپ کی سپہ سالاری نے اسکی حالت مین بہت کچھ تغیر پیدا کیا۔ نادر شاہ کے عہد مین (۱۷۲۹ء) اشرف خان قتل کیا گیا۔ جو ملک اشرف خان کے عہد نامہ سے سلطنت ٹرکی مین داخل ہو گئے تھے اُنسے نادر شاہ نے بزور شمشیر واپس لیا۔

نادر شاہ کا عروج

نادر شاہ نے طہماسپ کو شاہ شطرنج کی طرح تخت سے اوتار کر اُسکے شیر خوار بچے کو تخت پر بٹھایا اور ۱۷۳۶ء مین تمام لوگون کی صلاح سے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔ نادر شاہ نے اپنا مذہب بدل ڈالا۔ پہلے شیعہ تھا اب سُنی ہوا اور چاہا کہ خاندان صفویہ کی محبت لوگون کے دل سے نکل جائے اور اسکے وقت سے

ایک نیا رنگ پیدا ہو۔ لیکن نتیجہ اچھا نہ ہوا لوگ اس پاسے بددل ہونے لگے۔ فوج کے خوش کرنے کو اسنے قندھار پر چڑھائی کی اور غلجیون کو وہان سے نکالا پھر کابل غزنی ہوتے ہوئے ہندوستان پر اسنے چڑھائی کی۔ اور یہان کی دولت سے اپنی فوج کو مالا مال کرنا چاہا۔ دلّی نادرشاہ کے وقت مین تباہ ہوئی تیمور کے حملون کی طرح اب بھی دلّی مین قتل عام ہوا۔ ہند سے واپس جاکر نادرشاہ نے اور بھی فتوحات کیے۔ ہند مین جو کچھ خونریزی نادرشاہ سے ہوئی اسمین زیادہ تر دلّی والون کا قصور تھا۔ لیکن اسکے بعد نادرشاہ مین سفاکی اور خونریزی کی عادت ہوگئی اور کچھ مالیخولیا کا دخل بھی اسکے دماغ مین شروع ہوا۔ ایرانیون نے سنہ ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ع) مین اسے قتل کیا۔

نادرشاہ کے بعد افغانستان مین احمد شاہ درانی (ابدالی) حکمران ہوا اور ایران مین نادرشاہ کے اعلیٰ مخالف کا بھتیجا عادل شاہ تخت نشین ہوا۔ عادل شاہ دو برس کے بعد مر گیا اور پھر پچاس برس کے اندر ہی اندر کوئی آٹھ بادشاہ۔ ابراہیم شاہ، شاہ رخ مرزا۔ اسمٰعیل۔ محمد کریم خان۔ ذکی خان۔ صادق خان۔ جعفر خان۔ لطف علی یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے۔ اور سلطنت ایران روز بروز کمزور ہوتی گئی۔ ان بادشاہون مین کریم خان زند نے ۳۰ برس تک سلطنت کی اور باقی بادشاہون نے برائے نام سلطنت کی۔

آغا محمد شاہ قاجار نے سنہ ۱۲۱۲ھ مین کئی لڑائیان فتح کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کیا۔ شاہ روس سے بھی اسنے کئی لڑائیان کین اسکے بعد اسکا بھتیجا فتح علی قاجار تخت ایران پر بیٹھا اور شاہ روس سے برابر لڑتا رہا۔ سنہ ۱۸۵۰ھ مین محمد شاہ

قاچار تخت پر بیٹھا۔ بادشاہ اور رعایا کا مذہب شیعہ تھا۔ افغانوں نے انپر جہاد کی نیت سے حملہ کیا۔ ۱۲۶۰ھ مین ٹرکی کے گورنر نجیب پاشا حاکم بغداد نے کربلا پر چڑھائی کی اور ۹ ہزار آدمیون کو مذہبی تعصب سے ہلاک کیا۔ محمد شاہ قاچار یہ سنکر غضبناک ہوا۔ مگر انگریزون اور روسیون نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔

۱۲۶۴ھ مین سلطان محمد شاہ قاچار نے وفات پائی اور اُسکا بیٹا ناصرالدین شاہ قاچار تخت ایران پر بیٹھا۔ اس بادشاہ سے شیعہ مذہب کو بڑی تقویت ہوئی۔ اب افغان۔ روس اور ٹرکی ہر طرف سے شاہ ایران کو امن تھا۔ اس بادشاہ نے کئی مرتبہ یورپ کی سیر کی۔ اپنا سفرنامہ بھی فارسی زبان مین لکھا۔

روس نے تو سلطنت ایران کو کمزور کر دیا۔ لیکن پھر بھی یہ خود مختار بادشاہ رہا اور سلاطین اسلام مین بعد سلطان ٹرکی کے اسکا شمار ہوتا رہا۔ سُنیون مین جس طرح سلطان ٹرکی عبدالحمید خان پیشوائے مذہب حامی دین متین سمجھے جاتے ہین اسی طرح شیعون مین شاہ کجکلاہ ناصرالدین شاہ قاچار اسید کی نگاہون سے دیکھے جاتے تھے۔

شاہ مظفرالدین قاچار اپنے باپ کے مرنے پر ۱۲۹۶ء مین تخت نشین ہوئے باپ کی طرح یہ بھی اب تک نیک نام سُنے جاتے ہین۔ اور سلطنت مین کوئی انقلاب نہین ہوا۔ حالت بدستور ہے۔

خاندان تیموریہ کی تباہی سے آج تک جتنے حکمران ایران مین ہوئے اُنکے نام ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

شاہان ایران

اسمٰعیل۔ شاہ طہماسپ۔ شاہ اسمٰعیل ثانی۔ محمد خدابندہ۔ حمزہ۔ شاہ اسمٰعیل ثالث

شاہ عباس اول۔ شاہ صفی۔ شاہ عباس ثانی۔ سلیمان۔ شاہ حسین۔ شاہ طہماسپ ثانی۔ محمود۔ اشرف۔ شاہ طہماسپ ثالث۔ شاہ عباس۔ نادرشاہ۔ عادل شاہ ابراہیم۔ شاہ رخ مرزا۔ سلیمان۔ اسمعیل۔ محمد کریم خان۔ ذکی خان۔ صادق خان۔ جعفر خان۔ لطف علی۔ آغا محمد شاہ قاچار۔ فتح علی شاہ قاچار۔ محمد شاہ اکبر قاچار۔ ناصر الدین احمد شاہ قاچار۔ مظفر الدین شاہ قاچار۔

فصل سیوم

سلطنت مصر

سلطنت مصر اب سلمانون کی تیسرے درجہ کی سلطنت ہے۔ یعنی العبد سلطنت ٹرکی اور ایران کے اسی کا درجہ ہے۔ ممکن ہے کہ افغانستان کو اسپر ترجیح دی جائے لیکن چند وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اسے تیسرے درجہ کی سلطنت اور افغانستان کو چوتھے درجہ کی سلطنت قرار دی جائے۔ سلطنت مصر

باب ششم فصل ہفتم مین سلاطین علویہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ شروع اسلام سے ۵۶۷ھ تک مصر کے فرمانروایون کی کیا کیفیت تھی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ عاضد لدین اللہ پر سلطنت اسمعیلیہ کا مصر مین خاتمہ ہوا اور بجائے عاضد کے بغداد کے خلیفہ عباسی مستضی باللہ کا نام خطبہ مین داخل کیا گیا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ خلفاے عباسیہ مین یہ قوت نہ تھی کہ وہ مصر کا پورا انتظام کر سکتے۔ صرف خطبہ مین انکا نام رہا لیکن حکومت دوسرے خاندان ایوبیہ نامی کی طرف منتقل ہوئی۔

صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب عاضد کے وقت مین سپہ سالار تھا

مصر میں عیسائی بہت زیادہ غالب آ گئے تھے۔ صلاح الدین ہی کی کوشش سے شام کے مسلمانوں کی کمک آئی اور اسی کی کوشش سے عاضد کے ضعف پر نظر ڈال مستقی کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا اور اسی اثنا میں عاضد مر گیا اور صلاح الدین حکمران ہوا۔ اسکے باپ ایوب کے نام پر اس نسل کے بادشاہ ایوبیہ کہلائے۔ خاندان ایوبیہ

چونکہ نور الدین محمد والی شام اس فوج کا بھیجنے والا تھا جس نے ابتدا میں مصر کے مسلمانوں کو عیسائیوں کے ہاتھ سے بچایا تھا اسلیے بعض مورخوں نے صلاح الدین کے پہلے نور الدین کا نام بادشاہوں کی فہرست میں داخل کیا ہی لیکن اس کتاب میں نور الدین کا ایک علیحدہ خاندان شام کے سلجوقیوں کے نام سے فصل ۱۲۔ باب ۶ میں قایم کیا گیا ہی۔ صلاح الدین

مسجد اقصیٰ یروسلم (جروسلم) میں ہی۔ پہلے یہاں بیت المقدس تھا۔ ایک قیصر رومی نے بت پرست ہونے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی وفات کے ۸۲ برس بعد بیت المقدس کو جڑ سے کھود ڈالا۔ ۲۳۰ برس کے بعد قسطنطین قیصر روم نے مذہب عیسوی قبول کیا۔ بیت المقدس ہی میں حضرت مریم رہتی تھیں اور اسی میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے اسلیے اس جگہ کی عظمت عیسائیوں کے دل میں بہت تھی۔ قسطنطین کے حکم سے اس جگہ پر مسجد اقصیٰ بنائی گئی حضرت عمرؓ کے وقت میں جب شہر فتح ہوا تو انھوں نے نصاریٰ کو زیارت کے لیے وہاں آنے سے نہیں روکا۔ لیکن ترکوں کے عہد میں عیسائی زایروں کے ساتھ کچھ سختی ہونے لگی۔ یا یوں کہو کہ مسلمانوں کو کمزور دیکھ کر عیسائیوں کی ہمت بلند ہوئی اور ایک بہانہ ڈھونڈھنے کو انکا جی چاہا۔ سنہ ۱۰۹۶ع میں مخالفوں نے لشکر مسجد اقصیٰ

عظیم سہم پہونچاکر مسلمانوں سے جروسلم چھین لیا اور ۹۲ برس تک وہاں عیسائیون کا تسلط رہا۔ نورالدین محمد ابن عماد الملک زنگی جو باب ششم فصل دوازدہم مین نورالدین محمد ابن عماد الدین لکھا گیا ہو مرا اور غالباً وہ ۵۶۹ھ مین مرا۔ اپنے مرنے کے پہلے اسنے صلاح الدین ابن یوسف سپہ سالار فوج مصر کی تحریک پر عاضد خلیفہ اسماعیلیہ کی مدد کے لیے شام سے مصر مین فوج بھیجی تھی۔ کیونکہ عیسائیون نے جروسلم پر قناعت نہ کرکے مصر سے بھی مسلمانون کو نکال دینا چاہا تھا۔ مصر مین عیسائیون کو شکست ہوئی۔ اسکے بعد عاضد مرگیا اور نورالدین بھی مرگیا اور مصر اور شام کی حکومت صلاح الدین کو ملی۔ مستفی باللہ خلیفہ عباسی نے خطاب سلطانی بھی صلاح الدین کو عطا کیا۔ صلاح الدین نے حملہ کرکے ۳۔ اکتوبر ۱۱۸۷ء مین عیسائیون کو جروسلم سے نکال دیا۔ اسکے بعد تمام سلاطین یورپ متفق ہوکر کئی مرتبہ صلاح الدین سے لڑے لیکن ہمیشہ فتح صلاح الدین کے ہاتھ رہی۔ ہندوستان مین صلاح الدین بہت کم مشہور ہی۔ لیکن یورپ کے تمام چھوٹے بڑے صلاح الدین کو جانتے ہین اور جب تک جروسلم پر انکا قبضہ نہ ہوگا وہ سمجھتے رہین گے کہ صلاح الدین ہی کی وجہ سے وہ اپنی زیارتگاہ سے بیدخل ہین۔

جروسلم اور صلاح الدین

حضرت عمر خلیفہ دوم نے مسجد اقصیٰ کی محراب کعبہ کی طرف کرلی تھی۔ ۱۰۹۹ھ مین عیسائیون نے اہل اسلام کی محراب خراب کرڈالی۔ صلاح الدین کے وقت مین یعنی ۵۸۳ھ مین صلاح الدین کی کوشش سے پھر محراب مسجد مسلمانون کے طریقے پر بنادی گئی اور جب سے برابر وہان مسلمانون کا قبضہ چلا آتا ہی۔

مسجد اقصیٰ ترمیم

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱	ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب	سنہ ۵۶۷ھ	یہ بڑا نیکنام بہادر اور متشرع بادشاہ ہوا ہی مصر پر قبضہ کرکے اسنے شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس وغیرہ عیسائیون سے چھڑا کر مسلمانون کو خوش کیا۔ عیسائیون سے اسنے بڑے بڑے معرکے کی لڑائیان کین۔
۲	ملک عزیز عثمان بن صلاح	سنہ ۵۸۹ھ	یہ بھی نیکنام بادشاہ تھا ناصر لدین اللہ کا ہمعصر تھا۔
۳	ملک منصور محمد بن عثمان	سنہ ۵۹۵ھ	ایک سال کے بعد معزول کیا گیا۔
۴	ملک عادل سیف الدین بن ایوب	سنہ ۵۹۶ھ	بڑا نیکنام اور عادل بادشاہ تھا اسکے وقت مین ملک بھی کچھ وسیع ہوا۔
۵	ملک کامل بن عادل	سنہ ۶۱۵ھ	یہ بڑا متشرع بادشاہ تھا۔
۶	ملک عادل ابوبکر بن کامل	سنہ ۶۳۵ھ	دو برس اسنے حکومت کی۔
۷	ملک صالح بن کامل	سنہ ۶۳۷ھ	عیسائیون کی لڑائی مین مارا گیا۔
۸	ملک معظم توران بن ملک صالح	سنہ ۶۴۷ھ	دو مہینہ کے اندر معتصم خلیفہ کے وقت مین مارا گیا۔
۹	شجرۃ الدر	سنہ ۶۴۸ھ	عورت تھی تین مہینہ کے اندر خود ہی الگ ہوگئی
۱۰	ملک اشرف موسی	سنہ ۶۴۸ھ	سنہ ۶۵۲ھ مین یہ تخت سے اُتارا گیا اسپر دولت ایوبیہ کا خاتمہ ہوا۔ اسکو تخت سے اُتارنے والے اور پھر تخت پر قبضہ کرنے والے اسی خاندان کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			ترکی غلام تھے۔ اسلیے اسکے بعد حکومت مصر دولت غلامان ایوبیہ کے نام سے مشہور ہوئی
۱	ملک معز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی	سنہ ۶۴۸ھ	یہ دولت غلامان کا پہلا بادشاہ ہے۔
۲	ملک منصور علی بن معز	سنہ ۶۵۵ھ	اپنے باپ کے مقتول ہونے پر یہ بادشاہ ہوا۔ یہ سلطنت سے خود ہی دست کش ہوگیا۔
۳	ملک مظفر قطز معزی	سنہ ۶۵۷ھ	تاتاریون کو اسنے شکست دیکر بڑا نام پیدا کیا
۴	ملک ظاہر رکن الدین	سنہ ۶۵۸ھ	ملک مظفر کو قتل کرکے تخت پر بیٹھا۔ یہ بڑا صائب الرائے بادشاہ تھا۔
۵	ملک سعید محمد ناصر الدین	سنہ ۶۷۶ھ	سال کے اندر ہی لوگون نے اسے معزول کردیا
۶	ملک عادل بدر الدین	سنہ ۶۷۸ھ	چار مہینے کے اندر ہی یہ تخت سے اُتارا گیا اور خاندان غلامان کا خاتمہ ہوگیا۔
۷	ملک منصور ابوالمعالی قلاؤن صالحی	سنہ ۶۷۸ھ	یہ خاندان قلاؤنیہ کا پہلا بادشاہ ہوا اسکے وقت مین بھی فتوحات ہوئے۔
۸	ملک اشرف صلاح الدین خلیل	سنہ ۶۸۹ھ	دشمنون کی سازش سے سنہ ۶۹۳ھ مین مارا گیا
۹	ملک ناصر محمد بن قلاؤن	سنہ ۶۹۳ھ	یہ کچھ دنون کے لیے خود سلطنت چھوڑ بیٹھا
۱۰	ملک عادل کتبغا منصوری		یہ بھی سلطنت سے خود ہی علیحدہ ہوا۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۱۱	ملک منصور حسام الدین		یہ قتل کیا گیا۔
۱۲	ملک مظفر رکن الدین		قتل کیا گیا۔
۱۳	ملک منصور ابوبکر	سنہ ۷۴۱ھ	جلاوطن کیا گیا۔
۱۴	ملک اشرف کجک	سنہ ۷۴۱ھ	آٹھ مہینے کے بعد یہ بھی جلاوطن کیا گیا۔
۱۵	ملک ناصر احمد	سنہ ۷۴۲ھ	مقتول ہوا۔
۱۶	ملک صالح اسمٰعیل ابوالفدا	سنہ ۷۴۵ھ	سال بھر کے اندر مر گیا۔ اسکی کنیت ابوالفدا تھی اسی کی تالیف تاریخ ابوالفدا مشہور ہے۔
۱۷	ملک کامل شعبان	سنہ ۷۴۶ھ	ارکان دولت نے اسکو معزول کیا۔
۱۸	ملک مظفر حاجی	سنہ ۷۴۷ھ	ذبح کیا گیا۔
۱۹	ملک ناصر حسن	سنہ ۷۴۸ھ	قتل کیا گیا۔
۲۰	ملک صالح	سنہ ۷۶۲ھ	تخت سے اُتارا گیا۔
۲۱	ملک منصور بن حاجی	سنہ ۷۶۵ھ	تخت سے اُتار دیا گیا۔
۲۲	ملک اشرف شعبان	سنہ ۷۶۷ھ	مقتول ہوا۔
۲۳	ملک منصور علی	سنہ ۷۷۸ھ	اپنی موت سے مرا۔
۲۴	صالح حاجی	سنہ ۷۸۳ھ	خود سلطنت سے دست بردار ہوا اور سلطنت خاندان قلاؤن ختم ہوئی۔ اسکے بعد قوم ترک چراکسہ کی نوبت آئی۔
۲۵	ملک ظاہر برقوق	سنہ ۷۹۲ھ	یہ چراکسہ کا پہلا بادشاہ ہے۔ سلاطین ٹرکی کے

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
			تسلط تک مصر کی سلطنت اسی کے خاندان مین رہی -
۲۶	ملک ناصر فرج	سنہ ۸۰۱ھ	تیمور نے اسکو بھی بہت دق کیا مگر اسکے خاندان کو مٹا نہ سکا - خانہ کعبہ کے گرد حنبلی - مالکی حنفی - شافعی چار مصلے اسی کے بنوائے ہوئے ہین - اب خانہ کعبہ کے چارون طرف لوگ نماز پڑھتے ہین اور کعبہ کی طرف اپنا مُنہ رکھتے ہین اس تفریق سے کوئی نفاق نہین پھیلا لیکن پھر بھی شروع شروع مین بعض مسلمان اس بدعت کے خلاف تھے -
۲۷	ملک منصور عبدالعزیز	سنہ ۸۰۵ھ	قتل کیا گیا -
۲۸	ملک ابو نصر شیخ	سنہ ۸۰۸ھ	صرف دو مہینے سلطنت کی -
۲۹	مظفر احمد ابن موید	سنہ ۸۱۰ھ	سال کے اندر ہی اپنی موت سے مرا -
۳۰	ملک ظاہر ططر ابو الفتح	سنہ ۸۱۱ھ	تین مہینے سے کچھ زیادہ سلطنت کی -
۳۱	ملک صالح محمد	سنہ ۸۲۴ھ	پانچ چار مہینے سلطنت کرکے خود دستکش ہوا -
۳۲	ملک اشرف ابو النصر برسبائی	سنہ ۸۲۴ھ	قرآن سُننے کا بہت شایق تھا دیندار بادشاہ تھا اپنی موت سے مرا -
۳۳	عبدالعزیز ابو المحاسن	سنہ ۸۴۱ھ	تین مہینے کے اندر تخت سے اُتارا گیا -

نمبر	نام	سنہ جلوس	کیفیت
۳۴	ملک ظاہر ابو سعید علی ابن اینال	سنہ ۸۴۲ھ	غریب پرور بادشاہ تھا۔ چودہ برس کے بعد موت سے مرا۔
۳۵	ملک منصور عثمان	سنہ ۸۵۷ھ	معزول کیا گیا۔
۳۶	ملک اشرف ابو النصر	سنہ ۸۵۷ھ	اپنی موت سے مرا۔
۳۷	موید احمد	سنہ ۸۶۵ھ	تخت سے اتارا گیا۔
۳۸	ملک ظاہر ابو سعید خوشقدم	سنہ ۸۶۵ھ	اپنی موت سے مرا۔
۳۹	ملک ظاہر ابو سعید بلبائی	سنہ ۸۷۲ھ	چند مہینوں کے بعد جلا وطن کیا گیا۔
۴۰	ملک ظاہر ابو سعید تمر بغا	سنہ ۸۷۲ھ	دو مہینہ کے اندر قید کیا گیا۔
۴۱	ملک اشرف ابو النصر قائتبائی	سنہ ۸۷۲ھ	۲۹ برس کے بعد اپنی موت سے مرا نیکنام بادشاہ تھا۔
۴۲	ملک ناصر محمد ابو السعادات	سنہ ۹۰۱ھ	ڈھائی برس کے بعد قتل کیا گیا۔
۴۳	ملک اشرف قانصوہ	سنہ ۹۰۴ھ	صرف گیارہ دن بادشاہ رہا۔ پھر گم ہو گیا۔
۴۴	ملک ظاہر ابو سعید قانصوہ	سنہ ۹۰۴ھ	کچھ کم دو برس کے بعد فوج پھر جانے سے یہ بھی مفرور ہوا
۴۵	ملک اشرف جنبلاط	سنہ ۹۰۶ھ	جلا وطن کیا گیا۔
۴۶	ملک عادل طومان بائی	سنہ ۹۰۶ھ	چار مہینہ ۱۵ دن کے بعد مارا گیا۔
۴۷	ملک اشرف ابو النصر قانصوہ	سنہ ۹۰۶ھ	۱۵ برس تک یہ بادشاہ رہا سلیم اول سلطان ٹرکی نے حملہ کیا اور اسکو اذیت پہونچائی۔
۴۸	ملک اشرف طومان	سنہ ۹۲۲ھ	سلیم نے اسکو بھی شکست دی اور سنہ ۹۲۳ھ مین خاندان چراکسہ کا خاتمہ ہو گیا اور مصر دولت عثمانیہ مین داخل ہو گیا۔

خاندان چراکسہ

سلیم کی چڑھائی تک مصر مین خلفاے عباسیہ کا سلسلہ قایم رہا تھا مستعصم (یا معتصم) خلیفہ بغداد کی ہلاکت کے بعد خلفاے عباسیہ بغداد سے الگ ہوئے لیکن بلاد اسلام سے الگ نہین ہوئے۔ انکا سلسلہ مصر مین قایم تھا۔ دینی امور مین سلاطین مصر انکو پیشوا مانتے تھے۔ سلیم نے خلافت کا لقب اپنے لیے مستمسک خلیفہ عباسی سے حاصل کیا اور پھر اسکے بعد عباسیون کی خلافت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہوگیا۔

مستعصم اخیر خلیفہ بغداد کے بعد جتنے عباسی خلفا مصر مین ہوئے اُنکے نام ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

نمبر	نام	سنہ جلوس	نمبر	نام	سنہ جلوس
۱	مستنصر باللہ ثانی بن ظاہر بامر اللہ بن ناصر لدین اللہ	سنہ ۶۵۹ھ	۸	مستعصم باللہ بن محمد ابراہیم	سنہ ۷۸۸ھ
			۹	المستعین باللہ	سنہ ۸۰۸ھ
۲	الحاکم بامر اللہ بن مسترشد باللہ	سنہ ۶۶۰ھ	۱۰	المعتضد باللہ	سنہ ۸۱۵ھ
۳	المستکفی باللہ بن الحاکم بامر اللہ	سنہ ۷۰۱ھ	۱۱	المستکفی باللہ سلیمان متوکل	سنہ ۸۴۵ھ
۴	الواثق باللہ	سنہ ۷۴۰ھ	۱۲	القاسم بامر اللہ بن متوکل	سنہ ۸۵۵ھ
۵	الحاکم بامر اللہ بن المستکفی	سنہ ۷۴۲ھ	۱۳	المستنجد باللہ بن متوکل	سنہ ۸۵۹ھ
۶	المعتضد باللہ	سنہ ۷۵۳ھ	۱۴	المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل	سنہ ۸۷۳ھ
۷	المتوکل علی اللہ	سنہ ۷۶۳ھ	۱۵	مستمسک	سنہ ۹۰۳ھ

سنہ ۹۲۳ھ کے بعد یعنی دولت چراکسہ کے ختم ہونے اور سلیم شاہ ترکی کے فتح پانے کے بعد مصر کا ملک دولت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہوگیا۔ دولت عثمانیہ کے گورنر یہان مقرر ہوکر آتے رہے۔ یہ گورنر وزرا کہلاتے تھے اور پاشا لقب سے مشہور تھے انہین

سے مشہور گورنروں کے نام محمد پاشا گرجی۔ حسن پاشا۔ محمد پاشا۔ محمد پاشا صوفی۔ احمد پاشا۔ محمد علی پاشا۔

جب سلطان کی بحری قوت میں ضعف آیا یا دوسرے لفظوں میں یورپ کی عیسائی سلطنتوں نے بحری طاقت میں ترقی کی اور مصر میں ہر طرف سے عیسائی جہازوں کی آمد و رفت شروع ہوئی تو محمد علی پاشا نے سلاطین ٹرکی کو چھوٹی نگاہ سے دیکھا۔ محمد علی پاشا نے اپنے کردار کی سزا پائی اور مطیع سلطنت ہوا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی حکومت اسکے خاندان میں قابل ارث ہو گئی۔ محمد علی پاشا کے بعد اسکا بیٹا ابراہیم پاشا تخت پر بیٹھا پھر ابراہیم کا بیٹا عباس پاشا پھر اسکے بعد اسکا چچا سعید پاشا ابن محمد علی پاشا پھر اسمعیل پاشا ابن ابراہیم پاشا کے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے اور یہ سب دولت عثمانیہ کے بہی خواہ رہے

اسمعیل پاشا کو سلطان عبد المجید خان نے خدیو کا لقب دیا جو پادشاہ کا مرادف لفظ ہی۔ عبد الحمید خان نے اسمعیل کو موقوف کر کے قسطنطنیہ بلا لیا اور اسمعیل کے بیٹے محمد توفیق کو تخت پر بٹھایا۔ محمد توفیق پاشا کو اپنے فوجی جنرل احمد عربی پاشا سے کچھ دقتیں پیش آئیں۔ انگریزوں نے خدیو کی مدد کی اور عربی پاشا کو گرفتار کر کے لنکا میں نظر بند کیا۔ اس مداخلت نے کچھ انگریزوں کے حقوق بھی مصر میں قایم کروا دیے۔ فرانس کی بھی آمد و رفت مصر میں ہی۔ لیکن سلطان ٹرکی کے انگریزوں کی مداخلت مصر میں ہی۔ مصر کی مسلمان رعایا کبھی کبھی انگریزوں کی مداخلت سے ناخوش ہو جاتی ہی لیکن انگریزوں نے جو حقوق حاصل کر لیے ہیں اور انکی وجہ سے جو ترقی مصر میں ہوئی ہی وہ فراموش نہیں ہو سکتی۔

خدیو مصر

محمد توفیق پاشا نے ۱۸۹۴ع مین انتقال کیا اور شروع ۱۸۹۵ع مین اسمٰعیل پاشا معزول خدیو نے بھی انتقال کیا۔ محمد توفیق پاشا کے بیٹے محمد عبّاس پاشا اسوقت خدیو مصر ہین۔

سلطان عبدالحمید خان نے انکو خدیو تسلیم کیا ہی۔ سلطان عبدالحمید خان سے یہ ملنے گئے تھے اور بظاہر سلطان عبدالحمید خان کی اطاعت مین یہ اپنی بھلائی سمجھتے ہین۔

فصل چہارم

مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی ریاستین

ہندوستان مین جتنی چھوٹی چھوٹی ریاستین مسلمانون کی ہین اُنکا ذکر اسلام فی الہند کی ذیل مین کیا گیا۔ ہندوستان کے علاوہ اور جو اسلامی ریاستین مشہور ہین کچھ اُنکا ذکر بھی اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہی۔

سلطنت افغانستان — سلطنت ٹرکی۔ سلطنت ایران اور شاہی مصر کے بعد والی افغانستان یعنے امیر کابل کا درجہ ہی۔ افغانستان پر امیر خود مختارانہ قابض ہین۔ ترکستان کا بھی کچھ حصہ انکے دخل مین ہی۔ حدود اراضی کے اعتبار سے مصر سے یہ ریاست بڑی ہی۔ پایہ تخت کابل ہی۔ عبدالرحمن خان اسوقت اسکے امیر ہین۔ سرحدی حفاظت کے خیال سے امیر کابل گورنمنٹ ہند کے وظیفہ خوار بنائے گئے ہین۔ امیر عبدالرحمن خان نے اپنی ذاتی دانشمندی سے بہت بڑی عزت حاصل کی ہی اور گورنمنٹ ہند کے وہ یون ہی ہواخواہ رہے تو اُنکی عزّت مین اور ترقی ہوگی۔ امیر کابل کا چھوٹا لڑکا (ولیعہد نہین) سردار نصر اللہ خان قیصرہ ہند ملکہ وکٹوریا سے ملنے کو سنہ ۱۸۹۵ع

مین انگلستان گیا تھا اسکی خاطر اور تواضع وہان بہت کچھ ہوئی۔

ریاست بلوچستان

بلوچستان کا حاکم اپنے دار الحکومت (قلات) کے اعتبار سے خان قلات مشہور ہے اسوقت ایک خان تخت نشین ہے اور انگلش گورنمنٹ کی ماتحتی مین حکومت کرتا ہے۔ ابھی حال مین اسکے باپ خان سابق کو انگلش گورنمنٹ نے سفاکی کے الزام مین برطرف کرکے اسکو حاکم بنایا ہے۔

ریاست چترال

کشمیر اور افغانستان کے درمیان مین ایک چھوٹی سی ریاست چترال کی ہے اسکا والی مہتر کہلاتا ہے۔ پہلے سے یہ ریاست انگلش گورنمنٹ کی ماتحت تھی۔ لیکن پہاڑی ملک اور دشوار گذار رہا۔ گورنمنٹ کو اپنی حکومت کے اظہار کی ضرورت یا اُسکا موقع نہ تھا۔ بالفعل آپس کی خانہ جنگیون نے انتظام قایم رکھنے کے لیے انگلش گورنمنٹ ہند کی فوج کو گویا بلا بھیجا۔ انگریزی فوج گئی اور فتحیاب رہی۔ شجاع الملک گدی نشین ہوا اور بہ نسبت سابق کے اب زیادہ مداخلت انگلش گورنمنٹ کی جانب سے ہوتی رہے گی۔

وسط ایشیا مین بھی ضرور بہت سی اسلامی ریاستین سلطنت روس کی حمایت مین اُسی طرح ہین جس طرح انگلش گورنمنٹ کی حمایت مین ہندوستان کی نیم خود مختار ریاستین ہین۔ ان مین سے بخارا کا حال قلمبند کیا جاتا ہے۔ بقیہ ریاستون کے حالات دریافت نہ ہو سکے۔

سلطنت بخارا ایک زمانہ مین ایشیا کی بڑی مشہور سلطنت تھی۔ حافظ شیرازی کا شعر ہے ؎

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

سلطنت بخارا

اب اسکے حدود ارضی بہت کم ہوگئے ہین رقبہ ۹۲۳۰۰ مربع میل ہی اور آبادی ۲۱۳۰۰۰۰ ہی۔ اختیارات کے اعتبار سے یہ سلطنت روس کی باجگذار ہی۔ برآمد سے درآمد کی تجارت کسی قدر زائد ہی اور اسلیے ملک کی مرفہ الحالی کم وبیش قایم ہی۔

سلطنت مراکو

مراکو مین مسلمانون کی قدیم سلطنت ہی یہ مقام اسپین کے قریب ہی۔ غرناطہ کا آخری بادشاہ الزاجل یہین بھاگ کر آیا تھا لیکن یہان کے بادشاہ نے کچھ اسپر التفات نہین کی۔ سلطان ٹرکی کی بحری قوت گھٹنے کے بعد جب یوروپین طاقتون نے زور پکڑا تو اس مقام پر بھی اہل یوروپ کے جہازون کی آمدورفت شروع ہوئی انکا آنا تھا کہ سلطان کے اختیارات پر اثر پڑنے لگا۔ اگر ایک ہی یوروپین طاقت کا یہان گزر ہوتا تو سلطان مراکو کا خاتمہ ہوجاتا۔ ایک طاقت دوسرے کی حریف ہی اس سہارے مین سلطان مراکو فیض (دارالخلافت) مین بادشاہی تخت پر جلوہ افروز ہی۔

سلطنت یمن

یمن کا بندر عدن تو انگریزون کے قبضہ مین ہی۔ باب المندب پر جہازرانی کے ذریعہ سے تمام یوروپین طاقتون کا قبضہ ہی۔ لیکن ساحل چھوڑ کر زمین یمن کا بادشاہ مسلمان ہی۔ سلاطین ٹرکی جب بحری قوت مین سب سے بڑھ گئے تھے اسوقت تمام سواحل پر انھین کی عملداری تھی اُسی سلسلہ مین یمن پر سلطان ٹرکی کی حکومت تسلیم کی گئی تھی اور اب تک اسی اعتبار سے ملک یمن کو سلطان ٹرکی کی محافظت مین کہہ سکتے ہین۔ لیکن مولف کے نزدیک جب تک سلطان ٹرکی اپنی بحری قوت کو تمام یوروپین طاقتون سے بڑھا نلین تب تک وہ محض محافظ

حرمین شریفین ہونے سے کل زمین عرب کے شاہ نہیں کہے جا سکتے۔ پولیٹیکل اعتبارات سے انکے اختیارات بہت محدود ہین۔

ریاست مسقط

مسلمانون کی ایک ریاست عرب کے صوبہ عمان مین بمقام مسقط ہی۔ یہ مقام خلیج فارس مین بلوچستان اور سورت (ہندوستان) سے بہت قریب ہی۔ ابھی حال مین سلطان سے رعایا نے بغاوت کی تھی اور سلطان قلعہ مین محصور ہوگیا تھا۔ انگریزی جہازون نے سلطان مسقط کی مدد کی اور باغیون سے انکو بچایا۔ اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ مسقط مین انگلش گورنمنٹ کی مداخلت کیا نوعیت رکھتی ہی۔

باب نہم

محض واعظین اسلام کے ذریعہ سے اشاعت دین

فصل اوّل

مسلمانان چین

تمام اسلامی آبادیان کسی کتاب مین اگر مفصل بیان کی جائین تو اُسکو دس حصّون مین تقسیم کرسکتے ہین۔

(۱) حضرت محمد رسول اللہ کا عہد۔

(۲) خلفاے راشدین کا عہد۔

(۳) اسپین کے مسلمان۔

(۴) ترکون کے ذریعہ سے ایشیا مین اسلام کی اشاعت۔

(۵) ترکون کے ذریعہ سے یوروپ مین اسلام کی اشاعت۔

(۶) مغلون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت۔

(۷) افریقہ مین اسلام کی اشاعت۔

(۸) ہندوستان کا اسلام۔

(۹) ملک چین کے مسلمانان۔

(۱۰) مجمع الجزائر شرقی کے مسلمان۔

اس کتاب کی تقسیم مفصلۂ بالا ہیڈنگ سے نہین کی گئی لیکن باستثناے امور مندرجہ (۷) و (۸) و (۱۰) کے تمام باتین بالتفصیل اوپر بیان ہو چکی ہین۔ افریقہ کے مسلمانون کے حالات (۷) بھی کچھ اس کتاب مین بیان کیے گئے ہین لیکن اتنی توضیح کے ساتھ نہین جتنی شروع مین خواہش کی گئی تھی یا جو اس کتاب کے لیے مناسب تھی۔

ہان چین اور مجمع الجزائر شرقی کے مسلمانون کے حالات اب تک کچھ بھی بیان نہین کیے گئے۔ مسلمان مورخون نے ان مقامات کے مسلمانون سے بہت کم دلچسپی رکھی ہے۔ لیکن زمانہ حال کی یورپین تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات کے مسلمان بھی اسلامی دنیا مین بڑی وقعت کے قابل ہین اور ہرگز اس قابل نہین ہین کہ اُنکے حالات سے بے پروائی کی جائے۔ ابھی حال مین چین کے صوبہ یانان مین جب چینی مسلمانون نے سخت بغاوت کی تو یورپین مورخون نے ادھر توجہ کی بالخصوص روسی اور فرینچ مورخون نے ادھر خوب توجہ کی۔ پروفیسر پالیشف نے روسی زبان مین جو خیالات چین کے مسلمانون کی نسبت ظاہر کیے ہین وہ بجنسہ ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔

مسلمانان چین

"اگر چین کے مسلمان اُن پردیسیون کی اولاد ہوتے جو مدت سے وہان آباد ہین تو البتہ ہمکو اس یقین مین کہ ایک روز کل چین مسلمان ہوجائیگا تأمل ہوسکتا تھا۔ لیکن برخلاف اسکے جب یہ دیکھتے ہین کہ وہان کے اصلی باشندون مین اسلام برابر ترقی کر رہا ہی تو ہمکو یہ سوال کرنا پڑتا ہی کہ یہ ترقی کب بند ہوگی اور کہان تک پہونچکر رک جائیگی۔ ترکستان اور زنگیریا مین اگر مسلمانون سے ایک وسیع اسلامی عملداری قایم کرنے کے بعد بھی فروگذاشت کی گئی تو لازم ہی کہ چین خاص پر جہان اُنکے ہم مذہب ہر جگہ موجود ہین مسلمان ہمیشہ حملہ آور ہوتے رہین۔ اگر فرض کیا جائے کہ آیندہ یہ ملک سلطنت چین کے تحت مین آجاوین گے۔ تو کیا ایسا فرض کرنے سے اسلام وہان ضعیف ہو جاوے گا؟ اس سوال کو ہم ابھی پیش نہین کرتے۔ تھوڑے زمانہ کے لیے۔ دس برس یا بالفرض ایک صدی کے لیے ملتوی کرتے ہین لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس اثنا مین بھی اسلام برابر اپنی ترقی جاری رکھے گا۔ اپنے اغراض پورا کرنے کے لیے حسب مراد موقع کا منتظر رہے گا اور انجام کار وہ مقاصد حاصل کرے گا جنکے حصول کے واسطے سعی بلیغ مین سرگرم ہی۔

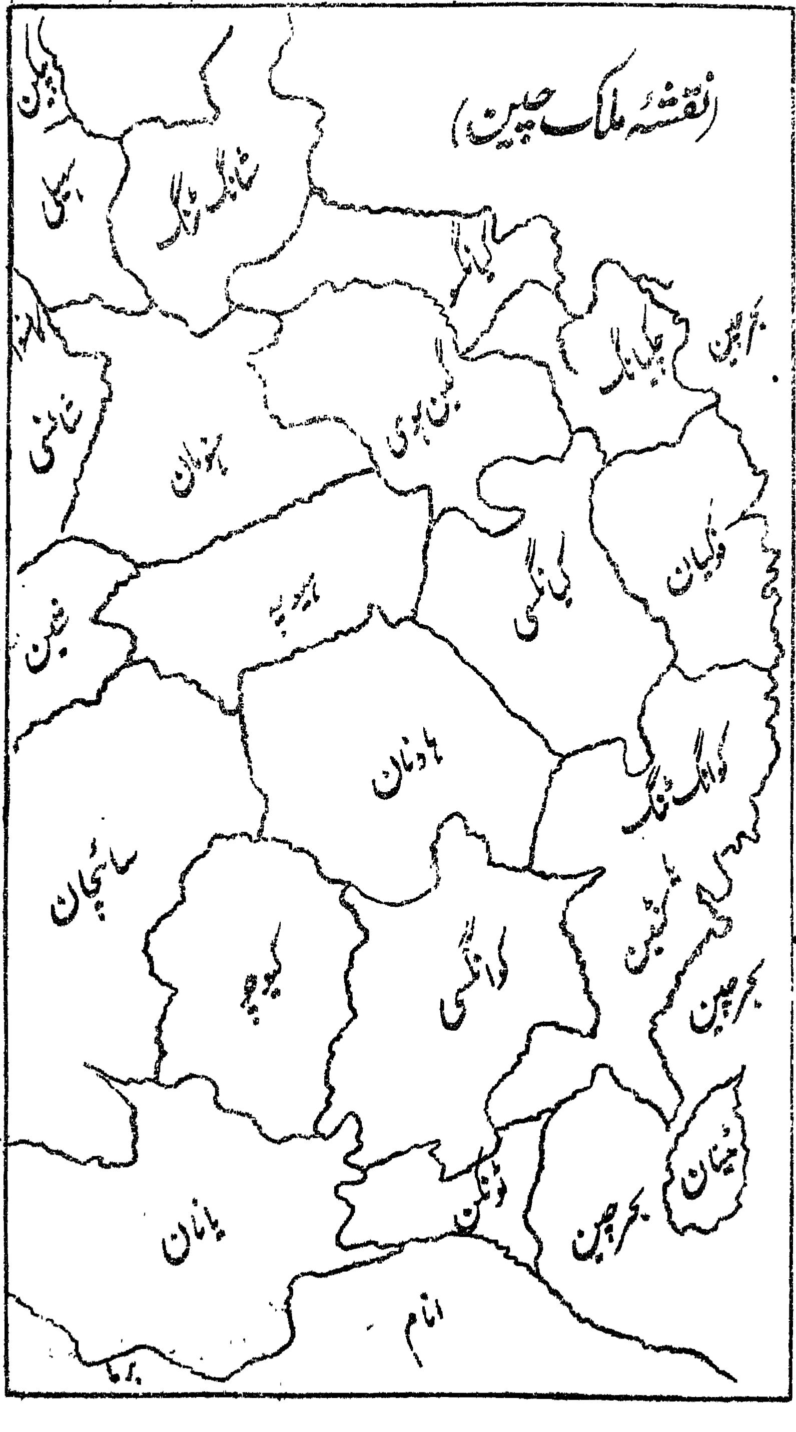
اگر اسلام نے چین پر ملکی حکومت حاصل کرکے عوام مین اپنے تئین رواج دینے کی کوشش کی تو کیا کوئی اسکا مزاحم ہوسکے گا؟۔ ہمارے خیال مین ہرگز نہین۔ باشندگان چین مین اس قسم کا انقلاب پیدا کرنا اُس انقلاب سے بہت زیادہ آسان ہوگا۔ جو موجودہ خاندان شاہی کی تخت

نشینی پر تبدیلی لباس مین ہوا۔

مشرق (یعنے ملک چین) مین مذہب کی گرفت لوگون کے دلون پر اس قسم کی نہین ہو جیسی مغرب مین ہو۔ یہان کے لوگ روحانی زندگی کی بہت کم پروا کرتے ہین بلکہ اُن مادی ضروریات کے مہیا کرنے مین جو جسم کی پرورش کے لیے درکار ہوتی ہین۔ زیادہ مصروف رہتے ہین۔ کنفیوشی۔ البس۔ بدہا۔ ٹاؤ۔ کے مذاہب مین سے کسی نے اُنکے دل مین اچھی طرح جڑ نہین پکڑی ہو۔ لاؤ ٹیزی اور بدھا کے احکام پر دہقانون ہی مین مانے جاتے ہین۔ نہ کہ عوام مین۔ پس یہ بے اعتنائی جو عموماً مذہب کی جانب ظاہر کی جاتی ہو۔ مغربی مذاہب کو اسکا موقع دیتی ہو کہ وہ بآسانی باشندگان چین مین اپنا اثر پھیلا دین۔ (مغربی مذاہب مین) بزمانہ حال صرف اسلام ہی کو یہ عمدہ موقع نصیب ہو۔ خواہ اُسکو تمام وکمال کامیابی حاصل نہو۔ لیکن چین سے اُسکا کالعدم ہوجانا خارج از امکان ہو۔

جو آگ مغربی خیالات نے انمین لگا دی ہو اُسکو مغربی مذاہب سرد نہین کرسکتے اسلیے بالکل ممکن ہو کہ چینی اسلام قبول کرنے کے بعد لاپروائی اور استغنا کی خاصیتون کو جو اُن سے ہمیشہ ظہور مین آتی رہی ہین اپنے سے دور کردین۔ یہ ضروریات سے ہو کہ ایک دن مغربی خیالات مشرق (یعنی ملک چین) پر کلیتہً حاوی ہوجائین گے۔ ایسی حالت مین کیا وجہ ہو کہ مغرب کا مذہب یعنی اسلام جو بودھ مذہب سے بہت زیادہ صاف اور علی ہو اُسکی جگہ قایم نہو جاوے؟ ہندوستان مین ان مقامات پر جہان

بودھ مذہب کو سابق میں زیادہ رواج تھا۔ اسلام نے بمقابلہ اُسکے زیادہ وسعت سے اشاعت پائی۔ ترکستان میں اسلام نے اسکو بالکل منہدم کردیا۔ جب دین محمدی ملک چین میں اسی طرح داخل ہوگا جیسے بدھ مذہب ہوا۔ یعنی بجانب تری سمندر کے اور براہ خشکی شمال مغرب سے تو ظاہر ہے۔ چنانچہ مسلمانان چین کو تو اسمین ذرا بھی شبہہ نہیں کہ دین اسلام مذہب کنفیوشی کو پامال کرکے خود مختار بن بیٹھے گا حقیقت میں اگر کبھی ایسا ہوا کہ ملک چین میں جسمین دنیا کے ایک ثلث لوگ آباد ہیں اسلام نے اپنا مذہب قرار دے لیا تو بلا شبہہ کرہ مشرق کے اُسکے تعلقات میں انقلاب عظیم واقع ہوگا دین محمدی جب جبل طارق سے لیکر بحرالکاہل تک پھیل جاویگا تو مسیحی دنیا کو دوبارہ خطرات میں ڈال دینے کا اُسکو موقع ملیگا۔ مزید بران اگر باشندگان چین کو اُنکی چُپ چاپ محنتی زندگی کے خواب سے جو اور قومون کے لیے اسقدر فائدہ مند ہے شدید متعصبانہ جوش نے چونکا دیا تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اور قومون کی گردنون میں ذلّی طوق پڑ جائینگے۔ یہی صرف نہیں ہے بلکہ کچھ اور بھی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا کے عاقلون نے بالاتفاق مغرب کے ترقی یافتہ خیالات کو مشرق کے ضعیف اور بیجان خیالات پر فضیلت دی ہے۔ پس اگر اب نئی ترقیین اُس ترقی کے راستہ میں پیدا کی جاوین جسکی بنا سائنس اور تہذیب کے سچے اصولون پر قایم کی گئی ہے تو خیال کرنا چاہیے۔ نوع انسان کے واسطے یہ کیسی شدید بدبختی کی بات ہوگی“


نقشہ ملک چین
سیچوان
کوانگسی
یانان
بحر چین
انام

آبادی

اسوقت مسلمانان چین کی آبادی زیادہ تر صوبہ کینٹن ۔ یانان ۔ شانسی اور کانگسو میں ہے ۔ کل آبادی چینی مسلمانون کی دو کرور سے زیادہ ہے ۔ بعض مورخون نے اس تعداد کو بہت گھٹا دیا ہے ۔ اور بعض نے اس سے بھی زیادہ بیان کی ہے ۔

کینٹن چین کا جنوبی حصہ ہے اور بحر چین پر واقع ہے ۔ اسی کے قریب یانان بھی ہے ۔ اور صوبہ جات شانسی اور کانگسو سرحد ترکستان پر شمال و مغرب کی جانب واقع ہین ۔ قریب الفہم ہونے کے لیے کینٹن اور یانان کے حالات ایک جگہ درج کیے جاتے ہین اور شانسی اور کیانگسو کا بیان جُدا کیا جاتا ہے ۔

مسلمان کینٹن

اس کتاب کے شروع مین جہان اُن ایلچیون کے نام لکھے گئے ہین جو رسول عربی نے اشاعت اسلام کے لیے جابجا روانہ کیے وہان کسی سفیر کا چین جانا مذکور نہین ہوا ہے ۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے اور بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ۶۲۹ء مین وہاب ابوکبشہ شاہ چین کے پاس بھیجا گیا تھا ۔ اُسکی آمد بحری سفر کے ذریعہ سے ہوئی اسلیے ابوکبشہ صوبہ کینٹن مین جو بحر چین کے ساحل پر واقع ہے اُترا ۔ عربون کی بحری تجارت اور ملکون سے بہت پہلے سے قایم تھی ۔ یہان عرب سے حجاز کے باشندے مراد نہین ہین بلکہ شام اور یمن کے بیان کیا جاتا ہے کہ عرب کے باشندے حضرت عیسیٰ کے پہلے سے لنکا کی راہ سے ساحل چین تک پہونچ گئے تھے ۔ اور وہاب ابوکبشہ کا چین مین آنا غالباً تاجرانہ حیثیت سے تھا اور اسی ضمن مین دعوت اسلام کا خط بھی بھیجا گیا تھا ۔ کینٹن مین ابوکبشہ کی بڑی عزت ہوئی اور اسکے ہم مذہبون کو تعمیر مسجد اور اعلان دین کی اجازت دی گئی ۔

باب ابوکبشہ

ابوکبشہ سنہ ۶ھ مین جب مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا

زمانہ تھا۔ ابوبکرؓ کا جمع کیا ہوا قرآن ساتھ لیکر وہ پھر کینٹن کو گیا کینٹن مین اُسکا مزار اب تک موجود ہے اور اُسکی بنائی ہوئی مسجد بھی لا بدی تغیر و تبدل کے بعد اب تک قایم ہے۔

خلفا کے وقت مین اسمجد کے گرد مسلمان تاجرون کی لبگت تھی اور بہت عزت کے ساتھ یہ لوگ وہان رہتے تھے۔ جس طرح ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان مین شاہان مغلیہ کے عروج مین بھی اپنی عدالت اور اپنا ملکی قانون ساتھ رکھتی تھی اسی طرح کینٹن کے مسلمان بھی اپنا قاضی الگ رکھتے تھے اور خلیفہ اسلام کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔

۸۵۵ء مین خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب شاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت کے فرو کرنے کو روانہ کیے تھے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو عربی سپاہیون نے اپنے ملک کو واپس جانے سے انکار کیا اور اس ذریعہ سے کینٹن مین مسلمانون کی حیثیت وہ قایم ہوئی جو عربی پاشا کی گرفتاری کے بعد اب انگریزون کو مصر مین حاصل ہے۔ مسلمان دعوت اسلام کے ذریعہ سے نومسلمون کی تعداد بڑھاتے رہے چینی عورتون کے بطن سے مسلمانون کی نسل بھی خوب بڑھی۔ شاہان چین کے مغلیہ خاندان کے وقت مین مسلمانان چین کو باہر سے بھی مدد پہونچتی رہی۔ مغلیہ خاندان شاہی کے زوال پر گورنمنٹ چین نے اپنا یہ اصول قرار دیا کہ غیر ملک کے لوگ آنے نہ پائین۔ ممکن تھا کہ یہ زمانہ مسلمانان چین کو دیگر بلاد اسلام سے الگ کر کے تاریکی خیالات مین ڈال دیتا۔ لیکن فی الواقع ایسا نہین ہوا۔ اور اب تو مسلمانون کی آزادی کچھ بڑھ گئی ہے کیونکہ گورنمنٹ چین نے غیر قومون سے

نفرت رکھنے کی پالیسی بدل رہی ہے۔

اسلام کو جب زور تھا تب باشندگان چین کی تجارت اسلامی سلطنت کی موافقت پر منحصر تھی اور اہالی تبت کے مقابلہ میں بھی چینیوں کو مسلمانوں کی ضرورت تھی۔ اُسوقت تک مسلمانان چین کی حالت تو بُری ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ لیکن اسکے بعد بھی اُنکی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ روز بروز ترقی ہی ہوتی رہی۔

مسلمانان چین کی وضع

ارکان مذہبی ادا کرنے کے علاوہ اور تمام باتوں میں اب مسلمانان چین اصل چینیوں سے مشابہ ہیں۔ موچھیں بڑھی ہوئی سر کی چوٹیاں لٹکتی ہوئیں ننگے سر پھرتے ہیں لیکن مسجدوں میں جانے کے وقت سر پر عمامہ رکھ لیتے ہیں مسجد کے مینارے بہت بلند نہیں کرتے۔ اصلی باشندوں کے ساتھ یہ ہر طرح ملے جلے رہتے ہیں۔ اسلیے غیر قوم سمجھے نہیں جاتے۔ یہ کیفیت صوبہ کینٹن ہی کے مسلمانوں کی نہیں ہے بلکہ کم و بیش یہی حالت تمام مسلمانان چین کی ہے۔ بادشاہی فوج میں بھی یہ لوگ بھرتی ہوتے ہیں ملکی خدمتیں بھی پاتے ہیں اور امن سے بسر کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے مرکز اسلام سے بہت دور اور غیر مذہب چینی گورنمنٹ کے مطیع۔

ابن بطوطہ چین میں

ابن بطوطہ کا سفرنامہ پڑھنے سے لطف آتا ہے جہاں اُسنے اُس خوشی کا بیان کیا ہے جو بلاد اسلام کے ایک سیاح کے ملنے سے مسلمانان چین کے چہروں پر نمایاں تھی۔ کینٹن اور یانان کے حالات قریب قریب ایک ہی ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ یانان میں کچھ مسلمان خشکی کے ذریعہ سے پہونچے تھے۔

صوبہ کینٹن اور یانان کے حالات تو ختم ہوئے۔ اب صوبہ شانسی اور کانسو

کے مسلمانون کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ ان دونون صوبون مین بہت زیادہ مسلمان آباد ہین۔ اگر دو کروڑ کل چین مین ہین تو ڈیڑھ کروڑ یعنی بقدر تین ربع کے صرف انھین دونون صوبون مین ہین۔ بلاد اسلام کے ہم سرحد ہونے سے دعاۃ اسلام یہان بآسانی پہونچے۔ سلطنت چین کی طرف سے کچھ مزاحمت نہوئی کیونکہ چین کے بادشاہ اور مسلمانون مین برابر خلوص قایم تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کے وقت مین یزدجرو کے بیٹے فیروز کے لیے سفارشی ہوکر خاقان چین کا سفیر خلیفہ کے پاس پہونچا تھا خلیفہ نے اُسکی بہت خاطر کی اور ایک عرب سپہ سالار اُسکے ساتھ کر دیا۔ چنانچہ اس طرح شمالی اور مغربی چین مین بھی براہ خشکی ۳۱؁ھ دعوت اسلام پہونچ گئی۔

مسلمانان شانسی

ولید ابن عبدالملک کے زمانہ مین جو عربون کے انتہاے عروج کا زمانہ تھا جب ایک طرف طارق نے اسپین فتح کیا۔ محمد ابن قاسم نے سندھ فتح کیا تو خراسان کے حاکم قطیبہ بن مسلم نے دریاے جیحون عبور کرکے سمرقند بخارا وغیرہ فتح کیے اور مسلمانون کی فوج سرحد چین تک پہونچگئی۔ خاقان نے ایلچیون کو ایک رقم کثیر دیکر خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کی۔ اور پھر خاقان چین کو مسلمانون سے لڑنے کی جرات ہوئی اور نہ مسلمانون نے اتنی دور حکومت کرنے کی خواہش کی۔ مصالحت کی صورت قایم رہی اور دعوت اسلام کے لیے راستہ کھلا رہا۔ پہلی مسجد شانسی مین ۷۴۲؁ھ مین بنی۔

ولید عبدالملک کا زمانہ

علاوہ ان مسلمانون کے جنگی تعداد دعاۃ اسلام کی بدولت اور مسلمان تاجرون کی فیض صحبت سے بڑھتی رہی۔ چنگیز خان کے زمانہ مین بھی مسلمانون کی

آبادی بڑھ جانے کا ایک سبب پیدا ہوگیا - چنگیز خان کے تخت وتاراج سے بڑے بڑے امرا جس طرح وسط ایشیا سے ہندوستان مین آکر پناہ گزین ہوئے اسی طرح بہت سے مسلمان چین مین جاکر آباد ہوگئے اور مسلمانان چین کی آبادی مین دفعتاً ترقی ہوگئی -

صوبجات کانسو اور شانسی دونون قریب ہی قریب ہین - آٹھوین صدی عیسوی کے وسط مین کانسو مین بھی اسلام پھیلا - صوبہ کانسو کے فرمانروا خان ہٹیوک کے مسلمان ہونے پر اسلام نے یہان اور زور پکڑا -

مغلیہ خاقانون کے وقت مین عبدالرحمن ۱۲۴۴ء مین چین کے شاہی خزانہ کا افسر تھا - سید اجل بخاری ۱۲۵۹ء مین خزانہ شاہی کا وزیر تھا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاقان چین کی طرف سے مسلمانان چین کو عہدہ ہاے جلیلہ ملتے رہے - مثل اور قومون کے مسلمان بھی وہان سلطنت کے ایک رکن سمجھے جاتے ہین - مفتوحہ قوم کی حالت مین نہین ہین - اسلامی سلطنتون کے زور گھٹنے پر مسلمانان چین کی حالت پولیٹکل معاملات مین کسیقدر گھٹ گئی لیکن اب بھی بہت غنیمت ہے مسلمانان چین کو بھی انتظام سلطنت مین عام رعایا کی طرح حصہ لینے کا حق ہے چین کے اصلی باشندون مین مذہبی تعصب کم ہے اسلیے دعوت اسلام مین کوئی مزاحمت نہین ہوتی - اب بھی دعاۃ اسلام واعظون کی حیثیت سے اپنا کام کرتے رہتے ہین -

نامور مسلمان

فصل دوم

مسلمانان مجمع الجزائر

بحرالکاہل اور بحر ہند کے بیچ مین چین اور برہما کے دکھن آسٹریلیا کے

قریب تک جو سیکڑون جزیرے چھوٹے بڑے قریب قریب واقع ہین اُنکے مجموعے کو مجمع الجزائر کہتے ہین - اِن جزائر مین بھی مسلمانون کی آبادی بہت دنون سے ہے - جس طرح سیلون کی راہ سے عرب کنٹن صوبہ چین مین تجارت کی غرض سے پہونچے اُسی طرح اور اُسی زمانہ مین تجارت کے ذریعہ سے دعاۃ اسلام کا مجمع الجزائر مین آنا قیاس کیا جاتا ہے - لیکن زمانہ معین نہین کیا جاسکتا تاریخین اسبارہ مین صاف نہین ہین - مجمع الجزائر کے مسلمان باعتبار مسلمانان چین کے زیادہ تر متشرع ہین - یہ لوگ بکثرت حج کرتے ہین اور ان حاجیون کے ذریعہ سے مسلمانون کے مذہبی دستور مین فرق نہین پڑتا - یوروپین مورخ حج کے فرض کی ماہیت اس ترقی کو دیکھ کر سمجھتے ہین اور مسائل اسلام کے نکات پر متحیر ہوتے ہین - مجمع الجزائر کی تمام آبادیون کے تذکرے کا مواد کافی مؤلف کے پاس نہین ہے - لیکن پھر بھی سماٹرا اور جاوا دو بڑے اور زیادہ تر مشہور جزائر کا حال بالاجمال بیان کیا جاسکتا ہے -

مجمع الجزائر

ساتوین صدی عیسوی مین مسلمان تاجر ملک چین مین پہونچے اور آٹھوین صدی کے وسط تک چین مین بکثرت نظر آنے لگے - اسکے بعد ان تاجرون کی حالت روز بروز بڑھتی گئی - دسوین صدی سے پندرہوین صدی تک مشرقی ملکون کی تجارت پر عرب پورے طور پر قابض تھے - چین کی بعض تاریخون سے پتا چلتا ہے کہ آخر ساتوین صدی عیسوی مین سماٹرا مین عربون کی بستی قایم ہو گئی تھی - یہ تو ابتدائی حالت ہے - اسکے بعد جب ہندوستان مین مسلمان پہونچے تو ہندی مسلمانون نے بھی سماٹرا مین آنا شروع کیا چودھوین صدی



ابن بطوطہ

عیسوی مین جب ابن بطوطہ نے اس جزیرہ مین قدم رکھا تو مذہب اسلام کو اسنے بہت بارونق پایا۔ وسط تیرہ صدی مین یہان کا فرمانروا بھی بت پرستی چھوڑکر مسلمان ہوگیا۔ یہان کے ایک بادشاہ کا نام ملک الصالح تھا۔ ۱۳۴۶ء مین جزیرہ سماٹرا کے شہر سمدرا کا بادشاہ ملک طاہر بن ملک صالح تھا۔ ابن بطوطہ نے اسکی تزک شان۔ تشرع اور شجاعت کا تذکرہ کیا ہو۔ اسی زمانہ مین شریف مکہ نے بھی دعوت اسلام کے لیے ایک سیاح شیخ اسمعیل کو یہان بھیجا تھا۔

جاوہ مین بہ نسبت اور جزائر کے اسلام پیچھے پہونچا۔ لیکن اب جاوہ کے مسلمان چند وجوہ سے سب سے اچھی حالت مین ہین۔ حاجی[1] پردا۔ مولانا ابراہیم[2]۔ راذن رحمت[3]۔ مولانا اسحاق[4]۔ شیخ خلیفہ حسین[5]۔ شیخ نورالدین[6] ابراہیم یہ لوگ دعاۃ اسلام مین زیادہ نامی گزرے ہین۔

جاوہ

جاوہ مین اسلام کا بہت چرچا ہو۔ ۱۸۷۴ء مین ۳۳۸۰۲۔ اور ۱۸۸۶ء مین ۴۸۲۳۷۔ آدمی صرف جزیرہ جاوا سے حج کو روانہ ہوئے تھے ۱۸۸۲ء مین ۱۰۹۱۳۔ اسلامی مدرسے جزیرہ جاوا مین تھے جنمین ۱۶۴۶۶۷۔ طلبا دینیات پڑھتے تھے۔ مذہبی ترقی کی ایک مثال یہ ہو کہ تین برس کے بعد یعنی ۱۸۸۵ء مین اسلامی مدارس کی تعداد ۱۶۷۶۰ ہوگئی اور طلبا کی تعداد ۲ لاکھ ۵۵ ہزار ۱۴۸ تک پہونچ گئی۔ اس سے صاف معلوم ہوسکتا ہو کہ جاوہ کے مسلمان امور مذہبی مین اور مذہبی تعلیم مین کس درجہ بڑھے ہین۔ مجمع الجزایر مین مسلمانون کی خودمختاری قایم نہین ہو۔ انکی شاہنشاہی تو شاید کبھی نہ تھی لیکن پندرہ صدی تک انکے اختیارات وسیع تھے۔ جابجا خودمختار ریاستین

بھی تھیں - اور جہان بُت پرست یا ہندو راجہ قابض تھے وہان بھی جہاز رانی کے ذریعہ سے یہ لوگ بہت با اقتدار تھے - بادبانی جہاز چلانے میں مسلمان اول درجہ رکھتے تھے - اسکے بعد جب یوروپ نے ترقی کی تو اسپین یعنی پرتگال کے باشندے پرتگیز نے مجمع الجزائر مین مسلمانون کا زور بہت کم کردیا - حکومت اور تجارت سب اپنے ہاتھ مین لے لی لیکن دعاۃ اسلام کے ذریعہ سے جو مسلمانون کی روزافزون ترقی تھی اُسکو نہ روک سکے اب بحر الجزائر پر یوروپ کی مختلف عیسائی قومون کی حکمرانی ہے لیکن وہان کے اصلی باشندون کی رغبت دین کے معاملات مین اسلام کی طرف ہے عیسائیون کو تعجب ہے کہ مسلمان واعظون کے مقابلہ مین عیسائی مشنری بالکل ناکام رہتے ہین -

جاوہ ڈچ کی عملداری ہے - مسلمانان جاوہ کی زبان میلے ہے - یہی گورنمنٹ ڈچ کی زبان ہے - زباندانی کی وجہ سے تمام بڑے بڑے عہدے مسلمانون کے قبضہ مین ہین - اس سبب سے وہ خوشحال ہین اور اپنے مذہب کے پھیلانے مین کامیاب رہتے ہین - ڈچ کے ساتھ مسلمان ہی اہلکار - پولیٹکل ایجنٹ - محرر - ترجمان یا سوداگر کی حیثیت سے تمام جزیرون مین جاتے ہین - اور ہر جگہ اپنے مذہب کو رواج دینے کا موقع پاتے ہین -

فصل سیوم

یورپ اور امریکہ مین اسلام

عیسوی مذہب اسلام سے چھ سو برس پہلے کا ہے - سلاطین روم کے ذریعہ سے

یہ تمام دنیا مین کم وبیش پہونچ چکا تھا کہ اتنے مین مذہب عیسوی کی موجودہ حالت کی اصلاح کے لیے مذہب اسلام جاری ہوا۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہین ہے بلکہ عیسائیت کا مصلح ہے۔ ابھی صرف ایشیا اور افریقہ مین اسلام پھیلنے پایا تھا کہ دعوت اسلام کی خدمت سلاطین اسلام سے گدایان اسلام کی طرف منتقل ہوگئی۔ یورپ کے عیسائیون نے تعصب کی نظر سے مسلمانون سے نفرت اختیار کی اور یورپ کے محدود حصے مین اسلام کی برائیان اپنے ہمسایون کو سکھاتے رہے۔ شاہان اسلام کو اشاعت اسلام کی رغبت نہ تھی اور گدایان

اسلام کا عیسائیت سے مقابلہ

اسلام کو دشمنون کے پاس جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مسلمانون کے عروج مین یورپ اسلام سے بے بہرہ رہا۔ اسپین مین جو مسلمان گھسے تھے وہ انقلاب زمانہ سے اس حالت کو پہونچے کہ مع اپنے تمام ساتھیون کے اسپین سے نکالے گئے۔ ترکون کے یونان فتح کرنے پر کچھ اسلام یورپ مین گھسا اور دعاۃ اسلام کی بدولت یونان خاص کا شمالی حصہ یعنی قسطنطنیہ کا گرد ونواح کم وبیش مسلمانون سے آباد ہونے پایا تھا کہ یورپ کے عیسائیون کی ملکی ترقی کا زمانہ آیا اور بجائے اسکے کہ اُنکے ملک مین دعاۃ اسلام پہونچتے دعاۃ اسلام کو اپنے ملکی بھائیون کے خیال کو دین عیسوی کے حملون سے بچانے کی فکر ہوئی اور پھر اسکے بعد امریکہ اور اور اسٹریلیا اور بہت سی نوآبادیان عیسائی سلطنتون نے قایم کین اور ان تمام مقامات پر وہ اپنا ہی مذہب لیتے گئے۔

جہان عیسائی اور مسلمان واعظ ساتھ ساتھ کام کرتے ہین وہ عیسائیون کو مسلمانون کی ترقی پر سخت حیرت ہے۔ لیکن جہان تنہا عیسائی اپنا اثر ڈال سکتے ہین ظاہر ہے

کہ حسب دلخواہ وہی کامیاب ہوتے ہین - بت پرستی اور ناخداشناسی سے عیسائیت کعین اچھی ہو - اب عیسائیت دَودِین صدی گزشتہ کی سی نہین ہو - بہت زیادہ اُسکی حالت درست ہوگئی ہو - جہان اہل اسلام پہونچ نہ سکے وہان یہی غنیمت ہو کہ عیسائی ہی پہونچے اور بندگان خدا کی حالت کچھ تو درست ہوئی -

آب مذہبی تعصب لوگون مین نہین ہو - وہ مذہب حق کی تلاش مین ہین اور اسلیے امید ہو کہ مذہبی رسالون کے ذریعہ سے یورپ اور امریکا مین بھی اسلام ترقی کرے - چنانچہ بھائی عبداللہ کوئیلیم انگلستان مین اور محمد رسل وب یونائٹیڈ اسٹیٹ امریکہ مین جو کام کر رہے ہین اُس سے ان ممالک مین اشاعت اسلام کی امید کی جاتی ہو -

انگلستان کا ملک بلاد اسلام سے اتنا دور ہو کہ پہلے وہان کبھی مسلمان نہین گئے یون سلطان ٹرکی سلیمان صاحبقران سے انگلستان نے اسپین والون کے مقابلہ مین ایک مرتبہ مدد چاہی تھی لیکن وہ محض ایک پولیٹیکل بات تھی - انگریزون کی قوم کو مسلمانون کی قوم سے کبھی ملنے کا اتفاق نہین ہوا -

انگلستان مین اسلام

ٹرکی اور مصر کے مسلمان پھر مابعد زمانہ مین انگلستان آتے جاتے رہے لیکن سیّاح یا مسافرانہ طور پر کبھی مذہبی گفتگو نہین ہوئی اور نہ تبدیل خیالات کی کبھی نوبت آئی - ہندوستان کی حکومت سے اہل انگلستان کو مسلمانون کے قواعد مذہبی یا رسم و رواج سے آگاہی حاصل کرنے کا فی الجملہ موقع حاصل ہوا اور ہندوستان کے سفر نے عدن اور مصر کے بندرون پر بھی مسلمانون سے ملنے جلنے کا موقع دیا - افریقہ کے سواحل پر جو انگریزی عملداریان ہین وہ بھی انگریزون کو مسلمانون کے مذہب سے

آگاہ ہونے کے لیے اچھی جگہ ہو۔ ہندوستان اور ٹرکی کے مسلمانون سے کچھ زیادہ مذہبی پابندی مراکو اور اُسکے گرد ونواح کے مسلمانون مین ہو۔

کچھ دنون سے ہند کے مسلمانون کے بچّے حصول علم کے لیے انگلستان جاتے ہین لیکن انکا انگلستان جانا ایک ایسے اہم اور محدود کام کے لیے ہوتا ہو کہ یہ مذہبی اثر وہان کچھ بھی پہونچا نہین سکتے اور یون اپنے مذہب سے واقف بھی نہین ہوتے کہ اُنسے مذہبی سوال کیے جائین تو کچھ جواب دے سکین۔ غرضکہ کسی غیر قوم کو ایسا موقع کبھی حاصل نہین ہوا کہ وہ مذہب اسلام کی وعظ انگلستان مین سنائے

اتفاق سے ۱۸۸۶ء مین ایک لیورپول (انگلستان) کا عیسائی خود بخود مسلمان ہوگیا۔ کتابون کے مطالعہ سے وہ مسلمان ہوا یا مغربی افریقہ کے مسلمانون کی صحبت سے یا دونون اثر سے ہم اسبارے مین کچھ نہین کہہ سکتے۔ بہرحال جو عیسائی اس طرح مسلمان ہوا اُسکو اب شیخ الاسلام ڈبلیو ایچ عبد اللہ کوئلیم یا اختصار کی حالت مین مسٹر کوئلیم کہتے ہین۔ اور اسکی بدولت اب لیورپول مین ایک مسجد ہو ایک اسلامی اسکول ہو اور مذہبی موقت الشیوع پرچے کی بھی اشاعت ہوتی ہو۔ اور دو سو آدمیون سے زیادہ مسٹر کوئلیم کے ہمخیال پیدا ہو چکے ہین اور امید ہو کہ آیندہ مسلمانون کی تعداد مین اور ترقی ہوگی۔

الگزنڈر رسل وب یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ مین ایک جلیل القدر عہدہ رکھتے تھے۔ اتفاق سے مذہب اسلام کا شوق ہوا۔ یہ خود مسلمان ہوئے اور اپنے ساتھیون کو مسلمان کیا۔ ہندوستان مین بھی ۱۸۹۲ء مین یہ بغرض سیاحت آئے تھے۔ اسلامی مدرسہ اور موقت الشیوع اسلامی پرچے کی اشاعت انکے اہتمام مین ہو۔ امید ہو کہ امریکہ مین انکی بدولت

امریکا مین اسلام

اسلام کو ترقی ہوگی۔

باب دہم

مشاہیر اسلام

فصل اوّل

الرجال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

یہ یمن کے ایک قبیلہ قرن مین پیدا ہوئے۔ اصحاب رسولؐ مین انکا شمار نہین ہوتا۔ غالباً رسول اللہ کو انھون نے دیکھا نہ تھا۔ لیکن رسول اللہ کے زمانہ مین یہ تھے اور مشرف با سلام ہو چکے تھے۔ خلفا کے زمانہ مین تو لوگ انسے سب اچھی طرح واقف ہو گئے تھے۔ حضرت اویس قرنی تارک الدنیا تھے۔ پیچھے سے جو فرقہ مجذوبون کا نکلا اُنکے حالات اویس قرنی کے حالات سے بہت اشبہ ہین یا اور دور جائیے تو یونان کے مشہور حکیم دیوجانس کلبی سے انکے حالات بہت ملتے ہین۔

اویس قرنی

پیغمبر خدا نے بڑے شد و مد سے انکی تعریف کی تھی اور اپنے اصحاب سے انکے ملنے کی وصیت کی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید یہ تائل ہوتا کہ اویس قرنی کی سی زندگی کا آدمی شرعاً محمود بھی ہو سکتا ہی یا نہین۔ جو شرع پیغمبر خدا کی ذات سے قایم ہوئی اُسمین دین اور دنیا دونون کی بھلائی سکھائی گئی اور اویس قرنی کی بابت جو کچھ پیغمبر خدا نے فرمایا جب اُسکو خیال کیا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ مجاذیب اور متصوفین کا جو خیال ہی وہ بھی اچھا ہی۔ بہرحال علما اور اہل تصوف کے جھگڑون سے الگ ہوکر تاریخی حیثیت سے صرف اتنا ذکر کرتا ہی کہ تابعین مین جو آٹھ اشخاص

زمرہ مجاذیب مین شمار کیے جاتے ہین انہین حضرت اویس قرنی کو لوگ امام سمجھتے ہین۔ یہین پر یہ لکھنا بھی بموقع نہین ہو کہ آنحضرتؐ نے اویس قرنی کی زندگی فرو پسند کی۔ لیکن خود اُسپر عامل نہ ہوئے اور نہ اپنے اصحاب کو اس طرز پر چلنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ اویس قرنی کی علمی برکت خود اُنکی ذات یا اُنکے تابعین کی ذات تک محدود تھی۔ اور آنحضرتؐ کے نائبون کی روشنی سے لاکھون کروڑون بندگانِ خدا استفید ہوتے تھے۔ کوئی پیاسا نہر تک جاکر خود کو سیراب کرے اور دوسرا خود پیے اور مشکیزہ بھر کر ساتھیون کے لیے لائے۔ جو فرق ان دونون مین ہو وہی محدث اور متصوف یا اہل سلوک و مجذوب مین ہو۔

روایات مختلفہ سے قطع نظر کرکے بطور اختصار کچھ حالات انکے لکھے جاتے ہین۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کے فرمانے کے مطابق اویس قرنی سے ملاقات کی۔ عرفات کے جنگل مین یہ اونٹ چراتے ہوئے ملے۔ بڑی تلاش کے بعد انکا پتا لگا۔ ان دونون صاحبون نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اویسؓ نے سلام کا جواب دیا۔ انھون نے پوچھا آپ کون ہین۔ جواب ملا اونٹون کا چرواہا اور ایک قوم کا مزدور۔ انھون نے نام پوچھا۔ اویسؓ نے کہا عبد اللہ۔ انھون نے کہا کہ اللہ کے تو سب ہی بندہ ہین ماں نے جو نام رکھا ہو وہ بتاؤ۔ اویسؓ نے کہا تمھین کیا مطلب ہو۔ انھون نے کہا رسول اللہ نے اویس قرنی کا جو حلیہ بتایا تھا وہ مین تم مین پاتا ہون۔ تمھاری گردن کے نیچے سفید داغ پیغمبرؐ ہی کا بتایا ہوا نشان ہو۔ جب معلوم ہوا کہ اویس قرنی یہی ہین تو رسول اللہ کی وصیت کے بموجب ان دونون نے اویس قرنی سے کہا کہ تم میرے

لیے اللہ سے استغفار کرو۔ جب اویسؓ نے امیر المومنین عمرؓ بن خطاب کو پہچانا اور علیؓ ابن ابی طالب کو بھی پہچانا تو سیدھے کھڑے ہو گئے اور اُنکو دعائین دین۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم ذرا یہین رہو مین تمھارے لیے کچھ خرچ اور کپڑا گنج کے مال سے لاتا ہون۔ اویسؓ قرنی نے کہا کہ صوف کی چادر اور تہمد جو میرے پاس ہی مدتون کے لیے کافی ہو۔ جوتیان گٹھی ہوئی ہین۔ چار درہم مجھے ابھی ملے ہین۔ یہ چرائی کی مزدوری ہو۔ مین عرصہ تک اس سے کھاؤنگا۔ امیر المومنین میرے اور تمھارے آگے ایک دشوار گزار گھاٹی ہو اُس سے وہی گزر جائیگا جو ہلکا پھلکا ہوگا۔ تم ہلکے ہو جاؤ (بار خلافت سے) خدا تم پر رحم کرے۔ حضرت عمرؓ یہ سُنکر بہت روئے اور اویسؓ نے اپنے اونٹ ہنکائے اور راہ لی۔ یہین یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ اُس زمانہ مین مجاذیب بھی محنت کرکے پیٹ پالتے تھے۔ خیرات یا گداگری یا دوسرے سہارے سے ہاتھ پاؤن توڑ کر بیٹھنا زمانہ مابعد کا ایجاد ہی ہان خوب یاد آیا جب یہ دونون اویسؓ سے ملنے گئے تھے تو اویسؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ مذہبی پابندیون سے خود کو الگ کرلینا بھی زمانہ سلف کے مجاذیب مین نہ تھا۔ اویسؓ سے کسی نے پوچھا کہ تمھارے دن کیونکر کٹتے ہین۔ جواب دیا صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک خدا کی حمد کرتا ہون اور پھر تو مجھ ایسے شخص کا کیا حال پوچھتا ہو جو صبح کو شام ہونے کی امید نہین رکھتا ہو۔ اور نہ شام کو صبح کرنے کی توقع رکھتا ہو۔ مومن کے لیے موت کا خیال ایسا ہو کہ وہ کوئی خوشی قریب آنے نہین دیتی۔ اور یہ بھی کہا کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر سے بڑھکر اور کوئی شی مومن کو پیاری نہ ہونی چاہیے۔

کپڑا یہ میلا پہنتے تھے پھٹے حالوں رہتے تھے۔ کہین گرا پڑا ٹکڑا روٹی کا ملجاتا تو اُسے دھوکر کھا جاتے تھے۔ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد خاص خاص لوگ جو اِن سے واقف ہوئے انکی بڑی عزّت کرتے تھے۔ ورنہ عام طور پر انکو مجنون سمجھتے تھے۔

ہرم ابن حیانؓ سے روایت ہی کہ بڑی تلاش کے بعد انھون نے اویسؓ کو فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے دیکھا اور حلیہ سے پہچانا۔ اویسؓ نے سلام کا جواب تو دیا لیکن مصافحہ سے انکار کیا۔ بڑی دیر کے بعد دونون مین سلسلہ سخن دراز ہوا۔ بہت سے پند ونصایح کے بعد بالآخر اویسؓ نے آیہ" وما خلقنا السموات والارض وما بینهما لاعبین ما خلقنا ہما الا بالحق الی قوله العزیز العلیم" پڑھا اور ایک چیخ ماری۔ تھوڑی دیر تک غشی کی حالت طاری رہی پھر گویا ہوئے کہ ابن حیان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہی کہ توبھی مرے اور جنت مین جائے یا نار مین۔ آدم وحوا کا انتقال ہوا۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ داؤد علیہم السلام نے وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وفات پائی۔ خلیفہ اول و خلیفہ دوم نے بھی انتقال کیا۔ میری وصیت تجھ سے یہ ہی کہ کتاب اللہ پر عمل کر۔ موت یاد رکھ۔ خود ڈر اور دوسرون کو ڈراتا رہ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یہ غزوات مین شریک ہوتے تھے۔ غازیون کی خدمت اور انکی مدد کے لیے ساتھ رہتے تھے۔ آذربائیجان سے واپس آتے ہوئے راہ مین مرے اور نہین معلوم یہ خبر کہانتک صحیح ہی کہ جنگ صفین مین حضرت علیؓ کی فوج مین یہ تھے اور وہین شہید ہوئے۔

حضرت سعید بن جبیرؓ تعالیٰ عنہ

انکو عبداللہ بن عبّاس وعبداللہ بن عمرؓ عنہما کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔

سعید بن جبیرؓ

ابن عباس رضؓ نے ایک روز اُنسے کہا کہ تم لوگون کو حدیث سُنایا کرو۔ اُنھون نے کہا کہ آپ کے سامنے مجھ سے یہ کام نہین ہوسکتا۔ ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی عین نعمت ہے کہ مین موجود ہون میرے مقابلہ مین بیان کرنے مین کسی قسم کی غلطی واقع ہوگی تو مین اُسکی اصلاح کردون گا۔ اپنے اُستاد ابن عباس رضؓ کے سامنے فتوی دینے مین جرأت نہ کرتے تھے۔ جب ابن عباس رضؓ کی بصارت جاتی رہی اور فتوی نویسی سے معذور ہوگئے تو یہ فتوی لکھنے لگے۔ اسپر عبداللہ بن عباس رضؓ خفا ہوئے۔ اُنکا منشا خفگی سے یہ تھا کہ اب مین معذور ہوگیا ہون اور پورے طور پر اصلاح نہین کرسکتا۔ اگر قبل اسکے یہ کام شروع کرتے تو فتوی نویسی مین پوری مہارت ہوجاتی۔ سعید بن جبیر رضؓ ہر باب کے مسئلہ سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ چنانچہ حنیف رضؓ فرماتے ہین کہ تابعین مین طلاق کے مسئلہ مین سعید بن المسیب اور حج کے مسئلہ مین عطا اور حرام وحلال مین طاؤس اور تفسیر مین مجاہد ماہر تھے اور سب کی جامعیت سعید بن جبیر رضؓ مین تھی۔ امام احمد حنبل فرماتے ہین کہ سعید بن جبیر رضؓ تو قتل کیے گئے لیکن روے زمین پر جتنے لوگ ہین سب اُنکے علم کی طرف محتاج ہین۔ یہ ابتدا مین عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے کاتب تھے پھر ابی بردہ بن موسیٰ رضؓ اشعری کے پاس اسی کام پر تھے۔ محمد بن حبیب سے روایت ہے کہ سعید بن جبیر رضؓ جب اصبہان مین تھے تو حدیث بیان کرنے مین رُکتے تھے۔ جب کوفہ مین آئے تو بیان کرنے لگے۔ لوگون نے اسکی وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ آدمی کو اپنا ساز وسامان وہین پھیلانا چاہیے جہان اُسکے خواستگار ہون۔ اور علم وہنر وہین ظاہر کرنا چاہیے جہان اُسکے

(۱)

نمبر (۱)

قدردان ہون - عبدالرحمن نے جب عبدالملک پر خروج کیا تو سعید بن جبیرؓ عنہ عبدالرحمن کے ساتھ تھے - جب عبدالرحمن مارے گئے اور اُنکے ساتھیون کو ہزیمت ہوئی تو دیرجاجم سے بھاگ کر مکہ مین جا پہونچے - وہان کا گورنر اُن دنون عبداللہ بن خالد قسری تھا اُسنے اُنکو گرفتار کرکے حجاج بن یوسف کے پاس (جو عبدالملک کی طرف سے سب گورنرون پر افسر تھا) اسمعیل بن واسط کے ہمراہ بھیجدیا - جب یہ پہونچے تو حجاج نے پوچھا تمھارا کیا نام ہی - کہا سعید بن جبیر - اُسنے کہا یہ نہین ملکہ شقی بن کسیر - آپ نے فرمایا میری مان میرے نام کے نسبت تجھ سے زیادہ واقفیت رکھتی تھی - اُسنے کہا کہ تو اور تیری مان دونون بدبخت تھے - آپ نے کہا کہ غیب دان دوسرا شخص ہی - تجھے ہم لوگون کی بدبختی کی خبر کیونکر ہوئی - اُسنے کہا کہ مین تجھے دُنیا کے عوض دوزخ مین بھیجونگا آپ نے فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تجھ مین یہ قدرت ہی تو تجھے معبود بنالیتا - اُسنے کہا بتاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین تم کیا کہتے ہو - فرمایا کہ وہ نبی الرحمۃ اور امام الہدی ہین - پھر پوچھا بتلاؤ حضرت علیؓ جنت مین ہین یا دوزخ مین - آپ نے فرمایا مین جنت مین داخل ہون اور سب لوگون کو پہچانونگا تو البتہ اسکی خبر دے سکتا ہون پھر پوچھا بتاؤ اور خلفا کے بارے مین تمھاری کیا رائے ہی - آپ نے فرمایا - لست علیہم بوکیل - اُس ظالم نے کہا تمھارے نزدیک خلفا مین کون اچھا تھا اور ہی - کہا جو اللہ تعالیٰ کو راضی رکھے - کہا کس نے اللہ کو راضی رکھا - آپ نے کہا اسکا علم اللہ کو ہی - حجاج نے کہا تم میری بات کی تصدیق کرو - فرمایا مین تجھے نہین جھٹلاؤنگا - پھر کہا کیا وجہ ہی کہ تم ہنستے نہین

فرمایا وہ مخلوق کیونکر ہنسے جو اُس مٹی سے پیدا ہو جسکو آگ کھا جاتی ہی اُسنے
کہا کہ ہم لوگ تو ہنستے ہین - آپ نے فرمایا کہ سب کے دل برابر نہین ہوتے -
پھر حجاج نے جواہر منگا کر اُنکے سامنے رکھدے - آپ نے فرمایا کہ یہ چیزین اگر قیامت
کی گھبراہٹ سے بچنے کے لیے جمع کی گئی ہین تو خیر ورنہ اُس دن کی گھبراہٹ ایسی
ہوگی جسکے سبب سے دودھ پلانے والی عورت اپنے پیارے بچّے کو جسے
دودھ پلاتی تھی بھول جائے گی - پھر حجاج نے عود او ربا سے (دو) قسم کے باجے
منگائے - جب یہ دونون باجے بجائے گئے تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ رونے لگے -
حجاج نے پوچھا کہ کیا وجہ یہ چیزین تو فرحت اور سرور کی ہین جس سے خوش ہونا
چاہیے - آپ نے فرمایا کہ یہ فرحت اور سرور کی چیزین نہین ہین رنج و غم کے
سامان ہین - پوچھا کیونکر - کہا جسوقت یہ باجا مُنھ سے بجایا گیا اُسکی آواز سُنتے
ہی مجھے نفخ صور یاد آیا جسکے پھونکے جانے سے آسمان ریزہ ریزہ ہوکر اُڑنے
لگین گے - وہ دن نہایت گھبراہٹ کا ہی جس سے کسی کو مفر نہین - اور یہ باجے
عود کی لکڑی اور رودہ سے بنا ہی - عود ایک درخت کی لکڑی ہی جو بے موقع کاٹی
گئی اور بے محل صرف کی گئی اور رودہ بکری کے بدن کا حصّہ ہی جسکے ساتھ
وہ قیامت کے روز فریاد کرتی ہوئی آوے گی - اس نصیحت پر حجاج نے کچھ
خیال نہین کیا اور کہا خرابی ہو تجھے اے سعید - آپنے اُسکے جواب مین فرمایا
جو شخص جہنم سے خلاص ہوا اور جنت مین داخل کیا گیا اُسکے لیے البتہ کوئی
خرابی نہین - پھر کہا اے سعید جب تو کوفہ مین آیا تو وہان سوا ے عرب کے
دوسرا نہ تھا اور مین نے تجھے وہان کا امام بنایا حالانکہ یہ بات اُن لوگون کو

ناگوار تھی پھر کہا کیا میرا یہ تجھپر احسان نہیں کہ میں نے تجھے کوفہ کا قاضی بنایا آپ
وہاں کے لوگوں نے بہت شور وغل مچایا اور کہا کہ قضا کے لیے کوئی عرب
ہونا چاہیے تو میں نے ابو بردہ بن موسیٰؓ اشعری کو قاضی بنا کر یہ حکم دیدیا کہ
بلا مشورہ سعید بن جبیرؓ کے وہ کسی مقدمہ کا فیصلہ نہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا
بیشک۔ پھر کہا میرے تمام مصاحب سردار عرب تھے انہیں تمھیں بھی جگہ
دی۔ پھر کہا کہ جب تم پہلی بار آئے اُسی وقت ایک لاکھ درہم حوالے کر دیا کہ
فقرا اور مساکین میں خرچ کرو اور تم سے آج تک اُسکا حساب نہ پوچھا۔ پھر کیا
وجہ ہے کہ ہم لوگوں پر تم نے خروج کیا۔ آپنے فرمایا کہ میں عبد الرحمٰن بن محمد پر
بیعت کر چکا تھا۔ اُسنے غضب میں آکر کہا کیا عبد الملک کی بیعت پہلے سے
تمھاری گردن پر نہ تھی۔ یہ کہکر پھر اُسنے جواب کا انتظار نہ کیا اور کہا اے سعید
بتا کہ میں کس طرح تجھے قتل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ جو ہیئت تو اپنے لیے
پسند کرتا ہو اسلیے کہ جس ہیئت سے جس شخص کو تو قتل کرے گا اُسی ہیئت
سے آخر تو بھی قتل کیا جائیگا۔ پھر پوچھا کیا تو معافی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
معافی تو اللہ کی جانب سے ہے اور تیرے لیے نہ معافی ہے اور نہ کوئی عذر ہے۔ پھر
حجاج نے انکے قتل کا حکم دیا۔ یہ اُسکی مجلس سے ہنستے ہوئے نکلے۔ حجاج
کو انکے ہنسنے کی خبر ہوئی۔ اُسنے بلا کر پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسوقت مجھے
تیری جُرات اور اللہ تعالیٰ کے حلم پر تعجب آگیا اسوجہ سے ہنسی آئی۔ پھر جب
قتل کے لیے لٹائے گئے تو کہا " انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض
حنیفا وما انا من المشرکین "، حجاج نے کہا کہ انکا رُخ غیر قبلہ کی طرف پھیر دو۔ آپنے

کہا "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" اُسنے کہا اوندھے مُنھ لٹادو - آپ نے پڑھا "منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ" - جب حجاج سے ذبح کا حکم دیا تو آپ نے کہا اے حجاج یہ مجھسے لے اور اسی کے ساتھ قیامت کے روز مجھ سے ملاقات کرے گا وہ چیز یہ ہے "اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ" - جب یہ ذبح کیے گئے تو اُنکے بدن سے خون بہت جاری ہوا - حجاج نے طبیبون کو بُلاکر پوچھا کہ انکے بدن سے کیون اسقدر خون جاری ہوا اور انکے قبل بہت سے لوگ ذبح کیے گئے اُنکے بدن سے کم خون جاری ہوتا تھا - طبیبون نے کہا کہ خون روح کے تابع ہے - جو لوگ پہلے ذبح کیے گئے اُنکی روح خوف سے پہلے ہی نکل چکی تھی اسوجہ سے خون کم نکلا اور انکو کچھ خوف نہ تھا اسوجہ سے انکی روح ساتھ تھی خون زائد نکلا - سعید بن جبیرؓ نے ذبح کے وقت حجاج پر بددعا کی تھی کہ یا اللہ میرے بعد اسکو کسی کے قتل پر قدرت نہ دینا - اتفاق سے ایسا ہی ہوا - شعبان ۹۵ھ مین ۴۹ برس کی عمر مین شہر واسط مین انکی شہادت ہوئی اور وہین مدفون ہوئے اور حجاج اسی سال رمضان مین مرا اور یہ موقع نہ پایا کہ پھر کسی کو قتل کرے - حسن بصریؒ کو جب سعید بن جبیرؓ کے قتل کی خبر پہونچی تو حجاج پر بددعا کی - فرمانے لگے کہ اگر تمام روے زمین کے لوگ اس قتل مین شریک ہوتے تو اللہ تعالیٰ سبھون کو اوندھے مُنھ دوزخ مین ڈال دیتا - جب حجاج بیمار ہوا اور مرنے کے قریب ہوگیا تو اکثر بے ہوش ہوجاتا تھا اور جب ہوش مین آتا تھا تو اچانک پُکارتا تھا "مالی والسعید بن جبیرؓ" لوگون نے اسکا سبب پوچھا کہ کیون

اس طرح سے پکارتا ہے - اُسنے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ سعید بن جبیرؓ میرا کپڑا کپڑے ہوئے کہتے ہین کہ دشمن اللہ کے مجھے کس جُرم مین تو نے قتل کیا -

خواجہ حسن بصری

خواجہ حسن بصری — حضرت خواجہ حسن بصری کی ولادت ۲۱ھ مین ہوئی اور وفات ۱۱۰ھ مین ہوئی - ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت مین انکا شہرہ تھا اور صوفیون کے مقتدا یہ سمجھے جاتے تھے - اور اب بھی صاحب باطن ایسا ہی سمجھتے ہین -

امام محمد باقر رضی اللہ

امام محمد باقر — حضرت امام محمد باقر رضی اللہ بن امام زین العابدین علیہ السلام ۵۷ھ مین پیدا ہوئے اور ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت مین ۱۱۷ھ مین وفات پائی -

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ بن امام محمد باقر ۸۰ھ مین پیدا ہوئے اور ۱۴۹ھ مین بہ عہد منصور عباسی وفات پائی - مدینہ مین یہ پیدا ہوئے -

امام اعظم ابوحنیفہ

ابوحنیفہ — امام اعظم ابوحنیفہ نعمان کوفی اُن اشخاص مین ہین جنھون نے آیت قرآنی اور احادیث کو ملا کر معاملات اور عبادات مین مجموعہ قوانین بنایا - ابوحنیفہ کی راے معاملات دنیا مین بہت صائب تھی اسلیے خلفاے بغداد اور اُنکے بعد تمام سلاطین شرقی کا عملدرآمد ابوحنیفہ کے اجتہاد کے مطابق ہوتا رہا اب بھی مسلمانون مین انکی بڑی عزت ہے - جب یہ زندہ تھے تو سلاطین اُنسے دبتے تھے - یہ بہت بڑے متشرع خداترس اور نرم دل تھے اور اس کے

ساتھ ہی بڑے مالدار اور سخی بھی تھے۔ بنو امیہ اور بنو عباس دونون کے عہد انھون نے دیکھے تھے۔ ان سلاطین کے ظلم و اسراف سے امام صاحب ہمیشہ آزردہ رہتے تھے اور اسلیے سلاطین انسے اندیشہ کرتے تھے۔ جب مروان حمار کے عہد مین بغاوت کا احتمال قوی ہوا تو امام صاحب کو بااثر سمجھ کر کوفہ کے نئے گورنر یزید بن عمر بن ہبیرہ نے عہدہ قضا دینا چاہا۔ امام صاحب نے اپنے کو جھگڑے مین ڈالنا پسند نہین کیا۔ گورنر نے انکو قید کیا اور دس دن کوڑے روز مارتا تھا۔ جب اُسے یہ خبر ہوئی کہ امام صاحب کے تلامذہ دور دور سے آرہے ہین اور خاندان بنی امیہ کا خاتمہ قبل از وقت ہوا چاہتا ہے تو اُس نے آپکو رہا کردیا۔ اسکے بعد جب منصور عباسی کا زمانہ آیا تو اُسنے امام صاحب کو قاضی القضاۃ بنانا چاہا۔ امام صاحب دربار شاہی مین طلب ہوئے۔ بادشاہ کو اپنی بات پر اصرار رہا اور امام صاحب انکار پر قایم رہے نتیجہ یہ ہوا کہ امام صاحب نظر بند کیے گئے لیکن عزت اور احترام کے ساتھ۔ تلامذہ برابر آتے جاتے تھے۔ درس جاری رہتا تھا۔ کچھ دنون تک یہ کیفیت قایم رہی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی منصور کو امام صاحب کے معتقدین اور تلامذہ کا بہت خوف تھا۔ بیان کیا جاتا ہی کہ منصور کے حکم سے امام صاحب کو خفیۃً زہر دیا گیا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بڑے لوگون کی موت کا سبب زہر مشہور کرنا اُس زمانہ مین عوام کا ایک مشغلہ تھا۔ سنہ ۸۰ھ مین یہ پیدا ہوئے سنہ ۱۵۰ھ مین مرے اور بغداد جدید مین دفن کیے گئے۔

سنہ ۴۶۰ھ مین سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ایک بہت بڑا مقبرہ آپ کی

قبر پر تعمیر کرادیا اور اُسکے قریب کالج کی بنیاد ڈالی اور اُسکا نام مشہد ابوحنیفہ رکھا مشہد ابوحنیفہ کسی زمانہ مین بہت ہی پُررونق تھا۔ شیخ سعدی نے اپنے سفرنامے مین اسکا ذکر لکھا ہے۔ وہ مقبرہ ابھی تک قایم ہے۔ سابق شاہ ایران ناصرالدین قاچار نے بھی مقبرہ امام ابوحنیفہ پر جانا سفرنامے مین ذکر کیا ہے۔ ایک اور تاریخ مین یہ لکھا ہے کہ ۴۳۶ھ مین ملک شاہ جلال الدین سلجوقی نے امام صاحب کے مقبرے کی تعمیر کی تھی۔ اور چند قرائن سے یہی پچھلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے

حضرت سفیان ثوری

حضرت سفیان ثوری — حضرت سفیان ثوری علم باطن مین بہت مشہور تھے۔ بصرے مین اُنکی قبر ہے ۱۶۱ھ مین انھون نے وفات پائی۔ منصور اور اُسکے بیٹے مہدی کے عہد مین یہ مرجع عوام تھے۔

داؤد طائی

داؤد طائی — داؤد طائی ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ فضیل اور ابراہیم انکے ہمعصر تھے حبیب رائی انکے پیر طریقت تھے۔ مہدی ابن منصور کے عہد مین یہ مرے سال وفات ۱۶۵ھ۔

امام مالک

امام مالک — امام مالک مثل امام ابوحنیفہ کے فقیہ کامل تھے۔ اور ہارون رشید کے زمانہ مین تھے۔ ۱۶۹ھ مین وفات پائی۔

امام ابویوسف

امام ابویوسف — امام ابویوسف امام ابوحنیفہ کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ ہارون رشید کے زمانہ

مین یہ قاضی ہوئے - اور سب کے پہلے انھین کو قاضی القضاۃ کا خطاب دیا گیا ۱۸۲ھ زمانہ وفات -

امام موسیٰ کاظم

امام موسیٰ کاظم نے ہارون رشید کے زمانہ مین انتقال کیا - امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی بغداد قدیم مین مدفون ہین اور دونون کا مزار ایک ہی گنبد مین ہی - اور اس مقام کو وہان کاظمین کہتے ہین بیچ مین دجلہ بہتا ہی پچھم جانب کاظمین اور پورب طرف مقبرہ ابوحنیفہ کوفی دونون آمنے سامنے واقع ہین - انکی اولاد مین جو امام ہوئے انکا تذکرہ اوپر ہو چکا ہی - اعادہ کی ضرورت نہین ہی -

فضیل عیاض

فضیل عیاض — فضیل عیاض کو بعض کوفی کہتے ہین اور بعض خراسانی اور بعض مورخ انکا مولد سمرقند بتاتے ہین - یہ بہت بڑے صاف باطن تھے - دل انکا بہت ہی نرم اور گداز تھا - ۱۸۷ھ مین بمقام مکہ یہ فوت ہوئے - مشہور ہی کسی نے سورۂ فاتحہ خوش الحانی سے پڑھا اُنھون نے سُنکر ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم ہوئے -

شیخ معروف کرخی

شیخ معروف کرخی — شیخ معروف کرخی کے والدین عیسائی تھے - لڑکپن ہی مین انکو دین اسلام کی رغبت ہوئی - حضرت علی ابن موسیٰ رضا کے پاس جاکر یہ مسلمان ہوئے انکی وجہ سے انکے والدین بھی مسلمان ہو گئے - ریاضت اور مجاہدہ نفس مین انھون نے بڑا کمال حاصل کیا - ابراہیم بن ادہم اور داؤد طائی انکے ہمعصر تھے - اور حضرت سری سقطی انکے شاگرد (خلیفہ) تھے - کرخ مین یہ مدفون ہین انھین کو

سعدی لکھتے ہین -

نہ بینی کہ در کرخ تربت بسیست — بجز گور معروف معروف نیست

امام شافعی رح

امام شافعی رح

امام شافعی رح کی نسبت مشہور ہی کہ یہ ابو حنیفہ رض کی رحلت کے دن پیدا ہوئے اور مامون عباسی کے عہد ۲۰۴ھ مین فوت ہوئے - امام شافعی ان چار امامون مین ہین جو سنیون کے نزدیک پوری لیاقت اجتہاد کی رکھتے تھے - ان چارون کے نام یہ ہین - ابو حنیفہ رح - امام مالک رح - امام شافعی رح - امام حنبل رح - امام شافعی اور امام حنبل ہمعصر تھے -

خواجہ بایزید بسطامی رح

خواجہ بایزید بسطامی رح

خواجہ بایزید بسطامی رح مشہور صوفی ہین - امام جعفر رح کی خدمت مین بہت رونق تک تھے - ۱۶۰ھ مین یہ پیدا ہوئے اور ۲۳۰ھ مین وفات پائی -

حاتم اصم

حاتم اصم

حاتم اصم مشائخ خراسان سے ہین - شفیق بلخی کے یہ مرید ہین - بہت بڑے نیک دل اور مہذب تھے - یہ بہرے نہ تھے لیکن بن گئے تھے - ایک عورت کوئی مسئلہ پوچھنے آئی - اتفاقاً ہوا اسکے پیٹ سے خارج ہوئی - وہ شرم کے مارے مسئلہ پوچھنا بھول گئی - حاتم یہ حالت دیکھ کر اس طرح بولے گویا مسئلہ کا پوچھنا اور ہوا کا نکلنا کچھ بھی انھون نے نہین سنا - عورت نے انکو بہرا سمجھا اور خوش ہو کر باواز بلند گفتگو شروع کی - اُسی روز سے حاتم نے آواز بلند سے سننا شروع کیا اور اصم انکا لقب ہوگیا - ۲۳۷ھ مین وفات ہوئی مرقد نواحی بلخ مین ہی -

امام احمد ابن حنبل

امام احمد بن حنبل

امام احمد ابن حنبل سُنیون کے نزدیک چوتھے مجتہد یا امام ہین۔ معتصم خلیفہ عباسی کے وقت مین یہ بحث آپڑی کہ قرآن مخلوق ہی یا نہین۔ خلیفہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا اور امام حنبل اس سے انکار کرتے تھے۔ انکار کی وجہ سے معتوب ہوکر یہ محبوس ہوئے۔ اور تازیانہ بھی کھایا۔ ۱۶۴ھ مین یہ پیدا ہوئے تھے اور ۲۴۱ھ مین متوکل کے عہد خلافت مین انکا انتقال ہوا۔ بغداد مین یہ پیدا ہوئے تھے اور وہین مدفون ہوئے۔

حضرت ذوالنون مصری

حضرت ذوالنون مصری

حضرت ذوالنون مصری اولیاے کرام سے تھے۔ مولانا عبدالرحمن جامی نے نفحات الانس مین انکی بڑی تعریف لکھی ہی۔ سال وفات ۲۴۵ھ۔

حضرت محمد اسمعیل

حضرت محمد اسمعیل

"صحیح بخاری" حدیث کی ایک مشہور کتاب انھین کی تالیف ہی ۱۹۴ھ ولادت اور ۲۵۰ھ وفات۔

حضرت سری سقطی

حضرت سری سقطی

حضرت سری سقطی صوفیان کرام سے ہین۔ حضرت جنید کے یہ اُستاد تھے بغداد مین بہت سے لوگ انکے مرید تھے۔ یہ پہلے سقط بیچتے تھے اسلیے سقطی مشہور ہوئے۔ ۲۵۳ھ مین یہ مرے اور خطۂ بغداد مین مدفون ہوئے۔

عبداللہ ابو مسلم

عبداللہ ابو مسلم

صحیح مسلم حدیث کی ایک مشہور کتاب کے یہ مؤلف ہین ۲۰۲ھ مین ولادت اور ۲۶۱ھ مین وفات

حضرت ابراہیم ابن ادہم

حضرت ابراہیم ابن ادہم بلخ

حضرت ابراہیم ابن ادہم بلخ کے شاہزادون مین تھے۔ جوانی مین انھون نے توبہ کی اور حکومت خاندانی چھوڑکر مکہ چلے گئے اور وہان سفیان ثوری اور فضیل عیاض کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر وہان سے شام چلے گئے اور ۱۶۲ھ مین وفات پائی اور شام مین مدفون ہوئے۔

شیخ ابوبکر شبلی

شیخ ابوبکر شبلی

انکا نام جعفر ابن یونس ہے۔ بعضون کے نزدیک انکا اصلی وطن مصر مین تھا۔ بغداد مین آکر حضرت جنید بغدادی کے شاگرد ہوئے انکے باپ خلیفہ کے حاجب الحجاب تھے۔ انکی قبر بغداد مین ہے۔ ۳۳۴ھ مین انھون نے وفات پائی

ابوالقاسم منصور فردوسی

ابوالقاسم منصور فردوسی

ابوالقاسم منصور فردوسی زیادہ تر فردوسی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ طوس کے ایک دہقان زادہ تھے۔ لیکن فارسی شاعری مین انکو کمال تھا۔ اور اسی کمال سے انکو محمود غزنوی کے دربار تک پہونچایا جو فارسی زبان از سر نو زندہ کرنا چاہتا تھا۔

غزنی مین جب یہ شاعر پہونچا تو عسجدی۔ فرخی۔ عنصری تین بڑے شاعر وہان دربار شاہی مین پہلے سے داخل ہو چکے تھے۔ سلطان کے ایک ندیم ماہک کے توسل سے یہ بادشاہ تک پہونچا۔ ایک روز باغ مین تینون شاعر بیٹھے ہوئے سخن آرائی مین مشغول تھے۔ فردوسی کے پہونچنے پر یہ لوگ کچھ منغض ہوئے۔ وہ جانتے تھے کہ فردوسی شاعر ہے لیکن نہ اتنا جتنا کہ وہ بعد کو ثابت ہوا۔ ان

شاعروں نے کہا کہ ہم لوگوں کے پاس وہی بیٹھے جو شعر کہہ سکتا ہو۔ راے یہ قرار پائی کہ سب ایک ایک مصرعہ موزون کریں۔

عنصری نے کہا۔ چون عارض تو ماہ نباشد روشن

فرخی نے کہا۔ مانند رخت گل نہ بود در گلشن

عسجدی نے کہا مژگان تو ہمی گذر کند در جوشن

فردوسی نے کہا مانند سنان گیو در جنگ پشن

ان شاعروں نے پہلے سے سمجھ لیا تھا کہ روشن۔ گلشن اور جوشن کے علاوہ کوئی اور لفظ نہ ملے گا "پشن" سنکر وہ متحیر ہوئے۔ عنصری نے "گیو" اور "پشن" کو پوچھا تو فردوسی نے اُنکے حالات تبصریح بیان کیے۔ اسے پہلے سے تاریخ ایران کا مذاق تھا۔ محمود کے حکم سے عنصری شاہنامہ نظم میں لکھتا تھا۔ اسے یہ خوف ہوا کہ کہیں بادشاہ تک فردوسی پہونچکر میرا رنگ نہ پھیکا کردے۔ عنصری نے بادشاہ کے دربار میں اسکے نہ پہونچنے کی تدبیریں کیں۔ لیکن فردوسی کرب چوکتا تھا وہ طوس سے یہ سمجھ کر چلا تھا کہ محمود کو شاہان ایران کے حالات فارسی نظم میں سُننے کا شوق ہو۔ اسنے کچھ اشعار موزون کرکے بادشاہ تک پہونچا دیے اور پھر اُن اشعار نے خود ہی فردوسی کو مقرب اور ملک الشعرا بنا دیا۔ سلطان نے فی شعر ایک دینار سُرخ دینے کا وعدہ کیا اور فردوسی نے کام شروع کر دیا۔ عنصری نے فردوسی کا کلام دیکھکر اپنے اشعار خود پھاڑ ڈالے۔ تیس ۳۰ برس کی محنت کے بعد سنہ ۴۰۰ھ میں اسی ہزار شعر کا شاہنامہ مرتب ہوا۔ بادشاہ نے اسی ہزار دینار سُرخ دینا چاہا تھا۔ لیکن ندیموں نے دینار سپید دینے کی صلاح دی۔ جب

اسی ہزار دینار سفید فردوسی کے پاس پہونچے تو اُسنے وہ سب ٹکڑے ٹکڑے تقسیم کردیے۔ سلطان اس گستاخی پر ناراض ہوا اور فردوسی غزنی سے چلا گیا۔ ایاز کو چند اشعار دیتا گیا کہ بیس دن کے بعد جب بادشاہ کو خوشوقت دیکھنا تو اُسکے سامنے یہ اشعار پیش کردینا۔ وہ ابیات بھی ہم ذیل میں نقل کیے دیتے ہیں۔ فردوسی نے انھیں اشعار پر شاہنامہ کو ختم کیا ہی۔

بدان شہریارا کہ این روزگار — نماند بسے بر کسے یادگار
بترس از خدا و میازار کس — رہ رستگاری ہمین است و بس
میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است
چون دیدی تو این خاطر تیز من — نہ اندیشی از طبع خون ریز من
بدانش نبد شاہ را دستگاہ — وگرنہ مرا برنشاندی بگاہ
اگر شاہ را شاہ بودی پدر — مرا تاج دادی و زرین کمر
اگر مادر شاہ بانو بدے — مرا سیم و زر تا بزانو بدے
نہ خسرو نژادے نہ والا سرے — پدرش از صفاہان بد آہنگرے
کف شاہ محمود عالی تبار — نہ اندر نہ است و سہ اندر چہار
پرستار زادہ نہ آید بکار — اگرچہ بود زادۂ شہریار
بسے رنج بردم درین سال سی — عجم زندہ کردم بدین پارسی
بہ سی سال بردم بہ شہنامہ رنج — کہ تا شاہ بخشد بہ من مال و گنج
بہا داشن من گنج را بر گشاد — مرا جز بہائے فقاعے نداد
کنون عمر نزدیک ہفتاد شد — امیدم بہ یکبارہ برباد شد

فردوسی سے اہل دربار کے ناخوش ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ وہ دیالمہ کی تقلید مین خلفاے ثلاثہ کی عظمت کو نہین مانتا تھا۔ اُس زمانہ مین اختلاف مذہب کی موجودہ حالت تو نہ تھی لیکن اُسکے خیالات اصول مین ایسے ہی تھے جو اس زمانہ کے شیعون کے ہین۔ فردوسی کا یہ شعر۔

فردوسی

ثنا گوے پیغمبر و چار رم — بدان زادم و ہم بدین بگذرم

اُسکے اعتقاد کو بتاتا ہے۔ سلطان اور رفقاے سلطان کی رنجیدگی کا باعث کچھ اختلاف مذہب بھی تھا۔

پیچھے سے محمود کو اپنی غلطی پر تنبہہ ہوا وہ سمجھا کہ جس طرح شاہ نامہ ابد تک قایم رہیگا اُسی طرح ابیات ہجو بھی میری وعدہ خلافی کی یادگار رہجائینگے۔ فردوسی کی تلاش ہوئی مگر وہ دوسرے دوسرے مقامات پر پھرتا رہا۔ جب وہ گھومتا پھرتا طوس مین پہونچا اور محمود کو اسکی خبر ہوئی تو محمود نے بہت کچھ دولت ومال اُسکے پاس بھیجا۔ لیکن یہ دولت فردوسی کے مرجانے کے بعد اُسکے گھر پہونچی۔ جب سلطان کے پاس یہ خبر پہونچائی گئی تو سلطان نے لکھا کہ فردوسی کے وارثون کو وہ سب زروسیم دیدیا جائے۔ فردوسی کے وارثون مین صرف ایک اُسکی لڑکی تھی لیکن وہ ہمت مین اپنے باپ سے کم نہ تھی اسنے کہا کہ جب میرے باپ نے نہ لیا تو مین بھی نہ لونگی۔ جب اُس لڑکی نے انکار کیا تو اُسی روپیہ سے فردوسی کا مقبرہ بنوا دیا گیا۔ فردوسی سنہ ۴۱۱ھ یا سنہ ۴۱۶ھ مین مرا۔ مرنے کے وقت اُسکی عمر اسّی برس سے زائد تھی۔

حکیم بوعلی سینا

بوعلی سینا

حکیم بوعلی سینا مسلمانون مین بڑا ذی علم حکیم گزرا ہی۔ بخارا مین یہ پیدا ہوا۔ سلطان محمود سبکتگین اور امیر قابوس والی جرجان و سیلان کا ہمعصر تھا۔ یہ بہت بڑا متکلم تھا۔ اسکا لقب حجت الحق تھا۔ ۲۱ برس تک اسنے بخارا مین مناظرے کیے۔ ۷ برس تک خوارزم مین درس دیے۔ پھر اُسکے بعد جرجان اور جرجان سے اصفہان گیا اور وہین اسہال کے عارضہ مین ۵۷ برس کی عمر مین فوت ہوا۔ ولادت ۳۷۳ھ۔ فارغ التحصیل ہونے کا زمانہ ۳۹۱ھ وفات ۴۲۷ھ۔

حکیم ابوالقاسم عنصری

عنصری

حکیم ابوالقاسم عنصری بہت بڑا شاعر اور بہت بڑا حکیم تھا حکیم ابوالفرج سنجری کا یہ شاگرد تھا۔ عسجدی اور فرخی کا استاد تھا۔ بلخ مین یہ پیدا اور غزنی مین آکر رہا اور یہین وفات پائی۔ ۴۳۱ھ مین یہ فوت ہوا اور اسوقت محمود کے بیٹے مسعود کا زمانہ تھا۔

امام محمد غزالی

امام غزالی

امام محمد غزالی بہت بڑے عالم اور صاحب تصنیف تھے۔ طوس کے قریب ایک گاؤن غزال ہی جہان یہ ۴۵۰ھ مین پیدا ہوئے تھے۔ تمام علوم عقلی اور نقلی کے یہ ماہر تھے۔ اخیر مین تصوف کی طرف مائل ہوئے اور اُسکے لطف کا اعتراف جابجا اپنی تالیفات مین کیا ہی۔ وفات ۵۰۵ھ۔

خواجہ مودود چشتی رح ابن خواجہ یوسف رح ابن سمعان رح

مودود چشتی

چشت ایک مقام کا نام ہی جسکی طرف یہ منسوب کیے جاتے ہین۔ اولیاے کرام مین انکا شمار کیا جاتا ہی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دادا پیر

سے تھے خواجہ معین الدین کا مزار اجمیر مین ہے ہندوستان کے چھوٹے بڑے واقف ہین۔

حکیم سنائی غزنوی

حکیم سنائی

حدیقۃ الحقائق انکی مشہور تالیف ہے۔ یہ غزنی مین تھے اور دیوانہ وار ننگا برہنہ پھرا کرتے تھے۔ لوگ انکے حال پر افسوس کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تم میرے حال پر افسوس نہ کرو بلکہ خوشی کرو۔ انکا دیوان بھی دیوان شیخ سنائی کے نام سے بہت مشہور ہے۔ حکیم سنائی کو مولانا روم نے بھی اپنی غزلیات مین یاد کیا ہے فرماتے ہین۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

بہرام شاہ ابن مسعود کے زمانہ مین زندہ تھے۔ ۵۲۹ھ۔

مولانا شمس الدین محمد تبریزی رح

شمس الدین تبریزی

یہ رکن الدین شمس کے مرید تھے۔ پیر کے اشارے سے قونیہ ملک روم مین پہونچے اور وہان مولانا جلال الدین رومی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا جلال الدین عام طور پر مولانا روم کے نام سے مشہور ہین۔ مولانا شمس الدین نے مولانا جلال الدین کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہین اور بہت سے طلبا آگے پیچھے دوڑ رہے ہین۔ مولانا شمس الدین بھی حصول علم باطن کے پہلے تحصیل علوم ظاہری کر چکے تھے اور اسلیے بہت جلدی سے مولانا جلال الدین پر اپنا اثر پہونچا سکے۔ مولانا جلال الدین انکی صحبت مین مشاغل درس سے غافل ہوئے اور تمام طلبا انکے دشمن ہوگئے۔ وہ سمجھے کہ ہمارے استاد کو اس دیوانے نے دیوانہ

بنا دیا۔ مشہور ہو کہ انکے اُستاد نے روم بھیجتے وقت یہ کہا تھا کہ "ترا می بادیہ بروم رفت سوختہ ایست آتش دروے بایدزد۔ انکے مرنے کی حکایت مختلف بیان کی گئی ہو۔ ممکن ہو کہ دشمنون نے انکو قتل کیا ہو۔ انکی وفات ۵۲۶ھ مین ہوئی۔

شیخ عبدالقادر گیلانی رح

شیخ عبدالقادر جیلانی

آپ کا لقب شیخ تھا ورنہ فی الواقع آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسل مین ہین اور زمانہ حال کی اصطلاح کے مطابق آپ کو سید لکھنا چاہیے۔ ہندوستان کے لوگ آپ کے بہت معتقد ہین۔ آپ غوث الاعظم۔ غوث الثقلین پیر دستگیر بولے جاتے ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ تصوف مین آپ کو بڑی دستگاہ تھی۔ ۱۸ برس کی عمر مین آپ جیلان سے بغداد مین جاکر شیخ ابوسعید مبارک کے مرید ہوگئے۔ صوفیون کی اصطلاح مین عراق کے آٹھ اوتار ہوگئے۔ معروف کرخی۔ احمد حنبل۔ بشر حافی۔ منصور ابن عمار۔ جنید۔ سری سقطی سہیل ابن عبداللہ۔ عبدالقادر گیلانی رح۔

شیخ عبدالقادر گیلانی سلطان سنجر کے ہمعصر تھے۔ سلطان سنجر نے دولت کی طمع دیکر نیمروز مین آپ کو بُلا بھیجا۔ جواب مین آپ نے یہ قطعہ لکھا۔

چون چتر سنجری رُخ بختم سیاہ باد ۔۔۔ با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم
تا یافت جان من خبر از ملک نیم شب ۔۔۔ صد ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

آپکی وفات ۱۱ ربیع الاول ۵۶۱ھ ۹۱ برس کی عمر مین ہوئی۔

حکیم ازرقی

حکیم ازرقی

بڑا فاضل تھا۔ مرو مین پیدا ہوا۔ سلطان طغرل شاہ سلجوقی کے عہد مین تھا

علاوہ علم وفضل کے شاعر بھی تھا۔

اوحد الدین انوری

انوری یہ بڑا نامی شاعر گزرا ہے۔ شاعری کے علاوہ بہت بڑا ذی علم اور صاحب کمال تھا۔ ابتدا مین نہایت عسرت سے بسر کرتا تھا۔ ایک روز اسنے سلطان سنجر کے دربار سے ایک شخص کو نہایت شان وشوکت سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ شاعر ہے اور شاعری کی وجہ سے یہ عزت ہے۔ رات کو ایک قصیدہ لکھکر دوسرے دن انوری نے بھی سلطان کے سامنے پیش کیا۔ قصیدے کا مطلع یہ تھا۔

گر دل و دست بحر و کان باشد | دل و دست خدایگان باشد

پھر کیا تھا سلطان سنجر کے دربار مین اسکی رسائی ہوگئی اور بڑے پایہ کو پہونچا۔ خراسان مین ایک مقام خاوران ہے وہین یہ پیدا ہوا تھا۔ پہلے اسکا تخلص بھی خاوران تھا۔ لیکن پھر اسنے خاوران کی جگہ انوری تخلص اختیار کیا۔

فرید کاتب

فرید کاتب انوری کا شاگرد تھا۔ اور سلطان سنجر کا یہ بھی مصاحب تھا۔ جب ماوراء النہر مین سلطان کو شکست ہوئی تو جیحون کے کنارے وہ مضمحل ہوکر بیٹھ گیا اور فرید سے کہا "کوئی برجستہ شعر پڑھو کہ جی خوش ہو" فرید نے فوراً موزون کیا

رباعی

شاہا ز سنان تو جہانے شد راست | تیغ تو چہل سال ز اعدا کین خواست
گر چشم بدی رسید آن ہم ز قضاست | کانکس کہ بیک حال بماند است خداست

شیخ نظامی گنجوی

شیخ نظامی گنجوی — علوم ظاہری و باطنی سے آگاہ تھے۔ بہت متقی اور قانع تھے۔ دوسرے شاعرون کی طرح بادشاہون کے ساتھ نہین رہتے تھے۔ بلکہ سلاطین اِنسے ملنے کی تمنا کرتے تھے اور مثنویان لکھنے کی فرمایش کرتے تھے۔ چنانچہ بہرام شاہ والی روم کے نام سے مخزن اسرار اور خاقان کبیر۔ منوچہر بادشاہ شروان کی خاطر سے لیلی مجنون۔ اتابک قزل ارسلان کے کہنے سے خسرو شیرین۔ اور طغرل شاہ سلجوقی کی فرمایش سے سکندر نامہ آپ نے لکھا۔ ۸۴ برس کی عمر مین یہ فوت ہوئے۔ شہر گنجہ کے باہر انکا مرقد ہے۔ زمانہ وفات ۵۹۲ھ۔

سلطان الشعرا خاقانی شروانی

خاقانی — خاقانی تخلص تھا۔ نام افضل الدین ابراہیم تھا۔ شروان اُسکا مولد تھا خاقان والی شروان کا یہ مداح تھا اسلیے اسکا تخلص خاقانی ہوا۔ سنہ وفات ۵۹۵ھ

شیخ ابوالفرج ابن جوزی

ابن جوزی — یہ بہت بڑے کامل تھے انکا نام عبدالرحمن ابن حسن ہے۔ انکی تصنیفات بہت ہین۔ کہتے ہین کہ حدیث لکھنے کے لیے جب یہ قلم بناتے تھے تو تراشہ قلم الگ رکھتے جاتے تھے مرنے کے وقت وصیت کی کہ انکے غسل کا پانی اُسی تراشہ سے گرم کیا جائے۔ تراشہ اتنا تھا کہ پانی گرم کرنے کے بعد بھی کچھ بچ رہا۔ شیخ سعدی شیرازی کے یہ اُستاد تھے۔ شیخ سعدی گلستان مین انکو شیخ اجل شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی لکھتے ہین۔ ۵۹۷ھ مین انھون نے وفات پائی۔

ظہیرالدین فاریابی

فاریابی

رشید سمرقندی کے یہ شاگرد تھے۔ بہت بڑے فاضل تھے اور ساتھ ہی اسکے شاعری مین بھی کمال رکھتے تھے۔ فاریاب مین انکا گھر تھا۔ فاریاب سے یہ نیشاپور مین آئے تھے۔ اسوقت طغرل شاہ ثانی سلطان سنجر کے بعد تخت نیشاپور پر بیٹھا تھا۔ لیکن خوارزم شاہیون نے اُسے چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ظہیر نے یہ حال دیکھ کر اصفہان کا رستہ لیا اور اصفہان سے آذربائجان پہونچا۔ اتابک محمد بن ملدگز عم طغرل شاہ نے اسکی تربیت کی۔ اُسکے مرنے پر اُسکا بھائی اتابک قزل ارسلان بن ملدگز نے اسے اپنے پاس تبریز بلا بھیجا اور اخیر تک یہ یہین رہا۔ ۵۹۸ھ مین یہ مرا۔ اور بمقام سرخاب خاقانی کے پہلو مین دفن کیا گیا۔

امام فخرالدین عمر رازی

امام فخرالدین رازی

یہ رے مین پیدا ہوئے اور لڑکپن مین اپنے باپ سے پڑھتے رہے۔ باپ کے مرنے پر یہ کمال سمنانی کے پاس کمالات باطنی حاصل کرنے کے لیے سمنان پہونچے۔ سلطان شہاب الدین غوری کے یہ ہمعصر تھے۔ یہ بہت بڑے وجیہ اور محتشم بزرگ تھے۔ جب یہ سواری پر نکلتے تھے تو کئی سو طلبا ان کے ساتھ پیادہ پا چلتے تھے۔ بہت سی تصنیفات انکی مختلف علوم مین موجود ہین۔ سلطان علاءالدین تکش بن ایل ارسلان کے نام سے انھون نے حدائق الانوار لکھا تھا۔ ۶۰۶ھ مین یہ ہرات مین فوت ہوئے اور وہین دفن بھی کیے گئے۔

شیخ مجید الدین بغدادی

یہ بہت بڑے عالم واعظ اور طبیب تھے۔ خوارزم شاہ نے ناصر باللہ خلیفہ بغداد سے ایک طبیب مانگا۔ خلیفہ نے شیخ موصوف کو بھیجا۔ قطب الدین محمد خوارزم شاہ کی ماں بہت جمیلہ تھی اور اُسکے ساتھ ہی وعظ سُننے کی بھی بہت شایق تھی۔ بادشاہ شراب کے نشہ میں مست تھا کہ چند بفکرون نے یہ خبر پہونچائی کہ "حضور کی ماں نے شیخ مجید الدین سے مذہب ابو حنیفہ کے مطابق چھپ کر عقد کر لیا ہے۔ وعظ سُننے کے لیے جانا محض ایک بہانہ ہے" سلطان نے شراب کے نشے مین حکم دیا کہ شیخ کو دجلہ مین ڈال دو سنہ ۶۱۲ھ کا یہ واقعہ ہے۔

شیخ مجید الدین بغدادی

شیخ نجم الدین کبری

یہ شیخ مجید الدین بغدادی کے باپ تھے۔ بیٹے کی طرح یہ بھی بڑے برگزیدہ تھے۔ جب بیٹے کے مرنے کی خبر انکو پہونچی تو انکی حالت متغیر ہوگئی اور کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے بیٹے کو لوگون نے پانی مین ڈال دیا اور وہ مرگیا" اسکے بعد آپ نے سر سجدہ مین رکھا اور کچھ دیر کے بعد سر اُٹھا کر کہا کہ "مین نے خدا سے فریاد کی ہے اور دعا کی ہے کہ میرے بیٹے کے خون بہا مین وہ اُسکا ملک چھین لے" سلطان یہ خبر سُنکر بہت پشیمان ہوا۔ اور ایک طشت مین اشرفیان۔ تلوار اور کفن لیکر پیادہ پا شیخ کے پاس حاضر ہوا اور سر برہنہ ہو کر سامنے کھڑا ہوا۔ اور بولا کہ اگر زر چاہتے ہو تو یہ زر موجود ہے اور اگر قصاص چاہتے ہو تو یہ شمشیر اور یہ سر امر حاضر ہے شیخ نے کہا "وکان ذلک فی الکتاب مسطورا۔ دیت وے زر نیست ملکہ جملہ یک وسر تو بر ود و سر ہا وسر بسیارے از خلایق درین قصہ بباد فنا رود" سلطان ناامید

شیخ نجم الدین کبری

ہو کر واپس آیا اور اُسکے بعد ہی چنگیز خان نے چڑھائی کر کے تمام ملک کو زیر و زبر کر دیا۔ بڑے بڑے واقعون کے بعد اس طرح کی خبرین اکثر مشہور ہو جایا کرتی ہین۔ ممکن ہو کہ یہ پیشینگوئی صحیح نہ ہو۔ لیکن یہ واقعات صحیح ہین جو بیان کیے گئے ہین۔ چنگیز خانیون کے ہاتھ شیخ نجم الدین بھی مقتول ہوئے اور اُنکی قبر خوارزم مین موجود ہو۔

شیخ فرید الدین عطار رح

یہ بہت بڑی دوکان عطاری کی رکھتے تھے۔ اور بڑے مالدار تھے ایک درویش پھٹے حالون آیا اور کوئی چیز مانگی۔ کثرت مشاغل کی وجہ سے شیخ فرید الدین ادھر متوجہ نہ ہوئے۔ فقیر نے کہا کہ "شیخ جی تمھاری مشغولی دُنیا مین اسدرجہ بڑھی ہوئی ہو تو جان کس طرح دوگے" شیخ نے کہا "جس طرح تم جان دوگے اُسی طرح مین بھی جان دونگا"۔ درویش نے کہا "بھلا تم میری طرح کیا جان دوگے۔ اچھا دیکھو" یہ کہہ کر درویش وہین لیٹ گیا اور کاسہ چوبی جو ہاتھ مین تھا اُسے سر کے نیچے رکھ کر فنا ہو گیا۔ ممکن ہو کہ اس بیان مین کچھ مبالغہ ہو۔ لیکن کم سے کم اتنا تو ضرور ہو کہ ایک درویش کو آسانی سے مرتے ہوئے شیخ نے دیکھا اور اُنکا خیال اس طرف متوجہ ہوا کہ دنیا کے کثرت مشاغل مین اگر مین پھنسا رہونگا تو روح کو کالبد خاکی چھوڑتے وقت بہت دقت ہوگی۔ غرضکہ دولت و ثروت چھوڑ کر شیخ فرید الدین نے بھی فقر اختیار کیا۔ کچھ دنون شیخ رکن الدین کی خدمت مین یہ رہے۔ پھر بیت اللہ کی زیارت کو چلے گئے۔ وہان سے واپس آکر شیخ مجید الدین بغدادی کی خدمت مین عرصہ تک رہے اور وہین

فرید الدین عطار

خرقہ پہنا۔ آپ کی عمر ایک سو چودہ برس کی بیان کی جاتی ہے۔ سلطان سنجر کے وقت مین یہ پیدا ہوئے۔ مضافات نیشاپور مین انکا مولد تھا اور ۶۲۷ھ مین بمقام نیشاپور معرکہ چنگیز خانی مین یہ شہید ہوئے۔ محاصرہ نیشاپور مین چنگیز خان کا داماد مارا گیا تھا۔ چنگیز خان نے قتل عام کا حکم دیا۔ شیخ فریدالدین ایک مغل کے ہاتھ آ گئے وہ مغل شیخ کی گردن مارنا چاہتا تھا کہ سامنے ایک شخص نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ "اس بڈھے کو نہ مارو ہزار دینار مین انکا خون بہا دونگا" شیخ نے کہا مجھے اتنے پر نہ بیچو مین زیادہ دام کا ہون۔ آگے بڑھ کر ایک شخص نے کہا کہ اس بڈھے کو مجھے دیدو اور اسکے بدلے مین ایک گٹھا گھانس کا لیتے جاؤ۔ گھوڑے کھائین گے اسے قتل کر کے کیا پاؤ گے۔ شیخ نے کہا بیچ ڈالو کہ مین اتنے دام کا بھی نہین ہون۔ اس سے یہ بات نکلی کہ اگر انسان کی قدر کی جائے تو وہ بڑی چیز ہے۔ اور اگر قدردان کے پاس نہین ہے تو وہ گھانس سے بھی بدتر ہے۔ پھر مغل نے خشمناک ہو کر شیخ جی کو قتل کر ڈالا۔

مولانا بہاء الدین رح

مولانا بہاء الدین

یہ علماء بلخ کے سرخیل تھے۔ علم تصوف مین بھی انکو مذاق تھا شیخ نجم الدین کبریٰ کے یہ خلیفہ تھے۔ علاء الدین محمد ابن خوارزم شاہ کے یہ نواسے تھے۔ اہل بلخ انکے بہت معتقد تھے۔ سلطان کو اسپر حسد ہوا۔ مولانا بلخ سے نکل کر حج کو چلے گئے۔ راستے مین شیخ فریدالدین عطار سے نیشاپور مین ملاقات ہوئی سفر حجاز سے واپس آ کر شام چلے گئے اور وہان سے سلطان علاء الدین کیقباد کے پاس روم مین چلے گئے۔ وہان انکی بڑی عزت

ہوئی۔ قونیہ کو انھون نے اپنے لیے پسند کیا وہین رہے اور وہین فوت ہوئے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی

شیخ شہاب الدین سہروردی

یہ سہرورد مین پیدا ہوئے تھے اسلیے سہروردی مشہور ہوئے۔ شیخ عبد القادر گیلانی رح کی صحبت دیکھے ہوئے تھے۔ مستنصر باللہ خلیفہ بغداد کے وقت مین یہ مرے۔ وفات ۶۳۲ھ مین اور مدفن بغداد جدید مین۔

خواجہ معین الدین چشتی

خواجہ معین الدین چشتی

یہ سیستانی تھے۔ قصبۂ سنجر مین یہ پیدا ہوئے۔ ولادت انکی ۵۳۷ھ ہجری کی ہے۔ یہ پندرہ برس کے ہوئے تو انکے والد خواجہ حسن نے جو ریاضت اور قناعت مین مشہور تھے وفات پائی۔ باپ کے مرنے پر خواجہ صاحب سمرقند اور بخارا کی طرف گئے اور وہین علمی کتابین پڑھین۔ اسکے بعد خراسان مین جاکر نشو ونما پایا۔ شیخ عثمان چشتی ہارونی کے یہ مرید تھے۔ سلسلہ چشتیہ مین مودود چشتی اور ابراہیم ادہم تک انکا سلسلہ پہونچتا ہے۔ شہاب الدین غوری کے ہندوستان مین آنے کے پہلے خواجہ صاحب ہندوستان مین آچکے تھے۔ شہاب الدین غوری نے جب راے پتھورا پر فتح پائی تو خواجہ صاحب نے اپنے لیے اجمیر پسند کیا۔ وہین آخر تک رہے۔ ۶۳۳ھ مین وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور شیخ فرید شکر گنج آپ کے مرید تھے۔ نظام الدین سلطان الاولیا شیخ فرید کے مرید ہوئے۔ غرضکہ بہت سے نامی فقرائے ہند کا سلسلہ خواجہ معین الدین چشتی تک پہونچتا ہے۔ اکبر شاہ بادشاہ انکے مزار پر

کبھی برہنہ پا جاتا تھا۔ اور آپ کے مقبرے پر جو عمارت عالی بنی ہوئی ہے وہ اکبر ہی کی بنوائی ہوئی ہے۔ "آفتاب ملک ہند" آپ کی وفات کا مادہ تاریخ ہے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

انکو اوشی بھی کہتے ہیں۔ اندجان کے قریب ایک مقام اوش ہے۔ جہاں یہ پیدا ہوئے۔ صغر سنی میں انکو سفر در پیش آیا۔ بغداد میں یہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں رہے۔ خواجہ معین الدین چشتی سے بھی استفادہ پایا۔ ملتان میں مخدوم بہاء الدین کے ساتھ یہ کچھ دنوں رہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے وقت میں آکر یہ دہلی میں رہے اور ۶۳۳ھ میں وفات پاکر وہیں مدفون ہوئے۔ آپ صوفیانہ مذاق میں شعر بھی کہتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

اے بگرد شمع رویت عالمی پروانہ ۔۔۔ وز لب شیرین تو شورِ یست در ہر خانہ

من بچندین آشنائی میخورم خون جگر ۔۔۔ آشنا را حال این ست وای بر بیگانہ

قطب مسکین گر گناہے میکند عیبش مکن ۔۔۔ عیب نبود گر گناہے میکند دیوانہ

شیخ محی الدین ابن عربی رح

شیخ محی الدین عربی

علم ظاہر و باطن میں اُستاد وقت تھے ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں فوت ہو کر دمشق میں مدفون ہوئے۔ علمائے عصر میں یہ بہت مشہور تھے۔

شیخ فرید شکر گنج رح

شیخ فرید شکر گنج

کابل یا اُسی اطراف سے انکے دادا چنگیز خان کے عہد میں چلے آئے تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے اور خواجہ صاحب کے مرنے پر یہی اُنکے قایم مقام ہوئے۔ شکر گنج مشہور ہونے کے وجوہ کئی بیان کیے گئے

ہین لیکن کوئی بات خوب چسپان نہین معلوم ہوتی اسلیے کوئی ذکر نہین کیا گیا۔ سنہ ۶۶۴ھ مین بہ عمر ۹۵ سال وفات پائی۔ انکا مقبرہ پاک پٹن پنجاب مین ہے۔

مولانا جلال الدین

مولانا ے رومی

مولانا ے رومی یا مولوی رومی سے یہ زیادہ مشہور ہین۔ یہ بہت سے درویشون کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ لڑکپن مین یہ شیخ فرید الدین عطار کی صحبت مین رہے۔ عمر جب پختگی کو پہونچی تو شمس الدین تبریزی کے ساتھ کچھ دنون تک رہے انکی تصنیفات مین مثنوی مولانا روم بڑی مشہور کتاب ہے۔ یون مشہور ہے کہ مثنوی مولوی معنوی "ہست قرآن در زبانِ پہلوی" سنہ ۶۷۱ھ مین فوت ہوئے۔ اور انکا مرقد شہر قونیہ ملک روم مین ہے۔ قونیہ وہ مقام ہے جو فتح قسطنطنیہ کے پہلے سلطنت عثمانیہ کا دار السلطنت تھا۔

خواجہ نصیر الدین طوسی

نصیر الدین طوسی

بڑے زبردست عالمون مین انکا شمار ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی کے یہ معاصر تھے یہ خلیفہ مستعصم باللہ کے عہد مین تھے۔ اخلاق ناصری انھین کی تصنیف ہے۔ قہستان کے حاکم ناصر الدین محتشم کے نام سے وہ کتاب موسوم کی گئی۔ ابن علقمی وزیر خلیفہ بغداد کو خواجہ نصیر الدین سے کچھ کد تھی۔ خواجہ نے ایک قصیدہ خلیفہ بغداد کی تعریف مین لکھکر خلیفہ کے پاس بھیجا۔ ابن علقمی نے حاکم قہستان کے پاس کہلا بھیجا کہ خواجہ صاحب سے ہوشیار رہنا۔ خلیفہ بغداد سے بھی سلسلہ جنبانی شروع کی۔ ناصر الدین نے خواجہ کو قید کر دیا۔ ہلاکو خان جب قہستان کی طرف متوجہ ہوا تو خواجہ صاحب کی رہائی ہوئی۔ اور اسوقت سے ہلاکو خان کے دربار مین خواجہ

صاحب نے بڑا رسوخ حاصل کیا - بغداد کے غارت اور خلیفہ کے قتل کا باعث لوگ خواجہ صاحب کو ٹھہراتے ہین - لیکن اسمین شک نہین کہ اگر خواجہ صاحب عاقلانہ سعی سے کام لیتے تو شاید ہلاکو خان کو بغداد اور والی بغداد کے پامال کرنے سے روک سکتے تھے - خواجہ نصیر الدین طوسی ۶۷۲ھ مین مرے اور امام موسیٰ کاظم کے مزار کے قریب دفن کیے گئے - خواجہ نے ہلاکو خان کے بیٹے القاخان سے ایک رصد خانہ بہت بڑا بنوایا تھا - علم ہندسہ اور علم افلاک مین اسکو بڑا دخل تھا -

نصیر الدین قاضی بیضاوی

قاضی بیضاوی

یہ شیراز کے قاضی تھے - تبریز مین جاکر ۶۹۱ھ مین انھون نے انتقال کیا تفسیر بیضاوی انھین کی تالیف ہے -

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی

شیخ مصلح الدین

سعد ابن زنگی کے زمانہ مین تھے اسلیے سعدی انھون نے اپنا تخلص رکھا - یہ عالم صوفی اور شاعر تھے - بہت بڑے سیاح تھے اور بڑے باکمال تھے - گلستان اور بوستان انکی تصنیفات مین بہت مشہور ہین - ملا جامی لکھتے ہین -

در شعر سہ کس پیغمبران اند   قولیست کہ جملگی بران اند
فردوسی و انوری و سعدی   ہر چند کہ لا نبی بعدی

سلطان محمد قاآن حاکم ملتان نے آپ کو چاہا کہ ملتان مین آکر بود و باش اختیار کرین - لیکن پیری کی وجہ سے شیخ نے گھر چھوڑنا پسند نہ کیا - امیر خسرو کے لیے سفارشی خط شیخ صاحب نے محمد قاآن کے پاس بھیجا تھا اور کچھ اپنی غزلین

بھی بھیجی تھین - ۶۹۱ھ مین شیخ صاحب مرے - اور شیراز مین دفن ہوئے انکا مقبرہ سعدیہ کے نام سے مشہور ہے - آپ کی تاریخ وفات مین کچھ اختلاف بھی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین ابو الفرح ابن جوزی علوم ظاہری مین آپکے استاد تھے اور شیخ شہاب الدین سہروردی علم باطن مین -

مولانا قطب الدین علامہ

مولانا قطب الدین

ہلاکو خان اور سلطان محمد خدا بندہ کے عہد مین یہ تھے - خواجہ نصیر الدین طوسی کے ارشد تلامذہ سے تھے - کلیات شاہی انکی مشہور کتاب ہے - شیخ سعدی کے یہ ہمعصر تھے - اور دونون مین لطف صحبت بھی تھا - وفات ۷۱۰ھ -

شیخ بو علی قلندر پانی پتی

بو علی قلندر

یہ مشائخ وقت سے تھے - عراق انکا مولد تھا - اور پانی پت مین آکر رہے اور وہین مدفون ہوئے - جذب کی حالت مین کسی سے بولنا پسند نہین کرتے تھے - سلطان علاء الدین خلجی شاہ دہلی انکا مرید تھا - حضرت امیر خسرو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا زری زر لبفت رح سے اجازت لیکر اور بادشاہ دہلی کے فرستادہ ہوکر ابو علی قلندر رح کے پاس آئے - ابو علی رح نے امیر خسرو سے اشعار پڑھنے کی فرمایش کی اور خسرو نے اپنے اشعار سنائے -

ای کہ گوئی ہیچ مشکل جز فراق یار نیست ‌‌ ‌ گر امید وصل باشد ہمچنان دشوار نیست

چند گوئیدم برو زنار بند ای بت پرست ‌ ‌ ‌ بر تن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست

شیخ خوش ہوئے اور کچھ اپنے کلام بھی سنائے -

دیہیم خسروان بر ناخن انشر است ‌ ‌ ‌ خسرو کسے کہ حلقہ تجرید بر سر است

گفتم ز علم و عقل بہ ملکِ دگر شوم | ملکم ز علم و عقل چو دیدم فزون تر است
سیمرغ دار رے و نشستم بہ قاف عشق | کو عارفے کہ منظر او عرش اکبر است
درس شرف نبود ز الواح ابجدے | لوح جمال دوست برادر بہ بابر است

وفات ۱۴۱۸ھ۔

شیخ نظام الدین رح زری زر بفت

شیخ نظام الدین زری زربفت

ہند کے اکمل مشائخ سے گزرے ہیں۔ اور ہندوستان میں سلطان المشائخ مشہور ہیں۔ بدایون میں پیدا ہوئے اور دہلی میں نشوونما پائی۔ شیخ فرید گنج شکر کے مرید تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی کے لڑکوں نے دہلی کے قریب زندگی ہی میں سلطان المشائخ کا مقبرہ بنوایا تھا۔ لیکن شیخ نظام الدین اپنی وصیت کے مطابق مقبرہ کے باہر دفن کیے گئے اور عمارت مقبرہ مسجد کے طور پر مستعمل ہونے لگی۔ وفات ۷۲۵ھ

حضرت امیر خسرو رح

امیر خسرو

امیر خسرو کے باپ امیر سیف الدین نواحی بلخ کے امیر تھے۔ مغلوں کی یورش میں انکا حال زبون ہوا تو ہندوستان چلے آئے۔ امیر خسرو اپنے باپ کی وفات کو لکھتے ہیں:

سیف از سرم برفت و دلِ من دو نیم شد | دریائے من روان شد و در یتیم شد

امیر خسرو شاہی خاندان میں ہونے کی وجہ سے سلاطین دہلی کے دربار میں بڑا وقار رکھتے تھے۔ ادھر شیخ نظام الدین کی وجہ سے حلقۂ مشائخ میں بھی ممتاز تھے اور شاعری کی وجہ سے علما اور شعرا کی مجلسوں میں بھی سرآوردہ تھے۔ وفات ۷۲۵ھ ہجری۔ مدفن قریب شیخ نظام الدین رح۔

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی

شیخ نظام الدین کے خلیفہ دوم تھے۔ ۷۵۲ھ مین وفات پائی۔ سید محمد گیسو دراز انکے مریدون مین بہت مشہور ہین۔

شیخ جلال

شیخ جلال

یہ مخدوم جہانیان جہان گشت کے نام سے مشہور ہین۔ ملتان سے دہلی مین آئے۔ تمام دُنیا کی سیر انھون نے کی تھی۔ اسلیے جہان گشت انکا لقب ہوا۔ سات مرتبہ آپ نے حج بھی کیے تھے۔ وفات ۷۸۵ھ۔

خواجہ حافظ شیرازی

شیخ محمد خواجہ حافظ شیرازی

دیوان حافظ انکی کتاب بہت مشہور ہی۔ یہ صوفی مشرب تھے لیکن کسی کے مرید نہ تھے۔ حالت جذب مین رہتے تھے۔ ہر جمعہ کی شب کو مسجد شیراز کے مقبرے کے گرد گھوم کر قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ صبح تک بہت ہی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ ابو اسحاق و شاہ شجاع پادشاہان شیراز کے عہد مین تھے۔ شاہ تیمور نے ایک روز حافظ شیراز کو بُلا کر پوچھا کہ سمرقند اور بخارا جو میرا وطن مالوف ہی مین اُسے آباد کرنا چاہتا ہون اور تم بمضمون

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا   بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اسے یون تقسیم کیے دیتے ہو۔ حافظ نے جواب دیا کہ انھین بخششون سے تو اس حالت کو پہونچا ہون۔ شاہ تیمور یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ تیمور ہی کے وقت مین یہ مرے اور شیراز مین خشیہ رکناوہ باغ مصلی مین مدفون ہوئے۔ وفات ۷۹۱ھ

خواجہ بہاء الدین نقشبند رح

خواجہ بہاء الدین نقشبند رح

انکا مرقد بخارا مین ہی - وفات ۷۹۲ھ مین ہوئی - یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل مین تھے - اور اپنے وقت مین بڑے بزرگ تھے -

ملا سعد الدین تفتازانی

ملا سعد الدین تفتازانی

یہ بہت بڑے مشہور عالمون مین ہین - انکی تصانیف داخل درس ہین ۷۹۳ھ مین بمقام سمرقند یہ فوت ہوئے -

شاہ مدار

شاہ مدار

انکا لقب بدیع الدین تھا - قنوج کے قریب یہ مدفون ہین ۸۳۳ھ مین یہ فوت ہوئے - ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر انھون نے پائی اور بعض اس سے بھی زاید لکھتے ہین -

خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی

خواجہ شمس الدین محمد کوسوی جامی

یہ شیخ الاسلام احمد جامی کی نسل سے تھے - ہرات کی جامع مسجد کے قریب ۸۶۳ھ مین یہ دفن ہوئے -

مولانا سعد الدین عبد الرحمن

مولانا سعد الدین عبد الرحمن

یہ مولوی جامی کے نام سے زیادہ مشہور ہین - بڑے شاعر اور اہل دل تھے عربی اور فارسی مین بہت سی انکی تصانیف داخل درس ہین - سلطان ابو سعید کے وقت مین یہ بہت مشہور ہو چکے تھے - سال وفات ۸۹۹ھ -

شیخ عبد العزیز دہلوی

شیخ عبد العزیز دہلوی

یہ متاخرین ہند مین ہوئے ہین - بڑے عالم و محدث تھے - محمد اکبر کے زمانہ مین یہ تھے - وفات ۹۷۵ھ -

شیخ سلیم چشتی

شیخ سلیم چشتی

یہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی نسل مین تھے۔ بڑے ہی باکمال صوفی تھے اکبر شاہ کو انسے بڑی عقیدت تھی۔ بادشاہ نے انھین کے نام پر اپنے بیٹے کا نام سلیم رکھا۔ جو تخت سلطنت پر بیٹھ کر جہانگیر مشہور ہوا۔ تین مرتبہ انھون نے حج کیا۔ ۹۷۹ھ مین انکی وفات ہوئی۔ اور فتحپور سکری مین جو اکبر آباد کے قریب ایک مشہور جگہ ہی مدفون ہوئے۔ انکا مقبرہ اب تک وہان موجود ہی۔

مولانا عرفی

مولانا عرفی

انکا تخلص عرفی تھا۔ اصل نام جمال الدین تھا۔ مولد انکا شیراز تھا۔ پہلے یہ شیراز سے دکن مین آئے۔ وہان جب کچھ کام نہ نکلا تو اکبر آباد دہلی پہنچے۔ اور اکبر شاہ کے دربار مین انکا رسوخ ہوگیا۔ مرزا سلیم سے انسے بہت محبت تھی سُنا جاتا ہی کہ حاسدون نے زہر دیا۔ ۹۹۹ھ مین یہ مرے۔ لاہور مین دفن کیے گئے یہ نہایت کم سنی مین مرے۔ متاخرین مین یہ بہت مشہور تھے۔ انکا ایک شعر تھا۔

اگر بہ ہند ہلاکم کنند در بہ تتار ··· بکاوش مژہ از گور تا نجف بروم

مشہور ہی کہ مرنے کے بعد انکی ہڈیان کوئی نجف مین دفن کرنے لے گیا۔ یون بھی مشہور ہی کہ ایک شخص کسی دوسرے کے اشتباہ مین انکی ہڈیان کھود کر وہان لے گیا تھا۔

ملک الشعرا ابو الفیض فیضی فیاضی

ابو الفیض فیضی فیاضی

اکبر شاہ کے وقت مین بھی ایک عجیب شخص مجمع کمالات گزرا ہی۔ شیخ ابو الفضل کے یہ چھوٹے بھائی تھے۔ انکا تخلص فیضی تھا اور پھر فیاضی ہوگیا۔ وہ خود لکھتے ہین

زین پیش کہ سکام سخن بود فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بہ عشق مرتاض فیاضی ام از محیط فیاض

فارسی اور سنسکرت مین توانکو کمال ہی تھا۔ اسکے سوا بھی بہت سے علوم جانتے تھے سواطع الالہام قرآن شریف کی بے نقط تفسیر لکھکر انھون نے ثابت کردیا کہ زمین ہند مین پیدا ہوکر انھون نے عربی مین وہ کمال حاصل کیا جسکی نظیر عرب اور عراق عرب مین بھی نہین ملتی ۱۰۰۴ھ مین انکا انتقال ہوا۔

شیخ ابوالفضل

ابوالفضل | یہ فیضی کے بڑے بھائی تھے بڑے زبردست عالم اور مدبر تھے۔ انکی ایک کتاب ابوالفضل فارسی مین یادگار ہے۔ امور سلطنت مین بھی یہ دخل دیتے تھے ۱۰۱۱ھ مین یہ فوت ہوئے۔ شاہزادہ سلیم کی مخالفت اور اکبر شاہ کی دوستی مین یہ ایک ہند و راجہ کے ہاتھ سے مارے گئے مشہور ہے کہ یہ دونون بھائی یعنی فیضی اور ابوالفضل کوئی مذہب نہین رکھتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

خواجہ باقی باللہ

خواجہ باقی باللہ | یہ فرقہ نقشبندیہ مین بڑے ولی سمجھے جاتے تھے۔ دہلی مین انکا مزار ہے ۱۰۱۲ھ مین انکی وفات ہوئی۔

میر محمد باقر داماد

میر محمد باقر داماد | انکی تالیفات بکثرت ہین۔ ایران کے بڑے عالمون مین انکا شمار ہوتا ہے سنہ ۱۰۴۱ھ مین یہ فوت ہوئے۔ تاریخ وفات

ع عروس علم دین را مردہ داماد

میرزا صائب

انکا نام مرزا محمد علی تبریزی تھا- اصفہان مین یہ پیدا ہوئے- جہانگیر کے زمانہ مین یہ ہندوستان آئے- یہان سے واپس جاکر شاہ عبّاس کے دربار مین رسوخ پایا اور ملک الشعرا ہوکر یہ اصفہان مین رہے- فارسی غزل کہنے مین انکو کمال تھا- انکے مزار پر انکی وصیت سے خود انکا ایک شعر کندہ ہی-

درہیچ پردہ نیست نباشد لقاے تو   عالم پراست از تو و خالیست جاے تو

سال وفات سنہ ۱۰۸۰ھ-

فصل دوم

خواتین

اسوقت مسلمانان ہند کی عورتون کا مقابلہ انگریزون کی عورتون سے کیا جائے تو زمین و آسمان- سیاہ و سپید- رات اور دن کا فرق نظر آتا ہی- عورتین بے لکھی پڑھی مکان کی چہار دیواری مین گور کے ٹھنگون کی طرح قید رہتی ہین - ہر ایک شریف کا گھر گویا گھر کی عورتون کا ایک جیل خانہ ہی- غیر ملک کے سیّاح اگر ہندوستان کے سفرنامہ مین بطور لطیفہ کے لکھین کہ "ہندوستان کے شرفا گھر نہین بناتے صرف جیل خانہ بناتے ہین" تو بیجا نہین ہی- ان جیل خانون مین عورتون کی یہ کیفیت ہی کہ اُنکو ظالم اولیاے کام پڑا- اور عورتون کے حق مین فی صدی ۹۹ مرد ظالم ہی ہین (اور جب تک مغربی تہذیب جو فی الواقع اسلامی تہذیب* کا چربہ ہی اچھی طرح نہ پھیلے گی یہی حالت قایم

*مولف کا خیال ہی کہ انگریز اور انکی عورتین ہند کے مسلمان مردون اور مسلمان عورتون سے کہین زیادہ احکام قرآن کی پیرو ہین- وہ اس کتاب کو منزل من اللہ نہین سمجھتے لیکن انکی تہذیب جس راستہ پر (صفحہ ۶۲۱ دیکھیے)

رہے گی) تو کوئی دقیقہ زیادتیون کا نہین ہے جو عورتون کے حق مین اُٹھا رکھا جاتا ہو مرد عورتون سے کسی کام مین صلاح و مشورہ نہین کرتے۔ اُنکو ایسی تربیت ہی نہین دیتے کہ وہ مشیر کار بن سکین۔ اور اُنسے کبھی مشورہ بھی کیا جاتا ہے تو صرف اُن جاہلانہ رسوم کے نفاذ مین جو تمام کمزوریون کی بنیاد ہے۔

طلاق کی رسم ہندوستان مین نہین ہے۔ لیکن جس عیب کے مٹانے کے لیے طلاق کا دستور قایم ہوا تھا وہ گھر گھر موجود ہے۔ طلاق دی نہین گئی اور بے لطفی رہی۔ مطلقات سے کہین بُری حالت معلقات کی ہوتی ہے۔ ان عورتون کے جاہل اور بے زبان ہونے سے صرف شوہر ہی بیرحم نہین ہوتے۔ انکے بچے بھی انکی تعظیم نہین کرتے۔ ماں باپ بھائی انکے حقوق کی نگہداشت سے چشم پوشی کرتے ہین۔ بلکہ دندان طمع تیز رکھتے ہین۔ دنیا مین کمزور ہمیشہ زبردست کا شکار ہوتا ہے۔ اِن عورتون کی کمزوری سے تمام اقربہ ناجائز فائدہ اُٹھانے کو ہر وقت طیار رہتے ہین۔ مالی ملکی۔ اعزازی تمام حقوق انکے غصب کیے جاتے ہین معاشرت پر بھی اسکا اثر بہت بُرا پڑتا ہے۔ یہ برائیان عورتون تک محدود نہین رہتین مائین جب لونڈیون کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر حالت مین چوپایون کی طرح گھر مین ہین تو انکی اولاد بھی کمزور خیالات مان سے ورثہ مین پاتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بڑے بڑے اشخاص دنیا مین بڑی بڑی ماؤن کے بیٹے ہین یعنی ماؤن کے خصائل کا اثر لڑکون پر بہت قوی ہوتا ہے۔ ہندوستان مین البتہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۰) اُنکو چلاتی ہے وہ زیادہ تر احکام شرع کے موافق ہے۔ للاکثر حکم الکل۔ چند باتین خلاف شرع ضرور ہین مگر اُن سے تمام سنران کے مٹ نہین سکتے۔ نسبتہً احکام الٰہی کے پیرو انمین زیادہ ہین اور یہی وجہ انکے عروج کی ہے۔

فضل سے اب تعلیم کا چرچہ بہت ہی۔ بڑے بڑے فاضل پیدا ہوتے ہین لیکن
انکے علم مین رونق نہین آتی۔ کیون؟ اسلیے کہ ماں کی صحبت جو بچپن مین انکو
نصیب ہوتی ہی اُسکا اثر اخیر تک انمین قایم رہتا ہی اور تعلیم کے اثر پر غالب رہتا ہی
برعکس اسکے انگریزون کی عورتین ہین۔ یہ مردون سے زیادہ کام کرتی ہین
مرد کماتے ہین۔ عورتین خرچ کرتی ہین۔ اہل الراے کا قول ہی کہ کمانا آسان ہے
خرچ کرنا مشکل ہی۔ کمانا سبھی جانتے ہین۔ خرچ کرنا بہت کم لوگ جانتے ہین
سو پچاس روپیہ ماہوار آمدنی کے انگریز اُن ہندوستانیون سے کہین زیادہ صفائی
لطف اور آسایش سے بسر کرتے ہین جنکی آمدنی اُنسے دہ چند ہی۔ کیون؟
بیبیون کے سلیقہ کی بدولت۔ سلیقہ آتا ہی تعلیم سے۔ صحبت سے۔ آزادی
سے اور سیاحت سے۔ ان انگریزون کی عورتین سوسائٹی مین معزز سمجھی جاتی
ہین۔ خود اپنے حقوق پہچانتی ہین۔ انکے کسی حق کے تلف کرنے کا خیال تک
مردون کو نہین ہوتا۔ ان عورتون کی حالت سابق مسلمان خواتین سے
اشبہ ہی۔ یہ برابر مردون کے ساتھ سفر دور دراز اختیار کرتی ہین۔ حضر و سفر مین
ساتھ ساتھ رہتی ہین۔ یہی کیفیت ابتدا مین مسلمانون کی تھی۔ اسلام ہرگز پسند
نہین کرتا کہ عورتین گھر سے باہر نہ نکلین۔ اگر ایسا ہوتا تو حج عورتون اور مردون
پر یکسان فرض نہ ہوتا۔ حج کی بدولت گویا ہر مالدار خود مختار عورت پر فرض ہی
کہ کم سے کم ایک مرتبہ سفر حجاز کرے اور تمام دنیا کے مسلمانون کو ایک جگہ دیکھے
پیغمبر خدا لڑائیون مین بھی اپنی ازواج مطہرات مین سے کسی ایک کو ضرور ساتھ
لیجاتے تھے۔ آیت پردہ سے صرف نامحرم کے سامنے بے تکلفانہ آمد و رفت

کی امسداد کی گئی ہے اسکا یہ منشاء ہرگز نہین ہے کہ عورتین بیکار محض بنکر کوٹھری مین ہر وقت بیٹھی رہین - انگریزون کی عورتین اعلی سے اعلی تعلیم پاتی ہین - دنیا کے جتنے علوم ہین سب سیکھتی ہین - مردون کے برابر انکی معلومات کا دایرہ بھی وسیع ہوتا ہے - عرب مین جب تعلیم پھیلی تو مردون اور عورتون مین برابر پھیلی - اگر جاہل رہین تو دونون - عالم ہون تو دونون - عالم شوہر کو جاہل بی بی سے کیا انس ہو سکتا ہے - ایک ذی علم شوہر کو کندہ ناتراش بی بی کے ساتھ کوٹھری مین بند کر دینا - طوطی را با زاغے در قفس کردند کا مصداق ہے - ہندوستان مین عورتون کی تعلیم کی مخالفت اب تک قایم ہے - نہایت افسوس کا مقام ہے کہ لوگ اسلام کی تاریخ نہین پڑھتے - انگریزون کی عورتین ذی علم اور باسلیقہ ہین - اسی طرح مسلمانون کی بیبیان بھی پہلے زمانہ مین تھین - اور اسی لیے ایسی ترقیان مسلمانون نے کی تھین جنکی مثال مشکل سے ملسکتی ہے موجودہ خواتین کی اولاد سے ترقی کی امید رکھنا پتھر سے پانی ٹپکنے کی آرزو ہے - سابق زمانہ مین مسلمان عورتین محدث تھین - فقیہ تھین - شاعر تھین مدبر تھین سبھی کچھ تھین - سلطنتون کے انتظام انھون نے کیے ہین - بڑے بڑے فیض انسے جاری ہوئے ہین - انگریزون کی عورتون مین ذرا بے تکلفی اور بے پردگی نسبتاً زائد ہے - مسلمانون مین یہ باتین اعتدال کے ساتھ اور نہایت خوشنما طریقہ پر تھین -

بس اتنے فرق کے سوا اور تمام باتون مین مسلمانون کی عورتین یوروپین لیڈیون کے مانند تھین - ایسی موم کی گوڑیا کبھی نہ تھین جیسی فی زمانا ہندوستان

مین ہین - یورپین لیڈیون سے علیحدہ ہوکر دیکھیے تو اسوقت بھی دیگر بلاد اسلام کی مسلمان عورتین ہندوستان کی مسلمان عورتون سے بالکل طرز معاشرت مین ایک جدا حالت رکھتی ہین اور رائے کہین اچھے درجہ مین ہین - اسمین شک نہین کہ ہمارے ملک کی بیزبان عورتین نہایت عصمت مآب بڑی صابر اور مطیع ہین - بچون کی پرورش مین بے مثل ساعی اور شوہرون پر بیحد جان نثار ہوتی ہین - ان خوبیون کے ساتھ جب مردون کا جاہلانہ برتاؤ ان کے ساتھ دیکھا جاتا ہی تو یہ ماننا پڑتا ہی - کہ اعتدال ہر چیز کا اچھا ہی - عورتون نے ان خوبیون مین حد سے زیادہ تجاوز کیا جسکی وجہ سے مردان کو جزو ضعیف سمجھ کر ہر طرح انکے حقوق کے پامال کرنے کی فکرین کرنے لگے - مرد بیچارون پر بھی چندان الزام نہین - یہ اسور قومی نکبت کے آثار ہین - اور جب تک قوم کے دن اچھے نہ آئینگے انکو ساتھ ساتھ رہنا ہی -

تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مہذب قومون مین عورتون کی عزت زیادہ کیجاتی ہے اور عزت ہی کے ساتھ اُنکی آزادی کا خیال کیا جاتا ہے - تعلیم و تربیت کی طرف توجہ ہوتی ہی - اور گری ہوئی قوم کی عورتین گری ہوئی حالتین ہوتی ہین -

مولف کا منشا، یہ نہین ہی کہ عورتون سے رسم پردہ اٹھا دی جائے - اور اُنکو بالکل آزادی دیجائے - ہرگز نہین - صرف اتنی ہی آزادی دیجا سکے جو شرع نے روا رکھی ہی - اور وہ بھی بتدریج دفعتہً نہین - کیونکہ موجودہ حالت شرعی آزادی کی نعمتون کو اچھی طرح سمجھنے نہ دیگی اور بے شک رسم پردہ جس سختی کے ساتھ ہندوستان مین جاری ہی ضرور معیوب ہی - لیکن اسکا دفعتہً اٹھا

دینا معیوب تر ثابت ہوگا - ہر پرندا اپنی حفاظت کرنے کی بقدر ضرورت قابلیت رکھتا ہی - لیکن عرصہ تک قفس مین رہنے کے بعد اگر کوئی پرندآزاد کیا جائے تو وہ اپنی حفاظت کے قابل بالکل نہین ہوتا - اسی طرح جس خاندان یا کنبہ مین رسم پردہ سختی سے جاری ہی وہان اس سختی کا دفعتہً اُٹھ جانا نہایت خوفناک ہوگا اور دفعتہً بلا کا سامنا ہوگا - ہان رفتہ رفتہ زمانہ کے ساتھ تہذیب تعلیم - اثر صحبت کے پیرایہ مین - عورتون کے پردہ کو اُس حد تک محدود کرنا جس حد تک ہمارے باپ دادا کے وقت مین تھا مناسب ہوگا - اور یہ کوشش کرنا کہ ہماری عورتین علم - فضل - صحبت - تدبیر منزل - شرعی معلومات اور نیز زمانہ کے حالات جاننے مین اپنی دادیون کی پیرو ہون جنکے تذکرے آیندہ کیے جاتے ہین تو کیا کہنا کہ تمام قوم کی حالت سنبھلنے کی یہی ایک صورت نظر آتی ہی -

مشہور خواتین اسلام کے تذکرے کے قبل اسقدر تمہید کی ضرورت اسلیے نظر آئی کہ جو حضرات موجودہ زمانہ کی مسلمان عورتون کے طرز تمدن کو مایہ ناز سمجھتے ہین وہ ان خواتین کی خوبیون کو برائیون سے تعبیر نہ کرین -

آمنہ بنت وہب

آمنہ بنت وہب

شاعرہ ہونے کا فخر عرب کی تمام عورتون کو حاصل تھا - زمانہ جاہلیت اور ابتدائے اسلام مین عرب کی عورتین عموماً شاعرہ ہوتی تھین - خود آنحضرت محمد رسول اللہ کی مان آمنہ بنت وہب شاعرہ تھین - پیغمبر خدا کی شان مین جو اشعار آپ نے فرمائے وہ یہ ہین -

بارک فیک اللہ من غلام | یا ابن الذی من حومۃ الحمام
نجا بعون الملک المنعام | فودی غداۃ الضرب بالسھام
بمائۃ من ابل سوام | ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام | تبعث فی الحل وفی الحرام
فاللہ انھاک عن الاصنام | ان لا توالیھا مع الاقوام

اور پیغمبر خدا کے والد یعنی اپنے شوہر کا مرثیہ جو آپ نے لکھا ہے چند اشعار اُسکے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

عفا جانب البطحاء من ال ہاشم | وجاور لحدا خارجاً فی الغمام
دعتہ المنایا دعوۃ فاجابھا | وما ترکت فی الناس مثل ابن ہاشم
عشیۃ راحو یحملون سریرہ | تعاورہ اصحابہ فی التزاحم
فان تک غالتہ المنون وریبھا | فقد کان معطاء کثیر التراحم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ

حضرت فاطمہؓ

آپ بھی شاعرہ تھیں۔ پیغمبر خدا کی وفات پر جو مرثیہ لکھا تھا اُسکے دو شعر بہت مشہور ہیں۔

صبت علی مصائب لو انھا | صبت علی الایام صرن لیالیا
ماذا علی من شم تربۃ احمد | ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

اروی بنت الحارث

اروی بنت الحارث

عبد المطلب کی پوتی تھیں۔ بڑی مشہور شاعرہ نہ تھیں لیکن شعر وسخن سے انکو بہت مذاق تھا۔ امیر معاویہ سے انھوں نے ایک مرتبہ کسی ضرورت سے

چھ ہزار دینار مانگے۔ امیر معاویہ نے دیے لیکن ایک فقرہ یہ بھی کہا کہ تمھارے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ زندہ ہوتے تو اسقدر تمکو نہ دیتے۔ اروی سنکر بہت متاثر ہوئی۔ اور ایک مرثیہ جو بعضوں کے نزدیک اسکا بنایا تھا۔ اور بعضوں کے نزدیک کسی دوسرے شاعر کا تھا۔ پڑھا۔ اشعار یہ ہیں۔

الا یا عین ویحک اسعدینا ... الا تبکی امیر المومنینا
تبکی ام کلثوم علیہ ... بعبرتها وقدرت الیقینا
الا قل للفوارج حیث کانوا ... فلا قرت عیون الشامتینا
افی الشہر الحرام مجعتمونا ... بخیر الناس طرا اجمعینا
قتلتم خیر من رکب المطایا ... فذللها ومن رکب السفینا
ومن لبس النعال ومن حذاہا ... ومن قرا المثانی والمبینا
وکل مناقب الخیرات فیہ ... وحب رسول رب العالمینا
لقد علمت قریش حیث کانوا ... بانک خیرہا حسبا ودینا
اذا استقبلت وجہ ابی الحسین ... رایت البدر راق الناظرینا
وکنا قبل مقتلہ بخیر ... نری مولی رسول اللہ فینا
الحق لا یرتاب فیہ ... ولیدان الصم او الاقربینا
ولیس بکاتم علماً لدیہ ... ولم یخلق مخلق من المتجبرینا
کان الناس اذ فقدوا علیاً ... لغام حار فی بلد سنینا
فلا تشمت معاویۃ بن حرب ... فان بقیۃ الخلفاء فلینا

امیر معاویہ یہ اشعار سنکر بہت نادم ہوگئے اور کہا کہ جسقدر تعریف ان اشعار میں کی

اُس سے حضرت علیؓ افضل تھے۔

اروی بنت عبدالمطلب

اروی بنت عبدالمطلب

انکا شمار اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ خواتین مین کیا جاتا ہی۔ اپنے باپ کے مرثیے پر جو اشعار انھون نے لکھے تھے ذیل مین نقل کیے جاتے ہین۔

بکت عینی وحق لھا البکاء — علی سمح سجیتہ الحیاء
علی سھل الخلیقۃ ابطحی — کریم الخیم نیتہ العلاء
علی الفیاض شیبۃ ذی المعالی — ابوہ الخیر لیس لہ کفاء
طویل الباع املس شیظمی — اغر کان غرتہ ضیاء
اقب الکشح اروع ذی فضول — لہ المجد المقدم والسناء
ابی الضیم ابلج ہبرزی — قدیم المجد لیس لہ خفاء
ومعقل مالک وربیع فہر — وفاضلھا اذا التمس القضاء
وکان ھو الفتی کرما وجودا — وباسا حین تنسکب الدماء
اذا ھاب الکماۃ الموت حتی — کان قلوب اکثرھم ہواء
لضی قدما بذی رای حسیب — علیہ حین تبصرہ البہاء

انبتہ عقیل

انبتہ عقیل

یہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی عقیل کی صاحبزادی ہین۔ بڑی مشہور شاعرہ تھین اور بہت فصیح و بلیغ اشعار کہتی تھین۔ تین اشعار انکے ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم — ماذا فعلتم وانتم اخر الامم

بعترتی وباہلی بعد مفتقدی — منہم اساری ومنہم ضرجوا بدم
ما کان ہذا جزائی اذ نصحت لکم — ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

حضرت ام کلثوم

ام کلثوم یہ حضرت عمرؓ کی بیوی ہین۔ شاعرہ تھین۔ حضرت زینب اور حضرت سکینہ مین سے کسی ایک کا شعر حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر ہے

اترجوا امۃ قتلت حسینا — شفاعۃ جدہ یوم الحساب

عبد المطلب کی دوسری بیٹیان ام حکیم اور امیمہ بھی مشہور شاعرہ تھین۔ عرب کے سوا اور مقامات پر بھی اسلام پھیلنے پر عورتین شاعرہ ہوئی ہین انکے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ کس درجہ کی ادیبہ تھین۔

صفوۃ الدین

صفوۃ الدین یہ بڑی حسینہ۔ شاعرہ اور عاقلہ تھی۔ اسکی ایک رباعی نقل کی جاتی ہے۔

آن روز کہ در ازل نشانش کردند — آسائش جان بیدلانش کردند
دعوی لب نگار شکر ونبات — زان روے سیہ چوب دہانش کردند

کتنا نرالا مضمون اور کیسی عمدہ بندش ہے۔

بی بی بیدلی

بی بی بیدلی یہ شیخ عبد اللہ دیوانہ ہراتی کی حقیقی بہن تھی۔ بڑی قابل عورت تھی۔ اسکا یہ شعر مشہور ہے۔

روم بباغ وز نرگس دو دیدہ وام کنم — کہ تا نظارۂ آن سرو خوش خرام کنم

نرالا مضمون ہے

زیب النسا بیگم

زیب النسا بیگم — یہ عالمگیر کی دختر بڑی قابل تھی۔ شعر و سخن سے بھی ذوق تھا۔ تمام عمر اسنے نکاح نہین کیا۔

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد ۔۔۔ کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد

صد بہار آخر شد و ہر گل بفرقے جا گرفت ۔۔۔ غنچۂ باغ دل ما زیب دستارے نشد

یہ اسکی ناکتخدائی پر دال ہے۔ ایک جگہ پھر کہتی ہے۔

اے صد تشنہ سیر سوئے نیسان منگر ۔۔۔ بہر یک قطرۂ آبے جگرت نشگافند

مشہور ہے کہ زیب النسا نے ایک مصرعہ کہا تھا۔

از ہم نمی شود ز حلاوت جدا لبم

ناصر علی نے اسپر مصرعہ ثانی یون چسپان کیا۔

گویا رسیدہ بر لب زیب النسا لبم

زیب النسا نے یہ سنکر یون کہا

ناصر علی بنام علی بردہ پناہ ۔۔۔ ورنہ بذوالفقار علی سر بریدہ است

تحفۂ عربیہ

تحفۂ عربیہ — عورتون مین دامیہ بھی ہوئی ہین۔ تحفۂ عربیہ بڑی مشہور عارفہ شمار کی جاتی ہے۔ عشق الٰہی مین بیخود رہتی تھین۔ کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ گھر کے لوگ بیزار رہتے تھے۔ بالآخر گھر والون نے انکی جگہ پاگل خانہ تجویز کیا۔ حضرت سری سقطی اُس زمانہ کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ جب اُنکو خبر ہوئی تو انکو پاگلخانہ سے نکلوایا اور لوگون پر انکا درجہ ظاہر کیا۔ یہ شاعرہ بھی تھین۔ پاگل خانہ مین

انھوں نے یہ اشعار لکھے تھے۔

معشر الناس ما جننت ولکن | انا سکرانۃ وقلبی صباح
اغللتم یدی ولم ات ذنباً | غیر ھجری فی حبہ وافتضاح
انا مفتونۃ بحب حبیب | لست ابغی عن بابہ من براح
فصلاح الذی زعمتم فسادی | وفساد الذی زعمتم صلاح
ما علی من احب مولی الموالی | وارتضاہ لنفسہ من جناح

حکیمہ دمشقیہ

حکیمہ دمشقیہ — یہ بہت باکرامت بی بی سمجھی جاتی ہیں۔ رابعہ شامیہ ان کی مرید تھی۔

رابعہ بصریہ

رابعہ بصریہ — یہ بڑی مشہور بی بی ہیں۔ اپنے وقت کی بڑی ذی علم تھیں۔ انکی نسبت مشہور ہو کہ انھوں نے درجہ کمال پانے کے بعد بجز قرآنی کلمہ اپنی زبان سے بجز آیات قرآنی کے نہیں نکالا۔ وقت ضرورت کے آیات قرآنی پڑھتی تھیں اور لوگ اشارۃً سمجھ جاتے تھے۔ چونکہ باکمال تھیں اسلیے مناسب مواقع پر آیات تلاش کرلیتی تھیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد عبداللہ ابن مبارک سے مشہور ہو کہ وہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راہ میں رابعہ بصری سے ملے یہ میدان میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کوئی آگے پیچھے نہ تھا۔ جو گفتگو ہوئی وہ اکثر کتابوں میں منقول ہو۔ مکالمہ بہت دلچسپ ہو اسلیے یہاں نقل کیا جاتا ہو۔

عبداللہ۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رابعہ بصری۔ سلام قولاً من رب رحیم (سلام قول ہو پروردگار مہربان کی

جانب سے۔

عبداللہ۔ خدا تم پر رحمت کرے۔ یہاں کیا کر رہی ہو۔

رابعہ بصری۔ ومن یضللہ فلا ہادی لہ (جسکو اللہ گمراہ کردے اُسکو راہ بتلانے والا کوئی نہین۔

عبداللہ۔ "دل مین سمجھے یہ راہ بھول گئی ہے اور کہان جاتی ہو۔

رابعہ بصری۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرم "کعبہ" سے مسجد اقصیٰ "بیت المقدس" کی طرف۔)

عبداللہ سمجھے حج سے فراغت کرکے بیت المقدس جاتی ہے اور پوچھا اور کہا کب سے تم اس مقام پر پڑی ہو۔

رابعہ بصری۔ ثلاث لیال سویا۔ (تین راتین پوری) یعنے تین دن سے

عبداللہ۔ تمہارے پاس کھانے کو تو ہے نہین۔ آخر تم نے بسر کیونکر کی۔؟

رابعہ بصری۔ ہو یطعمنی ویسقین۔ (وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے)۔

عبداللہ۔ تم وضو کس چیز سے کرتی تھین۔؟

رابعہ بصری۔ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً (اور نہ پاؤ تم پانی تو تیمم کرو پاک مٹی)

عبداللہ۔ میرے پاس کھانا ہے کھاؤ گی۔

رابعہ بصری۔ ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ (پھر تمام کرو روزے کو تم رات تک)

عبداللہ۔ یہ رمضان کا مہینا تو نہین ہے۔

رابعہ بصری۔ ومن تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم (اور جو بطور نفل نیک کام

کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہی-)

عبداللہ۔ لیکن سفر مین تو ہمین روزہ نہ رکھنا مباح ہی -

رابعہ بصری - وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (اور اگر روزہ رکھو تم تو تمہارے حق مین بہتر ہی اگر تم جانتے ہو-)

عبداللہ نے اُسکی قرآن خوانی سے عاجز آکے کہا - جس طرح مین تم سے باتین کرتا ہون اسی طرح آزادی سے تم مجھ سے باتین کیون نہین کرتین؟

رابعہ بصری- مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید (نہین مُنھ سے نکالتا ہی کوئی بات مگر یہ کہ اسپر ایک جاسوس مٹیا ہی) -

عبداللہ نے پوچھا- تم کس قبیلے کی عورت ہو؟ -

رابعہ بصری - ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا - (اور نہ واقف ہو تو اُس چیز سے جسکا تجھے علم نہین ہی بیشک کان اور دل سب سے اُسکے متعلق بازپرس ہوگی)-

عبداللہ نے کہا - مجھ سے خطا ہوئی معاف کرو -

رابعہ بصری- لاتثریب علیکم الیوم لیغفر اللہ لکم - (نہین تم پر سرزنش آج اللہ تمھارے گناہ معاف کرے)-

عبداللہ- مین تمھین اپنی اونٹنی پر بٹھا کے لیچلون چلو گی؟ -

رابعہ بصری - وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ (اور جو نیکی کا کام تم کرو ، اللہ اُسے جانتا ہے) -

عبداللہ نے اونٹنی بٹھائی اور کہا - آؤ -

رابعہ بصری - قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم (کہہ تو مومنین سے کہ اپنی آنکھیں بند کر لیں)۔

عبداللہ نے اپنی آنکھیں اسکی طرف سے پھیر لیں اور کہا لو سوار ہو۔

رابعہ بصری نے جیسے ہی سوار ہونے کا قصد کیا اونٹنی بھڑکی اور اوسکی چادر پھٹ گئی۔ اپنی چادر کو پھٹتے دیکھ کر بولی۔ و ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (اور تمکو جو مصیبت پہونچے وہ خود تمھارے ہاتھون سے ہی)۔

عبداللہ نے کہا۔ اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ مین اونٹنی کو باندھ دون جب تم سوار ہونا۔

رابعہ بصری۔ ففھمنٰھا سلیمان (ہمیں سمجھایا ہم نے سلیمان کو)۔

عبداللہ نے اونٹنی کو باندھ کر کہا۔ اب سوار ہو۔

رابعہ بصری۔ سوار ہوئی اور اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا ۔ سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون (پاک ہے وہ اللہ جس نے اسکو ہمارا مطیع کیا اور ہم اسکی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف توجہ کرنے والے ہین)۔

عبداللہ نے اونٹنی کی مہار ہاتھ مین لی اور شور مچاتا ہوا چلا۔

رابعہ بصری۔ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک۔ نرمی کرو اپنی چال مین اور پست کرو اپنی آواز کو)

عبداللہ یہ سنکر آہستہ آہستہ چلنے لگا اور چلانے کی جگہ دھیمی آواز سے بطور ترنم کچھ اشعار پڑھنے لگا۔

رابعہ بصری۔ فاقرؤا ما تیسر من القرآن۔ پڑھو جسقدر توفیق ہو قرآن سے)

عبداللہ نے کہا۔ اللہ نے تم مین بہت سی نیکیان پیدا کی ہین۔
رابعہ بصری۔ و ما یذکرالا اولوا الالباب (اور نہین سمجھتے ہین مگر صاحبان عقل)
عبداللہ نے تھوڑی دور چلکر دریافت کیا کہ تمھارے شوہر بھی ہین یا؟۔
رابعہ بصری۔ یا ایہا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسوکم۔ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ سوال کرو اُن چیزون سے کہ اگر ظاہر ہو جائین تو تمکو بری معلوم ہون)۔
عبداللہ یہ سنکر خاموش ہو گئے اور چلتے چلتے قافلے مین پہونچے اور رابعہ سے دریافت کیا کہ قافلے مین تمھارا کون ہے۔
رابعہ بصری۔ المال و البنون زینۃ الحیوۃ الدنیا۔ (مال اور دولت دنیا وی زندگی کی زینت ہین)۔
عبداللہ سمجھے کہ اسکے بیٹے قافلے مین ہین۔ کہا۔ انکا پتہ کیا ہے۔
رابعہ بصری۔ و علامات و بالنجم ہم یہتدون۔ (اور علامتین ہین اور تارون سے وہ راستہ پاتے ہین)۔
عبداللہ سمجھے کہ اُسکے لڑکے قافلے کے رہبر ہین اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے خیمون مین پھرنے لگے اور رہبرون کے حلقے مین پہونچکر رابعہ سے کہا کہ تمھارا خیمہ کونسا ہے۔ پہچانو۔
رابعہ بصری۔ و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً یا یحییٰ خذ الکتب بقوۃ (اور لیا اللہ نے ابراہیم کو دوست۔ اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے اچھی طرح اے یحییٰ لے تو کتاب مضبوطی سے۔

عبداللہ سمجھے کہ یہ اُسکے بیٹون کے نام ہین - اور آواز دی - اے ابراہیم - اے موسی - اے یحیی - آواز سنکر تین نوعمر لڑکے نکلے جو اسقدر خوبصورت تھے کہ گویا چاند کے ٹکڑے تھے - لڑکون نے اپنی مان کو اُتارا اور عبداللہ سے بیٹھ کر باتین کرنے لگے -

رابعہ بصری نے یکایک چلاکر کہا - فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینۃ فلینظر ایہا ازکی طعاماً فلیاتکم برزق منہ -

یہ سُنتے ہی اُن لڑکون مین سے ایک فوراً بازار دوڑا گیا اور جو کچھ ملا لاکے عبداللہ کے سامنے رکھدیا -

رابعہ بصری نے کہا - کلوا واشربوا ہنیئاً بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ - (کھاؤ اور پیو برکت کے ساتھ بعوض اُسکے جو گذشتہ خالی دلون مین تم کر چکے ہو) -

رابعہ بصری کی باتین سُن سُن کر عبداللہ اسقدر حیرت مین تھے کہ لڑکون سے کہا - سنو - مین اپنے اوپر تمھارے کھانے کو حرام سمجھتا ہون جب تک یہ بیان نہ کردو کہ یہ کون خدا کی بندی ہین اور انکی کیا داستان ہے - لڑکون نے کہا ہمین بیان کر دینے مین کوئی عذر نہین ہے - یہ ہماری والدہ ہین - چالیس برس ہوئے جب سے سوا قرآن کی آیات کے اور کوئی لفظ انکی زبان سے نہین نکلا اور انھون نے اس خوف سے اور باتین کرنا چھوڑدی ہین کہ مبادا کوئی ایسا لفظ زبان سے نکل جائے جسکی قیامت کے دن جوابدہی کرنا پڑے -

رضیہ بیگم

اگرچہ جہانداری اور رموز مملکت کے متعلق عورتون کا داغ دیکھنا ہے تو

رضیہ بیگم

شمس الدین التمش کی بیٹی رضیہ بیگم کو دیکھنا چاہیے یہ تخت پر بیٹھی اور ہند کی حکمران رہی کسی اتفاقی وجہ سے ایسا نہین ہوا ملکہ سلطان التمش کے وقت سے لوگون کا خیال تھا کہ یہی سلطنت کرنے کے قابل ہے سلطان التمش کے وقت مین یہ شیر سلطنت تھی۔ جب سلطان التمش کہین باہر جاتا تھا تو اسکو دلی کے تخت پر بٹھا جاتا تھا۔ باپ کی غیبت مین باپ سے یہ اچھا کام کرتی تھی۔ بڑی مدبر اور بڑی عالم تھی۔ ایک مرتبہ اس نے ثابت کیا کہ ہندوستان کا جغرافیہ تمام اراکین سلطنت سے زیادہ اسکو معلوم ہے۔ سلاح خانہ۔ فوج کمسریٹ مالگزاری تمام شعبون سے بے انتہا قابلیت کے ساتھ یہ واقف تھی۔

نورجہان بیگم

نورجہان بیگم

جہانگیر کی بیوی نورجہان بیگم نے بعد جہانگیر کے سلطنت نہین کی لیکن جہانگیر کے وقت مین یہی حکمران تھی۔ نہایت خوش سلیقہ اور بڑی بیدار مغز عورت تھی۔

دنیا مین بڑی بڑی باکمال عورتین گزری ہین عورتون سے مدد لی جائے تو دنیا کے ہر کامون مین یہ مردون کی مددگار ہوسکتی ہین۔ یہان صرف انھین عورتون کا نام لکھا گیا ہے جنکے نام ناظرین کے زبان زد ہین ورنہ ایک سے ایک بڑے پایگاہ کی عورتین مسلمانون مین گزری ہین جنکے نام سے لوگ واقف نہین ہین اور اسلیے اُنکے حالات کا لکھنا بھی دلچسپی کا سبب نہ ہوگا۔ لیکن ان گمنام عورتون مین سے ایک کا نام لکھے بغیر رہا نہین جاتا۔

خولہ

خولہ

خالد ابن ولید کی فتوحات مین ضرار ابن ازور کا نام نمایان حرفون سے لکھنے کے قابل ہی۔ خالد ابن ولید کی فوج کا رستم یہی تھا۔ اسکی بہن خولہ ساتھ ساتھ رہتی تھی اور اپنے بھائی کی بے انتہا جان نثار تھی۔ بھائی کے ساتھ یہ کبھی کبھی لڑائیون مین بھی شریک ہوتی تھی۔ بھائی کے بچانے کے لیے اسنے بارہا جسم پر ہتھیار باندھے ہین۔ اس مختصر کتاب مین خولہ بنت ازور کے کارنامون کے لکھنے کا موقع نہین ہی۔ لیکن اگر کسی عورت کی سوانح عمری لکھنے کا کوئی ارادہ کرے اور خواہش یہ ہو کہ اسکی سوانح عمری بے انتہا دلچسپیون کا مخزن ہو تو خولہ تمام خواتین اسلام مین اسکی مستحق ہی کہ پہلے اسکی سوانح عمری لکھی جاوے۔

نواب شاہجہان بیگم

شاہجہان بیگم

اخیر اخیر مین نواب شاہجہان بیگم بالقابہا والیہ بھوپال کا ذکر کیا جاتا ہی۔ اس زمانہ مین کہ ہندوستان کی شریف عورتین علم و فضل اور تربیت سے بالکل بے بہرہ ہوتی ہین۔ ممدوحہ کی ذات مستثنیات مین ہی۔ جس خوبصورتی اور قابلیت سے وہ انتظام ریاست کرتی ہین بہت زیادہ قابل قدر ہی اور جسقدر خوبیان اُنمین جمع ہین وہ بہت زیادہ حیرت افزا ہین۔

تمام شد

فہرست مضامین تاریخ الاسلام

باب اول حقیقت اسلام (۱)

۱ حمد۔ وحدانیت۔ توضیح وحدانیت۔ لاالہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ۔

باب دوم از ابتدائے عالم تا ولادت محمد رسول اللہ (۱۶)

فصل ۱۔ ملک عرب کا جغرافیہ اور اُسکے حالات ۱۶ پرانی دنیا کا نقشہ۔ نقشہ ملک عرب۔ حدود اربعہ۔ یمن۔ حجاز۔ کعبہ۔ مکہ معظمہ۔ طائف۔ مدینہ منورہ۔ تجارت عرب قومی تفریق۔ عاد۔ ثمود۔ جرہم۔ عمالقہ۔ قوم۔ قحطان۔ بنو یعرب۔ ابرہہ۔ اصحاب فیل۔

فصل ۲۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور اُنکے اسلاف و اخلاف ۲۷ ستعرب۔ اجداد نبی۔ بنی اسرائیل۔ اجداد مؤلف۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش اور انکا سفر۔ زمزم۔ کعبہ۔ بنو اسمٰعیل۔ قریش۔ عبدالمطلب کا ننہال۔ مذاہب عرب قبل اسلام۔ عرب کی جہالت۔ بنو اسمٰعیل کا پھیلنا۔ چاہ زمزم کا چھپنا۔ سنگ اسود۔ چاہ زمزم کا پھر نکلنا۔ عبداللہ کی قربانی۔ اسمٰعیلؑ کی قربانی۔ اصحاب فیل۔

باب سوم از ولادت محمد رسول اللہ تا وفات (۴۲)

فصل ۱۔ زمانہ تربیت رسول ۴۲ عبداللہ کا بیاہ۔ حمل اور وضع حمل۔ وفات عبداللہ۔ بچوں کی پرورش۔ بنو عبدالمطلب۔ خاندان نبوت۔ ثوبیہ۔ برادران رضاعی۔ حلیمہ سعدیہ۔ محمد کے ظاہری اوصاف۔ ام ایمن۔ حضرت آمنہ کی موت۔ ام ایمن اور حضانت۔ عبدالمطلب کی وفات۔ سفر شام۔ بحیرا راہب سفر یمن۔

فصل ۲۔ سن شعور سے نبوت تک۔ ۴۸ محمد ملقب بہ "امین" عبدالمطلب کی مالی حالت۔ حضرت خدیجہ کی تجارت۔ نسطورا راہب۔ آنحضرت کا رسوخ۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح - ترمیم خانہ کعبہ بعہد قریش - حجر اسود کا رکھنا - خانہ کعبہ کی مختلف تعمیر -

فصل ۳ - رسالت سے ہجرت مدینہ تک ۵۳ نبوت سنہ ۶۱۰ء - وحی - وحی کا اُترنا - خدیجہ اور ابوبکر کا اسلام - اسلام کا چرچا - علانیہ دعوت اسلام - کفار قریش کی عداوت - محمدؐ مجنون مشہور ہوئے - ابولہب اور عتبہ ابولہب - محمدؐ ساحر کہے گئے - ابوبکرؓ سے بے ادبی - عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو - کفار کے حق مین دعائے بد - غریب مسلمانون پر سختیان - بلال حبشی - ہجرت حبشہ - ہجرت ثانی - نجاشی کے پاس کفار مکہ - جعفر اور دربار نجاشی - نجاشی کا مسلمان ہونا - نجاشی کی گفتگو - حمزہؓ اور عمرؓ - حمزہؓ مسلمان ہوئے - عمرؓ مسلمان ہوئے - عمرؓ کا کعبہ مین نماز پڑھنا - محمدؐ اور ابوطالب کی گفتگو - شعب ابوطالب - بنو ہاشم خارج از برادری - بنو ہاشم کا پھر برادری مین داخل ہونا - فارسیون کی رومیون پر فتح - ابوطالب کی وفات سنہ ۶۲۰ء - خدیجہؓ کی وفات - آنحضرت کا طائف جانا - عائشہؓ اور سودہؓ - معراج - مصعب بن عمیر کا مدینہ جانا - نماز جمعہ کا فرض ہونا - ابوبکرؓ کا حبشہ کی طرف چلنا اور پھر آنا - ہجرت مدینہ کی ابتدا - محمدؐ کے قتل کی سازش - علیؓ کا محمدؐ کی جگہ سونا - غار ثور - محمدؐ کے خیالی قاتل - غار ثور مین چھپنا - غار ثور کی کیفیت - سراقہ بن مالک - بریدہ بن الحصیب -

فصل ۴ - ہجرت مدینہ سے وفات رسولؐ تک ۸۴ سنہ ۱ھ مطابق ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ء - مسجد نبوی - ذوالنون مصری - سلمان فارسی - عبداللہ بن سلام - مہاجرین مین اخوت - مدینہ کی آب و ہوا - مہاجرین کا افلاس - سنہ ہجری - اذان - مسجد کی ترمیم - فاطمہؓ کا نکاح - رمضان کے روزے - جہاد کی ابتدا - ابتدائے جنگ - ابتدائی لڑائیان -

غزوہ ابوا - سریہ رابغ بامارت ابوعبیدہ بن الحارث - سریہ سیف
البحر بامارت حمزہ - سریہ خرار بامارت سعد بن وقاص - غزوہ بواط
غزوہ ذو العشیرہ - ابوتراب - غزوہ بدر الاولی - سریہ نخلی عبداللہ
بن جحش - غزوہ بدر - فوجین اکٹھا ہوئین - انصار کی مستعدی
سقون کا گرفتار ہونا - فریقین کے لشکر کی تعداد - کوئین پر ٹھہرنا -
عریشہ رسول - کارزار - علیؓ ابن ابی طالب - حمزہ بن عبد المطلب
شعار - رجز - مسلمانون کی عقیدت - ابوجہل مارا گیا - دشمنون
کی ہلاکت یکہ مین ہزیمت کی خبر - عباس بن عبد المطلب
قیدیون کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا - تقسیم غنیمت - ابوالعاص
قیدیان بدر سے فدیہ لینا غلطی تھی - سریہ عمیر بن عدی
غزوہ قنیقاع - غزوہ سویق - غزوہ قرقرۃ الکدر - غزوہ امر
سریہ قردہ - زید بن حارثہ - قتل کعب بن اشرف - قتل
ابورافع - نکاح با حفصہ و زینب - غزوہ احد - فوج کی تعداد
مسلمانون کی طیاری - عبداللہ بن ابی کی واپسی - عبداللہ
بن ابی کے حلیف - سرداران لشکر - جنگ - عبداللہ بن
جبیر کی شہادت - مسلمانون کی ہزیمت - نتیجہ جنگ - شہدائے
احد - حمزہؓ کی شہادت - حمزہؓ کے گھر ماتم - سریہ قطن ابوسلمہ
مخزومی - سریہ عبداللہ بن انیس - قصہ بیر معونہ - بنونضیر سے
آنحضرتؐ کا بچنا - غزوہ بدر صغری - رجم زنا - تعلیم زید بن ثابت
غزوہ المصطلق بامریسیع - جویریہ زوجہ رسولؐ - زینب
بنت جحش زوجہ رسولؐ - عبداللہ بن ابی منافق - عبداللہ
بن عبداللہ بن ابی - قصہ افک - غزوہ خندق یا احزاب
فوج کفار - فوج اسلام - منافقون کی بددلی - فتوح
بلاد کی پیشینگوئی - کفار کی واپسی - بنوقریظہ پر حملہ - بنوقریظہ
کا قتل - غزوہ دومۃ الجندل - حج فرض ہوا - غزوہ ذات الرقاع

غزوہ بنو لحیان - سریہ قضایہ - محمد بن سلمان - غزوہ ذی قردہ
سریہ عیص - سریہ علیؓ ابن ابی طالب - سریہ زید بن حارثہ
قصہ عرنیہ - غزوہ حدیبیہ - فریقین کے ایلچی - شرائط صلح
حدیبیہ مین قربانی - فتح مبین - ابوبصیر - ہرقل
اور دحیہ - ہرقل کا اسلام - محمد کا ایلچی یمن مین - باذن گورنر
یمن - باذن کے ایلچی محمد کے پاس - باذن مسلمان ہوگیا
ایرانیوں کی سوختیین - محمد کا ایلچی بحرین - ہوذہ بن علی
ابوہریرہؓ - رونق اسلام - غزوہ خیبر - علیؓ ابن ابی طالب
منافقون کی شرارت - اصحاب کبار کے حملے - علیؓ کا
پہونچنا - علیؓ کا فتحیاب ہونا - زینب نے زہر دیا خیبر کا
بندوبست - اہل فدک - وادی القری اور تیما -
جزیہ کیا چیز ہے - گزیہ - عمرہ قضا - جبلہ کا ارتداد - فروہ کا
مسلمان ہونا - عمرو بن عاص اور خالد بن ولید مسلمان
ہوئے - خالد - عمرو بن عاص - سریہ غالب بن عبداللہ
زید بن حارثہ اور جعفر طیار شہید ہوئے - خالد سیف اللہ
جعفر طیار - کم ہمتون کا انفعال - غزوہ ذات السلاسل -
سریہ خبط - فتح مکہ کا سامان - ابوسفیان مدینہ مین آیا -
سریہ ابو قتادہ - عباس عم رسولؐ مہاجرت - ابوسفیان
مسلمان ہوا - مسلمان مکہ مین داخل ہوئے - عبداللہ بن سعد
بن ابی السرح - حضرت عثمان کی رحیم المزاجی - عکرمہ بن ابی جہل
کعب بن زہیر - حبشی قاتل حمزہ - ہند زوجہ ابی سفیان -
قطع ید سارقہ - کعبہ کے بت بنو خذیمہ بلیلم - خالد کی غلطی
غزوہ حنین - مسلمانون کی ہزیمت - پھر مسلمانون کا فتحیاب
ہونا - سریہ ابو عامر - غزوہ طائف - عتاب حاکم مکہ - ابوموسیٰ
اور معاذ کا معلم ہونا - حضرت سودہ زوجہ رسولؐ - ممبر کی تعمیر -

حاکم بحرین کا مسلمان ہونا - سریہ عقبہ - سریہ قطبہ - جبشہ کے
لوٹ پٹ - کثرت ازواج رسولؐ - آنحضرتؐ ازواج سے
آزردہ ہوئے - کثرت ازواج کا سبب - آنحضرتؐ کا برتاؤ
گھر والوں سے - رجم غامدیہ - غزوہ تبوک - اصحاب کبار
کی اعانت - آنحضرتؐ کا فوجی امور سے واقف ہونا - حضرت
علیؓ بھی جا ملے - سریہ خالد - سنۃ الوفود - مباہلہ عیسائی
نجران - باذان حاکم یمن کی وفات - اصحاب رسولؐ
اور علیؓ کا یمن کی طرف جانا - بریدہ اور علی - حجۃ الوداع
کلمات نصیحت - الیوم اکملت لکم دینکم - قرآن اور اہل
بیت - علی مولاہ - ذوالکلاع - ابراہیم کی موت - آنحضرتؐ
کی بیماری - مسیلمہ کذاب - سجاح - اسود - اسامہ بن زید
مرض الموت - امامت مسجد - دوات قلم - مسئلہ خلافت
خلافت کی بحث - وفات اور دفن - رسول کے تیمار دار
صدقہ وقت وفات - فاطمہ اور حسنین - علیؓ سے گفتگو -
مسواک - یاروں کی بدحواسی - عمرؓ کی حالت - دفن کے
پہلے خلافت -

فصل ۵ - امہات المومنین ازواج مطہرات رسولؐ ۱۹۱ حضرت خدیجہؓ - حضرت سودہؓ - حضرت حفصہؓ - حضرت
ام سلمہؓ - حضرت ام حبیبہؓ - حضرت زینبؓ - حضرت زید - حضرت
زینب بنت خزیمہ - حضرت میمونہ - حضرت جویریہ - حضرت صفیہ -

باب چہارم خلفائے اربعہ (۱۹۷)

فصل ۱ - خلافت ابوبکرؓ ۱۹۷ خلافت ابوبکرؓ ۱۱ھ (۶۳۲ء) - حق خلافت -
علی کا ملال - شخصی سلطنت - اصحاب رسولؐ - بحث
خلافت - ابوبکرؓ کا پولیٹیکل انتظام - ابوبکر کا استقلال -
مدینہ پر حملہ - مالک بن نویرہ - ارتداد اہل بحرین - علاء
بن الحضرمی - ارتداد اہل عمان اور اہل یمن - ارتداد

کندہ اور حضرموت - علی کی بیعت - تدوین قرآن - نقشہ
ایران - ایران کی پولٹیکل حالت - حدود اربعہ نقشہ
ایشیائی ٹرکی - مصر کی قدیم حالت - نقشہ افریقہ شمالی -
سواد - حیرہ - اہواز - اردشیر - ایران کی حالت -
رومیون کی سلطنت - بصرہ کی فتح - جنگ اجنادین -
محاصرہ دمشق جنگ یرموک - خالد کی معزولی - خالد
اور عمر - اردشیر کی وفات - شہریار کی وفات - سنہ ۱۳ھ
(سنہ ۶۳۴ع) - وفات ابوبکرؓ -

فصل ۳ - خلافت حضرت عمرؓ بن خطاب - ۲۲۵ ریاضت اور عبادت - زوجین کی مدت مفارقت - عاصم
بن عمر کا بیاہ - ایک بڑھیا کے ساتھ سلوک - صدقہ کا
اونٹ گم ہو گیا - امیر المومنین کا خرچ - عاملون پر سختی
گھر والون کی تنبیہ - عمال کی نگرانی - عمرؓ کی یادگار - ممالک
مفتوحہ - عمرؓ کے اہل بیت - پولٹیکل معاملات مین بیدار
مغزی - خالد کی معزولی - نجران کے عیسائیون کی
جلاوطنی - مثنیٰ کی روانگی - رستم اور بہمن کی بے لطفی -
بصرہ - فتح دمشق - فتح طبریہ - فتح بعلبک - بغداد کے
قریب میلہ - ایران پر چڑھائی - جنگ قادسیہ - رستم کی
ہلاکت - فتوحات ملک روم - فتح مرج الروم - فتح حمص
فتوحات حمص - شیراز دلاذقیہ - فتح قنسرین - فتح حلب - فتح
اجنادین - جنگ یرموک - فتح بیت المقدس - فتح مداین
بابل ساباط وغیرہ - مداین مین مسلمان تقسیم غنیمت شہربانو
فتح حلوان - فتح موصل - کوفہ - قصر الامارۃ - سنہ کا رواج
مصر کی دوسری لڑائی - خالد کا فوج سے الگ ہونا - وسعت
مسجد حرام - حد شرابخواری - عام رمادہ - قحط مدینہ -
طاعون شام - وفات ابو عبیدہ - عمرو عاص کا ذکر -

مسجد نبوی کی وسعت۔ کوہ لبنان پر پرانی قبر۔ فتح مصر۔
فتح سکندریہ۔ سعد کی علیحدگی۔ وفات ہرقل۔ جنگ
نہاوند۔ ۲۱ھ۔ فتح الفتوح۔ مسلمانی سکے۔ برقہ۔
طرابلس۔ فتح اصفہان۔ فتح آذربائیجان۔ فتح خراسان
مازندران اور طبرستان کا زیر حکم ہونا۔ عسقلان اور عمودیہ کی
فتح۔ کرمان سیستان مکران (فارس) کی فتوحات۔
توج۔ شیراز۔ قلعہ اصطخر کی فتوحات۔ حج امہات المومنین
فیروز قاتل خلیفہ دوم۔ قتل امیر المومنین عمرؓ بن خطاب۔
رجم اور حد شرابخواری۔ قبر عمرؓ بن خطاب۔ وصیت عمرؓ
در بارہ امر خلافت۔

فصل ۳۔ خلافت حضرت عثمان غنیؓ۔ ۲۵۴ مشورہ در بارہ امر خلافت۔ عثمانؓ کا انتخاب۔ حضرت
علیؓ کی ناکامی۔ عثمانؓ کی تائید۔ عثمانؓ کے اوصاف
اور خصائل۔ عبد اللہ بن عمر پر دعوی قصاص۔ ہمدان
رے اور اسکندریہ کی بغاوتیں۔ ولید بن عتبہ کی ترقی
آذربائیجان اور آرمینیا کی فتح۔ بلاد روم کے فتوحات
خبیب اور مسلمانوں کی بدمزگی۔ عبد اللہ بن سعد۔
وسعت مسجد حرام۔ گازروم اور قلعہ بحیرہ کی فتح۔ عمرو عاص
کی معزولی اور امیر المومنین سے رنجش۔ افریقہ پر چڑھائی
طرابلس فتح ہوا۔ افریقہ۔ قتل جرجیر اور فتح افریقہ۔ مروان
کے ساتھ رعایت۔ عبد اللہ بن نافع حاکم افریقہ۔
جزیرہ سائپرس کی فتح۔ جزیرہ رودس۔ عبد اللہ بن عامر
حاکم بصرہ۔ قلعہ اصطخر اور جور کی فتوحات۔ حج۔ غلطی
اجتہاد۔ ولید کی معزولی۔ سعد بن العاص حاکم کوفہ۔
طبرستان اور جرجان کی فتوحات۔ نیشاپور بلخ وغیرہ کی
فتوحات۔ ۳۱ھ (۶۵۱ء)۔ یزدجرد کا خاتمہ۔

قسطنطنین سے بحری لڑائی - عبد اللہ ابن سعد اور محمد کا
جھگڑا - خراسان مین پورا تسلط - مسلمانون مین نفاق
ممالک مفتوحہ - حضرت عثمان رض کے طرز عمل پر بحث - مروان کا
تذکرہ - عبد اللہ ابن سبا مخالف عثمان رض - مخالفون کا
مدینہ مین آنا - عثمان رض کی تشویش - مروان کی شرارت
عثمان رض اور طلحہ کی عداوت - عثمان رض کی سوء تدبیر - محمد ابن ابی بکر
کے قتل کا اقدام - مروان کے قتل پر لوگون کا اصرار -
عثمان رض کے گھر کا محاصرہ - عثمان رض کا اپنی راے پر قایم رہنا
قتل عثمان رض - نائلہ زوجہ عثمان رض کا قتل ہونا - تاریخ قتل
عثمان رض -

فصل ۴ - خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ ۲۰۳ عثمان رض کے قتل کی تفتیش - علی رض کی پالیسی - طلحہ اور زبیر کی
سرکشی - حضرت عائشہ رض کی بے ادبی - نئے گورنر - سہل کا نواح
شام سے واپس آنا - عائشہ رض کا خروج - معاویہ کے خیالات
معاویہ کا ارادہ - مصر کی کیفیت - علی رض کی غلطی - عائشہ رض کا بصرہ
جانا - باپ بیٹے کی گفتگو - عائشہ رض اور عثمان بن حنیف کی
لڑائی - علی کا مستعد کارزار ہونا - فوج علی بصرہ مین حضرت
علی رض بصرہ مین - زبیر کا تذبذب - شب خون - جنگ جمل -
زبیر کا عائشہ رض سے منحرف ہونا - اہل جمل پر حضرت علی رض کی فتح
قتل زبیر - قتل طلحہ - طلحہ کا انجام - عائشہ رض سے صلح - عائشہ رض
کا انفعال - مقتولون کی تعداد - مصر مین محمد بن حذیفہ -
قیس بن سعد - علی رض بے قصور - عثمان کے بعد تین گروہ -
معاویہ اور علی رض - کوفہ دار الخلافہ علی رض - عمر عاص دمشق مین
پہونچا - ماہوی مرزبان سے صلح - جریر قاصد علی - علی رض
کا شام کی طرف چلنا - جنگ صفین - جنگ صفین کا خاتمہ
حضرت علی رض کی دقتین - قرآن نیزہ پر - حکمین یعنی دو پنچ مقرر ہوے

مضمون صلح نامہ - خوارج کی سرکشی - حکم مع ہوئے حکمین کے فیصلہ کا نتیجہ - خوارج کا کوفہ سے چلا جانا - جنگ کی طیاری خوارج نہروان کی شکست - التوائے جنگ - قتل محمد بن ابی بکر مالک کی موت - زیاد کا رسوخ - معاویہ کا حوصلہ بڑھا - عراق اور شام کی حکومت کا تصفیہ - قتل علی کرم اللہ وجہہ۔

باب پنجم قریشی النسل خلفا (۳۲۵)

فصل ا - بنو امیہ ۳۲۵ حسن کا خلافت سے علیحدہ ہونا - معاویہ کے عادات - قیس ابن سعد مطیع ہوا - حسن کو زہر دیا گیا - زیاد کا رسوخ - ممبر رسول - زیاد کا حرمین پر قابض ہونا - زیاد مرا - عبداللہ بن زیاد کا زمانہ - فتح سمرقند - یزید کے لیے بیعت - یزید کے مخالف - یزید کے لیے مکہ میں بیعت - انتظام ملکی معاویہ کی موت - یزید کی تخت نشینی - اصول انتخاب - یزید سے مخالفت - یزید کی زیادتی - جنگ کی نوعیت - بیعت کے لیے یزید کی سختی - عبداللہ بن زبیر مکہ میں - سنہ ۶۰ھ - عبداللہ ابن زبیر کے ہاتھ پر بیعت - کوفیوں کا خط حسینؑ کے نام - مسلم کوفہ میں - مسلم چھپے - مسلم قتل امام حسینؑ کا مکہ سے چلنا - اہل بیعت حسینؑ کے ساتھ سلوک - علی ابن حسینؑ - مسلمانوں کے فرقے - بارہ امام - عبداللہ بن زبیر اور یزید - عبیداللہ بن زیاد کی بے ادبی - یزید کے فسق و فجور کا اعلان - مدینیوں پر آفت - خانہ کعبہ جلا - یزید کی موت - معاویہ بن یزید - عبداللہ ابن زبیر کا عروج - مروان کی چال - مروان خلیفہ ہوا - اہل خروج - مختار - قاتلان حسین کی بربادی - شجرہ خاندان بنو امیہ - مروان کی موت سنہ ۶۵ھ - عبدالملک بن مروان - ولید بن عبدالملک - سلیمان بن عبدالملک - عمر بن عبدالعزیز بن عبدالملک

یزید بن عبد الملک - ہشام بن عبد الملک - ولید بن یزید بن
عبد الملک - یزید بن ولید - ابراہیم بن ولید بن یزید - مروان
حمار بن محمد -
فصل ۲ - بنو عباس ۳۶۲ خلافت کے خیالات - محمد بن علی اور ابو مسلم - خراسان میں
نصر اور کرمانی - ابو مسلم کا انجام - بنو عباس اور بنو علی -
ابو جعفر منصور - مہدی ابن منصور - ابن مقنع - چاہ نخشب
اعرابی کی گفتگو - موسیٰ ابن مہدی - ہارون - برامکہ - وسعت
سلطنت - تقسیم سلطنت بیٹوں میں - درویش سے
گفتگو - محمد امین - بھائیوں میں لڑائی - مامون - علی ابن
موسیٰ رضا - ابراہیم کا خروج - ممالک روم کی فتح - معتصم باللہ
ہارون - واثق - متوکل - منتصر - مستعین - معتز - مہتدی - معتمد
معتضد - مکتفی - مقتدر - قاہر - راضی - متقی - مستکفی -
مطیع - طائع - قادر - قائم - مقتدی - مستظہر - مسترشد -
راشد - مقتفی - مستنجد - مستضی - ناصر لدین - ظاہر - مستنصر
مستعصم - عباسیوں کی خلافت پر سرسری نظر -

باب ششم سلاطین مابعد (۳۸۱)

فصل ۱ - اندلس (اسپین) ۳۸۱ حدود اربعہ - پیداوار - اندلس - علوم - نقشہ اسپین - میں اسلام -
پولٹیکل حالت - قومی حالت - طارق فاتح اندلس - طلسمی
مکان - راڈرک کی ہزیمت - موسیٰ کا رشک - جنوبی فرانس
میں مسلمانوں کے فتوحات ٹور کے - عبد الرحمن -
اسپین کی خود مختار سلطنت - حکم بن ہشام - عبد الرحمن
ثانی بن حکم - شہدائے مسیحی - محمد بن عبد الرحمن - منذر بن
محمد - عبد الرحمن ثالث - مسلمانوں کا زور - مسیحیوں میں -
حمام - جامع مسجد - شاہی محل - حکم ثانی - ہشام ثانی -
منصور - مظفر بن منصور - طائف الملوکی - یوسف بن

		تشقفین - بنو مروان - بنو مہدی - بنو عمد می علیجدہ ہو گئے - بنو نصر - غرناطہ - ابو الحسن یا مولوی علی - الزاجل - ابو عبد اللہ عیسائیون کا مذہبی تعصب - مسلمانون کی جلا وطنی -
فصل ۲ - ملوک طاہریہ -	۳۹۸	تمہید بیان - نقشہ افغانستان - ملوک طاہریہ خراسان میں طاہر
فصل ۳ - ملوک صفاریہ	۴۰۱	ملوک صفاریہ - یعقوب بن لیث - عمر بن لیث -
فصل ۴ - ملوک سامانی -	۴۰۳	احمد - ابو الحسن نصر - نوح - عبد الملک - منصور - نوح بن منصور - منصور بن نوح - عبد الملک بن نوح -
فصل ۵ - ملوک غزنی -	۴۰۷	امیر اسمعیل بن ناصر الدین سبکتگین - سلطان محمود - محمد - مسعود - مودود - علی - فرخ زاد - ابراہیم - مسعود بن ابراہیم ارسلان - بہرام - خسرو شاہ - خسرو ملک -
فصل ۶ - سلاطین دیالمہ	۴۱۳	عماد الدولہ - رکن الدولہ - معز الدولہ - شیعون کا امتیاز - عضد الدولہ - موید الدولہ - فخر الدین - صمصام الدولہ - شرف الدولہ - بہاء الدولہ - مجد الدولہ - سلطان الدولہ - شرف الدولہ ابو کالنجار - جلال الدین - قوام الدولہ - خسرو -
فصل ۷ - سلاطین علویہ اسماعلیہ -	۴۲۲	مہدی - قایم بامر - منصور - معز لدین - عزیز - حاکم ظاہر - مستنصر - مستعلی - آمر باحکام اللہ - حافظ لدین - ظافر - فائز - عاضد -
فصل ۸ - شیعان اسمٰعیلیہ	۴۲۷	شیعون کے دو فرقے - حسن بن صباح - کیا بزرگ - محمد - حسن بن محمد - محمد بن حسن - جلال الدین - علاء الدین رکن الدین -
فصل ۹ - سلاطین سلجوقیہ	۴۳۳	سلجوق - طغرل بیگ اور جغر بیگ - طغرل بیگ - الپ ارسلان - قیصر روم کو شکست - جلال الدین ملک شاہ - نظام الملک - ملک شاہ کی گرفتاری - قیصر روم کی گرفتاری مدرسہ نظامیہ - ابو اسحاق - امام غزالی - برکیارق -

محمد بن ملک شاہ ۔ سلطان السلاطین سنجر ۔ محمود بن خان خوارزم ۔ سلطان سنجر ۔ عراق عرب کے سلجوقی ۔ کرمان کے سلجوقی ۔ ایشیائے کوچک کے سلجوقی ۔

فصل ۱۰ ۔ شاہان خوارزم ۴۴۱ توشتگین ۔ قطب الدین ۔ اتسز ۔ ایل ارسلان ۔ سلطان شاہ ۔ تکش خان ۔ سلطان محمد ۔ رکن الدین ۔ غیاث الدین ۔ جلال الدین ۔

فصل ۱۱ ۔ شاہان کرمان ۴۴۶ قراختائی ۔ آل مظفر در کرمان ۔

فصل ۱۲ ۔ چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں ۔ ۴۴۷ اتابکان شام ۔ اتابکان شیراز ۔ اتابکان متفرق ۔ آذربائیجان ۔ اوزبکیہ ۔ سلاطین سمرقند ۔ ملک کرت ۔

فصل ۱۳ ۔ سلاطین مغول ۔ ۴۵۰ نقشہ ۔ چنگیز خان کی ابتدا ۔ مسلمانوں کی تباہی ۔ اوکتائی قاآن بن چنگیز خان ۔ کیوک خان ۔ منکو خان ۔ ہلاکو خان ۔ بغداد کی تباہی ۔ تیمور ۔ تیمور صاحبقران ۔ چنگیز خانی سلاطین ۔ تیموری سلاطین ۔ بابر کی مصیبتیں ۔ اوزبکوں کا عروج ۔ ہمایوں ۔

باب ہفتم ۔ الاسلام فی الہند (۴۵۹)

فصل ۱ ۔ ہند اور اہل ہند کے اجمالی حالات ۔ ۴۵۹ حدود اربعہ ۔ نقشہ ہندوستان ۔ وجہ تسمیہ ۔ ہندوستان کے باشندے ۔ مذاہب ہند ۔

فصل ۲ ۔ ابتدائے اسلام سے سلاطین غزنی کے ختم تک ۔ ۴۶۲ سنہ ۴۴ھ (۶۶۵ء) مسلمانوں کی آمد ۔ افغان کا مذہب ۔ مہلب ابن ابی صفر ملتان میں ۔ سندھ میں مسلمان ۔ محمد قاسم ۔ ولید کے وقت میں سندھ ۔ اسلام اور زور شمشیر ۔ سلاطین غزنی ۔ محمود کی یادگاریں ۔ زبان فارسی ہندوستان میں ۔ اردو سے تعلق ۔ محمود کی پالیسی ۔ محمود کا مذہب ۔

فصل ۳ ۔ غوریوں کی سلطنت ۔ ۴۶۷ غوریوں کا عروج ۔ علاء الدین جہانسوز ۔ علاء الدین کی گرفتاری ۔ سیف الدین ثانی ۔ غیاث الدین غوری ۔

		شہاب الدین غوری - شہاب الدین غوری کے حملے - محمد غوری - قطب الدین ایبک -
فصل ۴ - غلام بادشاہوں کا بیان -	۴۷۰	قطب الدین ایبک - آرام شاہ - شمس الدین التمش - رکن الدین - رضیہ بیگم - معز الدین - علاء الدین مسعود شاہ - ناصر الدین محمود - غیاث الدین بلبن - کیقباد بن بغرا خان -
فصل ۵ - خلجیوں کی سلطنت -	۴۷۶	جلال الدین خلجی - علاء الدین - مبارک شاہ -
فصل ۶ - خاندان تغلق	۴۷۸	غیاث الدین تغلق - محمد تغلق - فیروز شاہ - غیاث الدین ثانی - ابوبکر - ناصر الدین - ہمایون - محمود -
فصل ۷ - سیدوں کا خاندان -	۴۸۲	خضر خان - سید مبارک - سید محمد - علاء الدین -
فصل ۸ - لودھیوں کا خاندان -	۴۸۳	بہلول خان لودھی - سکندر - ابراہیم -
فصل ۹ - خاندان سوری	۴۸۴	شیر شاہ سوری - سلیم شاہ - عادل شاہ -
فصل ۱۰ - مغلوں کے قبل چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستیں -	۴۸۷	بہمنی سلطنت - دار السلطنت گلبرگہ اور بیدر - ریاست بیجاپور - نظام شاہی خاندان احمد نگر - بادشاہان گولکنڈہ - عماد شاہی خاندان برار - برید شاہی خاندان بیدر - شاہان گجرات - ریاست مالوہ - ریاست خاندیس - سلاطین بنگالہ - شاہان جونپور -
فصل ۱۱ - مغلوں کی سلطنت -	۴۹۴	جلال الدین اکبر بن ہمایون شاہ - اکبر کی فتوحات - اکبر کے دربار میں علوم کا چرچا - ابوالفضل - فیضی - اکبر کا مذہب - ملکی قانون - جہانگیر سلیم - شاہجہان - سمنہ فضلی علی مردان خان - سعد اللہ خان - عالمگیر - شاہجہان کی موت - مرہٹہ - معظم بہادر شاہ اول - سکھ - جہاندار شاہ - فرخ سیر - رفیع الدرجات - رفیع الدولہ - محمد شاہ - احمد شاہ

عزیز الدین عالمگیر ثانی - محمد شاہ عالم عالی گوہر - محمد اکبر ثانی - ابوظفر محمد بہادر شاہ ثانی -

فصل ۱۲ - ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں - ۵۰۶
نظام حیدر آباد - میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہٗ - ریاست بھوپال - ریاست بہاولپور - ریاست مالیر کوٹلہ - ریاست ٹونک - ریاست رام پور - ریاست ممدوٹ - مرشد آباد کے نواب - شاہان اودھ - لکھنؤ کی رونق - چھوٹی چھوٹی ریاستیں -

فصل ۱۳ - ہندوستان کا ملکی مذہب اسلام کیوں نہ ہوا - ۵۱۵
اسلام کی پوری روشنی - اخوت اسلامی - مسلمانوں کی ترقی - مسلمانوں کی حالت سکون - مسلمانوں کے فرقے - ولید بن عبد الملک - محمد قاسم - ہندوستان میں اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا - ہندوستان کے حملہ آور - خالد - مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑا - ہندوؤں پر مسلمان غالب نہ ہوئے - اکبر -

باب ہشتم مسلمانوں کی موجودہ سلطنتیں (۵۳۰)

فصل ۱ - سلطنت عثمانیہ یعنی سلطنت ٹرکی - ۵۳۰
آرمینیا نقشہ - طغرل - عثمان بن طغرل - سلطان عثمان خان - سلطان ارخان - مراد اول - بایزید یلدرم - تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا - محمد اول - مراد ثانی ابن محمد - مراد ثانی بن مراد ثانی - بایزید ثانی بن محمد ثانی - سلطان سلیم خان اول - سلطان سلیمان دوم - سلیمان ثانی - سلطان سلیم دوم - سلطان مراد ثالث - محمد خان ثالث - احمد اول - سلطان مصطفے - عثمان ثانی - اخان مراد رابع - ابراہیم - محمد رابع - سلیمان ثالث - احمد ثانی - مصطفے ثانی - احمد ثالث - محمود اول - عثمان ثالث - مصطفے ثالث - عبد الحمید - سلیم ثالث - مصطفے رابع - محمود ثانی - عبد المجید ثانی - عبد العزیز خان - سلطان مراد خان - سلطان عبد الحمید خان -

فصل ۲- سلطنت ایران ۵۴۵ فتوحات ایران - اسمٰعیل - طہماسپ - اسمٰعیل ثانی - محمد خدابندہ - حمزہ - اسمٰعیل ثالث - عباس - صفی عباس ثانی - سلیمان حسین - طہماسپ ثالث - خاندان غلجی - محمود غلجی - اشرف خان غلجی - نادر شاہ - نادر شاہ کا عروج شاہان ایران -

فصل ۳- سلطنت مصر ۵۵۱ سلطنت مصر - خاندان ایوبیہ - صلاح الدین - مسجد اقصیٰ جند مسلم اور صلاح الدین - مسجد اقصیٰ کی ترمیم - خاندان چراکسہ - عباسی خلفا مصر میں - خدیو مصر -

فصل ۴- مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں - ۵۶۱ سلطنت افغانستان - ریاست بلوچستان - ریاست چترال سلطنت بنجارا - سلطنت مراکو - سلطنت یمن - ریاست مسقط -

باب نہم محض واعظین اسلام کے ذریعہ سے اشاعت دین (۵۶۴)

فصل ۱- مسلمانان چین ۵۶۴ مسلمانان چین - نقشہ ملک چین - آبادی مسلمانان کینٹن - وہاب ابو کبشہ - مسلمانان چین کی وضع - ابن بطوطہ چین میں - مسلمانان شانسی - ولید ابن عبد الملک کا زمانہ - نامور مسلمان -

فصل ۲- مسلمانان مجمع الجزائر - ۵۷۴ مجمع الجزائر - نقشہ مجمع الجزائر - ابن بطوطہ - جاوہ -

فصل ۳- یوروپ اور امریکہ میں اسلام - ۵۷۸ اسلام کا عیسائیت سے مقابلہ - انگلستان میں اسلام - امریکا میں اسلام -

باب دہم مشاہیر اسلام (۵۸۲)

فصل ۱- الرجال - ۵۸۲ حضرت اویس قرنیؓ - حضرت سعید بن جبیرؓ - خواجہ حسن بصری - امام محمد باقر - امام جعفر صادق - امام اعظم ابو حنیفہ - حضرت سفیان ثوری - داؤد طائی - امام مالک - امام ابو یوسف - امام موسیٰ کاظم - فضیل عیاض - شیخ معروف کرخی - امام شافعی رح - خواجہ بایزید بسطامی رح - حاتم اصم - امام احمد بن حنبل -

حضرت ذوالنون مصری - حضرت محمد اسمعیل - حضرت سری سقطی
عبداللہ ابومسلم - حضرت ابراہیم ابن ادہم - شیخ ابوبکر شبلی
ابوالقاسم منصور فردوسی - حکیم بوعلی سینا - حکیم ابوالقاسم عنصری
امام غزالی - خواجہ مودود چشتی رح - حکیم سنائی غزنوی - شمس الدین
محمد تبریزی - شیخ عبدالقادر جیلانی - حکیم ارزقی - انوری
فرید کاتب - شیخ نظامی گنجوی - خاقانی - ابن جوزی -
فاریابی - امام فخرالدین رازی - شیخ مجیدالدین بغدادی
شیخ نجم الدین کبری - فریدالدین عطار - مولانا بہاءالدین
شیخ شہاب الدین سہروردی - خواجہ معین الدین چشتی - خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی - شیخ محی الدین عربی - شیخ فرید شکر گنج
مولانا روم - نصیرالدین طوسی - نصیرالدین قاضی بیضاوی
سعدی شیرازی - مولانا قطب الدین - بوعلی قلندر - شیخ
نظام الدین زری زربفت - امیر خسرو - نصیرالدین چراغ
دہلی - شیخ جلال - خواجہ حافظ شیرازی - خواجہ بہاءالدین نقشبند
ملا سعدالدین تفتازانی - شاہ مدار - خواجہ شمس الدین جامی - مولانا
سعدالدین عبدالرحمن - شیخ عبدالعزیز دہلوی - شیخ سلیم چشتی - مولانا
عرفی - ابوالفیض فیضی فیاضی - ابوالفضل - خواجہ باقی باللہ - میر
محمد باقر داماد - میرزا صائب۔

فصل ۲ - خواتین - ۶۲۰ آمنہ بنت وہب - حضرت فاطمہ رض - اروی بنت الحارث - ساریہ
بنت عبدالمطلب - ابنۃ عقیل - ام کلثوم - صفوۃ الدین
بی بی بیدلی - زیب النسا بیگم - تحفہ عربیہ - حکیمہ دمشقیہ - رابعہ
بصریہ - رضیہ بیگم - نورجہان بیگم - خولہ - شاہجہان بیگم